٧٨٦

الٰہی غنچۂ امید بکشا

این کتاب مسمّٰی بہ

گلستان

سستی کتابیں ملنے کا پتہ

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب

کشمیری بازار لاہور

٧٨٦

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنۃ کہ این کتاب

لاجواب یادگار شاعر مکرم و معظم

مسمّٰی بہ

نسخہ صحیحہ گلستان مترجم

برائے فرم

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

و کتب خانہ دین محمدی بل روڈ لاہور

بہ اہتمام بابو عبد المجید خان صاحب پرنٹر فیروز

پرنٹنگ ورکس بیرون دروازہ شیرانوالا

لاہور سے طبع کرا کر ۱۹۳۶ء میں ملک دین محمد نے

کشمیری بازار لاہور سے شائع کیا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ٥

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

منتؔ خدای را عزؔ وجلؔ کہ طاعتش موجب قربتؔ ست و

احسان خدا کے تئیں ہے کہ غالب اور بزرگ ہے کہ بندگی کرنا اُسکا سبب نزدیک ہونے کا ہے اور

بشکر اندرش مزید نعمت ہر نفسے کہ فرومی رود ممدؔ

بیچ شکر اُس کے کے زیادہ ہونا نعمت کا ہے جو سانس کہ نیچے جاتی ہے بڑھانے والی

حیات ست وچون برمی آید مفرّح ذات پس در ہر نفسے

زندگی کی ہے اور جو اوپر آتی ہے خوشی دینے والی ذات پس بیچ ہر ایک دم کے

دو نعمت موجودست و بر ہر نعمتے شکرے واجب بیت

دو نعمت موجود ہیں اور اوپر ہر نعمت کے ایک شکر واجب ہے

از دستؔ و زبان کہ برؔ آید	**کز عہدہ شکرش بدر آید**
ہاتھ اور زبان کس کے سے برآوے	کہ حق شکر اس کے سے باہر آوے

اِعملوا آلَ داوٗد شُکرًا ؕ وقلیلٌ مِّن عِبادِیَ الشکورؔ - قطعہ

عمل کرو تم اے آل داؤد شکر کر اور تھوڑے ہیں بندوں میرے سے شکر کرنیوالے

ؔ منت نعمت ونیکی واحسان کسے نہادن وشکر نعمت بلفظ منت ابلغست از لفظ شکر چہ شکر در ہرجا اطلاق میتوان کرد بخلاف منت کہ خاصہ حضرت جل وعلاست چہ حق تعالی در کلام مید بندگان را از منت نہادن منع میفرمایند وبرائے خود اثبات میکنند جائیکہ میگوید قل اللہ یمن علیکم الآیہ بلکہ خدا احسان مے نہد بر شما معلوم شد کہ منت نہادن در حق بندگان منہی عنہ است ودر حق او تعالی استحسن ومقبول ونیز معلوم شد کہ درین اقتباس تلمیست باتباع آیت مذکورہ وحاصلش آنکہ منت کہ بار نعمت بر دیگری نہادن ومنعم علیہ را مرہون احسان خود داشتن باشد وایں خاصہ حضرت جل وعلا است ودرین وصف غیر او تعالی شرکتے ندارد وازین تقریر وجہ اختیار حمد بلفظ منت کہ دلالت بر اختصاص محمود علیہ دارد ہویدا شد چہ حمد بوصف النسب است کہ غیر دران مدخلے نباشد ۱۲ ہکذا فی شرح الفاضل الاحراری مع بعض الزیادات ۱۲ ؔ زواری بہا بود الف وبے یا تا ہیست از تاہائے باری تعالی حقیقتہ یعنی خود آئندہ کہ کنایت است از واجب الوجود ۲ ودیگر ز امعنی صاحب ومالک بہمیں معنی شہرت گرفتہ ومعنی اول متروک شدہ ۱۲ ؔ از لفظ قرابت اشارت است ۲ بسوی آیہ کریمہ واسجد واقترب ای بکن سجدہ وفریب د نزدیک خواہی شد ۱۲ اعزازی ؔ وبشکر بائے زائد برائے تحسین لفظ است وبمعنی اندر شکر کذا فی السروری وصاحب خیابان گفتہ کہ این مذہب جمہور است ومی تواند کہ لفظ اندر زائد بالفیہ معنی نیست باشد ونیز در سروری نیست وبعضے بائے او سببیہ گفتہ اند ودرین تقدیر مقصد میمی بمعنے زیادت ست سے سبب شکرش زیادت نعمت است ومی تواند کہ مزید بمعنی لیہم باشد نامناسبت حاصل شود وبموجب درین صورت لفظ اندر فایدہ ست ۱۲ ؔ ورذکر دست اشعار بآن کہ مورد شکر عام ست دل وزبان وجوارح دیگر واز اینجا دانستی کہ عطف درینجا بہتر است از اضافت دست بسوئے زبان ۱۲ ؔ کہ بکاف وہائے ہنوز برائے وذمی العقول آید وہر دو بمعنے کدام ست سروری ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش
بندے کو وہی بہتر کہ تقصیر اپنی سے

عذر بدرگاہِ خدا آورد
عذر بیچ درگاہ خدا کے لاوے

ورنہ[1] سزاوار خداوندیش
اور جو نہیں لائق صاحبی اسکی کے

کس نتواند کہ بجا آورد
کوئی نہیں سکتا ہی کہ بجا لاوے

باران رحمت بیحسابش ہمہ[2] را رسیدہ و خوان نعمت بیدریغش ہمہ جا کشیدہ پردۂ ناموس[3] بندگان بگناہ فاحش ندرد و وظیفہ روزی بخطائے منکر نبرد قطعہ!

مینہ رحمت بے حساب اس کی کا سب کو پہنچا اور خوان نعمت بے افسوس اسکے کا سب جگہ کھینچا پردہ عزت بندوں کا بسبب گناہ بد کے نہ پھاڑے اور روز ینہ روزی کھانیوالوں کا ساتھ خطائے بد کے نہ کاٹے

ای کریمی کہ از خزانۂ غیب
اے کریم ایسا ہے تو کہ خزانہ غیب سے

گبر و ترسا وظیفہ خور داری
گبر اور ترسا کو بھی روزینہ کھانیوالا رکھنے والا ہے تو

دوستان را کجا کنی محروم
دوستوں کے تئیں کہاں کرے تو محروم

توکہ با دشمنان نظر داری
تو ایسا ہے کہ ساتھ دشمنوں کے رکھتا ہے تو

فراش[4] باد صبا را گفتہ تا فرش زمردین بگسترد و دایۂ ابر بہاری را فرمودہ تا بنات نبات را در مہد زمین بپرورد و درختان را بخلعت[5] نوروزی قبائے استبرق در بر گرفتہ و اطفال شاخ را بقدوم موسم ربیع کلاہ

فراش باد صبا کے تئیں کہا تو فرش سبز رنگ بچھا دے اور دایۂ ابر بہار کے تئیں فرمایا تو لڑکیوں روئیدگی کے تئیں بیچ جھولے زمین کے پالے اور درختوں کے تئیں ساتھ خلعت نوروزی کے قبا سبز ریشم کی اور لڑکوں شاخ کے تئیں بسبب آنے فصل بہار کے

[1] یعنی اگر در ادائے شکر عذرے کہ متضمن اعتراف تقصیر خود باشد میکند در حق بندہ خوب و بہتر نیست زیراکہ شکرے کہ سزاوار آنجناب باشد و در خور نعمتہائے بیحساب او تواند بود مجال او نیست کہ ادا کند ۱۲ [2] پردہ و دریدن کنایہ از مفتضح ساختن ست ۱۲ فش [3] گناہ فاحش گناہے کہ از حد درگذرد و یائے تحتانیہ کہ در لفظ گناہ ہمچنین در لفظ خطا بعد ہمزہ کہ در اکثر نسخہ مسطور ست ازان است کہ قدما در موصوف زیادت میکردہ اند برائے رفع اشتباہ از مضاف و الحال این رسم خط متروک ست ۱۲ [4] دایہ ابر بہاری و بنات در مہد زمین و اطفال شاخ وارہ است این بیت قبل اضافت بتشبیہ است فور اللہ انا حراسے [5] عادت سلاطین ست کہ بروز نوروز نوکران و غلامان را خلعت میدہند ۱۲

شگوفہ برسر نہادہ عصارۂ نحلے بقدرت او شہد فائق شدہ و

ٹوپی کلی کی اوپر سر کے رکھی بچواڑ مکھی کا بسبب قدرت اس کی کے شہد فوقیت رکھنے والا

تخم خرمائے بہ تربیتش نخل باسق گشتہ قطعہ

والا ہے اور بیج خورمے کا بسبب پرورش اس کی کے درخت بلند ہوا

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکار اند

بادل اور ہوا اور چاند اور سورج اور آسمان بیچ کام کے ہیں

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار

سب واسطے تیرے کوشش کرنیوالے اور حکم اٹھانیوالے ہیں

تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

اس لیے کہ تو ایک روٹی بیچ ہتھیلی کے لادے تو اور ساتھ غفلت

شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

شرط انصاف کی نہ ہووے کہ تو حکم نہ لیجاوے تو

در خبر ست از سرور کائنات مفخر موجودات رحمت

حدیث میں وارد ہے سردار دنیا جائے فخر مخلوق سے رحمت واسطے عالم

عالمیان صفوت آدمیان تتمہ دور زمان بیت

کے رہنے والوں کے اور برگزیدہ آدمیوں کے اور ذخیرہ گردی زمانے کی

شَفِیْعٌ مُطَاعٌ نَبِیٌّ کَرِیْمٌ

شفاعت کرنیوالے اطاعت کی خبر دینے والے بزرگ

قطعہ بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ

پہنچے بلندی کو بسبب کمال مرتبہ اپنے کے

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

نیک ہیں تمام خصلتیں اُن کی

قَسِیْمٌ جَسِیْمٌ نَسِیْمٌ وَسِیْمٌ

قیمت کرنیوالے صاحب جسم پاکیزہ و شگفتہ صاحب حسن

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

دور ہوئی اندھیریاں ظلم اور کفر کی بسبب جمال انکے کے

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بیت

درود بھیجو اوپر اُن کے اور اولاد اُن کی کے

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتیباں

کیا غم دیوار امت کے تئیں کہ رکھے مانند تیرے پشت کا نگاہ رکھنے والا

چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوحؑ کشتیباں!

کیا ڈر لہر دریا سے ان کے تئیں کہ ہووے نوحؑ کشتی کا نگاہ رکھنے والا

۱؎ ایں قطعہ مبنی براں حرارت کہ از شدت حرارت آفتاب بخارات زمین سہل علو کردہ نزد کرۂ زمہریر رسد و منجمد گردد و بہوا متحرک آں گردیدہ و بیارد آں باران موجب نشو و نمائے حیوانات مے باشد ۱۲ ۲؎ اے بغفلت نخوری و شکر کنی کما ورد فی الخبر خلقت الاشیاء لاجلکم و خلقتکم لاجلی یعنی آدم اشیا را برائے تو پیدا کردم شما را برائے خود لہ برائے منکہ خود ۱۲ ۳؎ صفوت یعنی مقبول و برگزیدہ و سروری ایں را بالفتح گفتہ و صاحب کنز بالکسر آوردہ و صاحب بہر شہ حرکت اول آوردہ ۱۲ ۴؎ تتمہ مصدر است بر وزن تفعلہ از تمام و درینجا بمعنے فاعلیت و بمعنے باہم یا یعنے باد تمام شد راں رسالت زیرا کہ نیست پیچ نبی بعد او کذا فہم من سروری ایضاً ۱۲ ۵؎ مطاع بضم اول کسیکہ طاعت و فرمانبرداری او کنند ۱۲ بعضے بمعنے ۱۲ ۱۲ ۱۲

کہ یکے از بندگان گنہگار پریشان روزگار دست انابت بامید اجابت

کہ ایک بندوں گنہگار سرگشتہ روزگار سے ہاتھ توبہ کا ساتھ امید قبول ہونے کے

بدرگاہ خداوند جلّ وعلا بردارد ایزد تعالےٰ در و نظر نکند!

بیچ درگاہ بزرگ اور برتر کے اٹھاوے اللہ برتر بیچ اس کے نظر نہ کرے

بازش بخواند بار دیگر اعراض فرماید بازش بتضرع وزاری

پھر اس کو پکارے دوسری بار روگردانی اور چشم پوشی فرمادے پھر اسکو ساتھ رونے اور رونے کے

بخواند حق سبحانہٗ وتعالےٰ گوید یا ملائکتی قد استحییت من

پکارے اللہ پاک اور برتر کہتا ہے اے فرشتو میرے ہر آئینہ شرم رکھتا ہوں نہیں بندے

عبدی ولیس لہٗ غیری۔ دعوتش را اجابت کردم وامیدش بر

اپنے سے اور نہیں ہے واسطے اسکے سوائے میرے دعا اس کی کے تئیں قبول کیا میں نے اور امید اس کی بر

آوردم کہ از بسیاری دعا وگریہ بندہ ہمی شرم دارم بیت

لایا میں کہ بہت دعا اور رونے بندے سے شرم رکھتا ہوں میں

کرم بین ولطف خداوندگار

کرم دیکھو اور مہربانی خداوندگار کی

گنہ بندہ کردست او شرمسار

گناہ بندے نے کیا ہے اور وہ شرمندہ ہے

عاکفان کعبۂ جلالش بہ تقصیر عبادت معترفند کہ ما

گوشہ بیٹھنے والے کعبہ بندگی اس کی کے ساتھ تقصیر بندگی کے اقرار کرنے والے ہیں کہ نہیں

عبدناک حقّ عبادتک و واصفان حلیۂ جمالش بتحیّر

عبادت کی ہم نے بیچ حق عبادت کرنے تیرے کا اور صفت کرنے والے صورت جمال اسکی کے ساتھ

منسوب کہ ما عرفناک حقّ معرفتک قطعہ

حیرت کے نسبت کئے گئے ہیں کہ نہیں پہنچانا ہے ہم نے تجکو حق پہچاننے تیرے کا

گر کسے وصفِ او زمن پرسد

جو کوئی وصف اسکا مجھ سے پوچھے

بیدل از بے نشان چہ گوید باز

بے ہوش بے پتے سے کیا کہے پھر

لہ بازش سر درسے ہر دو ضمیر شین را اہل نزاد زادہ راجع بسوئے بندہ کردہ است وظاہر عبارت انیست کہ ضمیر مفعول را جع او بسوئے او تعالیٰ باشد ۱۲ سہ استحیا کہ بمعنی انقباض نفس است از خوشنا وخجالت وانیجا بمعنے خود نیست بلکہ مراد از لازم آنست کہ اثر و نتیجہ او بودہ باشد قاضی بیضاوی تفریح نودہ است کہ این صفات در حق واجب سبحانہ بطریق مجاز بمعنی آثار ولوازم استعمال یافتہ ۱۲ از اللہ احرامے ۱۲ سہ یہ نیادہ ست لفظ گار بمعنی خاوند دو در خداوندرائے نسبت آید وا و لفظ را بیشتر در جائیکہ فقط بند مذکور ے شود استعمال کنند ۱۲ عبد الواسع سہ سالقطبت کہ مفید معنی کثرت بود چون کو بسار بمعنی بسیار کردلبیا شاخ ۱۲ سید اصغی ۱۲ شہ یعنی گو کسے وصف ازمن پرسد شدان بیدل یعنے عاشق از بے نشان چہ گوید ازانکہ

عاشقان کشتگان معشوقند	برنیاید ز کشتگان آواز
عاشق مارے موئے معشوق کے ہیں	نہیں نکلتی ہے مرے ہوئے سے آواز

یکے از صاحبدلان سر بجیب مراقبہ فرو بردہ بود و در بحر

ایک صاحبدلوں سے سر بیچ گریبان مراقبہ کے پیچھے لے گیا تھا اور بیچ دریا کے

مکاشفہ مستغرق شدہ حالے کہ ازان معاملت باز آمد یکے

مکاشفہ کے ڈوبنے والا ہوا جسوقت کہ اس معاملے سے پھر آیا ایک نے

از محبان گفت ازین بوستان کہ بودی چہ تحفہ کرامت

دوستوں سے کہا اس باغ سے کہ تھا تو کیا تحفہ عنایت کیا

کردی اصحاب را گفت بخاطر داشتم کہ چون بدرخت

تو نے یاروں کے تئیں کہا صاحبدل نے ارادہ رکھتا تھا میں جب پاس درخت

گل برسم دامنے پر کنم ہدیہ اصحاب را چون برسیدم

گل کے پہنچوں میں دامن بھرلوں میں تحفہ واسطے یاروں کے جو پہنچا میں تو خوشبو

بوئے گل چنان مست کرد کہ دامنم از دست برفت قطعہ

بوئے گل نے ایسا مست کیا مجھکو کہ دامن میرے ہاتھ سے گیا

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز	کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد
اے چڑیا صبح کی عشق پروانے سے سیکھ	کہ اس جلے ہوئے کے تئیں جان گئی اور آواز نہ آئی
این مدعیان در طلبش بیخبرانند	کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد
بیہودہ دعوے کرنیوالے بیچ طلب اسکی کے بیخبر ہیں	جس کسی کو کہ خبر ہوئی خبر اس کی پھر نہ آئی

قطعہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم	وز ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم
اے خدا تو برتر ہے خیال اور اندازے اور شک اور وہم سے	اور جس چیز سے کہ کہا ہے لوگوں نے سنا ہے ہم نے اور پڑھا ہے ہم نے

[1] یعنی عاشقان صادق ہرگز اظہار آثار عشق خود نمایند بر کشش مردہ خاموش بباشد زیرا کہ کشتہ معشوق اند شور و شغب دلیل کم ظرفی بے استقلالی است چنانچہ جائے دیگر گفتہ قطعہ اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد این مدعیان در طلبش بیخبرانند کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد [2] صاحبدل در اصطلاح اہل تصوف آگویند و این لفظ درین کتاب ہرجا کہ واقع شد مصنف خود را مراد داشتہ ۱۲ ش [3] ہدیہ بفتح اول و کسر دال و تشدید یائے تحتانیہ تحفہ و در فارسی بسکون دال نیز آید ۱۲ [4] از زاغ سحر مراد عندلیب ست بسبب بسیار بودنش و چہ مرغ سحر خوانند ۱۲ [5] علش الفعال نون مہلت رعایت از ان ست ۱۲ ش [6] حال آنکہ نوید سوختن نالہ و فریاد میکنی [7] خیال بالفتح پندرہ و صورتیکہ در خواب اور شود یا بیدار بیدے از تخیل کردہ نمود ۱۲ س ۱۲ ۱۲ ۱۲

در گریبان [1] منکشف [2] حالت [3] یعنی از دامن بدرہ کہ تو بودی ما رام نہ بخاطر چنان [4] چنانم

دفترؔ تمام گشت و بپایان رسید عمر دفتر تمام ہوا اور آخر کو پہنچی عمر	ما ہمچنان در اوّل وصف تو ماندہ ایم ہم ویسے ہی شروع سے وصف تیرے کے رہے ہم

ذکرِ محامد پادشاہ اسلام اتابک ابوبکر بن سعد زنگی نور اللہ تربتہ!
ذکر مفتوں بادشاہ اسلام اتابک ابو بکر بیٹے سعد بیٹے زنگی کا روشن کرے اللہ تربت
ذکرِ جمیل سعدی کہ در افواہ عام افتادہ است و صیت سخنش کہ
اسکی ذکر خوب سعدی کا کہ بیچ منہ خلق کے پڑا ہے اور شہرہ سخن اُس کے کا کہ
کہ در بسیط زمین رفتہ و قصب الجیب حدیثش کہ ہمچو شکرؔ
بیچ کشادگی زمین کے گیا اور قصب الجیب حدیث اسکے کا کہ مانند شکر
می خورند و رقعہ منشآتش کہ ہمچو کاغذ زر می برند بر کمال
کے کھاتے ہیں اور تکڑہ تصنیف اسکے کا کہ مانند کاغذ زر کے لے جاتے ہیں اوپر کمال
فضل و بلاغت او حمل نتوان کرد بلکہ خداوند جہان و قطب
بزرگی اور علمیت اس کے گمان نہ سکیے کرنا بلکہ صاحب جہان کا اور قطب
دائرہ زمان و قائم مقام سلیمان و ناصر اہل ایمان اتابک اعظم
دائرہ زمان کا اور قائم مقام سلیمانؑ کا اور یاری دینے والا صاحب ایمان کا اتابیق بڑا
مظفر الدنیا والدین ابوبکر بن سعد بن زنگی ظلِّ
بادشاہ بڑا ظفر پایا گیا دنیا اور دین یعنی ابو بکر بیٹا سعد بیٹا زنگی کا سایہ
اللہ تعالےٰ فی ارضہٖ ربِّ ارض عنہ وارضہٖ
خدا تعالےٰ کا بیچ زمین اس کی کے اے رب میرے راضی ہو اس سے اور راضی رکھو اس کو
بعین عنایت نظر کردہ است و تحسین بلیغ فرمودہ و
اس بادشاہ نے طرف میرے بخشش سے نظر کیا اور شاباش بہت فرمائی اور خواہش
ارادت صادق نمودہ لاجرم کافۂ انام از خواص و عام بمحبت او
کی کی خواہ مخواہ گروہ خلق نے خاصوں اور عاموں سے بسبب محبت اس کی کے

لہ در اکثر نسخ بجای دفتر مجلس مہمان داری و خوان کشی کہ میزبان جہاں نمودہ بود و تمام شد دیدہ شد ۱۲ سلہ سعدی نسبت بسوئے سعد بن ابی بکر ازان کہ مداحش بود و نام رغش مصلح الدین بن عبد اللہ شیرازی کہ از لفاضل صوفیہ است ۱۲ تحفۃ الاصفیا سلہ بدانکہ شراح گلستان را در لفظ قصیب الجیب اختلاف است بعضے از ناظرین این کتاب جیب بروزن فعیل بمعنی محبوب خوانند اضافت قصیب بسوئے آواز مجبل اضافت موصوف بسوئے داشتند آرے قصیبکہ محبوب است ہمچو مسجد الجامع و مراد از نیشکر است واز لفریر فاضل سروری نیز قصب الجیب بجائے مہملہ مستفا میشود و گفتہ اند کہ آن را در فارسی نیشکر گویند ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

رباعی

گرائیدہ اند کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ
خواہش کی ہے کہ لوگ اوپر دین بادشاہوں کے ہیں

زانگہ کہ ترا بر من مسکین نظر است
جب سے کہ تیرے تئیں اوپر مجھ غریب کے نظر شفقت کیا

آثارم از آفتاب مشہور تر است
نشانیاں میری یعنی شعر میرے آفتاب سے مشہور زیادہ ہیں

گر خود ہمہ عیبہا بدین بندہ در ست
اگر تحقیق سب عیب بندے کے ہیں

ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است
کہ ہر عیب کہ بادشاہ پسند کرے ہنر ہے

قطعہ

گلے خوشبوی در حمام روزے
ایک مٹی خوشبودار بیچ حمام کے ایک روز

رسید از دست محبوبے بدستم
پہنچی ہاتھ ایک معشوق سے بیچ ہاتھ میرے کے

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
مٹی سے کہا میں نے کہ مشک ہے تو یا عنبر ہے تو

کہ از بوئے دلاویز تو مستم
کہ خوشبوے دلاویز تیری سے مست ہوں میں

بگفتا من گلے ناچیز بودم
کہا اُس مٹی نے میں ایک مٹی ناچیز تھی میں

ولیکن مدتے با گل نشستم
اور لیکن تھوڑے دنوں ساتھ پھول کے صحبت کی بیٹھے

جمال ہمنشین در من اثر کرد
خوبی ہمنشین نے یعنی صحبت پھول نے بیچ میرے اثر کیا

وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم
وگرنہ میں وہی خاک ہوں کہ جاتے ہیں مجکو

اَللّٰهُمَّ مَتِّعِ الْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَضَاعِفْ ثَوَابَ
بار خدایا برخوردار کر مسلمانوں کو بسبب دراز ہونے عمر اس کی کے ۔ اور دوچند کر پاداش خوبی اص

جَمِیْلِہٖ وَحَسَنَاتِہٖ وَارْفَعْ دَرَجَۃَ اَوِدَّآئِہٖ وَوُلَاتِہٖ
کی کا اور نیکیاں اُسکی کا اور بلند کر درجے دوستوں اور نوکروں اُس کے کے اور

وَدَمِّرْ عَلٰی اَعْدَآئِہٖ وَشُنَاتِہٖ بِمَا تُلِیَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ
بلاکی لا اوپر دشمنوں اور دشمن رکھنے والے اسکے کے برکت اس چیز سے جو تلاوت کی جاتی ہے بیچ قرآن کے

لہ این حکایت بطریق تمثیل است و مقصود مصنف از ایراد آن است کہ من شخصے حقیر بودم بر گاہ ہمنشین این سلطان شدم نامم در اطراف عالم رسید ۱۲ فق لہ گل بکسر کاف فارسی بدانکہ در ولایت رجست کہ وقتیکہ گلاب میکشند و بن دیگ از گل محکم کنند چنانکہ در ہندوستان با آرد آن گل از اثر گلاب خوشبودار میشوہ پس آن گل را در حمام نگہدارند و مردان و زنان بر سر خود مالیدہ شویند ۱۲ سے مشک بضم میم و شین معجمہ فارسی و بکسر میم و سین مہملہ عربی است و در یحنجا ہر دو وجہ تواں خواند و اقتصار بر یکے تقصیر ست ۱۲ ش سے دلاویز آنکہ طرابہ و تعلق باشد و این صفت ترکیبی ست از آو یختن لا بار این الف با لام متصل نوشتہ میشود تا اتصال معنی دلیل بر ترکیب معنوی باشد ۱۲ ہے شنات بفتح اول جمع تکسیر شانی بمعنی دشمن دارندگان ۱۲ شنہات ۱۲
۱۲ ۱۲

قطعہ اَیَاتِهٖ وَاٰمِنْ بَلَدَهٗ یَا رَبِّ وَاحْفَظْ وَلَدَهٗ

آہنوں سے اور چین میں رکھ شہر اُسکا ای پروردگا میرے اور پناہ میں رکھ اولاد اُس کی کو

لَقَدْ سَعِدَ الدُّنْیَا بِهٖ دَامَ سَعْدُهٗ

تحقیق نیک ہوئی دنیا ساتھ اُس کے ہمیشہ ہو جیو نیکی ساتھ اُسکے

وَاَیَّدَهُ الْمَوْلٰی بِاَلْوِیَةِ النَّصْرِ

اور مدد کرے اُسکی مولیٰ ساتھ نیزوں فتح کے

کَذٰلِكَ تَنْشَأُ لِیْنَةٌ هُوَ عِرْقُهَا

جیسا نشوونما پاتا ہے درخت ویسی ہی ہوتی ہیں شاخیں اُسکی

وَحُسْنُ نَبَاتِ الْاَرْضِ مِنْ كَرَمِ الْبَذْرِ

اور خوبی روئیدگی زمین کی بزرگی تخم کی سے ہے

ایزد تعالیٰ و تقدس خطۂ پاک شیراز را بہیبت حاکمان عادل و ہمت

خدائے برتر اور پاک شہر شیراز کو ساتھ ہیبت حاکموں عادل اور توجہ

عالمان عامل تا زمان قیامت در امان سلامت نگہدارد **قطعہ**

عالموں باعمل کے تا زمان برپا ہوئے قیامت کے بیچ پناہ سلامت کے نگاہ رکھے

اقلیم پارس را غم از آسیب دہر نیست

ولایت پارس کے تئیں غم آفت زمانے سے نہیں ہے

امروز کس نشان ندہد در بسیط خاک

آج کے دن کوئی پتا نہیں دیتا بیچ کشادگی زمین کے

بر تست پاس خاطر بیچارگان و شکر

اوپر تیرے ہے پادشاہ نگاہ رکھنا خاطر بیچاروں کا اور شکر

یا رب ز باد فتنہ نگہدار خاک پارس

ای پروردگار ہوائے فتنہ سے نگاہ رکھ شہر شیراز کے تئیں

تا بر سرت بود چو توئی سایۂ خدا

جب تک اوپر سر اُسکے کے ہیگا تجھ ایسا بادشاہ

مانند آستان درت مامن رضا

مانند چوکھٹ دروازے تیری کی جائے آرام خوشنودی کے

بر ما و بر خدای جہان آفرین جزا

اوپر تو گوکے اور اوپر خدای جہان پیدا کرنیوالے کے بدلہ نیکی کا

چندانکہ خاک را بود و باد را بقا

جب تک کہ زمین کا رہے اور ہوا کے تئیں زندگی ہووے

در سبب تالیف کتاب!

ذکر بیچ سبب تصنیف کتاب گلستان کے

یک شب تامل ایام گذشتہ می کردم و بر عمر تلف کردہ

ایک رات کو خیال بیچ زمانے گذرے ہوئے کے کرتا تھا میں اور اوپر عمر تباہ کی ہوئی کے

۱ نقد جواب قسم محذوف ست و النسب و ظاہر آں است کہ ہر سہ ضمیر کہ درین شعر واقع مت راجع بسوی ابوبکر باشد و بسوی

پسر او نا نام فرزندش بہ طرز لطیف و ردام سعدہ حاصل شود مناسبتی با مشارٌالیہ پیدا گردد و انتشار ضمائر لازم نیاید ۲ ۱۲ شاخ

لینۃ اصلش لونۃ بکسر لام و بسکون واو نوعی از درخت خرما ۳ بذر بذال معجمہ و ہملہ ہر دو بمعنی تخم ۴ مزاج ۶ خطہ بالکسر زمینے

کہ محبت بنا کردہ گرہ برد خط کشیدہ باشند و حد میکدا گردد ۱۲ ۵ اقلیم بکسر مقتم حصہ زمین کہ معمور ست و آنرا ربع مسکوں نیز گویند

و پارس بسکون را و سین موقوف نام ملکے کہ بنام پارس ابن پہلو مین سام شہرت گرفتہ زیر کہ در تصرف او بود خیالم

در فارس نام مرقوم ست کرود قدیم ایام اگر پارس میگفتند از نیجاست سلطان را کرا از امی اصفہان ست پارسی میگفتند

تاسف میخوردم و سنگلاخهٔ دل را بالماس آب دیده می سفتم

افسوس کھاتا تھا میں اور پتھر جھرے اپنے کا ساتھ الماس آب دیدہ کے بیدھتا تھا میں

وابن بیتها مناسب حال خود می گفتم مثنوے

اور یہ بیتیں مناسب حال اپنے کے کہتا تھا میں

هر دم از عمر میرود نفسے — چون نگه میکنم نماند بسے

ہر وقت عمر سے جاتا ہے ایک دم — جو دیکھتا ہوں میں بغور تو نہیں رہی ہے بہت

ایکه پنجاه رفت و در خوابی — مگر این پنج روز دریابی

اے سعدی کہ پچاس برس گئے اور تو خواب کے بیچ ہے — مگر یہ پانچ روز پہنچانے تو

خجل آنکس که رفت و کار نساخت — کوس رحلت زدند و بار نساخت

شرمندہ وہ شخص کہ گیا اور کچھ کام نہ کیا — نقارہ کوچ کا بجایا اور اسباب نہ لادا

خواب نوشین بامداد رحیل! — باز دارد پیاده را ز سبیل

نیند میٹھی صبح کوچ کرنے کی — پیچھے رکھتی ہے پیادے کے تئیں راہ سے

هر که آمد عمارت نو ساخت — رفت و منزل بدیگری پرداخت

جو کہ آیا ایک عمارت نئی بنائی — جب مرگیا وہ عمارت واسطے دوسرے کے خالی کی

وان دگر پخت همچنین هوسے — وین عمارت بسر نبرد کسے

اور اس دوسرے نے پکائی اسیطرح ہوس — اور یہ عمارت سر پر نہ لے گیا کوئی

یار ناپائدار دوست مدار — دوستی را نشاید این غدار

معشوق تغیر قیام کو دوست مت رکھ — دوستی کے نہیں لائق ہے یہ بے وفا

مادهٔ عیش آدمی شکم ست — تا بتدریج میرود چه غم ست

اصل زندگی آدمی کی یہ پیٹ ہے — اگر اعتدال سے جاتا ہے تو کیا غم ہے

گر به بندد چنانکه نکشاید — تو دل از عمر برکند شاید

اگر بند ہووے ایسا کر نہ کھلے — جو دل عمر سے اٹھاوے تو لائق ہے

۱ دریابی اے حاصل کنی یعنی یقینے در خواب ذار خواب بیدار شوی ۱۲ ش ۲ بار نساخت اے لبشتہ دار از خود درست نکرد و از خود زیست ۱۲ ۳ پرداختن بمعنے خالی کردن و بای بدیگری بمعنے برلے اے برلے دیگرے یا بمعنی را بمعنی دیگری را ۱۲ ۴ ای ہچو اول قصد بنائے دیگر کرد ۱۲ ش ۵ بسر بردن کنایت از اتمام رسانیدن و روزگار گذرانیدن و سازگاری نمودن ست ۱۲ س ۶ پائدار وصف ترکیبے از پائیدن بمعنے ویہ بودن ۱۲ ش ۷ غرضیکہ زندگی آدمے موقوف بر تحلیل و ہضم غذاست و در صورت بستگی شکم بطوریکہ ثقیل غذا از رد مرگ آدمی تلقین ست و برین قیاس در صورت نہال و ظاہر ست تحلیل و ہضم غذ چند روزہ است و ہمچنین حیات بر دموقوف محمد علی ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

درگشاید چنانکه نتوان بست
اور جو کھلے ایسا کہ نہ بند ہو سکے
چار طبع مخالف و سرکش
چار طبیعتیں ضد کرنے والی اور نفرت کرنیوالی
گر یکے زین چہار شد غالب
جو ایک اِن چاروں خلط سے غالب ہوا
لاجرم مرد عارف کامل
اس لئے مرد خدا شناس صاحب کمال
نیک و بد چون ہمی بباید مرد
نیک اور بد آخرکار مریں کے
برگ عیشے بگور خویش فرست
سامان زندگی کا بیچ قبر اپنی کے بھیج
عمر برفست و آفتاب تموز
عمر مثل برف کے ہے اور دھوپ بھادوں کی سی
ای تہیدست رفتہ در بازار
اے خالی ہاتھ گیا ہوا بیچ بازار کے
ہر کہ مزروع خود خورد بخوید
جس شخص نے کھیتی کھائی اپنی کچی
پند سعدی بگوش دل بشنو
نصیحت سعدی کی کان دل سے سن

گو بشو از حیات دنیا دست
کہ اس شخص کو زندگی دنیا سے ہاتھ دھو
چند روزے بوند باہم خوش
کتنے دنوں رہتی ہیں آپس میں خوش
جان شیرین برآید از قالب
جان میٹھی نکل جائے تن سے
ننہد بر حیات دنیا دل
نہیں رکھتا ہے اوپر زندگی دنیا کے دل
خنک آنکس کہ گوی نیکی برد
خوشا وہ شخص کہ گیند نیکی کا لے گیا
کس نیارد ز پس تو پیش فرست
کوئی نہ لاوے پیچھے سے تو آگے بھیج
اندکے ماند و خواجہ غرہ ہنوز
تھوڑی سی رہی ہے اے خواجہ غرور کب تک کریگا
ترسمت پر نیاوری دستار
ڈرتا ہوں میں بھری ہوئی نہ لاویگا تو پگڑی
وقت خرمنش خوشہ باید چید!
وقت خرمن کے اسکو لائق ہے بالی چننا
رہ چنین ست مرد و باش و برو
راہ ایسی ہے مردانہ وار ہو اور چل

بعد از تامل مصلحت آن دیدم کہ در نشیمن عزلت نشینم
بعد فکر کرنے اس بات کے مصلحت وہ دیکھی میں نے کہ بیچ آشیانہ گوشہ نشینی کے بیٹھوں

۱ه آب مخالف آتش ست و باد مخالف خاک ۱۲ ۲ه قالب بفتح لام کالبد و کفش و خشت زر و نقرہ و جز آن و بالکسر لام نیز آمدہ کذا فی المنتخب ۱۲ و در ینجا بکسر لام باید خواند با اختلاف توجیہ نشود و توجیہ حرکت ما قبل روی سے ست و نشاید کہ مختلف گردد ۱۲ نور اللہ احرار ے ۳ه خنک بفتحتین یعنی سرد چوں ہوائے خنک بمعنی خوش عیش و مراد در ینجا ہمیں است ۱۲ س ۴ه اے کسے بعد مردن تو اسباب عیش نخواہد آورد لاجرم از پیش مردن باید فرستاد ۱۲ ۵ه اے عمر سریع الزوال ست ۱۲ ۶ه تموز بفتح اول و ثانی مفہوم گرمائے سخت و نام ماہ از اول تابستان ۱۲ ۷ه غرہ بکسر غین اے ست لفتح آن از تفرقات اہل فرس است ۱۲ ۸ه لے کہ تہیدست بازار دنیا رفتہ و عملے نداری لے اندک استعداد کہ داری نیز برباد کنی و خراب در سوار جوع باآن عالم ست لے ۱۲ شرح ۱۲

ودامن صحبت فراہم چینیم ودفتر از گفتار ہای پریشان بشوئیم !
میں اور دامن صحبت سے چنوں میں اور دفتر باتوں پریشان سے دھوؤں میں

ومن بعد پریشان نگویم بیت
اور اس سے پیچھے پریشان باتیں نہ کہوں میں

زبان بریدہ بکنجے نشستہ صمٌّ بکمٌ | بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم
زبان کٹا ہوا بیچ ایک گوشے کے بیٹھا بہرہ اور گونگا | بہتر اس شخص سے نہ ہووے زبان اسکی بیچ حکم کے

تا یکے از دوستان کہ در کجاوہ[2] ہمنشین[3] من بودے ودر حجرہ جلیس[4]!
تو ایک دوستوں سے کہ بیچ کجاوے کے ہمنشین میرا تھا اور نزدیک کوٹھڑی کے پاس بیٹھنے والا

برسم قدیم از در درآمد چندانکہ نشاط ملاعبت کرد وبساط مداعبت
ساتھ رسم قدیم کے دروازے سے آیا جتنا کہ خوش مزاجی اور خوش طبعی اور بازی کرنیکی ہوا اور بچھونا بازی کرنے کا بچھایا

گسترد جوابش نگفتم وسر از زانوئ تعبد برنگرفتم رنجیدہ نگہ کرد وگفت قطعہ
جواب اسکا نہ کہا میں نے اور سر زانوے عبادت سے نہ اٹھایا میں نے رنجیدہ ہو کر دیکھا اور کہا

کنونت[5] کہ امکان گفتار ہست | بگوای برادر بلطف و خوشی
اب تجکو کہ طاقت بات کرنے کی ہے | کہہ اے بھائی ساتھ مہربانی اور خوشی کے

کہ فردا چو پیک اجل دررسد | بحکم ضرورت زبان درکشی!
کہ کل جو قاصد موت کا پہنچے گا | خواہ مخواہ زبان بند کرے گا تو

کسے[6] از متعلقان منش برحسب واقعہ مطلع گردانید کہ فلان عزم
کسی نے علاقہ داروں میرے سے اسکو اوپر موافق احوال کے خبردار کیا کہ فلانے نے قصد

کردہ است ونیت جزم کہ بقیت عمر معتکف نشیند وخاموشی گزیند
کیا ہے اور نیت مضبوط کہ باقی عمر اعتکاف میں بیٹھے اور خاموشی قبول کرے

تو نیز اگر توانی سر خویش گیر وجانب پیش گفتا بعزت عظیم و
تو بھی اگر ہو سکے راستہ اپنا لے اور کنارہ آگے کہا قسم ہے بزرگی خدا کی اور

---

[1] صم وبکم جمع اصم وابکم ست کرہا وگنگہا واطلاق جمع بجای مفرد از راہ مبالغہ در کثرت ست چنانکہ شما بجای تو جہت تعظیم وتحقیق آنست کہ فارسیاں بعضے جایا جمع را بملاحظہ معنی در مقام مفرد استعمال نمایند چنانکہ حور جمع حوراست بمعنی زن سیاہ چشم ۱۲ اخ [2] کجاوہ معرب کژاوہ بفارسی بمعنی ہودج ۱۲ [3] یعنی ہم در سفر وہم در حضر یار ومصاحب من بود [4] یعنی خواست کہ آنچہ خیز از جنس لطیفہ بذلہ بود باز بمیان آید ۱۲ اش [5] کنوں مخفف اکنون بفتح ہمزہ وسکون کاف بعدہ حرف ہمزہ کاف مضموم شد برمیت نون ۱۲ اش [6] چوں موت نزدیک ست آن وقت را بفردا تعبیر کردند ۱۲ [7] حسب بفتح اول وسکون ثانی شمردن وتعیین اندازہ وشمار چیزی بدیں معنی وسکون معنی مہملہ سرآمدہ ۱۲ س ۱۲ ۱۲

صحبت قدیم کہ دم برنیارم و قدم برندارم مگر آنگہ کہ سخن گفتہ شود
قسم ہے صحبت قدیم کی سانس نہ لوں گا میں اور قدم نہ اٹھاؤنگا مگر اسوقت کہ بات کہی جاوے

بعادت مالوف و طریق معروف کہ آزردن دل دوستاں
ساتھ عادت الفت کی گئی کے اور راہ پہنچانی گئی کے کہ آزردہ کرنا دل دوستوں کا

جہل ست و کفارت یمین سہل خلاف راہ صوابست و عکس رائے
نادانی ہے اور بدلہ قسم کا آسان ہے خلاف راہ نیک کے ہے اور خلاف

اولی الالباب ذوالفقار علیؓ در نیارم و زبان سعدی در کام قطعہ
عقل صاحبوں دانائی کے تلوار علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیچ میاں کے رہے اور سعدی کی تالو میں

زبان در دہان خردمند چیست
زبان بیچ منہ عقلمند کے کیا ہے

کلید در گنج صاحب ہنر
کنجی دروازے خزانے صاحب ہنر کی

چو در بستہ باشد چہ داند کسے
جو دروازہ بند ہووے کیا جانے کوئی

کہ جوہر فروش ست یا پیلہ ور
کہ یہ دوکان جوہری ہے یا بساطی کی

قطعہ

اگرچہ پیش خردمند خامشی ادب ست
اگرچہ آگے عقلمند کے خاموشی ادب ہے

بوقت مصلحت آں بہ کہ در سخن کوشی
لیکن وقت مصلحت کے وہ بہتر ہی کہ بیچ بات کے کوشش کرے تو

دو چیز طیرہ عقل ست دم فرو بستن
دو چیزیں ہیں سبکی عقل کی ہیں چپکے رہنا

بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی
وقت بولنے کے اور بولنا وقت چپکے رہنے کے

فی الجملہ زبان از مکالمت او در کشیدن قوت نداشتم و روی از محادثت
حاصل کلام زبان کلام کرنے باہم اسکے سے کھینچنا طاقت نہ رکھی میں نے اور منہ بات کرنے سے

بگردانیدن مروت نداشتم کہ یار موافق بود و محب صادق بیت
پھیر لینا جوانمردی نہ جانی میں نے کہ یار موافقت کرنیوالا تھا اور دوست سچا

۱؎ یعنی اگر قسم خوردہ باشی کفارہ آں سہل گفتہ اند کہ ناصل ست بیقدیر شرط زیرا کہ دالستن دل یاری و یاز شکستن و موقوف کردن آن ہمچنین نقص ہمیں ست برہان ۱۲ ۲؎ اولی بالضم بمعنے صاحبان الباب جمع لب بالضم دلشند بمعنی عقل و خرد ۱۲ ۳؎ ذوالفقار بفتح فا نام شمشیر بر وزیر بدر در دست عاصؓ بود چوں او کشتہ شد بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین علیؓ را بخشید و اینکہ بکسر فا شہرت دارد خطاست ۱۲ ۴؎ پیلہ ور بر وزن ثلیثہ گر شخصیکہ داد و اجناس عقاری سوزن و ابریشم و مہرہ امثال آن خانہ بخانہ گردیدہ بفروشد و بیرون پیش درطیب دارد فروش را گویند ۱۲ برہان ۵؎ طیرہ بالفتح معنی خفت و طیش دریجا بمعنی غفلت مناسب ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

چو جنگ آوری با کسے بر ستیز

جو لڑائی لاوے تو ساتھ اُس شخص کے لڑائی کر

کہ از وے گزیرت بود یا گریز

کہ اس سے چارہ تجکو ہووے یا بھاگ جانا

بحکم ضرورت سخن گفتم و تفرّج کنان بیرون رفتم در فصل ربیعی

ساتھ حکم ضرورت کے بات کی میں نے اور خوشی کرتا ہوا باہر گیا میں بیچ فصل بہار کے

کہ صولت برد آرمیدہ بود و اوانِ دولت ورد رسیدہ قطعہ

کہ شدت جاڑے نے آرام کیا تھا اور وقت دولت گلاب کا پہونچا

اول اردی بہشت ماہ جلالی

اوّل اردی بہشت مہینا جلالی کا

بر گل سرخ از نم افتادہ لآلی

اوپر گل سرخ کے شبنم سے پڑے ہوئے موتی

بلبل گویندہ بر منابر قضبان

بلبل بولنے والی اوپر منبروں شاخوں کے

ہمچو عرق بر عذار شاہد غضبان

جیسے عرق اوپر رخسار معشوق غضبناک کے

شب را بوستان با یکے از دوستان اتفاق بیتوت افتاد

شب کو بیچ ایک باغ کے ساتھ ایک کے دوستوں سے اتفاق رات کے رہنے کا پڑا

موضعے خوش و خرم و درختان دلکش درہم گفتئے کہ خردۂ

ایک مکان خوش اور سبز اور درخت دل کھینچنے والے اور گنجان گویا کہ ٹکڑے

مینا بر خاکش ریختہ و عقد ثریا از تاکش آویختہ قطعہ

سبز شیشے کے اوپر خاک اسکی کے گرائے ہیں اور ہار ثریا کا انگور اُس کے ٹکایا ہے

روضۃٌ ماءُ نہرہا سلسالُ

باغ پانی نہروں اُس کی کا جاری

آن پر از لالہ ہای رنگارنگ

وہ بھرا ہوا لالوں رنگ برنگ سے

باد در سایۂ درختانش

ہوا نے بیچ سائے درختوں اُس کے کے

دوحۃٌ سجع طیرہا موزونُ

درخت برابر چڑیاں اچھی بولنے والیں

وین پر از میوہ ہای گوناگون

اور یہ بھرے ہوئے میووں طرح طرح سے

گسترانیدہ فرش بوقلمون

بچھایا فرش رنگ برنگ کا

ف ای اگر جنگ میکنی با کسے جنگ مکن کہ آخر یاں کس غالب خواہی گر یخت واگر از ہر دو یکے صورت نہ بندد لیش دران مقام سود ندارد ۱۲ ؎ اوان بضم زبان لفظ مفرد بمعنی دران و بالمد غلط است کذا فی السرور وغیرہ پس آنچہ شارح فاضل ممدود جمع آن گفتہ در کتب لغت ازان اثری پیدا نیست ۱۲ ؎ اردی بہشت روز اول ماہ دوم است از بہار اول ثور ست و ماہ فروردین را بیز گویند ۱۲ ؎ بیت مصدر میمی بمعنی بیتوتت یعنی شب گذرا نیدن در جائے ۱۲ ؎ خردہ بالضم ریزہ و مینا بکسر میم آبگینہ را گویند و آبگینہ ازان ہم گویند کہ یاقوت و زمرد و جواہر داشتہ باشد و در موضع کاے بکار برند ۱۲ ؎ ثریا چند ستارہ ایست باہم مجتمع چون خوشۂ انگور مولف گوید کہ بدین خوبی اسلوب کسے از شعرائے عرب و عجم این مضمون نہ بستہ ۱۲ ۱۲

بامدادان کہ خاطر باز آمدن بر رای نشستن غالب آمد بدیدمش

صبح کو کہ ارادہ پھرنے اوپر تدبیر بیٹھنے کے غالب آیا دیکھا میں نے اُس دوست کو

دامنی گل وریحان[1] و سنبل و ضمیران[2] فراہم آوردہ و آہنگ

رومال گل اور ریحان و سنبل اور ضمیران کا جمع لایا اور ارادہ

رجوع کردہ گفتم گل بوستان راچنانکہ دانی بقائی و عہد

پھرنے کا کیا کہا میں نے گل باغ کے نہیں جیسا کہ جانتا ہے تو کچھ قیام اور زمانہ

گلستان راوفائی نباشد و حکیمان گفتہ اند ہرچہ نپاید

باغ کے نہیں ایک وفا ہیں ہے اور دانا بولنے کہا ہے جو چیز بہت دنوں نہ ٹھہرے

دلبستگی رانشاید گفتا طریق چیست گفتم برای نزہت ناظران و

دل باندھنے کو نچاہیے کہا راہ کیا رہے کہا میں نے واسطے تازگی دیکھنے والوں کے اور

فسحت حاضران کتاب گلستان توانم تصنیف کردن

کشادگی حاضروں کے کتاب گلستان بنانا کرسکتا ہوں میں

کہ باد خزان را بر ورق او دست تطاول نباشد و گردش

کہ باد خزاں کے نہیں اوپر ورق اس کے کے درازی نہ ہووے اور گردش

زمان عیش ربیعش را بہ طیش[3] خریف مبدل نکند قطعہ

زمانے کی خوشحالی بہار اُس کی کو بسبب سبکی خزاں کے بدلہ کیا گیا نہ کرے

بچہ کار آیدت زگل طبقی

کیا کام آوے تیرے گل سے ایک طبق

گل ہمین پنج روز و شش باشد

گل ہاہی پانچ چھ روز رہے گا

از گلستان من ببر ورقی

گلستان میری سے لیجا ایک ورق

وین گلستان ہمیشہ خوش باشد

اور یہ کتاب گلستان ہمیشہ سرسبز رہیگی

حالی کہ من این حکایت بگفتم دامن گل بریخت و در دامنم آویخت

جس دم کہ میں نے یہ بات کہی دامن پھولوں کا گرا دیا اور بیچ دامن میرے کے اُلجھا

[1] ریحان نازبو و ہر گل کہ در اول بہار روید ۱۲ [2] ضمیران در طرح بفتح میم نوعی از گیاہ و شارح فاضل ضمیران بفتح ضاد و سکون میم و فتح یای تحتانیہ و ضمیران بفتح ضاد و سکون یای و ضم میم و در مدار الافاضل ضومران و ضیمران بضم سپرغم و در حل لغات بتقدیم یای تحتانی بر میم و میم بر تحتانی ہر دو صحیح ست بمعنے گیاہ زرد رنگ کہ رنگ عاشقان را بدو تشبیہ دہند و آن ہموارہ در آب روید ۱۲ [3] طیش در صراح سبکی و خطا کردن تیر از نشانہ درین صورت تجوز محل فروغی نشود پس مراد از طیش است کہ بسبب آن سبکی و خفت باشد تا بقا یا عیش درست باشد ۱۲ ۱۲ ۱۲

۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲

کہ اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفیٰ فصلے۱ دو ہمان روز اتفاق۲ بیاض افتادہ

کہ سخی نے جس دم وعدہ کیا پورا کیا فصل دو اسی روز اتفاق لکھنے کا پڑا

و در حسن معاشرت و آداب محاورت در لباسی کہ متکلمان۳ را

اور بیچ خوبی صحبت داری کے اور ہمدیگر گفتگو کرنے کے بیچ اُس عبارت کے کہ عالموں

بکار آید و مترسلان را بلاغت افزاید فی الجملہ ہنوز از گلستان نفقیتی

کے تئیں کام آوے اور منشیوں کو واقفیت زیادہ کرے حاصل کلام ابتک گلستان سے کچھ باقی

ماندہ بود کہ کتاب گلستان تمام شد وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَاب

رہا تھا کہ کتاب گلستان تمام ہوئی اور اللہ عالم تر ہے اور حاکم تر بیچ نیکی کے

ذکر پادشاہزادہ جہان سعد بن ابی بکر بن سعد نوّر اللہ قبرہ

ذکر بادشاہ زادۂ جہان سعد بیٹے ابی بکر بیٹے سعد بیٹے زنگی کا روشن کرے اللہ قبر اُس کی

و تمام آنگہ شود بتحقیق کہ پسندیدہ آید در بارگاہ جہان پناہ

اور تمام اسوقت ہووے بیچ حقیقت کے کہ پسندیدہ آوے بیچ بارگاہ جہان پناہ

سایۂ کردگار پرتو لطف پروردگار و ذخر زمان و کہف امان

ظل اللہ روشنی لطف پروردگار کا اور ذخیرۂ زماں اور پناہ امان کا

اَلْمُؤَیَّدُ مِنَ السَّمَاءِ - اَلْمَنْصُوْرُ عَلَی الْاَعْدَاءِ - عَضُدُ الدَّوْلَۃِ

تائید پایا گیا آسمان سے نصرت پایا گیا اوپر دشمنوں کے قوت بازو دولت

الْقَاہِرَۃِ - سِرَاجُ الْمِلَّۃِ الْبَاہِرَۃِ - جَمَالُ الْاَنَامِ - مُفْخِرُ الْاِسْلَامِ

غالب کا چراغ مذہب روشن کا خوبی خلق کا فخر اسلام کا

سَعْدُ بْنُ الْاَتَابَکِ الْاَعْظَمُ شَہَنْشَاہُ الْمُعَظَّمُ - مَالِکُ رِقَابِ الْاُمَمِ

سعد بیٹا اتابک بڑے کا بادشاہ بادشاہوں بڑے کا مالک گردنوں امتوں کا

مَوْلیٰ مُلُوْکِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ - سُلْطَانُ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ - وَارِثُ

صاحب بادشاہوں عرب اور عجم کا بادشاہ خشکی اور تری کا وارث

۱ فصل آنچہ در کتابہا مینویسند و آن مطالب چندست کہ علیحدہ علیحدہ آورده شود ۱۲ ش ۲ یعنی واقع شدہ در بیاض و کسیکہ گفتہ ای برادر اتفاق بیاض مرتکب غیر ظاہر شدہ چہ از کلام سابق و لاحق مصنف معلوم میشود کہ قبل از وعدہ مسودہ این کتاب واقع نشدہ ۱۲ ش ۳ متکلمان سخن گویندگان و مترسلان نامہ نویسندگان و این کنایہ ازین ست کہ برای تحریر و تقریر نفع و فائدہ آوردن ۱۲ ۴ فرخ یعنی زمان بہار ہنوز باقی بود داران خزان نرسیدہ ۱۲ ۵ سایہ کردگار یعنی ظل اللہ سروہے گویند کہ ظل بمعنی نعمت یا حفظ بدست میتواند کہ بمعنی حقیقی باشد زیرا کہ پادشاہ مناسبت بہ پروردگار دارد و حکایت او میکند مثل خالق چنانچہ بدست باری تعالیٰ او بستہ ہست ہمچنین بدست شاہ نیز متعلق میباشد و نیز چنانچہ سایۂ آفتاب صانت میکند ہمچنین کہ پادشاہ از حوادث و ہوان محفوظ میدارد چنانچہ فاضل جامی نوشتہ ۱۲

مُلْکِ سُلَیْمَانَ مُظَفَّرُ الدِّیْنِ سَعْدَ ابْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زَنْگِیْ

ملک سلیمان کا فتح پایا گیا دین کا وسعد بیٹا ابوبکر سعد بیٹا زنگی کا

اَدَامَ اللّٰہُ اِقْبَالَھُمَا وَضَاعَفَ جَلَالَھُمَا + وَجَعَلَ اِلٰی کُلِّ خَیْرٍ

ہمیشہ کرے اللہ اقبال اُن دونوں کا اور دو چند کرے بزرگیاں ان دونوں کی اور کرے طرف ہر نیکی

مَآلَھُمَا بکرشمۂ لطف خداوندی مطالعہ فرماید **قطعہ**

کے مال اُن دونوں کا ساتھ مہربانی خداوندی کے پڑھنا فرماوے

گر التفات خداوندیش بیاراید
جو توجہ خداوندی اُسکے کی آراستہ کرے اس کتاب کو

نگارخانہ چینی و نقش ارژنگیست
تو نگارخانہ چین اور نقش ارژنگ ہے

امید ہست کہ روی ملال درنکشد
امید یہ ہے کہ روئے ملال نہ کھینچے

ازین سخن کہ گلستان نہ جای دلتنگیست
بحکم اس بات کے کہ گلستان نہ جگہ دلتنگی کی ہے

علی الخصوص کہ دیباچہ ہمایونش
خصوصاً یہ ہے کہ دیباچہ مبارک اس کا

بنام سعد ابوبکر سعد بن زنگیست
ساتھ نام سعد ابی بکر سعد بن زنگی کے ہے

ذکر امیر کبیر فخر الدین ابی بکر بن ابی نصر اطال اللّٰہ عمرہٗ

تعریف سردار بڑے فخر الدین ابی بکر بیٹے ابی نصر کی دراز کرے اللہ عمر اس کی

دیگر عروس فکر من از بے جمالی سر بر نیارد و دیدہ یاس

پھر دلہن فکر میری کی بے جمال ہونے سے سر نہیں اٹھاتی ہے اور آنکھ نومیدی کی

از پشت پای خجالت بر ندارد و در زمرہ صاحب نظران متجلی نشود

پیٹھ پاؤں شرمندگی سے نہیں اٹھاتی ہے اور بیچ گروہ صاحب نظروں کے جلوہ کرنے والی

مگر آنگہ کہ متحلی گردد بزیور قبول امیر کبیر عالم عادل مظفر و

نہیں ہوتی ہے مگر اسوقت کہ آراستہ ہو ساتھ زیور قبول امیر بڑے کے عالم عادل ظفر پایا گیا

منصور ظہیر سریر سلطنت مشیر تدبیر مملکت کہف الفقرا

اور یاری پایا گیا پشت پناہ سلطنت کا مشورہ دینے والا تدبیر بادشاہت کا پناہ کیجگہ فقیروں

سہ قولہ ادام اللہ اقبالہما الخ پسر کہ سعد ابی بکر نام دارد و پدر او کہ ابوبکر سعد است ۱۲ سے دیباچہ بجیم عربی معرب دیباکہ نام حریر است کہ پوشش سلاطین عجم بود خطبہ کتاب را مجازاً باعتبار آنکہ زینت کتاب بدان است دیباچہ گویند ۱۲ کذا فی الرشیدی سے بدانکہ سعد نام شہزادہ این ابوبکر بن سعد است پادشاہ نام پسر بنام پدر خود تیمناً بنا دہ و مصنف کہ سعدی تخلص خود قرار دادہ منسوب است بسوئے ہمیں سعد نام وزیر شاہ نیز ابوبکر است مصنف اول مدح ابوبکر بن سعد و من بعد مدح سعد فرزند شاہ کردہ از انکہ کتاب بنا منش تالیف نمود پس ازاں وزیرش را مدح نمایند سے عروس بالفتح زن و مرد کتخدا بالضم غلط است جمع جل عرس مثلثیں
۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ملاذ الغربا مربی الفضلاء محب الاتقیاء افتخار آل پارس یمین الملک

کا جائے پناہ مسافروں کا پالنے والا فاضلوں کا دوست پرہیزگاروں کا فخر کرنا لسبب اسکے اہل ایران کا قوت ملک کا

ملک الخواص باربک فخر الدولۃ والدین غیاث الاسلام والمسلمین

فرشتے کی خاصیتیں امیر بزرگ فخر دولت اور دین کا فریادرس اسلام اور مسلمین کا

عمدۃ الملوک والسلاطین ابی بکر ابی نصر اطال

سردار بنایا ہوا بادشاہوں اور شاہزادوں کا یعنی ابی بکر بیٹا ابی نصر کا دراز

اللہ عمرہ واجل قدرہ وشرح صدرہ وضاعف اجرہ

کرے اللہ عمر اسکی اور بزرگ کرے قدر اس کی اور کشادہ کرے سینہ اسکا اور زیادہ کرے اجر اسکا

کہ ممدوح اکابر آفاق ست ومجموع مکارم اخلاق شعر

کہ مدح کیا گیا بزرگوں عالم کا ہے اور جمع کیا گیا بزرگیوں خلقوں کا

ہر کہ در سایہ عنایت اوست	گنہش طاعتست ودشمن دوست
جو کوئی بیچ سایہ بخشش اسکی کے ہے	گناہ اسکا طاعت ہے اور دشمن دوست ہے

بر ہر یک از سائر بندگان وحواشی خدمتی متعین ست کہ اگر در اداے برخے

اوپر ہر ایک کے سب بندوں سے اور کنارے بیٹھنے والوں مجلس کے ایک خدمت معین ہے اگر بیچ ادا کرنے تھوڑی

ازان تہاون وتکاسلی واندارد در معرض خطاب آیند در محل عتاب

اس کی سے ڈھیل اور سستی روا رکھیں بیچ جگہ بازپرس کے آویں اور بیچ جگہ غضب کے

مگر برین طائفہ درویشان کہ شکر نعمت بزرگان واجبست وذکر جمیل

مگر اوپر گروہ ان فقیروں کے کہ شکر نعمت بڑے آدمیوں کا واجب ہے اور بیان کرنا خوبی بڑے آدمیوں کا

ودعاے خیر واداے چنین خدمت در غیبت اولی ترست کہ در حضور

اور دعائے خیر اور ادا کرنا ایسی خدمت کا بیچ پیٹھ پیچھے کے بہتر ہے نہ سامنے منہ کے

این بہ تصنع نزدیکست وآن از تکلف دور باجابت مقرون باد قطعہ

کس سلئے کہ وہ ساتھ بناوٹ کے نزدیک ہے اور یہ بناوٹ اس سے دور ہو ساتھ قبولیت کے نزدیک ہو جیو دعا ہیں

لہ یمین بمعنی قوت ازانکہ تقویت بادشاہان از بیا شدہ ۱۲ سہ باربک بار بمعنی بزرگ وک بکاف عربی بمعنی صاحب وامیر عزیست
در قول ترکے ۱۲ کذا فی مدار الافاضل سہ عمدہ بالضم آنکہ برا اعتماد کنند ق ش لکہ حدت مشابہ لوم ازانکہ منتغر ستند بر نقصان محمد ع
مقصود ۱۲ شہ حواشی جمع حاشیہ بمعنی زمرہ وادانم ای بر جمع بزرگان دخدام ۱۲ ات خطاب الکسر باکسے سخن روبرو گفتن ودو حرف بمعنی
عتاب بمعنی ۱۲ ش ے یعنی بر طائفہ درما یشاں کہ شکر وسپاس نعمت بزرگان وذکر جمیل دعاے خرانہا جز الیشاں واجبست
دادای شکر وسپاس وغیرہ در غیبت بہترست از حضور چہ کہ در حضور نوعی از تصنع ست ودر غیبت از تکلیف دور ست باوجود فرع
تکاسل ازایشاں در اداے شکر نعمت وغیر آنچہ در حضور وچہ غیبت عتاب روا نداد ۱۲ شرع

پشت دوتای فلک راست شد از خرمی
بیٹھ خم کھائی ہوئی آسمان کی سیدھی ہوئی خوشی سے

تا چو تو فرزند زاد مادر ایام را
جب کہ تجھ جیسا لڑکا پیدا ہوا مادر زمانہ کے تئیں

حکمت محض است اگر لطف جہان آفرین
حکمت خاص ہے اگر مہربانی اللہ تعالیٰ کی

خاص کند بندہ مصلحت عام را
خاص کرے ایک بندے کو واسطے مصلحت عام کے

دولت جاوید یافت ہر کہ نکو نام زیست
دولت ہمیشہ کی پائی جو شخص نیک نام جیا

کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را
کہ پیچھے اُسکے سے ذکر نیک اُسکا زندہ کرتا ہے نام اُسکا بخیر

وصف ترا گر کنند ور نکنند اہل فضل
تعریف تیری اگر کرے یا نکرے صاحب علم

حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را
ضرورت مشاطہ کی نہیں ہے روی دلارام کے نہیں

ذکر تقصیر خدمت و موجب اختیار عزلت

بیان کرنا تقصیر خدمت کا اور سبب اختیار کرنے گوشے کا

تقصیر و تقاعدے کہ در مواظبت خدمت بارگاہ خداوندی میرود بنا بر
تقصیر اور بیٹھ رہنا یعنی سستی کرنا جو بیچ ہمیشگی خدمت بارگاہ صاحب اپنے کے کی جاتی ہے بنیاد اوپر

آنست کہ طائفہ از حکمای ہندوستان در فضائل بزرجمہر سخن می گفتند
اس کے کے کہ ایک گروہ حکیموں ہندوستان سے بیچ فضیلتوں بزرجمہر کے بات کہتے تھے

باخر جز این عیبش ندانستند کہ در سخن گفتن بطی ست یعنی درنگ بسیار ہمی کند
آخر سوائے اس کے عیب اُسکا نہ جانا کہ سخن کہنے میں سست بہت ہے یعنی تحمل بہت کرتا ہے

و مستمع را بسی منتظر می باید بود تا وے تقریر سخنی کند بزرجمہر بشنید
اور سننے والے کے تئیں بہت انتظار چاہئے ہے کھینچنا تو وہ بیان کسی سخن کا کرے بزرجمہر نے سنا

و گفت اندیشہ کردن کہ چہ گویم بہ از پشیمانی خوردن کہ چرا گفتم نظم
اور کہا اندیشہ کرنا کہ کیا کہوں میں بہتر ہے پشیمانی کھانے سے کہ کیوں کہا میں نے

سخندان پروردہ پیر کہن
بات کا جاننے والا تجربہ کیا ہوا بڑا بوڑھا

بیندیشد آنگہ بگوید سخن
فرمانے سے پہلے فکر کرتا ہے اسوقت بات کہتا ہے

سلہ پشت دوتا مرکب ست یعنی خمیدہ کہ پشت باشد و اضافت آن بفلک تشبیہ و دریں صورت حمل بر سبیل مبالغہ دعا خواہد بود ۱۲ سلہ لفظ اگر مثیر اند کہ حرف شرط باشد و مدرج دریں صورت مشروط خواہد بود و می رسد کہ لفظ اگر زائد بود و دریں وقت لطف جہاں مبتدا و خود خاص کند بیان قول او حکمت محض است ۱۲ اش سلہ مشاطہ بالفتح و تشدید شین وگاہ بہ تخفیف نیز آمدہ و آن بمعنے زن شانہ کنندہ و مجازاً زن آرائش دہندہ آمدہ و در عرف حال زن را دلالہ گویند ۱۲ تش سلہ حاصل اعتذار مصنف رح در قلت ملازمت وارد حکایت آنکہ اگر من کثرت ملازمت و مکالمت در حضورش روا می داشتم ہر آئینہ کہ پا بفرہا کثیر من در حضور من سر مے زد و ثمرہ اش بحز ربائے ہجری نمی بود لہذا عزلت بر مواظبت خدمت اختیار افتاد ۱۲ اش ۵ بزرجمہر بزرگ مہر نام وزیر نوشیروان ۱۲ تش

مزن بے تأمل بگفتار دم — **نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم**

مت مار بے فکر بات کے دم — نیک کہہ اگر دیر میں کہے تو کیا غم ہے

بیندیش وانگہ برآور نفس — **وزان پیش بس کن کہ گویند بس**

اندیشہ کر اند اس دم بر لا دم — اور اس سے آگے موقوف کر بات کہنا کہ کہیں چپ رہ

بنطق آدمی بہترست از دواب — **دواب از تو بہ گر نگوئی صواب**

ساتھ بولنے کے آدمی بہتر ہے چار پایوں سے — چار پائے تجھ سے بہتر جو نہ بولے تو درست

فکیف در نظر اعیان حضرت خداوندی عز نصرہ کہ مجمع اہل دل است

پس کس طور بیچ نظر سردار حضرت خداوندی کے زیادہ ہے نصرت اسکی کہ جائے جمع ہونے صاحبان دل کی ہے

و مرکز علمای متبحر اگر در سیاقت سخن دلیری کنم شوخی کردہ باشم و بضاعت

اور جائے قرار عالموں بڑے علم کی اگر بیچ روانی سخن کے دلیری کروں میں شوخی کیا ہوا ہوں میں اور اسباب

مزجات بحضرت عزیز آوردہ شبہ در بازار جوہریان جوی نیارد چراغ پیش

ناقص بیچ درگاہ بزرگ کے لایا ہوں میں اور ہو رہ بیچ بازار جوہریوں کے قیمت جو برابر بھی نہیں رکھتی ہے اور

آفتاب پرتوی ندارد و منارۂ بلند بر دامن کوہ الوند پست نماید مثنوی

چراغ آگے آفتاب کے کوئی روشنی نہیں رکھتا ہے اور مینار بلند آگے کوہ الوند کے نیچا معلوم ہوتا ہے۔

ہر کہ گردن بدعوی افرازد — **خویشتن را بگردن اندازد**

جو کوئی گردن دعوے سے بلند کرتا ہے — اپنے تئیں گردن کے بھل ڈالتا ہے

سعدی افتادہ است آزادہ — **کس نیاید بجنگ افتادہ**

سعدی ایک افتادہ ہے اور بے تعلق — کوئی نہیں آتا ہے واسطے لڑائی افتادہ کے

اول اندیشہ وانگہی گفتار — **پای بست آمدست و پس دیوار**

پہلے اندیشہ کر بعد ازاں بات کر — نیو آگے آئی ہے اور پیچھے دیوار

نخل بندم ولے نہ در بستان — **شاہدم من ولے نہ در کنعان**

باغبانی جانتا ہوں میں اور لیکن نہیں بیچ باغ کے — معشوق ہوں میں اور لیکن نہیں کنعان میں

^۱ دواب بہ تشدید یا جمع دابہ بتشدید باست مشتق از دب بمعنے جنبیدن و مراد ازاں چار پایہ ہا است و در عرف حال بر اسپ و اشتر و استر استعمال کنند و در فارسی حقیقتہ مستعمل شود چہ فائدہ کلیہ فارسیست کہ ہر گہ لفظ شد دالاصل بود او را بتحقیق استعمال کنند ۱۲ ^۲ پس چگونہ کلام کنم در محضر ایشاں کہ مجمع اہل دل است ۱۲ ش ^۳ اہل دل کسانے را گویند کہ از کسے رنجیدہ نشوند و کسی را از رنجانیدہ و در اصطلاح صوفیاں سالکانِ راہ طریقت را گویند کہ در ہمہ حال با ہمہ کس خوش شوند و ہمہ کس را خورسند دارند و با دین و مذہب کار ندارند ۱۲ ^۴ مزجات اسم مفعول از ازجا بمعنی چیزی را بسہولت از جائے بجائے بردن و چوں متاع قلیل بسہولت نقل کردہ شود بنا بریں ازیں را بناء احت مرمسمات گویند ^۵ اے کلام من ہیچ شبہ بیقدر ست در بازار فقہا داں سخن اعتبار ندارد

لقمان را گفتند حکمت از کہ آموختی گفت از نابینایان کہ تا جای نہ بینند پای ننہ

لقمان کے تئیں کہا کہ حکمت کس سے سیکھی تو نے کہا اندھوں سے کہ جب تک دیدہ باطن سے جگہ نہیں دیکھتے ہیں پاؤں نہیں رکھتے

نہند قدم الخروج قبل الولوج مصرع مردیت بیازمای وانگہ زن کن قطعہ

ہیں مقدم رکھ تو نکلنے کو بیٹھنے سے　　مردی اپنی آزما اُسوقت جورو کر

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ

اگرچہ چالاک ہوتا ہے مرغ بیچ لڑائی کے

گربہ شیر ست در گرفتن موش

بلی شیر ہے بیچ پکڑنے چوہے کے

چہ زند پیش باز روئین چنگ

لیکن کیا کر سکے آگے باز سخت چنگال کے

لیک موش ست در مصاف پلنگ

لیکن خود مثل چوہے کی ہے بیچ لڑائی چیتے کے

اما باعتماد وسعت اخلاق بزرگان کہ چشم از عوائب زیر دستان بپوشند و در

لیکن بسبب بھروسے اور کشادگی خلق بندگوں کے کہ آنکھ عیبوں زیر دستوں سے چھپاتے ہیں اور بیچ ظاہر کرنے

افشای جرائم کہتران کلمۂ چند بطریق اختصار از نوادر و امثال و شعر حکایات

گناہوں چھوٹوں کے نہیں کوشش کرتے ہیں باتیں کتنی بطور مختصر کرنیکے نادرات سے اور مثالوں سے اور شعر اور حکایتوں

و سیر ملوک ماضی رحمہم اللہ درین کتاب درج کردیم و برخی از عمر گرانمایہ بسر برد

سے اور خصلت بادشاہوں گذرے ہوئے کے سے رحمت اللہ تعالی کی انہوں کو بیچ اس کتاب کے بیچ اور تھوڑی ہی عمر بیش قیمت

خرج موجب تصنیف کتاب این بود و باللہ التوفیق قطعہ

اور اُسکے خرچ کیا سبب تصنیف کرنے کتاب کا یہ تھا اور اللہ سے ہے توفیق

بماند سالہا این نظم و ترتیب

رہے گی برسوں یہ نظم اور ترتیب

غرض نقشی است کز ما یاد ماند

غرض ایک نقش ہے کہ ہم سے یاد رہے گا

مگر صاحبدلے روزے برحمت

شاید کوئی صاحبدل ایک روز ساتھ مہربانی کے

ز ما ہر ذرۂ خاک افتادہ جائے

ہم سے ہم ذرۂ خاک کا پڑا ہوگا جا بجا

کہ ہستی را نمی بینم بقائی

کسلئے کہ زندگی اپنی کو نہیں دیکھتا ہوں میں کوئی قیام

کند در کار درویشان دعائے

کرے بیچ فقیروں کے کوئی دعا

لہ سیر بکسر سین و فتح یای تحتانیہ جمع سیرت بمعنی طریقہ حمیدہ باشد خواہ ذمیمہ ۱۲ ش ۲ گرانمایہ بکسر کاف فارسی در معنی دارد یکی ثقیل و دیگر بیش بہا پس معنی گرانمایہ ثقیل الثمن و کثیر القیمۃ خواہد بود ۳ ش ۳ خرج بجیم عربی مقابل دخل و بخاء معجمہ و جیم عربی کہ شہرت گرفتہ غلط است ۱۲ قاموس ۴ ذرہ خاک بالفا قت ہمزہ تنبیہ کہ برای ضرورت وزن حذف شدہ و ظاہر از سوق کلام مصنف رحمہ و توصیفش آنست کہ معنی این مصراع چنین ست کہ نظم و ترتیب این کتاب مانند ذرہ ہای خاک کہ در ہر یک جا افتادہ باشد از ما باقی بماند و بعضے گفتہ اند کہ مصراع ثانی از موضع حال است ای این نظم و ترتیب سالہا بماند در حالیکہ از اعضای ما ہر ذرۂ خاک در ہر جا متفرق و پریشان افتادہ باشد ۱۲ ۵ مگر صاحبدلی الخ آنست کہ تصنیف برای پائداری نام نیست بلکہ غرض آزاد نیست کہ شاید قبول صاحبدلی شود و دادرخیر در حق من کند تا موجب ترقی درجات بہشت گردد ۱۲

امعان نظر در ترتیب کتاب و تہذیب ابواب ایجاز سخن را مصلحت دید تا بریں

غور کرنے نظر نے بیچ درستی کتاب اور آراستہ کرنے بابوں کے مختصر کرنا سخن کو مصلحت دیکھا تو اس باغ

روضۂ غنا و حدیقۂ غلبا را چون بہشت ہشت باب اتفاق افتاد ازیں سبب

سرسبز اور باغ درختوں گنجان کے تئیں مانند بہشت کے بیچ آٹھ باب کے اتفاق پڑا اس سبب سے مختصر

مختصر آمد تا بملالت نینجامد واللّٰہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب

کی تو سانھ رنج کے نہ انجام پادے اور اللہ عالم تر ہے اوپر نکوئی کے اور طرف اس کے ہے جائے رجوع اور جائے بازگشت

باب اول در سیرت پادشاہاں

باب پہلا بیچ حال بادشاہوں کے

باب دوم در اخلاق درویشان

باب دوسرا بیچ عادت فقیروں کے

باب سوم در فضیلت قناعت

باب تیسرا بیچ بزرگی قناعت کے

باب چہارم در فوائد خاموشی

باب چوتھا بیچ فائدوں چپ رہنے کے

باب پنجم در عشق و جوانی

باب پانچواں بیچ محبت اور جوانی کے

باب ششم در ضعف و پیری

باب چھٹا بیچ ناتوانی اور بڑھاپے کے

باب ہفتم در تاثیر تربیت

باب ساتواں بیچ اثر کرنے تربیت کے

باب ہشتم در آداب صحبت

باب آٹھواں بیچ آداب صحبت کے

مثنوی دران مدت کہ ما را وقت خوش بود

بیچ اس مدت کے کہ ہمارے تئیں وقت خوش تھا کہ کتاب گلستان تصنیف کی

ز ہجرت ششصد و پنجاہ و شش بود

ہجرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چھ سو چھپن برس تھے یعنی چھپن سال تھے

مراد ما نصیحت بود و گفتیم

مراد ہماری نصیحت تھی اور کہی ہم نے

حوالت با خدا کردیم و رفتیم

سپرد ساتھ خدا کے کیا ہم نے اور گئے ہم

باب اول در سیرت پادشاہان

باب پہلا بیچ حال بادشاہوں کے

حکایت پادشاہی را شنیدم کہ بکشتن اسیرے اشارت کرد بیچارہ دران

ایک بادشاہ کے تئیں سنا میں نے کہ واسطے مارنے ایک قیدی کے اشارہ کیا بیچارے نے بیچ اس

۱؎ غنا گریہ کہ بسیار مردم دانستہ باشد روضۂ غنا باغیچہ کہ بسیار گیاہ سبز دارد ۱۲ صحاح ۲؎ حدیقہ غلبا باغیکہ درختان سر برہم آوردہ باشد ۱۲ کذا فی الصحاح والصراح وشرح السروری ۳؎ معنی بادشاہ این کہ باد معنے پایندگی دارند کہ شاہ بمعنی اصل داند اوند یعنی خداوند یا یاد بمعنی تخت و پاس باشد ۱۲

حالتِ نومیدی ملک را دشنام دادن گرفت و سقط گفتن کہ گفتہ اند

حالت نومیدی کے بادشاہ کو گالی دینا پکڑا اور بیہودہ کہنا کسی نے کہا ہے

ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید۔ بیت

ہر جو کوئی ہاتھ جان سے دھوتا ہے جو کچھ بیچ دل کے رکھے کہتا ہے

وقتِ ضرورت چو نماند گریز	دست بگیرد سرِ شمشیرِ تیز شعر
وقت ضرورت کے جو نہ رہے بھاگنا	ہاتھ پکڑ لیتا ہے سر تلوار تیز کا
اِذَا یَئِسَ الْاِنْسَانُ طَالَ لِسَانُہٗ	کَسِنَّوْرٍ مَغْلُوْبٍ یَصُوْلُ عَلَی الْکَلْبِ
جس دم ناامید ہوتا ہے آدمی دراز ہوتی ہے زبان اس کی	جیسا کہ بلی عاجز ہوتی ہے حملہ کرتی ہے اوپر کتے کے

ملک پرسید کہ چہ میگوید یکی از وزرای نیک محضر گفت ای خداوند همی گوید

بادشاہ نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے ایک نے وزیروں نیک خصلت سے کہا اے صاحب یہی بات کہتا

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ملک را رحمت آمد و از سر

ہے جو شخص کھانے والے ہیں غصے کے اور بخشنے والے ہیں آدمیوں سے بادشاہ کے تئیں رحمت آئی اور خیال

خون او درگذشت وزیر دیگر کہ او بود گفت ابنای جنس ما را نشاید در حضرت

خون اسکے سے درگذرا وزیر دوسرا کہ خلاف وزیر اول کے تھا کہا بھائیوں ہمارے کے تئیں نہیں لائق ہے درگاہ

پادشاہان جز براستی سخن گفتن این ملک را دشنام داد و ناسزا گفت ملک روی

میں بادشاہوں کے سوائے سچ کے بات کہنا اس نے بادشاہ کو گالی دی اور باتیں نالائق کہیں بادشاہ

ازین سخن درہم کشید و گفت آن دروغ کہ وی گفت پسندیدہ تر آمد مرا ازین

نے منہ اس بات سے درہم کھینچا اور کہا وہ جھوٹ کہ اس نے کہا پسندیدہ زیادہ ہے مجھکو اس سچ سے

راست کہ تو گفتی کہ روی آن در مصلحتی بود و بنای این بر خبث جبلتی

کہ تو نے کہا اس لئے کہ منہ اس کا بیچ ایک مصلحت کے تھا اور بنیاد اس سچ کی اوپر بدی اور

وخردمندان گفتہ اند دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز شعر

ایک گناہ کے اور دانایوں نے کہا ہے جھوٹ مصلحت کا ساہوا بہتر سچ فتنہ اٹھانیوالے سے

۱ دشنام بضم دال مہملہ و سکون شین معجمہ بد گفتن و این لفظ مرکب است از دش بمعنی اسم چون دشمن کہ مرکب است از دش و من بمعنے دل ۱۲ ۲ گریز بکسر کاف فارسی و بضم ہم است بمعنی گریختن ۳ دست بگیرد بمعنی وقتیکہ مجال قرار نماند لاعلاج بدست میگیرد و پس عبارت معمول بر حذف و ایصال باشد ۱۲ ۴ وقتیکہ ناامید میشود آدمی دراز میشود زبان او و این کنایت است از عدم مراعات ادب در راندن کلمات فحش بزبان چنانکہ گربہ مغلوب حملہ کند بر سگ ۵ لفظ ابنا جمع ابن است درین جا اگرچہ آن شخص شکایت کردہ و لیکن بر سبیل کنایت تضنیہ کلیہ گفتہ این نوعی از بلاغت است چنانکہ اگر فاضلے مرتکب امری نامناسب شود و دیگری گوید لائق علما نیست۔ چنین فعل ۱۲ خیابان

ہر کہ شاہ آن کند کہ او گوید — حیف باشد کہ جز نکو گوید

جو کوئی کہ شاہ اس کو کرے کہ وہ کہے — ظلم ہووے کہ سوائے نیک بات کے کہے

لطیفہ بر طاق[1] ایوان[2] فریدون[3] نوشتہ بود مثنوی

اور بر طاق محل فریدوں کے لکھا تھا

جہان ای برادر نماند بکس — دل اندر جہان آفرین بند و بس

جہان اے بھائی نہیں رہتا ہے ساتھ کسی کے — دل بیچ جہاں پیدا کرنیوالے کے مشغول کر اور کفایت اسی پر

مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت — کہ بسیار کس چون تو پرورد و کشت

مت تکیہ کر اوپر ملک دنیا کے اور پیٹھ — کہ اس نے تجھ ایسے بہت شخص پالے اور مارے

چو آہنگ رفتن کند جان پاک — چہ بر تخت مردن چہ بر روی خاک

جب قصد جانے کا کرے جان پاک — کیا اوپر تخت کے مرنا کیا اوپر منہ خاک کے

حکایت

یکے از ملوک خراسان سلطان محمود سبکتگین[4] را بخواب دید کہ جملہ

ایک نے بادشاہوں خراسان کے سے سلطان محمود سبکتگین کو بیچ خواب کے دیکھا کہ سب

وجود او ریختہ بود و خاک شدہ مگر چشمانش کہ ہمچنان در چشمخانہ ہمی گردید

بدن اسکا متفرق ہوا تھا اور خاک ہو گیا تھا مگر آنکھیں اسکی کہ اسی طور سے بیچ خانہ چشم کے بھرتی تھیں

و نظر میکرد سایر حکما از تاویل آن فرو ماندند مگر درویشے کہ بجا آورد

اور نظر کرتا تھا سب دانا تعبیر اس خواب کی سے حیران رہے مگر ایک فقیر نے کہ دریافت کیا اور

و گفت ہنوز نگران ست کہ ملکش با دگران ست قطعہ

کہا کہ اب تک حیرت سے دیکھنے والا ہے کہ ملک اسکا ساتھ اوروں کے ہے

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند — کز ہستیش بروی زمین بر نشان نماند

بہت سے ناموروں کو نیچے زمین کے گاڑا ہے — کہ ہستی اسکی سے اوپر منہ زمین کے کچھ نشان نہ رہا

آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک — خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند

اس بڈھے لاشے کو کہ سونپا نیچے خاک کے — خاک نے اس کو ایسا کھایا کہ اس سے ہڈی نہ رہی

[1] طاق بمعنے محراب دانکہ دراں چراغ افروزند ۱۲ [2] ایوان بکسر ہمزہ عربی است و بفتح آں فارسی بمعنی مکان مرتفع کہ سلاطین برائے جلوس خود اختیار کنند و در بیچ وصف عظیمہ ۱۲ [3] فریدوں بکسر نون نام پادشاہے است کہ پانصد سال اور اکثر ولایات عالم دمعروف ماند ۱۲ [4] سبکتگین مرکب از سبک بکاف تازے است نام غلامے کہ از چالاکے و چستی بالکل بنام موسوم شد آخر سلطان پادشاہ گردید محمود غزنوی فرزند اوست فتح وصنم تاسے سبکتگین ہم درست است ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

زندہ است نام فرخ نوشیروان بخیر
زندہ ہے نام مبارک نوشیروان کا بسبب بھلائی کے

گرچہ بسی گذشت کہ نوشیروان نماند
اگرچہ بہت گذرا کہ نوشیروان نہ رہا

خیری کن اے فلان و غنیمت شمار عمر
ایک نیکی کر اے فلانے اور غنیمت گن عمر کو

زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند
اس سے پہلے نیکی کر کہ آواز آوے کہ فلانا نہ رہا

حکایت ملکزادہ را شنیدم کہ کوتاہ بود و حقیر و دیگر برادرانش بلند و
ایک بادشاہزادے کو سنا میں نے کہ کوتاہ تھا اور کم قدر اور دوسرے بھائی اسکے بلند اور

خوبروی بارے پدر بکراہت و استحقار درو نظر ہمیکرد پسر بفراست و
خوبصورت ایک بار باپ ساتھ کراہت اور استحقار کے طرف اسکے نظر کرتا تھا لڑکے نے ساتھ دانائی اور

استبصار بجائی آورد و گفت ای پدر کوتاہ خردمند بہ کہ نادان بلند نہ ہر
بینائی کے دریافت کیا اور کہا اے باپ کوتاہ دانشمند بہتر جاہل بلند سے نہیں ہے یہ بات قطعی کہ جو چیز

کہ بقامت کہتر بقیمت بہتر فقرہ اَلشَّاۃُ نَظِیفَۃٌ وَّ الْفِیلُ جِیفَۃٌ شعر
ساتھ قد کے بڑی قیمت میں بہتر بکری حلال ہے اور ہاتھی حرام ہے

اَقَلُّ جِبَالِ الْاَرْضِ طُوْرٌ وَّ اِنَّہٗ
چھوٹا سا بادہ پہاڑوں زمین سے طور ہے اور ہر آئینہ

لَاَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ قَدْرًا وَّ مَنْزِلًا
خاص کر بڑا ہے نزدیک اللہ کے از روئی قدر اور مرتبے کے

قطعہ آن شنیدی کہ لاغر دانا
وہ سنا تو نے کہ دبلے دانا نے

گفت بارے بابلہی فربہ
کہا ایک مرتبہ ساتھ ایک احمق موٹے کے

اسپ تازی اگر ضعیف بود
گھوڑا تازی اگر ضعیف ہووے

ہمچنان از طویلہ خر بہ
اسی طرح حالت ضعیفی میں طویلہ خر سے بہتر

پدر بخندید و ارکان دولت بپسندیدند و برادران بجان برنجیدند قطعہ
باپ ہنسا اور سرداروں دولت نے پسند کیا اور بھائی ساتھ جان کے رنجیدہ ہوئے

تا مرد سخن نگفتہ باشد
جب تک مرد نے بات نہ کہی ہووے

عیب و ہنرش نہفتہ باشد
عیب اور ہنر اس کا چھپا رہتا ہے

سے نوشیروان و بعضے نوشیرواں و فصیح نوشیرواں بفتح ہمزہ و کسر شین با ضمہ آن و سکون را چنانچہ در بعضی نسخ تصحیح کردہ اند و بود نوشیروان شاہ عادل و جود داطیب و اجمل و مدت سلطنتش چہل و ہشت سال بود در سال چہلم سلطنتش پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم متولد شدہ و ہشت سال عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بود کہ نوشیرواں فوت کردہ ۱۲ھ فراست بالکسر بمعنی بزرگی و بفتح اول بمعنی دانائے بامور خیل ۱۲ سے ملکہ لگا ہے چیز یکہ بقامت اصغر باشد در قدر و منزلت می باشد ۱۲ سے طویلہ بفتح اول و کسر ثانی در کشف اللغات من دراز و سطر کہ بدرت اسپان بند ند در عرف اصطبل را گویند و معنف و از طویلۂ خرد و بنجاہ جا اگر خر زادہ کردہ فاضل سر در سے دخان آرزو فاضل شارح نسخہ ۱۲ ۱۲

هر بیشه گمان مبر که خالیست	باشد که پلنگ خفته باشد
ہر جنگل میں گمان مت کر کہ خالی ہے	ہو وے کہ چیتا سوتا ہو

شنیدم که ملک را دران قرب دشمنی صعب روی نمود چون لشکر از هر دو طرف روی
سنا میں نے کہ بادشاہ کو بیچ اس نزدیکی کے ایک دشمن سخت نے منہ دکھایا جب لشکر دونوں طرف سے منہ
درهم آوردند و قصد مبارزت کردند اول کسیکه بمیدان درآمد آن پسر بود و گفت قطعه
آپس میں لائے اور ارادہ لڑائی کا کیا پہلے جو کوئی کہ میدان میں آیا وہ لڑکا تھا اور کہا

آن نه من باشم که روز جنگ بینی پشت من	آن منم گر در میان خاک و خون بینی سری
وہ نہیں ہوں میں کہ دن لڑائی کے دیکھے تو پیٹھ میری	وہ ہوں میں کہ درمیان خاک اور خون کے دیکھے تو ایک سر
کانکه جنگ آرد بخون خویش بازی می کند	روز میدان وانکه بگریزد بخون لشکری
جو شخص کہ لڑائی لاتا ہے ساتھ خون اپنے کے بازی کرتا ہے	دن لڑائی کے وہ شخص کہ بھاگ جاتا ہے ساتھ خون ایک لشکر کے

این بگفت و بر سپاه دشمن زد و تنی چند مردان کاری را بکشت چون پیش پدر آمد زمین خدمت ببوسید و گفت
یہ کہا اور اوپر سپاہ دشمن کے مارا اور تن کتنے مردوں کاری کو مارا جو آگے باپ کے آیا زمین خدمت کی چومی اور کہا

قطعه ای که شخص منت حقیر نمود	تا درشتی هنر نپنداری
اے کہ جسم میرا تجکو دبلا دکھائی دیا	ہرگز مٹاپے کو ہنر نہ جانیئے تو
اسپ لاغر میان بکار آید	روز میدان نه گاو پرواری
گھوڑا دبلی کمر کا کام آتا ہے	روز میدان کے نہ بیل پردار کا

آورده اند که سپاه دشمن بسیار بود و اینان اندک و جماعتی آهنگ گریز کردند پسر نعره زد
سنتے ہیں کہ سپاہ دشمن کی بہت تھی اور یہ تھوڑے اور ایک جماعت نے قصد بھاگنے کا کیا لڑکے نے آواز بلند ماری
و گفت ای مردان بکوشید تا جامهٔ زنان نپوشید سواران را بگفتن او تهور
اور کہا اے مردو کوشش کرو تم ہرگز جامہ عورتوں کا نہ پہنو سواروں کے تئیں بسبب کہنے اسکے کے بہادری
زیاده گشت و بیکبار حمله کردند شنیدم که هم دران روز بر دشمن ظفر یافتند پدر
زیادہ ہوئی اور یکبارگی حملہ کیا سنا میں نے کہ خالص کر اسی روز اوپر دشمن کے فتح پائی باپ نے

اے ہر بیشہ گمان مبر کہ خالی ست یعنی بد بیننان کہ مسکن دماوئے درندگان باشد خالی از شیران و دیگر سباع گمان مبر چہ تخیل کہ پلنگ در
آنجا خفتہ باشد فاضل سردری گوید کہ مسموع اساتذہ در معنی بیت ہمین است و شارح از فضلائے پورب در معنیش چنین گوید کہ
بیشہ ہر ابلق سفید آمیختہ کہ بعربیش ابلق گو بند و خال بمعنے شکار ہم آید و پلنگ جانوریست معروف و جانورے کہ دشمن شیر است
و چیز ہائے متلون یعنی ہر ابلق را گمان مبر کہ شکار ست زیرا کہ شاید ابلقے راز در شکار تصور میکنی پلنگ خفتہ باشد ۱۲ ع
یعنی ہر کہ جنگ کند بخون خویش بازی میکند و ہر کہ بگریزد بخون لشکری بازی می کند باین معنی کہ گریختنش موجب ہزیمت
جماعت میشود لہذا فرار از جنگ کفار گناہ کبیرہ شمردہ اند ۱۲ ج

سر و چشمش را ببوسید و در کنار گرفت و هر روز نظر بیش کردی تا ولیعهد خویش کرد برادران

سر اور آنکھ اس کی چومی اور گود میں لیا اور ہر روز نظر زیادہ کرتا تو ولیعہد اپنا کیا بھائی اس کے

حسد بردند و زهر در طعامش کردند خواهرش از غرفه بدید و دریچه بر هم زد پسر دریافت و دست

ڈاہ لے گئے اور زہر بیچ کھانے اسکے کر دیا بہن اسکی نے حجرے سے دیکھا اور کھڑکی کا پٹ آپس میں مارا لڑکے نے دریافت کیا ہاتھ

از طعام باز کشید و گفت محالست که هنرمندان بمیرند و بی هنران جای ایشان گیرند

کھانے سے کھینچا اور کہا مشکل ہے کہ ہنرمند مر جاویں اور بے ہنر مرتبہ اُن کا لیویں

شعر کس نیاید بزیر سایهٔ بوم کوئی نہ آوے نیچے سایے الو کے	ور هما از جهان شود معدوم اور اگر ہما جہان سے ہووے ناپید

پدر را ازین حال آگهی دادند برادرانش را بخواند و گوشمال بواجب داد پس

باپ کے تئیں اس حال سے خبر دی بھائیوں اسکے کو بلایا اور گوشمال خوب دی پس

هر یکی را از اطراف بلاد حصهٔ مرضی معین کرد تا فتنه فرو نشست و نزاع

ہر ایک کو طرفوں شہروں کے سے حصہ پسندیدہ مقرر کیا تو فساد بیٹھا اور جھگڑا

برخاست که ده درویش در گلیمی بخسپند و دو پادشاه در اقلیمی نگنجند قطعه

اٹھا کہ دس فقیر ایک کملی میں سوتے ہیں اور دو بادشاہ ایک ولایت میں نہیں سماتے ہیں

نیم نانی گر خورد مرد خدای آدھی روٹی اگر کھاتا ہے مرد خدا کا	بذل درویشان کند نیمی دگر خرچ فقیروں کو کرتا ہے آدھی دوسری
ملک اقلیمی بگیرد پادشاه ملک تمام اقلیم کا اگر لیوے بادشاہ	همچنان در بند اقلیمی دگر ویسا ہی بیچ فکر ولایت دوسری کے رہے

حکایت طایفهٔ دزدان عرب بر سر کوهی نشسته بود و منفذ کاروان بسته

ایک گروہ چوٹوں عرب کا اوپر سر ایک پہاڑ کے بیٹھا تھا اور راہ قافلے کی بند کی

و رعیت بلدان از مکاید ایشان مرعوب و لشکر سلطان مغلوب بحکم آنکه ملاذی

اور رعیت شہروں کی مکر و حیلوں اُنکے سے ترسناک اور لشکر بادشاہ کا عاجز بسبب اسکے کہ جائے پناہ

ؔ۱ در کنار گرفتن کنایت است از حالت و سلطنت چنانچه الفرخ کرده اند که بمعنی عدم آغوش در گرفتن نوشته مراد وش بمعنی نقویت و عاقل است از اصطلاح ۱۲ ؔ۲ دریچه در خرد که در دیوار و بام بود صاحب خیابان گوید که زیادت یا قبل حرف تصغیر یعنی چه دریچه و باغیچه در دیگر جا نیامده و کسے دید زیادت آن نوشته ۱۲ ؔ۳ بوم جانوریست معروف که بعرف دورا منحوس دانند و هما جانوریست مشهور که در هوا می ماند و بیضه می دهد و آنجا بچه پیدا می شود و آن را هما قیام نیاید در هوا میرود و دارا خاصیت ست که هر در سایه اش آید بادشاه می شود یا بسیار مالدار میگویند که اگر احیاناً هما که مشبه به هنرمندان است از جهان معدوم و ناپید شود دیگران پیش بوم که مشبه به بے هنران است بحاجت نروند که خود را از دشمان نگیسه نداشش

منیع از قلۂ کوہے گرفتہ بودند و ملجا و ماوای خود کردہ مدبران ممالک آن طرف

بلند چوٹی ایک پہاڑ کی سے پیچ ہاتھ کے لائے تھے اور جگہ پناہ اور جگہ رہنے اپنے کی تدبیر کرنیوالوں سلطنت اس طرف کی نے

در دفع مضرت ایشان مشاورت کردند کہ اگر این طائفہ ہم برین نسق

بیچ دور کرنے نقصان انکے کے مشورت کی کہ اگر یہ گروہ اوپر اسی طرح کے

روزگارے مداومت نمایند مقاومت ممتنع گردد مثنوی

ایک مدت ہمیشگی کریں برابری ساتھ انہوں کے کم ہو

درختی کہ اکنون گرفتست پای	بہ نیروی شخصی برآید ز جای
جس درخت نے کہ اب پکڑی ہے جڑ	ساتھ زور ایک شخص کے اکھڑے جگہ سے
وگر ہمچنان روزگارے ہلی	بگردونش از بیخ بر نگسلی
اور جو اسی طرح ایک زمانہ چھوڑے تو	ساتھ چرخی نے اسکے بیخ جڑ سے نہ اکھڑے تو
سر چشمہ شاید گرفتن ببیل	چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل
سرچشمہ کو چاہیے بند کرنا ساتھ کدالی کے	جو بھر گیا نہ چاہیے گذرنا اوپر ہاتھی کے

سخن برین مقرر شد کہ یکے بتجسس ایشان برگماشتند و فرصت نگاہ

بات اوپر اس کے ٹھہری کہ ایک شخص کو واسطے جاسوسی انہوں کے مقرر کیا اور وقت فرصت کا نگاہ

میداشتند تا وقتیکہ بر سر قومی راندہ بودند و مقام خالی ماندہ تنی چند مردان واقعہ

رکھتے تھے اس وقت تک کہ اوپر ایک قوم کے دوڑے گئے واسطے غارت کرنیکے اور جگہ رہنے انہوں کی خالی رہی کتنے مردوں لڑائی

دیدہ و جنگ آزمودہ را بفرستادند تا در شعب جبل پنہان شدند شبانگاہی کہ

دیکھے ہوئے اور جنگ آزمودہ کے تئیں بھیجا تو بیچ گھاٹی پہاڑ کے چھپنے والے ہوئے رات کے وقت کہ چور

دزدان باز آمدند سفر کردہ و غارت آوردہ سلاح از تن بکشادند و رخت غنیمت

پھر آئے سفر کئے ہوئے اور لوٹ لائے ہوئے ہتھیار بدن سے کھولے اور اسباب لوٹ کا رکھ دیا

بنہادند نخستین دشمنی کہ بر سر ایشان تاخت آورد خواب بود چندانکہ پاسی از شب درگذشت

پہلے جو دشمن کہ اوپر سر انکے دوڑ لایا نیند تھی اتنا کہ ایک پہر رات سے گذرا

ے قلہ سر کوہ است ... گردان ... اسباب ... ہیں ... باشند کہ ... درخت مذکور

را از بیخ کندن ... نخواہد کردن ... مرکب است ... ہر دو نون ... در اصل ... دنون بود ... گردون ... گردان باشد

۳ے مفعول ... بقولہ ... شعب ... سکون ... ہندی گھاٹی کو ... ۵ ...

کہ برای ... دفع دشمنان حیلہ و مکر جائز است ... صلی اللہ علیہ وسلم ... بجای پناہ ... جائی کہ

د باش روز ... مدبران جمع مدبر بطریق فارسی بمعنی تدبیر کنندہ و انجام کار بینندہ صیغہ اسم فاعل از باب تفعیل

شعر قرص خورشید در سیاہی شد گردہ آفتاب کا بیچ سیاہی کے گیا	یونس اندر دہان ماہی شد یونس علیہ السلام بیچ منہ مچھلی کے گئے

مردان دلاور از کمینگاہ بدر جستند و دست یکان یکان بر کتف بستند
مرد دلاور گھات کی جگہ سے کودے اور ہاتھ ایک ایک کا اوپر مونڈھے کے باندھا

بامدادان بدرگاہ ملک حاضر آوردند ہمہ را بکشتن فرمود اتفاقاً دران میان جوانی بود
وقت صبح کے بیچ درگاہ بادشاہ کے حاضر لائے سب کو واسطے مارنیکے فرمایا اتفاقاً بیچ ان چوروں کے ایک مرد تھا کہ

کہ میوہ عنفوان شبابش نو رسیدہ و سبزہ گلستان عذارش نو دمیدہ یکی از وزیران پای تخت ملک
میوہ شروع جوانی اسکی کا گدرایا ہوا اور سبزہ رخسار اسکے کا نیا اگا ایک نے وزیروں سے تخت بادشاہ کو

را بوسہ داد و روی شفاعت بر زمین نہاد و گفت این پسر ہنوز از باغ زندگانی برخوردہ است
کو بوسہ دیا اور منہ واسطے بخشانے کے اوپر زمین کے رکھا اور کہا اس لڑکے نے باغ زندگانی سے پھل نہیں کھایا ہے

و از ریعان جوانی تمتع نیافتہ توقع بکرم و اخلاق خداوندی آنست کہ ببخشیدن
اور اول جوانی سے برخورداری نہیں پائی توقع ساتھ بخشش اور خلقوں صاحب کے وہ ہے کہ بسبب بخشنے

خون او بر بندہ منت نہد ملک روی ازین سخن درہم آورد و موافق رای بلندش نیامد و گفت
خون اسکے کے اوپر بندہ کے احسان رکھیں بادشاہ نے منہ اس بات سے درہم کھینچا اور موافق عقل بلند اسکی کے نہ آیا اور کہا

فرد پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست روشنی نیکوں کی نہ پکڑے جو شخص کہ بنا اسکی بری ہے	تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبدست تربیت کرنا نالایق کو جیسے اخروٹ گنبد پر ہے

نسل و بنیاد اینان منقطع کردن اولیٰ ترست کہ آتش کشتن و اخگر
نسل اور بنیاد انکی کا قطع کرنا بہتر زیادہ ہے کیونکہ آگ کو بجھانا اور چنگاری کو

گذاشتن و افعی کشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کار خردمندان نیست قطعہ
چھوڑنا اور سانپ کو مارنا اور بچے اسکے کو نگاہ رکھنا کام داناؤں کا نہیں ہے

ابر اگر آب زندگی بارد بدلی اگر آب حیات برسا دے	ہرگز از شاخ بید بر نخوری ہرگز شاخ بید سے پھل نہ کھاوے تو

لہ در مؤید الفضلا از مصرع دوم کنایت از رفتن روز و آمدن شب ست و بعضی گویند یونس علیہ السلام عبارت از خواب و ماہی اشارت بچشمان دزدان یعنی خواب در چشم دزدان آمد و ظاہر آنست کہ اینجا تشبیہ رفتن خورشید است در سیاہی برفتن یونس علیہ السلام در دہان ماہی و گذشتن پاسی از شب را در اینجا دخل نیست محض تشبیہ در رفتن خورشید بسیاہی و رفتن یونس علیہ السلام در دہان ماہی ۱۲ یعنی فرو رفتن ایشان در خواب مثل فرو رفتن آفتاب و در آمدن یونس علیہ السلام در شکم ماہی بود ۱۲ سلہ کمین پنہاں شدن بقصد دشمن یا شکار و جائے پنہاں شدن را کمین گاہ گویند لیکن در قاموس ست کمین گاہ گویند لیکن در قاموس ست کمین کسیکہ بقصد پنہاں شدن نشیند پس ماخوذ باشد از کون بمعنی پنہاں شدن ۱۲ رح سلہ الف و نون زائد است

بافرومایه روزگار مبر ساتھ کمینوں اصل کے اوقات ضایع مت کر	کز نیٔ بوریا شکر نخوری کہ نرکس بوریا کے سے شکر نہ کھاوے گا تو

وزیر این سخن بشنید و طوعاً و کرہاً بپسندید و برحسن رای ملک آفرین
وزیر نے یہ بات سنی اور از روی فرمانبرداری اور کراہیت کے پسند کیا اور اوپر خوبی عقل بادشاہ کے شاباش

خواند و گفت آنچه خداوند دام ملکه فرمود عین حقیقت ست که اگر در صحبت
پڑھی اور کہا جو کچھ صاحب نے ہمیشہ ہو جیو ملک اُسکا فرمایا نہایت سچ ہے کہ اگر بیچ صحبت

آن بدان تربیت یافتی طبیعت ایشان بگرفتی و یکے از ایشان شدی
ان بدوں کے تربیت پاتا سرشت اُنکی پکڑتا اور ایک انھوں سے ہوتا

اما بنده امیدوار بود که بعشرت صالحان تربیت پذیرد و خوی
لیکن بندہ امید دار تھا کہ بیچ صحبت نیک بختوں کے پرورش قبول کرے اور عادت

خردمندان گیرد که هنوز طفل ست و سیرت بغی و عناد آن قوم در نهاد
داناؤں کی پکڑے کہ اب تک لڑکا ہے اور خود نافرمانی اور دشمنی اس قوم کی بیچ اصل

او متمکن نشده و در حدیث ست کُلُّ مَوْلُودٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ وَ
اسکی کے جگر پکڑنے والی نہیں ہوئی اور حدیث میں آیا ہے ہر ایک پیدا کیا گیا پیدا ہوتا ہے اوپر طور دانائی اصلی کے اور

اَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ وَیُنَصِّرَانِهٖ وَیُمَجِّسَانِهٖ **قطعه**
ماں باپ اُسکے یہودی کرتے ہیں اُس کو اور نصرانی کرتے ہیں اُس کو اور مجوسی کرتے ہیں اُسکو

پسر نوح با بدان بنشست لڑکا نوح علیہ السلام کا ساتھ بدوں کے بیٹھا	خاندان نبوتش گم شد گھرانا پیغمبری اُن کی کا گم ہوا
سگ اصحاب کهف روزے چند کتے اصحاب کہف نے دن کتنے ایک	پے نیکان گرفت مردم شد پیچھا نیکوں کا کیا آدمی ہوا

این بگفت و طائفه از ندمای ملک با او بشفاعت یار شدند تا ملک از
یہ کہا اور ایک مصاحبوں بادشاہ سے ساتھ اُس کے واسطے شفارش کے مددگار ہوئے تو بادشاہ

ملہ لفظ این حدیث در صحیحین چنین واقعست ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهودانه و ینصرانه و یمجسانه و فاضل سرہندی چنین آورده من مولود الا و قد یولد علی الفطرة الاسلامیة لکن ابواه یهودانه و ینصرانه و یمجسانه و این لفظ کتاب چنین ست کرمی بینی ـ چون نقیہا روایت بمعنی در حدیث جایز داشته اند لهذا روایت فاضل سرہندی مندرج این کتاب هم درست میتوان شد معنی حدیث چنین است که نیست از مولود مگر پیدا میشود و لیکن آنکه پیدا کرده میشود در طریق اسلام پس والدین او یهودی میکنند او را یا نصرانی یا مجوسی ۱۲ ملہ شارح فاضل نبوت بتقدیم نون بمعنی پیغمبری و نبوت بتقدیم باے موحده یعنی پسرے هر دو جائز داشته در صورت پیداست که گم شدن خاندان پسرے معنے ندارد مگر از ان اراده کمالات معنوی باشد پس راجع بسوی معنی نبوت بمعنی پیغمبری خواهد بود خیابان

سر خونِ او در گذشت و گفت بخشیدم اگرچہ مصلحت ندیدم رباعی

خون اُسکے سے گذرا اور کہا بخشا ہیں نے اگرچہ مصلحت نہ دیکھی ہیں نے

دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد جانتا ہے تو کہ کیا کہا زال نے رستم پہلوان اسے	دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد دشمن کو نہ سکیے دُبلا اور بیچارہ گننا
دیدیم بسی کہ آبِ سر چشمہ خُرد دیکھا ہیں نے بہت کہ پانی سر چشمہ چھوٹے کا	چون بیشتر آمد شتر و بار ببرد جب زیادہ آیا اونٹ اور بوجھ لے گیا

فی الجملہ پسر را بناز و نعمت بر آوردند و استاد ادیب را بتربیت او نصب کردند

حاصل کلام لڑکے کو ساتھ ناز و نعمت کے پرورش کیا اور اُستاد ادب دینے والے کو واسطے سکھانے اُس کے مقرر کیا

تا حسن خطاب و ردّ جواب و آدابِ خدمت ملوکش در آموختند و در نظر ہمگنان

تو خوبی بات پوچھنے کی اور پھر نا جواب کا اور آداب خدمت بادشاہوں کے اسکو سکھائے اور بیچ نظر سبھوں کے

پسند آمد باری وزیر از شمائل او در حضرت سلطان شمۂ میگفت کہ تربیت عاقلان

پسند آیا ایک بار وزیر عادتوں اُسکی سے بیچ درگاہ بادشاہ کے تھوڑا کہتا تھا کہ تربیت داناؤں کی نے

درو اثر کردہ است و جہل قدیم از جبلت او بدر بردہ ملک را ازین سخن تبسم آمد و گفت

بیچ اُسکے اثر کیا ہے اور نادانی قدیم کو خلقت اس کی سے باہر لے گئی بادشاہ کو اس بات سے ہنسی آئی اور کہا

بیت عاقبت گرگ زادہ گرگ شود آخر کو بھیڑیے کا بچہ بھیڑیا ہوتا ہے	گرچہ با آدمی بزرگ شود اگرچہ ساتھ آدمی کے بزرگ ہوتا ہے

سال دو برین بر آمد طائفہ اوباشِ محلت درو پیوستند و

برس دو اوپر اسکے آئے گروہ رندوں محلے کے ساتھ اُس کے ملے اور

عقدِ مرافقت بستند تا بوقتِ فرصت وزیر را و ہر دو پسرش را

گرہ ساتھ دینے کے باندھی تو بوقت فرصت کے وزیر کو اور دونوں بیٹوں اُسکے کو

بکشت و نعمت بیقیاس برداشت و در مغارۂ دزدان بجائے پدر نشست

مارا اور دولت بہت اٹھائی اور بیچ غار چوروں کے بجائے باپ کے بیٹھا

لہ یعنی بخشیدنش یاری من موافق نیامد و تحقیق صواب در مابین رای ملک آنست کہ آنچہ وزیر ید تبدیل اخلاق و نصیحت صلحا ذکر کردہ امر یست قلیل الوقوع و آنچہ شاہ فرع امر یست کثیر الوقوع و مقتضای افتیار بیست کہ بسوی قلیل الوقوع میلے نفرایند و کذا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الہزم فی سوء الظن ۱۲ سہ زال بمعنی زن پسر و نام پدر رستم ۱۲ سوم سے لفظ سر در سرچشمہ زائد ست چون سرزمین ۱۲ اش ۵ استاد بدال بضم قرب استاذ بدال مہملہ است و این استاد فارسی را مخفف او ستاذ گفتہ اند چہ اُستاد در لغت فرس بمعنی کتاب و بواو مفتوحہ و دال مہملہ بمعنی دانا آمدہ و ترکیب مقلوب از قبیل گلاب و اُستاد در تحقیق نمودہ او ستاد با شباع ضمہ بواو د استاد بنزحی گویند ۱۲ ن

وعاصی شد ملک دست تحسر بدندان گرفت و گفت قطعہ

اور نافرمانی والا ہوا بادشاہ نے ہاتھ افسوس کرنے کو دانتوں سے دبایا اور کہا

شمشیر نیک را آہن بد چون کند کسی
تلوار اچھی لوہے برے سے کیونکر بنائے کوئی

ناکس بتربیت نشود ای حکیم کس
نااہل ساتھ تربیت کے نہوے اے حکیم لائق دانا

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
مینہ کہ بیچ پاکیزگی طبیعت اسکی کے خلاف نہیں ہے

در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس
بیچ باغ کے لالہ اگتا ہے اور بیچ کھاری زمین کے گھاس

قطعہ زمین شورہ سنبل بر نیارد
زمین کھاری سنبل کو نہیں اوگاتی ہے

در و تخم عمل ضائع مگردان
بیچ اسکے بیج کام کا نباہ نہ کر

نکوئی با بدان کردن چنان ست
نیکی ساتھ بدوں کے کرنا ایسا ہے

کہ بد کردن بجائی نیک مردان
کہ بد کرنا بیچ جگہ نیک مردوں کے

حکایت سرہنگ زادہ را دیدم بر در سرای اغلمش کہ عقل و کیاست و فہم و فراست

ایک پیادے کے لڑکے کو دیکھا بیٹھے اوپر دروازے سرائے اغلمش کے عقل اور فہم اور دانائی

زائد الوصف داشت ہم از عہد خردی آثار بزرگی در ناصیۂ او پیدا فرد

زیادہ وصف سے رکھتا تھا بھی زمانہ چھوٹے پن سے نشانی بڑائی کی بیچ نشانی اسکی کے ظاہر

بالائی سرش ز ہوشمندی
اوپر سر اسکے کے ہوشمندی سے

می تافت ستارہ بلندی
چمکتا تھا ستارہ بلندی کا

فی الجملہ مقبول نظر سلطان آمد کہ جمال صورت و معنی داشت و خردمندان گفتہ اند

حاصل کلام قبول کیا گیا نظر بادشاہ کے آیا کہ خوبی ظاہر اور باطن کی رکھتا تھا اور دانایوں نے کہا ہے

توانگری بدل ست نہ بمال و بزرگی بعقل ست نہ بسال ابنائی جنس او بر منصب

توانگری بسبب ہنر کے ہے نہ بسبب مال کے اور بزرگی ساتھ عقل کے ہے نہ ساتھ برس کے بھائی برابر کے اوپر منصب

او حسد می بردند و بخیانتے متہم کردند و در کشتن او سعی بیفائدہ نمودند ع

اسکے حسد کرتے تھے اور ایک خیانت کے ساتھ متہم کیا اور اسکے مار ڈالنے میں کوشش بیفائدہ کی

۱ یعنی از جمیع اکمنہ واز منہ فیضش یکسان ست واز خصوصیت اماکن واراضی اختلاف در طبع آن نیشود وہیچکس در لطافت او خلاف نکردہ باشد ۲ روئیدن از رویدن وبمعنی لازم ست ای در باغ لالہ روید و بمعنی رویاند متعدی خلاف ظاہر ست لہٰذا قابل رجوع ۳ شورہ نمکین کہ نمک از و بر آرند ۴ سنبل نباتیکہ زلف خوبان را بدان تشبیہ دہند یعنی چون زمین شور قابل سبز کردن نبات نباشد کاشتن تخم عمل در و عبث و لغو ست ۵ اغلمش بفتح اول و سکون دوم و شین معجمہ نام بادشاہ ہے اوخ وبضم ہمزہ و دوم و فتح میم و سکون غین معجمہ و شین منقوطہ نام بادشاہ ہے است ز پادشاہان عجم و این لفظ ترکیست ۶ ش ۷ کیاست بکسر یاد تازی بزرگ کے درانائے اینکہ بکاف تازی دعوام شہرت دارد خطاست چنانکہ نکبت بکاف تازی ست و بکاف فارسی غلط فاش غیلیا

دشمن چه زند چو مهربان باشد دوست
دشمن کیا مارے مہربان ہووے دوست

ملک پرسید کہ موجب خصمی اینان در حق
بادشاہ نے پوچھا کہ سبب دشمنی اس نوں کا تیرے حق میں

تو چیست گفت در سایۂ دولت خداوندی دام ملکہ ہمگنان را راضی کردم مگر
کیا ہے کہا بیچ سایہ دولت صاحب کے ہمیشہ ہو جیو ملک اسکا سبھوں کو راضی کیا میں نے مگر

حسودان کہ راضی نمیشوند الا بزوال نعمت من و دولت اقبال خداوندی باقی باد قطعہ
دشمن کہ راضی نہیں ہوتے ہیں۔ مگر اوپر جاتے رہنے میرے کے اور دولت اور اقبال صاحب کا جو ہمیشہ باقی ہو جیو۔

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے
سکتا یعنی چاہتا ہوں میں وہ کہ نہ آزردہ کروں میں دل کسیکا

حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست
دشمن کو کیا کروں میں کہ وہ آپ سے بیچ رنج کے ہے

بمیر تا برہی ای حسود کین رنجیست
مر تو چھوٹے تو اے دشمن کہ یہ وہ رنج ہے

کہ از مشقت او جز بمرگ نتوان رست
کہ رنج اس کے سے سوائے موت کے نہ سکیے چھوٹنا

قطعہ شوربختان بآرزو خواہند
بدبخت ساتھ آرزو کے چاہتے ہیں

مقبلان را زوال نعمت و جاہ
صاحب اقبالوں کا دور ہونا دولت اور مرتبے کا

گر نبیند بروز شپرہ چشم
اگر نہ دیکھے بیچ دن کے آنکھ چمگادڑ کی

چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
چشمہ آفتاب کو کیا گناہ ہے

راست خواہی ہزار چشم چنان
سچ چاہے تو ہزار آنکھیں ایسی

کور بہتر کہ آفتاب سیاہ
اندھی بہتر نہ آفتاب جب سیاہ

حکایت یکی را از ملوک عجم حکایت کنند کہ دست تطاول بمال رعیت
ایک کو پادشاہوں عجم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ہاتھ ظلم کا اوپر مال رعیت کے

دراز کردہ بود و جور و اذیت آغاز تا بجائی کہ خلق از مکاید فعلش بجہان برفتند
دراز کیا تھا اور ظلم اور ایذا دینا آغاز کیا اس حد تک کہ خلق مکروں ظلم اس کے سے پراگندہ ہوتی

و از کربت جورش راہ غربت گرفتند چون رعیت کم شد ارتفاع ولایت
در رنج ظلم اس کے سے راہ مسافرت کی پکڑی جب رعیت کم ہوتی محصول بادشاہت سے

لہ و این دعائیست پر سلطان را بعد عرض حال خود و در نسخہ سروری دیگر نسخ معتبرات دولت و اقبال خداوندی باقی باد آمدہ و این ترجیح
نود و مراد ازین دعا نیست کہ طراز حاسدان عمی نیست کہ طراز حاسدان عمی نیست در سلیبہ اقبال و نقلوط ۱۲ سے در اخلاق ناصری مرقوم
است کہ صاحب حسد ہو ستند بجور مبا شدہ رنج او دہر گز زائل نیگمد و الا بمرگ بسبب آنکہ داسہ زوال نعمت حسب خواہش اماز ہر کسے ممکن
نیست پس مراد حاسد حسب دلخواہ بر نمی السراج سے شوریخت آنکہ غیر منتظم الاحوال باشد خال آوز دگفتہ کہ اگر است خواہی بگویم کہ ہزار چشم چنان
کو بہتر است نہ زوال نعمت ہلائی مقبلان زیرا کہ امان نفع جمہور استاد کیست گو بعضے اور ضمن آن ضرر مبدر مدہ ۲ سے جامع اللغات
است ارتفاع بلند شدن و آنہ جا بر آمدن و غیلہ کہ از مزارع برآورند و دو راہ این باب بر معنی برداشتن غلہ سطور است چنانچہ در طرح مغنی برداشتن

غالم آوردہ ۲۲۵

نقصان پذیرفت و خزینہ تہی ماند و دشمنان طمع کردند و زور آوردند قطعہ

نقصان قبول کیا۔ اور خزانہ خالی رہا اور دشمنوں نے طمع کی اور غلبہ لائے

ہر کہ فریادرس روز مصیبت خواہد جو کوئی فریادرس روز مصیبت کے چاہے ہے	گو در ایام سلامت بجوانمردی کوش کہ بیچ زمانے سلامت کے ساتھ جوانمردی کے کوشش کر
بندۂ حلقہ بگوش ار ننوازی برود بندہ فرمانبردار کو اگر نہ سرفراز کرے تو جاوے	لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش مہربانی کر مہربانی کہ بیگانہ ہووے فرمانبردار

باری در مجلس او کتاب شاہنامہ میخواندند در زوال مملکت ضحاک و عہد فریدون

ایک بار بیچ مجلس اس کی کے کتاب شاہنامہ پڑھتے تھے بیچ دور ہونے سلطنت ضحاک اور زمانے فریدون کے

وزیر ملک را پرسید کہ ہیچ توان دانستن کہ فریدون کہ گنج و ملک و حشم نداشت چگونہ

وزیر نے بادشاہ کو پوچھا کہ کچھ سکیے جاننا کہ فریدون کہ گنج اور ملک اور خادم اور مرتبہ نہیں رکھتا تھا کس طور

مملکت برو مقرر شد گفت آنچنانکہ شنیدی خلقی بروبہ تعصب گرد آمدند و تقویت کردند

بادشاہی اوپر اس کے مقرر ہوئی کہا جیسا کہ سنا تو نے ایک خلق اوپر اس کے بسبب طرفداری کے جمع آئی اور مدد کی

پادشاہی یافت گفت اے ملک چون گرد آمدن خلقی موجب پادشاہیست

بادشاہی پائی کہا اے بادشاہ جو جمع آنا خلق کا سبب بادشاہی کا ہے

تو خلق را برائے چہ پریشان میکنی مگر سر پادشاہی کردن نداری فرد

تو خلق کس لیئے پریشان کرتا ہے شاید خیال بادشاہی کرنے کا نہیں رکھتا ہے

ہمان بہ کہ لشکر بجان پروری وہ بہتر ہے کہ لشکر برابر جان کے پرورش کرے تو	کہ سلطان بلشکر کند سروری کہ بادشاہ بسبب لشکر کے کرتا ہے سرداری

ملک گفت موجب گرد آمدن سپاہ و رعیت و لشکر چہ باشد گفت پادشاہ را کرم

بادشاہ نے کہا سبب جمع آنے سپاہ اور رعیت اور لشکر کا کیا ہووے کہا بادشاہ کو کرم

باید تا برو گرد آیند و رحمت تا در پناہ دولتش ایمن نشینند و ترا این ہر دو نیست مثنوی

چاہیے تو ساتھ اسکے جمع آویں اور مہربانی تو بیچ پناہ دولت اس کی کے بیٹھیں امن سے اور تیرے تئیں ان دونوں سے ایک بھی نہیں ہے

ا؎ خزینہ در کتب لغت دیدہ نشد شاید کہ فارسیان اماطہ خزانہ بالکسر کردہ باشند چنانکہ در اماطہ امان ایمن مے گویند ۱۲ ۲؎ شاہنامہ کتابیست مشہور فردوسے را گویند کہ از آخر چہار ہزار بیت باقی ماندہ بود نظر پیری خود حکیم اسدی را با تمام آن تکلیف داد و بعد دو سہ روز چہار ہزار شعر بقیہ قصہ بر خواند فردوسی آفرینہا کرد ۳؎ کرد بکسر کاف فارسی بہ معنی ے آید عدد بود دم جانب طرف چیزے سوم جمع کرد و در نیجا بمعنی ثالث است و قرینہ برین آنست کہ بمعنی جمع باز آمدن و شدن مستعمل می شود ۱۲ سروری ۴؎ عطا این بمعنی من مستعمل فارسیان است ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

نکند جور پیشہ سلطانی
نہیں کرے ظالم بادشاہی

پادشاہے کہ طرح ظلم افگند
جس بادشاہ نے کہ نقشہ ظلم کا ڈالا

کہ نیاید ز گرگ چوپانی
کہ نہیں آتی ہے بھیڑیے سے چرواہی

پای دیوار ملک خویش بکند
جڑ دیوار ملک اپنے کی کھود دی

ملک را پند وزیر ناصح موافق طبع مخالف نیامد روی از سخنش درہم کشید
بادشاہ کو صحبت وزیر نصیحت کرنے والے کی موافق طبع مخالف کے نہ آئی اور منہ بات اسکی سے پھیر لیا

و بزندان فرستاد و بسی بر نیامد کہ بنی عمّان سلطان بمنازعت برخاستند
اور قید خانے میں بھیجا اور بہت دن گذرے کہ بیٹے چچا دُن بادشاہ کے واسطے جھگڑا کرنے اُٹھے

و بمقاومت لشکر آراستند و ملک پدر خواستند قومیکہ از دست تطاول
اور واسطے مقابلے کے لشکر آراستہ کیا اور ملک باپ کا چاہا ایک قوم کہ ہاتھ ظلم

این بجان رسیدہ بودند و پریشان شدہ بر ایشان گرد آمدند و تقویت
اس کے سے عاجز ہوئی تھی اور پریشان ہو کے اوپر انہوں کے جمع آئی اور مدد

کردند تا ملک از تصرف این بدر رفت و بر آنان مقرر شد مثنوی
کی تو ملک قبضے اُس کے سے باہر گیا اور اوپر انہوں کے مقرر ہوا

پادشاہے کو روا دارد ستم بر زیر دست
وہ بادشاہ کہ جائز رکھے ظلم اوپر زیر دست کے

دوستدارش روز سختی دشمن زور آور است
دوست دار اسکا روز سختی کے دشمن زبردست ہے

بار عیت صلح کن و ز جنگ خصم ایمن نشین
ساتھ رعیت کے کہ صلح کر اور روائی دشمن سے بیخوف بیٹھ

زانکہ شاہنشاہ عادل را رعیت لشکر است
اسلیئے کہ بادشاہ عادل کو رعیت بجائے لشکر کے ہے

فرد غم زیر دستان بخور زینہار
غم زیر دستوں کا کھا خواہ مخواہ

بترس از زبر دستی روزگار
ڈر زبردستی زمانے سے

حکایت پادشاہے با غلامی عجمی در کشتی نشست و غلام دیگر دریا را ندیدہ بود
ایک بادشاہ ساتھ ایک غلام عجمی کے بیچ کشتی کے بیٹھا اور غلام نے کبھی دریا کو نہ دیکھا تھا

له رویے از چیزے درہم کشیدن کنایہ سے بے دماغ شدن از چیزی است ۱۲ بہار عجم ؎ ایشان ضمیر جمع غائب وگاہے بجہت تفخیم بر ضمیر واحد غائب نیز آرند ۱۲ ؎ اصل شاہنشاہ شاہ بادشاہان بود بر ترکیب مقلوب و تخفیف یک الف وگاہی تخفیف ہر دو الف مستعمل میشود ۱۲ ؎ عبدالواسع ہانسوی گوید کہ کشتی بکاف فارسی و یائے نا علیٰ بمعنی کشت کنندہ فاضل سروے گوید کہ کشتی بکاف عربی مفتوح و یائے اصلی بمعنی سفینہ لغتی است بر اسمہ حق با فاضل سرور است ؎ چوپان بفتح جیم فارسی و واو مجہول ہائے موحدہ و یائے فارسی ہر دو ۱۲ ؎ طرح بفتح اول و سکون دوم و سوم و ہر سہ خطا است اینجا بمعنی بنائے آمدہ ۱۲

ومحنت کشتی نیازمودہ گریہ وزاری در نہاد ولرزہ براندامش افتاد ملک را عیش از و
اور محنت ناؤ کی نہیں آزمائی تھی رونا اور رونا شروع کیا اور لرزہ اوپر بدن اس کے کے پڑا بادشاہ کو خوشی
منغص بود کہ طبع نازک تحمل مثال ایں صورت نہ بندد وچارۂ ندانستند حکیمی
اس وجہ کی سے مکدر تھی کہ طبیعت نازک بادشاہوں کی بوجھ اٹھانا ایسی باتوں کا گوارا نہیں کرتی پائے اور کوئی علاج نہ جانا ایک حکیم
درں کشتی بود ملک را گفت اگر فرمان دہی من او را بطریقی خاموش گردانم گفت
بیچ اس کشتی کے تھا بادشاہ کو کہا اگر حکم ہے تو میں اس کو ایک حکمت سے چپ کردوں میں بادشاہ نے کہا
غایت لطف وکرم باشد بفرمود تا غلام را بدریا انداختند چند نوبت غوطہ خورد
نہایت مہربانی اور بخشش ہوگی فرمایا تو غلام کو بیچ دریا کے پھینک دیا۔ کئی مرتبہ غوطے کھائے
ازاں پس مویش گرفتند وپیش کشتی آوردند وبدو دست در سکان کشتی
بعد اس کے بال اس کے پکڑے اور آگے کشتی کے لائے اور دونوں ہاتھ کے بل بیچ دنبالہ کشتی کے
آویختند چوں برآمد بگوشہ بنشست وقرار یافت ملک را عجب آمد پرسید
لٹکا یا جو باہر آیا بیچ ایک گوشے کے بیٹھا اور قرار پایا بادشاہ کو تعجب معلوم ہوا پوچھا
کہ حکمت چہ بود گفت از اول محنت غرق شدن ندیدہ بود وقدر سلامت
کہ حکمت کیا تھی کہا پہلے سے محنت ڈوبنے کی دیکھی تھی اور مرتبہ سلامتی
کشتی ندانستہ ہمچنیں قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید قطعہ
ناؤ کا نہ جانا اور اسی طرح مرتبہ آرام کا وہ شخص جانتا ہے کہ جو بیچ کسی مصیبت کے گرفتار ہے۔

ای سیر ترا نان جویں خوش ننماید
اے آسودہ بچہ کو روٹی جو کی اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے
معشوق منست آنکہ بنزدیک تو زشتست
معشوق میرا ہے وہ جو نزدیک تیرے برا ہے

حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف
حوران بہشتی کو دوزخ ہے اعراف
از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشتست
دوزخ والوں سے پوچھ کہ اعراف بہشت ہے

فرد فرقست میان آنکہ یارش در بر
فرق ہے درمیان اس شخص کے کہ یار اسکا بغل میں ہے
با آنکہ دو چشم انتظارش بر در
اس شخص سے جسکی دونوں آنکھیں انتظار اسکے کی دروازے پر ہوں

لہ گریہ بکسرہ کاف فارسی بکا بیکسا داز ندافتنہ باشد وزاری بکا لیکن با آواز باشد کہ آنرا نالہ ہم گویند لہذا نہم من نفریہ سکان بضم سین مہملہ وتشدید کاف بمعنے دنبالہ کشتی وبعضی گویند جمع ساکن نیز دریجا درست می شود وایں خطاہست ۱۲ سے آویخت ماضی مجہول است از آویختن پس ہر کہ اودا آویخیت معلوم خواندہ ولفظ خود تقریر کردہ از کاب تکلیف صریح نمودہ ۱۲ ۵ش سے نور اللہ وجاری گوید کہ بعضی آہر سلامت ہائے زاید کشند دراںے نوبہ ۱۲ ۵ حور بالضم ل خوانند بروزن مرد اینکہ سپیدے وسیاہی چشمش سیاہ باشد وفارسیاں بمعنی مفرد استعمال کنند لہذا جمش ونون وادارند وجمع عربی را بفارسی جمع کردن مثل اکابراں مشایخاں وکتبہا در رعایت انکارست

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱ ۱۲ ۱۲

حکایت یکی از ملوک رنجور بود در حالت پیری و امید زندگانی قطع کردہ

ایک بادشاہوں میں سے بیمار تھا بیچ حالت بڑھاپے کے اور امید زندگانی کی قطع کی تھی

کہ سوارے از در آمد و بشارت داد کہ فلان قلعہ را بدولت خداوند بکشادیم و

کہ ایک سوار دروازے سے آیا اور خوشخبری دی کہ فلانے قلعے کو ساتھ اقبال صاحب کے فتح کیا ہم نے

دشمنان اسیر آمدند و سپاہ و رعیت آنطرف بکلی مطیع فرمان گشتند ملک

اور دشمن قید آگئے اور سپاہ اور رعیت اس طرف کی سب اطاعت کرد آئی حکم کی ہوئی بادشاہ

نفسے سرد بر آورد و گفت این مژدہ مرا نیست دشمنانم راست یعنی وارثان مملکت را

ایک سانس ٹھنڈی بر لایا اور یہ خوشخبری مجھ کو نہیں ہے بلکہ دشمنوں میرے کے ہے یعنے وارثوں بادشاہی کو

قطعہ در این امید بسر شد[1] دریغ عمر عزیز

بیچ اس امید کے آخر ہوئی افسوس عمر عزیز

کہ آنچہ در دلم ست از درم فراز آید

کہ جو چیز بیچ دل میرے کے ہے دروازے سے آگے آوے

امید بستہ بر آمد ولے چہ فائدہ زانکہ

امید بندھی ہوئی بر آئی اور لیکن کیا فائدہ اس سبب سے

امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید قطعہ

کہ امید نہیں ہے کہ عمر گذری ہوئی پھر آوے

کوس رحلت بکوفت دست اجل

نقارہ کوچ کا بجایا ہاتھ موت کے نے

ای دو چشم وداع سر بکنید

اے دونوں آنکھیں میری رخصت کرو سر کو

ای کف دست و ساعد و بازو

اے ہتھیلی ہاتھ کی اور کلائی اور بازو

ہمہ تودیع یکدگر بکنید

تمام رخصت کرو ایک دوسرے کو

بر من اوفتادہ دشمن کام

اور مجھ عاجز دشمن کام کے

آخر ای دوستان گذر بکنید

آخر ای دوستو گذر نا کرو

روزگارم بشد بنادانی

زمانہ میرا گیا ساتھ نادانی کے

من نکردم شما حذر بکنید

میں نے نہ کیا تم خوف کرو

حکایت ہرمز را گفتند از وزیران پدر چہ خطا دیدی کہ بند فرمودی

ہرمز کو کہا وزیروں باپ سے گناہ دیکھا تو نے کہ قید فرمایا تو نے

[1] شد صیغہ ماضی است از شدن ترجمہ ضرورت یا بمعنی فتن وہرد و تقدیر بمعنی تمام شدن باشد ۱۲ ش [2] یعنی آنچہ در دل دارم و میشود حصول آن منضم از در من در آید یعنی محصول موصول شود ۱۲ نور [3] ہرمز نام پسر نوشیروان کہ دوازدہ سال حکومت نمود وزرائے پدر را بر سید ند از سرٓن پس جواب دار چنانچہ منف رح تقدیر آن نمود ۱۲ ش شاہر بوہ ہر ہر فربا اضاخت بدل است و در بعضے نسخ شاہزادہ نیست ۱۲ ان [4] ندارمن مملکت داد دشمن لہذان سبب گفت کہ ایشان مسند عیال سلطنت و خواہان موت [5] دشمن کام کسیکہ حال از موافق مراد دشمن باشد و ظاہر است کہ دشمن بوقت مردن مخالفت خود مے ندارد ۱۲ منہ

گفت گناہی معلوم نکردم ولیکن بیقین دانستم کہ مہابت[1] من در دل ایشان

کہا سوچی گناہ دریافت نہ کیا میں نے ولیکن ساتھ یقین کے جانا میں نے کہ خوف میرا دل میں ان کے

بیکرانست و بر عہد من اعتماد کلّی ندارند ترسم کہ از بیم گزند خویش آہنگ

بہت ہے اور اوپر قول میرے کے بھروسہ پورا نہیں رکھتے ہیں ڈرتا ہوں میں کہ دہشت آزار اپنے سے قصد

ہلاک من کنند پس قول حکما را کار بستم کہ گفتہ اند قطعہ

ہلاک کرنے میرے کا کریں بس قول حکیموں کو عمل کیا میں نے کہ کہا ہے

ازان کز تو ترسد بترس اے حکیم	وگر باچنو[2] صد برآئی بجنگ
اس شخص سے جو تجھ سے ڈرے ڈرا اے حکیم	اور اگر ساتھ اس ایسے سو کے غالب ہووے تو لڑائی میں
ازان مار بر پائے راعی[3] زند	کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ
اس سبب سے سانپ اوپر پاؤں چرواہے کے مارتا ہے	کہ ڈرتا ہے سر اس کے کو کچلے ساتھ پتھر کے
نہ بینی کہ چون گربہ عاجز شود	برآرد بچنگال چشم پلنگ
نہیں دیکھتا ہے تو کہ جب بلی عاجز ہوتی ہے	نکالتی ہے چنگل سے آنکھ چیتے کی

حکایت ببالین تربت یحیی پیغمبر علیہ السلام معتکف بودم در جامع دمشق

اوپر سرہانے قبر یحیی پیغمبر علیہ السلام کے گوشے میں بیٹھنے والا تھا میں بیچ مسجد دمشق کے

کہ یکے از ملوک عرب بے انصافی منسوب بود درآمد و نماز و دعا کرد و حاجت خواست

کہ ایک بادشاہوں عرب سے کہ ساتھ بے انصافی کے نسبت کیا گیا تھا آیا اور عاجزی اور دعا کی اور حاجت چاہی

فرد درویش و غنی بندۂ این خاک درند	آنان کہ غنی ترند محتاج ترند
فقیر اور دولتمند بندے اس دروازے کی خاک کے ہیں	اور وہ لوگ کہ دولتمند زیادہ ہیں محتاج زیادہ ہیں

آنگاہ مرا گفت از انجا کہ ہمت درویشانست و صدق معاملۂ ایشان خاطرے ہمراہ من کنید کہ از

اسوقت مجکو کہا بحکم اجابت کے دعا فقیروں کی ہے اور سچا معاملہ ان کا ایک توجہ ساتھ میرے کرو کہ

دشمنی صعب اندیشناکم گفتمش بر رعیت ضعیف رحمت کن تا از دشمن قوی زحمت نہ بینی

ایک دشمن سخت سے اندیشہ کرنیوالا ہوں میں نے اس کو کہا اوپر رعیت ضعیف کے مہربانی کر تو دشمن زبردست سے سختی نہ دیکھے تو

[1] مہابت مصدر میمی بمعنی ہیبت است ۱۲ [2] کران بفتح کاف عربی مثل کرانہ بمعنے حد و نہایت ۱۲ اکش [3] گو ندر وزن کمند بمعنے آسیب و آفت و رنج ۱۲ [4] چنو مخفف چون او ۱۲ کذا فی البرہان ۱۲ [5] راعی بمعنی مسلہ چرانندہ و نگاہ دارندہ ہو اشی کربنار سے چون خوانند و تخصیص زدن مار بر پائے راعی آنان است کہ راعی اکثر ہمارا لقصدیہ سبب آمدن دور صحرا و مرغزار ہا ۱۲ [6] پس گاہے می شود کہ ضعیف با قوی ہم پنجہ می شود عبث دریغ طرگیرہ حق می شود آں ضعیفہ قوی ۱۲ [7] دایں جامع دمشق بالفعل بجامع بنی امیہ شہرت و رد دمشق بکسر دال و فتح میم بر وزن قمر نام شہرا ست از نواحی شام نہادہ شد بنام بانی خودش [8] ہمت صراع قصد دلی و مراد ازاں توجہ باطنی خیابان خان آرزو ۱۲

نظم بیازوان توانا و قوت سر دست
ساتھ بازوان زور آور اور قوت پنجہ کے

خطاست پنجۂ مسکین ناتوان بشکست
خطا ہے پنجہ غریب اور ناتوانوں کا توڑنا

نترسد آنکہ بر افتادگان نہ بخشاید
کیوں نہیں ڈرتا ہی وہ شخص جو اوپر عاجزوں کے رحم نہیں کرتا ہے

کہ گر ز پای در آید کسش نگیرد دست
کہ اگر پاؤں سے گریگا کوئی اس کا نہ پکڑے گا ہاتھ

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت
جس شخص نے کہ بیج بدی کا بویا اور امید نیکی کی رکھی

دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست
دماغ بیہودہ پکایا اور خیال جھوٹا باندھا

ز گوش پنبہ برون آر و داد خلق بدہ
کان سے روئی باہر لا اور فریاد خلق کی دے

و گر تو می ندہی داد روز دادی ہست
اور جو تو نہیں دیتا ہے فریاد ایکدن فریاد کا ہے

مثنوی بنی آدم اعضای یکدیگر اند
بیٹے آدم کے ہاتھ پاؤں ایک دوسرے کے ہیں

کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
کس لیے کہ بیچ پیدایش کے ایک اصل سے ہیں

چو عضوی بدرد آورد روزگار
جو ایک عضو کو بیچ درد کے لادے زمانہ

دگر عضوہا را نماند قرار
دوسرے اعضا کو نہ رہے قرار

تو کز محنت دیگران بیغمی
تو کہ محنت اوروں سے بے فکر ہے تو

نشاید کہ نامت نہند آدمی
نہ چاہیئے کہ نام تیرا رکھیں آدمی

حکایت درویشی مستجاب الدعوت در بغداد پدید آمد حجاج یوسف را خبر کردند
ایک فقیر قبول کیا گیا دعا کا بیچ بغداد کے ظاہر آیا حجاج یوسف کو خبر کی

بخواندش و گفت دعای خیری بر من کن گفت خدایا جانش بستان گفت
بلایا اس کو اور کہا دعائے خیر مجھ پر کر کہا اے خدا جان اس کی لے کہا

از بہر خدا این چہ دعاست گفت این دعای خیر ست ترا و جملہ مسلمانان را
واسطے خدا کے یہ کیا دعا ہے کہا یہ دعائے خیر ہے تجھ کو اور سب مسلمانوں کو

مثنوی ای زبردست زیردست آزار
اے زبردست زیردست کے آزار دینے والے

گرم تا کی بماند این بازار
گرم کب تک رہیگا یہ بازار

۱ شکست بمعنی شکستن ہمچو آمد و رفت بمعنی آمدن و رفتن ۱۲ ن ۲ دماغ بیہودہ پختن کنایہ از فکر کثیر ۱۲ خ ۳ مراد از روز داد روز قیامت است منکبیر ۱۰ دازانکہ یوم تم اعلام است و اشارت بدان است کہ گویا مخاطب کہ ظلم میکند از یاد غفلت میداند ۱۲ خیابان ۴
اما بخیر بودن این دعا برای حجاج یوسف ازانکہ باز کسب مظالم و خیر بودنش در حق مسلمانان ازانکہ باز ماندن کسب مظالم و خبر بودنش در حق
مسلمانان ازانکہ برہند از دست جور او بدانکہ ظلم و جور ازین ظالم بحدی رسیدہ بود کہ در شرح فقہ اکبر لعن بر در داشت از فاضل سرحدی حکایتے از
ابو منصور رحی آرند من در مسجد کوفہ معتکف بودم تا آنکہ در آمد روزے غلام ہندی در آن مسجد نماز گزارد بکمال خشوع و خضوع تا آنکہ مداومت مؤذن
آمد و رفت در مسجد تا یک او کامل سلام کردم پرسید بکرد و جواب برمن نکرد چون روز دیگر بمسجد آمد گفت و علیکم السلام پرسیدم کہ درین چہ حکمت بود گفت
بوائے من تا حال است کہ بلا اجازت او کلمہ نگویم زکارے نکنم امروز اجازتے برائے رد جواب سلام تو از و حاصل کردم ۱۲

بچہ کار آیدت جہان داری
بہ چہ کس کام کے آوے تیری جہانداری

مُردنت بہ کہ مردم آزاری
مرنا تیرا بہتر کہ مردم آزار ہے تو

حکایت یکی از ملوک بی انصاف پارسائی را پرسید کہ کدام عبادت
ایک نے پادشاہوں بے انصاف سے ایک فقیر کو پوچھا کہ کون عبادت

فاضلتر ست گفت ترا خواب نیمروز تا دران یک نفس خلق را نیازاری **قطعہ**
فضیلت زیادہ رکھتی ہے کہا تیرے تئیں سونا دوپہر کا تو بیچ اس ایک دم کے خلق کو نہ آزاد دیوے تو

ظالمی را خفتہ دیدم نیم روز
ایک ظالم کو سویا دیکھا میں نے دو پہر کو

گفتم این فتنہ است خوابش بُردہ بہ
کہا میں کنے یہ فتنہ ہے نیند اس کو لے گئی بہتر

وانکہ خوابش بہتر از بیداریست
اور وہ شخص کہ سونا اسکا بہتر جاگنے سے ہے

آنچنان بد زندگانی مُردہ بہ
ایسا بد زندگانی کا مرا بہتر

حکایت یکے از ملوک شنیدم کہ شبی در عشرت روز کردہ بود و در پایان مستی می گفت
ایک کو بادشاہوں سے سنا کہ ایک رات بیچ صحبت سواری کے دن کیا تھا اور بیچ نہایت مستی کے کہتا تھا

بیت ما را بجہان خوشتر ازین یکدم نیست
ہم کو بیچ جہان کے خوش زیادہ اس سے ایکدم نہیں ہے

کز نیک و بد اندیشہ و از کس غم نیست
کہ نیک اور بد سے اندیشہ اور کسی سے غم نہیں ہے

درویشے برہنہ بسر ما برون خفتہ بود گفت **بیت**
ایک فقیر ننگا جاڑے میں باہر سوتا تھا کہا

ای آنکہ باقبال تو در عالم نیست
اے وہ کہ اقبال تیرے سے بیچ جہان کے نہیں ہے

گیرم کہ غمت نیست غم ما ہم نیست
قبول کیا ہم نے کہ غم تجھکو نہیں ہے غم ہمارا بھی نہیں ہے

ملک را خوش آمد صرّۂ ہزار دینار از روزن بیرون کرد و گفت دامن بدار
بادشاہ کو خوش آئی بات اس کی تھیلی ہزار دینار کی بھر کے باہر کی اور کہا دامن رکھ

ای درویش گفت دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم ملک را بر ضعف حال او رحمت
اے فقیر کہا دامن کہاں سے لاؤں میں جامہ نہیں رکھتا ہوں نیں بادشاہ کو اوپر ضعف حال اس کے رحمت

لہ آنچنان آہ بد زندگانی اے کسیکہ زندگے او باشد مردن او در بہتر است تا دیگران جہد می زود و از گناہ محفوظ ماند سلہ گیرم کو غمت آہ یعنے فرض کردم کہ ترا غم خویشتن نیست غم مرا ہم نیست و گرفتن و اصطلاح بہ معنے فرض کردن آمدہ است ۱۲ سلہ صرّہ بالضم کیسۂ خرد و بزرگ در عجم را استعمال مے کنند و ہندی ہمیانی را نیز گویند۔ غیاث اللغات ۱۲ منہ

زیادت شد و خلعتی بران مزید کرد و پیش درویش فرستاد درویش آن
اس فقیر نے فقیر کے بھیجا اور ایک خلعت اوپر اس کے زیادہ کیا اور آگے زیادہ ہوئی

نقد و جنس را باندک مدت بخورد و پریشان کرد و باز آمد بیت
نقد اور جنس کو تھوڑی مدت میں کھایا اور پریشان کیا اور پھر آیا

قرار بر کف آزادگان نگیرد مال[2] | نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال[1]
قرار اوپر ہاتھ آزادوں کے نہیں پکڑتا ہے مال | نہ صبر بیچ دل عاشق کے نہ پانی بیچ چھلنی کے

درحالتیکه ملک را پروای او نبود حال بگفتند بهم برآمد و روی از و درهم کشید و ازینجا
بیچ اس حالت کے بادشاہ کے نہیں پروا اس کی نہ تھی حال اس کا کہا بادشاہ غصے میں آیا اور منہ اس سے غصے میں

گفته اند اصحاب فطنت[2] و خبرت[3] که از حدت و صولت پادشاهان بر حذر باید بودن که
کھینچا اور اسی جگہ سے کہا ہے صاحبوں دانائی اور ہشیاری کے نے کہ تیزی اور دبدبے بادشاہوں سے نڈر نہیں چاہیے رہنا کہ

غالب همت ایشان بمعظمات امور مملکت متعلق باشد و تحمل ازدحام[4] عوام نکنند
اکثر ہمت انکی ساتھ بڑے کاموں بادشاہی کے ملاقہ گیگی رہتی ہے اور برداشت زحمت اپنے خلق کی نہیں کرتے ہیں

مثنوی حرامش بود نعمت پادشاه | که هنگام فرصت ندارد نگاه
حرام اس شخص کو ہو نعمت بادشاہ کی | کہ وقت فرصت کا نہیں رکھتا ہے نگاہ

مجال سخن تا نه بینی ز پیش | به بیهوده گفتن مبر قدر خویش
قدرت بات کی جب تک نہ دیکھے تو آگے سے | ساتھ بے ہودہ کہنے کے مت لیجا مرتبہ اپنا

گفت این گدای شوخ چشم مبذر را که چندین نعمت بچندین مدت برانداخت برانید
بادشاہ نے کہا اس فقیر گستاخ فضول خرچ کو اتنی نعمت اتنی مدت میں ضایع کی نکالو کہ

که خزینه بیت المال لقمه مساکین است نه طعمه اخوان الشیاطین بیت
خزانہ بیت المال کا لقمہ مسکینوں کا ہے نہ کھانا ہے بھائیوں شیطان کا

ابلهی کو روز روشن شمع کافوری نهد | زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ
جو احمق کہ روز روشن کو شمع کافوری ہے | جلد تو دیکھیگا تو اسکو رات کو تیل نہ ہوگا بیچ چراغ کے

[1] غربال بکسر غین معجمہ و سکون رای مہملہ و بای ابجد و الف بمعنی پرویزن و در سخن چینی بمعنی روان نیز ۱۲ [2] بدانکہ فطنت عبارت است از حدت فہم چیزی و سرعت ادراک آن عبارت است و ذکاوت تو تنبیہ شد کہ بسبب او قادر شود انسان در یافت و فہم کلیات در مقابل او بلادت است انیست فرق مابین ہر چہار [3] خبرت بالکسر در صحاح بمعنی آزمایش مسوم میشود و شارح ناظم کما اسعد خبرت بالضم بمعنی آگاہی گفتہ لیکن در صحاح بدین بمعنی خبر است بالضم بدون تای فوقانی و خبرت بتای فوقانی حصہ اربلے ہے و ماہے کہ تقسیم کنند باہم گوشت او [4] ازدحام بروزن افتعال از زحمت بمعنی انبوہ کردن و انبوہ آن در اصل اور تمام بود تا را بدال بدل کردند [5] آنچہ برای فارسی وا ے ہوز مشہور ست غلط است ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

یکی از وزرای ناصح گفت ای خداوند مصلحت آن می بینم که چنین کسان را وجه

ایک نے وزیروں نصیحت کرنیوالوں سے کہا اے صاحب مصلحت وہ دیکھتا ہوں میں کہ ایسے آدمیوں کو وجہ

کفاف بتفاریق مجرا دارند تا در نفقه اسراف نکنند اما آنچه فرمودی از زجر و منع مناسب

روزینہ کی تھوڑی تھوڑی جاری رکھیں تو بیچ خرچ روز کے فضول خرچی نکریں لیکن جو کچھ فرمایا تونے جھڑکی اور منع رہنے سے نہایت

ارباب همت نیست که یکی را بلطف امیدوار گردانیدن و باز بنومیدی خسته کردن

صاحبوں ہمت کے نہیں ہے کہ ایک کو ساتھ مہربانی کے امیدوار کرنا اور پھر ساتھ نومیدی کے پریشان کرنا

بروی خود در طماع باز نتوان کرد

اوپر منہ اپنے کے دروازہ لالچ کرنیوالوں کا نہ سکے کھولنا

چو باز شد بدرشتی فراز نتوان کرد

جو کھل گیا ساتھ سختی کے بند نہ سکے کرنا

قطعه

کس نه بیند که تشنگان حجاز

کوئی نہیں دیکھتا ہے کہ پیاسے حجاز کے

بر لب آب شور گرد آیند

اوپر کنارے پانی کھاری کے جمع آتے ہیں

هرکجا چشمهٔ بود شیرین

جس جگہ کوئی چشمہ ہووے میٹھا

مردم و مرغ و مور گرد آیند

آدمی اور پرچڑیاں اور چیونٹیاں جمع آتے ہیں

حکایت یکی از پادشاهان پیشین در رعایت مملکت سستی کردی و

ایک بادشاہوں اگلوں سے بیچ نگاہ رکھنے بادشاہی کے سستی کرتا اور

لشکر را بسختی فراشتی لاجرم دشمنی صعب روی نمود همه پشت بدادند مثنوی

لشکر کو سختی سے رکھتا خواہ مخواہ ایک دشمن زبردست نے منہ دکھایا سب نے پیٹھ دی

چو دارند گنج از سپاهی دریغ

جو رکھیں خزانہ کو سپاہی سے افسوس

دریغ آیدش دست بردن به تیغ

افسوس آوے اس کو ہاتھ لے جانا اوپر تلوار کے

چه مردی کند در صف کارزار

کیا مردانگی کرے بیچ صف لڑائی کے

که دستش تهی باشد و کار زار

جو ہاتھ اسکا خالی ہووے اور کام تباہ

یکی را از آنان که غدر کردند با من دوستی بود ملامت کردم و گفتم دونست

ایک کو انہوں سے کہ بیوفائی کی ساتھ میرے دوستی تھی ملامت کی میں نے اور کہا میں نے کہ کمینہ ہے

[1] اینجا در نسخہ دیگر است بوجہ تکلف درست بشود کہ آنکہ بر لفظ یکے با کاف علت باشد فقط نزبیش آنچہ فرمودی از زجر و منع مناسب ارباب همت نیست جز در این نسخہ قوی است چنانچہ فاضل سروری و خان آرزو گفتہ و نسخہ دیگر در صورتیکہ کاف علت بر لفظ یکے باشد بعد قولی را خستہ کردن لفظ لایق حال مروت نباشد ضرور باید پس درین صورت ہر دو جملہ علیحدہ باشد و جملہ ثانے نفی اول است کذا فی خیابان [2] در بعض نسخ اطلاع واقع شدہ و اطلاع الکسر انداختن و بالفتح جمع طمع درینجا ہر دو درست و بمعنی خبر یعنی ممکن نیست زبان بگشاید نوشتہ نتوان کرد اینجا خبرست بمعنی انشا یعنی باید نہ باز نکند چنانچہ شارح فاضل نوشتہ و نورالله حراری و فاضل سروری نوشتہ دیکہ [3] حجاز نام مکہ و مدینہ و حوالی آنہا از شہر بادشاہ فتح پہ پاشش ۱۲

وبی سپاس و سفلہ و ناحق شناس کہ باندک تغیر حال از مخدوم قدیم برگردد و
اور بے شکر ہے اور کمینہ اور ناحق پہچاننے والا کہ بیچ تھوڑی تباہی حال کے صاحب قدیم سے پھرے اور حق دولت

حق نعمت سالہا درنوردو گفت اگر بکرم معذور داری شاید کہ اسپ بی جو بود و نمد زینم
برسوں کا پیٹے کہا اگر ساتھ کرم کے معاف رکھے تو لایق ہے کہ گھوڑا میرا بے جو تھا اور نمد زین میرا

بگرو سلطان کہ بزر با سپاہی بخیلی کند با او بسر جوانمردی نتوان کرد فرد
گروی بادشاہ کہ ساتھ زر کے سپاہی سے بخیلی کرے ساتھ اس کے سر سے جوانمردی نہ سکے کرنا

زر بدہ مرد سپاہی را تا سر بنہد زر دے مرد سپاہی کو تو سر رکھ دے	وگرش زر ندہی سر بنہد در عالم اور جو اس کو زر نہ دے گا تو سر رکھیگا وہ بیچ عالم کے
شعر اذا شبع الکمیّ یصول بطشا جب آسودہ ہوتا ہے ولاور حملہ کرتا ہے پکڑنے کو	وخاوی البطن یبطش بالفرار اور خالی پیٹ اختیار کرتا ہے بھاگنے کو

حکایت یکی از وزرای معزول شدہ بحلقۂ درویشان درآمد و برکت صحبت
ایک وزیروں سے کہ وزارت سے وہ موقوف ہوگیا تھا بیچ گروہ فقیروں کے آیا اور برکت صحبت

ایشان دروی سرایت کرد و جمعیت خاطرش دست داد ملک بار دیگر با او
انہوں کی نے بیچ اس کے پیوستگی کی اور خاطر جمع اس کو حاصل ہوئی بادشاہ نے پھر ساتھ اس کے

دل خوش کرد و عمل فرمود قبولش نیامد و گفت معزولی بہ کہ مشغولی رباعی
دل خوش کیا اور وزارت کیلئے حکم دیا قبول اس کو نہ آیا اور کہا موقوف رہنا بہتر کہ مشغول ہونا

آنانکہ بکنج عافیت بنشستند وہ لوگ کہ گوشہ سلامتی میں بیٹھے	دندان سگ و دہان مردم بستند دانت کتے کے اور منہ آدمیوں کا بند کیا
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند کاغذ پھاڑا اور قلم کو توڑا	وز دست و زبان حرفگیران رستند اور ہاتھ اور زبان عیب گیر دل سے چھوٹے

ملک گفت ہر آینہ ما را خردمندی کافی باید کہ تدبیر مملکت را بشاید گفت
بادشاہ نے کہا تحقیق ہم کو ایک عقلمند کامل چاہیے جو واسطے تدبیر بادشاہی کے لایق ہو وزیر نے کہا

سلہ خوردیدن بفتح راء و فتح دال بمعنی پیچیدن دلست نوردیدن بسوی نعمت بجاز دست مراد آن ناشکری نمودن و درگذشتن است
سلہ سر بنہد بنون نفی است اطاعت بندہ نگند آورده و ناقص شارح بنہد با آثبات بمعنی بر آمدہ سر دو روایت کرده ۱۱ سلہ یعنی معزول
بودن بہتر کہ مشغول الذمہ باشم و تعلق خاطر بجیزے یا کسے نداشتہ باشم شرح سلہ عافیت اسمی است بمعنی دور کردن خدا مکروہات را از
بندہ و حاصل آنکہ انیکہ گوشہ متوجہ بسوی من نشستند دندان سگ یعنی مکروہات دنیا و طعنہ مردمان را بخو دادند و ہمچنین آنان
کہ کاغذ قلم را نمی شکنند کسی فقیری ایشان کہ بمود سلہ شاید بفتح حاء الاتن بمعنی لایق باشد اش چہ عہدہ ہاے سلاطین ہر چند کہ
احتیاط تمام انجام کند لیکن خالی از مظلمہ نباشد مشہور ۱۲

نشان خردمند کافی آنست کہ بچنین کارہا تن در ندہد **فرد**

پتہ صاحب عقل کفایت کرنیوالے کا وہ ہے کہ ایسے کاموں میں راضی نہ ہووے

ہمای برہمہ مرغان ازان شرف دارد	کہ استخوان خورد و جانور نیازارد
ہما اوپر تمام چڑیوں کے اس سبب سے بزرگی رکھتی ہے	کہ ہڈی کھاتی ہے اور صاحب جان کو نہیں ستاتی ہے

حکایت سیاہ گوش را گفتند ترا ملازمت شیر بچہ وجہ اختیار افتاد گفت تا

سیاہ گوش کو کہا کہ تجھ کو ملازمت شیر کی کس سبب سے پسند آئی کہا

فضلہ صیدش میخورم و از شر دشمنان در پناہ صولتش زندگانی میکنم گفتندش

جھوٹا شکار اس کے کھاتا ہوں اور بدی دشمنوں سے بیچ پناہ دبدبے اس کے کے زندگانی کرتا ہوں میں کہا اسکو اب

اکنون کہ بظل حمایتش در آمدی و بشکر نعمتش اعتراف کردی چرا نزدیکتر نیائی تا بحلقہ

اس کو کہ بیچ سایہ حمایت اسکی کے آیا تو اور ساتھ شکر نعمت اس کی کے اقرار کیا تو نے کسلئے نزدیک تر نہیں آتا تو گروہ

خاصان در آردت و از بندگان مخلصت شمار د گفت از بطش وی ہمچنان ایمن نیستم

خاصوں میں تجھ کو لاوے اخلاص مندوں سے تجھ کو گنے کہا جملے اس کے سے ایسا بے خوف نہیں ہوں میں

فرد اگر صد سال گبر آتش فروزد	اگر یک دم درو افتد بسوزد
اگر سو برس آتش پرست آگ کو روشن کرے	جو ایک دم بیچ اس کے پڑے جل جاوے

افتد کہ ندیم حضرت سلطان زر بیابد و باشد کہ سر برود و حکما گفتہ اند از تلون طبع

اتفاق کہتا ہے کہ مصاحب بادشاہ کا زر پاتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ سر جاتا ہے اور حکیموں نے کہا ہے از نیرنگ طبیعت

پادشاہان بر حذر باید بودن کہ وقتی بسلامی برنجند و دیگر وقت بدشنامے

بادشاہوں کے پرہیز میں چاہیئے رہنا کہ ایک وقت سلام سے رنجیدہ ہوتے ہیں اور دوسرے وقت ایک گالی دینے سے

خلعت دہند و گفتہ اند ظرافت بسیار ہنر ندیمان است و عیب حکیمان **فرد**

خلعت دیتے ہیں اور کہا ہے خوش طبعی بہت کرنا ہنر ہمنشینوں کا ہے اور عیب حکیموں کا

تو بر سر قدر خویشتن باش و وقار	بازی و ظرافت بہ ندیمان بگذار
تو اوپر سر قدر اپنے کے رہ اور عزت کے	بازی اور خوش طبعی ہم نشینوں کو چھوڑ

لہ فضلہ بالفتح فردی وا قردن شدن و بالضم غلط است ۱۲ ؎ سوزد مضارع از سوختن کہ لازم و متعدی ہر دو آمدہ پس فاعلش آتش بود و مفعولش گبر محذوف و بدانکہ ابرادِ این حکایت بطریق مثل است و مراد از سیاہ گوش ملازم صحبت بادشاہ و مراد از شیر بادشاہ است ؎ بدانکہ حذف فاعل جایز نیست مگر گاہے بسبب عدم مقصود بودنش حذف نمایند چنانچہ در شش گفتہ اند زیرا مقصود از ایراد این کلمہ قتلے مقولہ ایشان ہست نہ ذات آن ہا فاہم کذا فی السروری ؎ ظرافت در ینجا بمعنے کلام حرج تخفیف تکلف بودن و کلام مضحک و نبیندہ فزا آوردن و سروری در فتح اول دانائی وزیرکی و خوش طبعی ۱۲ منتخب

حکایت یکی از رفیقان شکایت روزگار نامساعد بنزد من آورد که کفاف اندک

ایک یاروں سے گلہ زمانہ ناموافق کا نزدیک میرے لایا کہ روزی تھوڑی

دارم و عیال بسیار و طاقت بار فاقہ نمی آرم و بارہا در دلم آمد کہ باقلیمی دیگر نقل کنم تا

رکھتا ہوں میں اور لڑکے بالے بہت اور طاقت بوجھ فاقے کی نہیں لاتا ہوں میں اور کئی بار بیچ دل میرے کے آیا طرف ولایت دوسری کے کوچ کروں تا

دران صورت کہ زندگانی کنم کسے را بہ نیک و بد من اطلاع نباشد بیت

میں تو بیچ اس صورت کے کہ زندگانی کروں میں کسی کو اوپر نیک اور بد میرے کے خبر نہ ہو

بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست	بس جان بلب آمد کہ برو کس نگریست
بہت بھوکے سوئے اور کسی نے نہ جانا کہ کون ہیں	بہت جان اوپر لب کے آئیں کہ اوپر ان کے کوئی نہ رویا

باز از شماتت اعدا می اندیشم کہ بطعنہ در قفای من بخندند و سعی مرا در

پھر بدگوئی دشمنوں سے ڈرتا ہوں میں کہ ساتھ طعنے کے پیچھے میرے ہنسیں اور دوادوش میری کو بیچ

حق عیال بر عدم مروّت حمل کنند و گویند قطعہ

حق جورو لڑکے میرے کے اوپر نہ ہونے جوانمردی کے قیاس کریں اور کہیں

ببین آن بی حمیت را کہ ہرگز	نخواہد دید روی نیک بختی!
دیکھ اس بے حیا کو کہ ہرگز	نہ دیکھے گا منہ نیک بختی کا
کہ آسانی گزیند خویشتن را	زن و فرزند بگذارد بہ سختی
کس لئے کہ آرام قبول کرتا ہے واسطے اپنے	جورو اور لڑکوں کو چھوڑتا ہے سختی میں

و درین علم محاسبت چنانکہ معلوم ست چیزے دانم اگر بجاہ شما شغلے

اور بیچ اس علم محاسبہ کے جیسا کہ معلوم ہے تمکو کچھ جانتا ہوں میں اگر بسبب مرتبہ تمہارے کے کوئی خدمت

معین شود کہ موجب جمعیت خاطر باشد بقیت عمر از عہدۂ شکر آن بیرون آمدن

مقرر ہووے کہ سبب جمعیت خاطر کی ہو تو باقی عمر ذمے شکر اس کے سے باہر آنا نہ سکوں میں

نتوانم گفتم عمل پادشاہان اے برادر دو طرف دارد امید ست و بیم یعنی امید نان

کہا میں نے کام بادشاہوں کا اے بھائی دو طرف رکھتا ہے امید ہے اور دہشت یعنی امید روٹی کی

سلہ عیال بکسر عین مہملہ جمع عیل بمعنی زن و فرزند ہر کہ نفقہ و مؤنت دہندہ خود باشند عِیال بفتح اوّل غلط است و بکسر اوّل صحیح گفتہ اند ۱۲ سلہ بارہا بسکون را بمعنی مرات و بر کہ بفتح خواندہ غلط کردہ است ۱۲ سلہ گرسن بالضم ترجمہ جوع و گرسنہ ترجمہ رجا ہے جائع و ہمیں تقدیر کلمہ تشنہ درین ترکیب برائے نسبت باشد مثل تش و تشنہ کہ بمعنی عطش و عطشان و گرسنہ بفتح دوم نیز آرہ و این نوع از تصرف است ۱۲ بہار عجم سلہ شماتت بالفتح یا سرور فرحت بر بلائے دشمن ۱۲ سلہ کفاف با لفتح بمعنی روزینہ سلہ حمل بفتحتین اینجا بمعنی گمان است ۱۲ ۱۲

وبیم جان و خلاف رای خردمندان باشد بدان امید متعرض این بیم شدن
اور دہشت جان کی اور خلاف تدبیر داناؤں کے ہووے اور اس امید کے اٹھانے والا اس دہشت کا ہونا

قطعہ
کس نیاید بخانہ درویش / کہ خراج زمین و باغ بدہ
کوئی نہیں آتا ہے بیچ گھر فقیر کے / کہ محصول زمین اور باغ کا دے
یا بہ تشویش و غصہ راضی شو / یا جگر بند پیش زاغ بنہ
یا بیچ رنج اٹھانے اور غصے کے راضی ہو / یا کلیجہ آگے کوے کے رکھ

گفت این موافق حال من نگفتی وجواب سوال من نیاوردی
کہا یہ موافق حال میرے کے نہ کہا تو نے اور جواب سوال میرے کا نہ لایا تو
نشنیدہ کہ ہر کہ خیانت ورزد دستش از حساب بلرزد فرد
نہیں سنا ہے تو نے کہ جو کوئی چوری کرتا ہے ہاتھ اس کا نامردی سے کانپتا ہے

راستی موجب رضای خداست / کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست
سچ بولنا سبب خوشنودی خدا کا ہے / کوئی نہ دیکھانے سے کہ گم ہوا راہ سیدھی سے

حکما گویند کہ چہار کس از چہار کس بجان رنجند حرامی از سلطان و دزد از پاسبان
حکیم کہتے ہیں کہ چار آدمی چار آدمیوں سے جان سے رنجیدہ ہوتے ہیں ٹھگ بادشاہ سے اور چور چوکیدار سے
وفاسق از غماز و روسپی از محتسب آنرا کہ حساب پاکست از محاسبہ چہ باک
اور بدکار چغلخور سے اور فاحشہ رنڈی ڈنڈیے سے جس شخص کو کہ حساب پاک ہے محاسبے سے کیا خوف ہے

قطعہ
مکن فراخ روی در عمل اگر خواہی / کہ روز رفع تو باشد مجال دشمن تنگ
مت کر کشادہ روی بیچ عمل بادشاہی کے اگر چاہتا ہے تو / کہ وقت حساب دینے تیرے کے ہووے قدرت دشمن کی تنگ
تو پاک باش و برادر مدار از کس باک / زنند جامہ ناپاک گازران بر سنگ
تو پاک رہ مت رکھ اے بھائی کسی سے خوف / مارتے ہیں کپڑے ناپاک کو دھوبی اوپر پتھر کے

گفتم حکایت روباہی مناسب حال تست کہ دیدندش گریزان و بی خویشتن
کہا میں نے حکایت ایک لومڑی کی مناسب حال تیرے کے ہے کہ دیکھا اسکو بھاگتے ہوئے اور حیران

۱ درصراح است وخراج بفتحتین باج و در فارسی بسیار شہرت دارد بدانکہ طور فارسیان است کہ اکثر رباب بعضی کہ بر وزن فعال بفتح اول باشد بکسر خوانند در بعضے ما فتح چنانچہ وداع وخراج و علاج ہم مفتوح اول بودند چنانچہ عدد ہای مفاعلت وامثال آن مثل امارات و محاکات و مواسات بودہ است ۲ جگر بند مجموع دل و جگر و گوشش و چیزیکہ باتامی گلو آویختہ میباشد اہل ہند کلیجی میگویند و جگر بند پیش داغ نہادن کہ اینہ ازین چیلا کردن نکہ دعداوان است کہ گذشتن از قبول مذمت و گرفتہ آمدن سست مفتدیان کرفتش زاغ وہ کاوش جگر بیدی افتند و در مقام مواخذہ و مضائقہ بودہ باشند نور اللہ در بہار ابو فاضل جگر بند بانت او فرزند نوشتہ در لطائف اللغات بمعنی بانی و فرزند آوردہ وعبارت از بنیاد گان اند سی بو بمعنی چنین شد کہ اگر علمداری اختیار کنی باخود بفدیہ کنی یا فرزند خود را عوض خود بدی یا آنکہ مال را بہ بیارگان بسیار دادہ باشی تا آنرا کہ ...

افتان و خیزان کسی گفتش چه آفتست که موجبِ مخافتست گفتا شنیدم که شیر

افتان و خیزان کسی نے کہا اس کیا آفت ہے کہ سبب لرزنے خوف کا ہے کہا سنا میں نے کہ شیر کو

را بسخره میگیرند گفت ای سفیه ترا با شیر چه مناسبتست و او را با تو چه مشابهت

بیگار میں پکڑتے ہیں کہا اے نادان شیر کو تجھ سے کیا مناسبت ہے اور اس کے تئیں ساتھ تیرے کیا مشابہت ہے

گفت خاموش اگر حسودان بغرض گویند که این هم بچه شیرست و گرفتار آیم

کہا چپ اگر حسد کرنے والے دشمنی سے کہیں کہ یہ بھی شیر کا بچہ ہے اور پکڑا جاؤں میں

کرا غم تخلیص من باشد که تا تفتیش حال من کند و تا تریاق از عراق آورده شود

کسکو غم خلاص کرنے میرے کا ہو کہ کھوج حال میرے کا کرے اور جب تک زہر مہرہ اصفہان سے لایا جاوے

مارگزیده مرده بود ترا همچنین فضلست و دیانت و تقوی و امانت و لیکن

سانپ کا کاٹا ہوا مردہ ہووے تجھ کو ویسی ہی بزرگی ہے اور دینداری اور پرہیزگاری اور ایمانداری اور لیکن

متعنتان در کمینند و مدعیان گوشه نشین اگر آنچه سیرت تست بخلاف آن

بدگوئی کرنیوالے گھات میں ہیں اور مدعی گوشہ بیٹھنے والے اگر جو کچھ خصلت تیری ہے برخلاف اس کے بیان

تقریر کنند در معرضِ خطاب پادشاه آئی دران حالت کرا مجال مقالت باشد

بیان کریں اور بیچ جگہ بازپرس بادشاہ کے آوے تو بیچ اس حالت کے کس کو قدرت بات کہنے کی ہووے

پس مصلحت آن بینم که ملک قناعت را حراست کنی و ترک ریاست گوئی فرد

پس مصلحت وہ دیکھتا ہوں میں کہ ملک قناعت کو نگہبانی کرے تو اور چھوڑنا رئیس ہونے کا کہے تو

بدریا در منافع بیشمارست — اگر خواهی سلامت بر کنارست

دریا میں نفع بہت ہے — اگر چاہتا ہے تو سلامتی کنارے کے ہے

رفیق این سخن بشنید و بهم برآمد و روی از حکایت من درهم کشید و سخنهای

یار نے یہ بات سنی اور غصے میں ہوا اور منہ حکایت میری سے آپس میں کھینچا اور باتیں

رنجش آمیز گفتن گرفت که اینچه عقل و کفایتست و فهم و درایت قول حکما درست آید

رنجش ملی ہوئی رکھنا اختیار کیں کہ یہ کیا عقل اور بس کرنا اور سمجھ اور دانائی بات حکیموں کی درست آئی

۱ سخره بالضم کار بے مزد و ہندی بیگار ۲ حسود بفتح اول بمعنی حاسد و اگر بضم خوانند جمعش بالف سلون درست نباشد زیرا که بالضم خود جمع حاسد است بار خدایا مگر از عالم حسودان باشد ۱۲ ۳ قوله که تا تفتیش بیان دارد اے کرا غم تخلیص بیان دارد که تا از احوال من بپرسد درین صورت از کاف نوادر در جنس خواهد بود اے کسے را غم تخلیص من نباشد کاف که بعد قوله وارد واقع شده بمعنی بل باشد زیرا که کافی که بعد نفی واقع شود بمعنی بل باشد ۱۲ فافهم ۴ تریاق بالفتح معرب تریاک پازهر و اگو ینه و بکسر اول نیز آمده ۱۲ صب ۵ متعنت بضم و فتح دوم و کسر و تشدید نون ثالث جو بنده دور نسخه سروری بجایش حسود ال واقع شده ۱۲ ۱۲

که گفته اند دوستان در زندان بکار آیند که بر سفره همه دشمنان دوست نمایند قطعه

کہ کہا ہے دوست بیچ قید خانے کے کام آتے ہیں کس لئے کہ اوپر دسترخوان کے سب دشمن دوست دکھلائی دیتے ہیں

دوست مشمار آنکه در نعمت زند	**لاف یاری و برادر خواندگی**
دوست مت گن اس کو کہ بیچ نعمت کے مارے	کلمہ یار ہونے کا اور بھائی چارے کا
دوست آن دانم که گیرد دست دوست	**در پریشان حالی و درماندگی**
دوست اس کو جانتا ہوں میں کہ پکڑے ہاتھ دوست کا	بیچ پریشان حالی اور عاجزی کے

دیدم که متغیر میشود نصیحت[1] من بغرض می شنود نزدیک صاحب دیوان رفتم بسابقه

دیکھا میں نے کہ آرزو ہوتا ہے اور نصیحت میری ساتھ دشمنی کے سنتا ہے نزدیک صاحب دفتر کے گیا میں ساتھ پہلی

معرفتیکه در میان ما بوده صورت حالش بگفتم و اہلیت و استحقاقش بیان کردم

اس پہچان کے درمیان ہمارے اور صاحب دیوان کے تھی صورت حال اسکے کی کہی میں نے اور اہلیت اور طلب حق اسکے کی بیان کی

تا بکارے مختصرش نصب کردند چندے برین بر آمد لطف طبعش را بدیدند و حسن

کی میں نے تو ساتھ ایک کام تھوڑے کے اسکو قایم کیا تھوڑی مدت اوپر اس کی بر آئی پاکیزگی طبیعت اسکی کو دیکھا اور نیک

تدبیرش را بپسندند کارش از ان درگذشت و بمرتبۂ بالاتر ازان ممکن شد

تدبیر اسکی کو پسند کیا کام اسکا اس سے درگذرا اور ساتھ مرتبہ بلند زیادہ کے متمکن ہونے والا ہوا

همچنان نجم سعادتش در ترقی بود تا باوج ارادت برسید و مقرب حضرت

ایسا ہی ستارہ نیک بختی اس کی کا بیچ ترقی کے تھا تو اوپر بلندی خواہش کے پہنچا اور نزدیک درگاہ

سلطان و معتمد علیه گشت بر سلامت حالش شادمانی کردم و گفتم فرد

بادشاہ کے ہوا اور اس پر اعتماد ہوا اوپر سلامت حال اس کے کے خوشی کی میں نے اور کہا میں نے

ز کار بسته میندیش و دل شکسته مدار	**که آب چشمهٔ حیوان درون تاریکیست**
کام بندھے ہوئے سے مت اندیشہ کر اور دل شکستہ مت رکھ	کہ پانی چشمہ آبحیات کا درمیان تاریکی کے ہے
شعر الا لا یجارن[2] اخو البلیة	**فللرحمٰن الطاف خفیة فرد**
آگاہ ہو چاہیئے کہ نالہ کرے بھائی بلا کا	پس واسطے خدا کے ہیں مہربانیاں پوشیدہ

[1] اسے تصور می نماید کہ درین نصیحت غرضے دارم و آبرفتم پیش امرا رائے سعی کار محقر[1] دیوان بمعنی حساب بدکتاب و کتاب الله داصل ذکر بدو او بود دیگے را یا بدل کردند و مراد از صاحب دیوان وزیر و دیگر اہلکار اند بر سلطان اطاقش مجوز نیست

[3] اوج نام نقطہ بعیدا لیست وازدو نقطہ کرا سفلیس را حضیض گویند و مراد در ینجا از بلند لیست شں[2] دو در تمامی نسخہ و شرح فاضل را تخرین بصیغہ نہی مخاطب و درین نسخہ لا یجارن بصیغہ انہی غائب از تجار بمعنی نالیدن و تضرع کردن۔ نداء فی الصحاح پس درین نسخہ معنی بیت چنین است آہ باش باید کہ نالہ و تضرع نہ نماید صاحب بلا کسیکہ ملازم صاحب مبتلا بہ بلا ست چرا کہ مر خدا یتعالیٰ را مہربان است پاشید ۱۲

منشین ترش از گردش ایام که صبر — تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد

مت دکھ گھٹا گردش زمانے سے کہ صبر — کڑوا ہے اور لیکن پھل میٹھا رکھتا ہے

دران قربت مرا با طائفہ یاران اتفاق سفر افتاد چون از زیارت مکہ باز آمدم

بیچ اس نزدیکی کے مجھ کو ساتھ گروہ یاروں کے اتفاق سفر کا پڑا جو زیارت مکہ سے پھر آیا میں

یک دو منزلم استقبال کرد ظاہر حالش دیدم پریشان و در ہیأت درویشان گفتم

ایک دو منزل میرا استقبال کیا ظاہر حال اسکا دیکھا میں نے پریشان اور بیچ شکل فقیروں کے کہا میں نے

چہ حالت ست گفت آنچنانکہ تو گفتی طائفہ حسد بردند و بخیانتم منسوب کردند و

کیا حالت ہے کہا جیسا کہ کہا تونے ایک گروہ حسد لے گئے اور ساتھ خیانت کے مجھکو نسبت کیا گیا اور

ملک دام ملکہ در کشف حقیقت آن استقصا نفرمود و یاران قدیم و دوستان

بادشاہ نے ہمیشہ ہو جیو ملک اس کا بیچ کھولنے حقیقت اسکے کے انتہا سے زیادہ پوچھنا نہ فرمایا اور یاران قدیم اور دوستان

حمیم از کلمۂ حق خاموش شدند و صحبت دیرین فراموش کردند قطعہ

گرم محبت کلمۂ حق سے چپ ہوئے اور صحبت قدیم بھلانا کیا

نہ بینی کہ پیش خداوند جاہ — ستایش کنان دست بر بر نہند

نہیں دیکھا ہے تو نے کہ آگے صاحب مرتبہ کے — صفت کرتے ہوئے ہاتھ اوپر سینے کے رکھتے ہیں

اگر روزگارش در آرد ز پای — ہمہ عالمش پای بر سر نہند

اگر زمانہ اس کو گرادے پاؤں سے — تمام عالم پاؤں اوپر سر اسکے کے رکھیں

فی الجملہ بانواع عقوبت گرفتار شدم تا درین ہفتہ کہ مژدہ سلامت

حاصل کلام قسم قسم عذاب میں گرفتار ہوا ہوں تو اس ہفتے ہیں کہ خوشخبری سلامتی

حجاج برسید از بند گرانم خلاص کرد و ملک موروثم خاص گفتم

حاجیوں کی پہونچی قید بھاری ہے مجھ کو خلاص کیا اور ملک میراث میرے کا خاص کہا میں نے

دران نوبت اشارت من قبولت نیامد کہ گفتم عمل پادشاہان چون

بیچ اس وقت کے اشارہ میرا قبول تجھ کو نہ آیا کہ کہا میں نے کام بادشاہوں کا مانند

ا مہر بالفتح باز داشتن نفس از خروج بسوی انتقام و بکسر باد واسیت معروف مرا اظہار دبائی موحدہ ساکن نمیشود مگر بضرورت شعر ۱۲ ۲ استقصا را ہمہ فرا گرفتن و کار را بغایت رسانیدن ای کشفش چنان نمود کہ مقطع میر سید ۱۲ ۳ قدیم صفت یاران و بدانکہ در فارسی مطابقت در صفت و موصوف اختیار نمیکنند ۱۲ سروری ۴ و در نسخہ سروری و دیگر نسخ این قطعہ چنین واقعہ شد قطعہ۔ بغیر خدا چون کسے او فتاد ہمہ عالمش پای بر سر نہند چو بینند کاقبال دستش گرفت ستایش کنان دست بر سر نہند و ستایش کنان وصف ترکیبی ست و ستایش اسم مصدر است یعنی ستودن و کنان صفت معقہ ست از کردن ۱۲ سروری ۵ اے ملکے کہ منتقل زائل میشود بظہر درانست یعنی فقر و فاقہ و شارح فاضل یعنے ملک قناعت میگوید و صاحب خیابان گفتہ کہ درین نظر لفظ چو از سابق بود شدہ

سر این کس قناعت زر داشت ۱۲

سفر دریاست خطرناک و سودمند یا گنج برگیری یا در طلسم[۱] بمیری - فرد

سفر دریا کے ہے خطرناک اور فائدہ مند یا دولت لیوے تو یا طلسم میں مرے تو

یا زر[۲] بہر دو دست کند خواجہ درکنار	یا موج روزی افگندش مردہ برکنار
یا زر دونوں ہاتھ سے کرے صاحب بیچ گود کے	یا لہر ایک دن ڈالے اسکو مردہ اوپر کنارے کے

مصلحت ندیدم ازین بیش ریش درویش را بملامت خراشیدن و نمک

مصلحت نہ دیکھی میں نے اس سے زیادہ زخم فقیر کو ملامت سے چھیلنا اور نمک

بر جراحت پاشیدن برین دو کلمہ اختصار کردم قطعہ

اوپر زخم کے چھڑکنا اوپر ان دو باتوں کے تمام کیا میں نے

ندانستی کہ بینی بند بر پائے	چو در گوشت نیابد پند مردم
نہ جانا تو نے کہ دیکھے کا تو قید اوپر پاؤں کے	جو بیچ کان تیرے کے نہ آوے نصیحت آدمی کی
دگر رہ گر نداری طاقت نیش	مکن انگشت در سوراخ کژدم
دوسری بار جو نہ رکھے تو طاقت ڈنگ کی	مت کر انگلی بیچ سوراخ بچھو کے

حکایت چند[۳] از روندگان در صحبت من بودند ظاہر ایشان بصلاح

کئی شخص چلنے والوں سے بیچ صحبت میری کے تھے ظاہر ان کا صلاحیت سے

آراستہ و یکی را از بزرگان در حق این طائفہ حسن ظنی بلیغ بود و ادراری[۴] معین

آراستہ اور ایک کو بڑے آدمیوں سے بیچ حق اس گروہ کے ایک خیال بہت نیک تھا اور ایک روزینہ مقرر

کردہ تا یکے از ایشان حرکتی کرد نہ مناسب حال درویشان ظن آن شخص فاسد

کیا تو ایک نے انہیں سے ایک حرکت کی نامناسب حال فقیروں کے گمان اس شخص کا بد ہوا

شد و بازار ایشان کاسد خواستم تا بطریقی کفاف یاران مستخلص گردانم آہنگ خدمتش کردم

اور بازار بھی کھوٹی ہوئی چاہا میں نے تو کسی طریق سے روزینہ یاروں کا چھڑاؤں میں قصد خدمت اس کی کا کیا میں نے

دربانم رہا نکرد و جفا کرد معذورش داشتم کہ لطیفان گفتہ اند قطعہ

دربان نے مجھ کو چھوڑا نہ کیا اور سختی کہا معاف اس کو رکھا میں نے کہ خوش طبعوں نے کہا ہے

---

[۱] طلسم بکسرتین صورتے کہ از عمل نیرنجات راست کنند تا کسے از حد تجاوز نکند و آن طرف رفتن نتواند ۱۲ [۲] خواجہ در قرآن زائل القلب مساوات است و در کنایہ کردن بمعنی مال جمع نمودن در لفظ کنار تجنیس تام مست د آن آوردن دو لفظ متحد الصورۃ و اتلفظ و مختلف المعنی کنار بمعنی آغوش بالکسر بعضے بفتحہ ہم گفتہ اند ۱۲ [۳] اوورا اصل لغت بمعنی جاری ساختن ست از بمعنے اصول بسیار می آید ۱۲ [۴] روندگان اے سالکان یعنی اہل تصوف و از لفظ در صحبت او بودند یافتہ می شود کہ شاید مرید مصنف بودند ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

در میر و وزیر و سلطان را دروازے امیر اور وزیر اور بادشاہ کے تئیں سگ و دربان چو یافتند غریب کتے اور دربان نے جو پایا غریب کو	بے وسیلت مگرد پیرامن بے وسیلے مت پھر آس پاس این گریبانش گیرد آن دامن یہ گریبان اس کا پکڑے اور وہ دامن

چندانکہ مقربان حضرت آن بزرگ حال من وقوف یافتند و باکرامم
یہانتک کہ نزدیکون درگاہ اس بزرگ کے نے اوپر حال میرے کے خبر پائی اور ساتھ عزت کے مجھ کو
در آوردند و برتر مقامی معین کردند اما بتواضع فروتر نشستم و گفتم فرد
لائے اور اونچا ایک مقام مقرر کیا لیکن ساتھ فروتنی کے نیچے زیادہ بیٹھا میں اور کہا میں نے

بگذار کہ بندۂ کمینم چھوڑ کہ بندہ کمینہ ہوں میں	تا در صف بندگان نشینم تو صف بندوں میں بیٹھوں میں

گفت اللہ اللہ چہ جائے این سخن ست فرد
کہا اوس نے اللہ اللہ کیا جگہ اس بات کی ہے

گر بر سر و چشم من نشینی جو اوپر سر اور آنکھ میری کے بیٹھے تو	نازت بکشم کہ نازنینی نازبرداری کھینچوں میں کہ نازنین ہے تو

فی الجملہ نشستم و از ہر درے سخن پیوستم تا حدیث زلت یاران در میان آمد و گفتم
حاصل کلام کا بیٹھا میں اور ہر ایک مقدمے سے بات ملائی میں نے یہانتک کہ بات لغزش یاروں کی درمیان میں آئی اور کہا میں نے

قطعہ چہ جرم دید خداوند سابق الانعام کیا گناہ دیکھا صاحب اگلے بخشش کرنیوالے نے	کہ بندہ در نظر خویش خوار میدارد کہ بندے کو بیچ نظر اپنی کے ذلیل رکھتا ہے
خدای راست مسلم بزرگواری و حلم خدا کو ہے مقرر بڑائی اور حلیمی	کہ جرم بیند و نان برقرار میدارد کس سے کہ گناہ دیکھتا ہے اور روٹی برقرار رکھتا ہے

حاکم این سخن را عظیم بپسندید و اسباب معاش یاران فرمود تا باز بر قاعدۂ ماضی
حاکم نے اس بات کو بہت پسند کیا اور اسباب زندگی کرنے یاروں کا فرمایا تو پھر اوپر قاعدے گذرے ہوئے کے

۱؎ لفظ گریبان کو بفتح اول خوانند غلط است صحیح بکسر اوّل ست ۱۲ ۲؎ لفظ حضرت درین مقام مطابق لغت بمعنی حضور مستعمل شود وگاہے کنایت از ذات شخص نیز آمدہ ۱۲ ۳؎ تکرار نام اللہ اللہ در مقام تعجب مستعمل می شود واز قبیل تحذیر الطریق الطریق در ترکیب عربی شائع ست ای احذر اللہ درجائیکہ کسے کارے نکند یا خوبی نگیرد کہ مناسب وے نبردہ باشد استعمال می نمایند ۱۲ ۴؎ پیوستن دریں جا متعدی است و من لازم و متعدی ہر دو آمدہ چنانچہ شکستن و گسستن و سوختن و افروختن نمودن و دیدن و بریدن لازم و متعدی ہر دو آمدہ ز معنی لازم در ینجا غیر مستقیم می نماید و چسپان لسجق درد پیوستن دیدہ می شود ۱۲

مہیّا دارند مؤنت[۱] ایام تعطیل و فا کنند شکر نعمت بگفتم و زمین[۲]
موجود رکھیں اور روزینہ دنوں بیکاری کا پورا کریں شکر نعمت کا کہا میں نے اور زمین

خدمت ببوسیدم و عذر جسارت[۳] بخواستم و گفتم قطعہ
خدمت کی چومی میں نے اور عذر دلیری کا چاہا میں نے اور کہا میں نے

چو کعبۂ قبلہ حاجت شد از دیار بعید
جو کعبہ معظم قبلہ حاجت کا ہوا شہروں دور سے

روند خلق بدیدارش از بسی فرسنگ[۴]
جاتے ہیں لوگ واسطے دیدار اسکے کے بہت کوسوں سے

ترا تحمل امثال ما باید کرد
تجھ کو برداشت ہم ایسے لوگوں کی چاہیے کرنا

کہ ہیچکس نزند بر درخت بے بر سنگ
کیلیے کہ کوئی نہیں ارتا ہے اوپر درخت بے پھل کے پتھر

حکایت ملکزادہ گنج فراوان از پدر میراث یافت و دست کرم برگشاد
ایک بادشاہزادے نے مال بہت باپ سے میراث پایا اور ہاتھ بخشش کا کھولا

و داد سخاوت بداد و نعمت بیدریغ بر سپاہ و رعیت بریخت قطعہ
اور داد سخاوت کی دی اور نعمت بہت اوپر سپاہ اور رعیت کے بخشش کی

نیاساید مشام[۵] از طبلۂ عود
نہ آسودہ ہووے دماغ بے عود کے سے

بر آتش نہ کہ چون عنبر ببوید
اوپر آگ کے رکھ کہ مانند عنبر کے خوشبو دیوے

بزرگی بایدت بخشندگی کن
بزرگی چاہیے تجھ کو بخشش کر

کہ دانہ تا نیفشانی نروید
کہ دانے کو جب تک پریشان نہ کریگا تو نہ جمے گا

یکے از جلسای بے تدبیر نصیحتش آغاز کرد کہ ملوک پیشین مر این نعمت را بسعے
ایک نے ہمنشینوں بے تدبیر سے نصیحت اسکو شروع کی کہ بادشاہوں اگلوں نے خاص کر اس نعمت کو ساتھ کوشش کے

اندوختہ اند و برای مصلحتے نہادہ دست ازین حرکات کوتاہ کن کہ واقعہا
جمع کیا ہے اور واسطے ایک مصلحت کے رکھا ہاتھ ان حرکتوں سے کوتاہ کر کہ مشکلیں

در پیش ست و دشمنان از پس نباید کہ بوقت حاجت فروماندگی باشد قطعہ
آگے ہیں اور دشمن پیچھے سے نہ چاہیے کہ وقت حاجت کے عاجزی ہو

۱ لفظ مؤنث بر وزن مشعوت در اصل لغت بمعنے بار و مشقت است و در عرف بمعنی خرج استعمال نمایند بجہت آنکہ بار لیست بردست کسیکہ متکفل آن مے شود ۱۲ ۲ زمین خدمت بوسیدن نوعے از تعظیم بود اے تعظیم او بجا آوردم چنانکہ داب ارباب داب ست ۱۲ ۳ جسارت دلیری نمودن یعنی عذر اگرچہ درین مقدمہ کردہ بودم خواستم یا دلیری کہ از یاران دار تکاب امرے غیر مرضی بوقوع آمدہ بودم خواستم خیابان ۴ می تواند کہ از بسے فرسنگ تاکید از دیار بعید بود پس حاجت عاطفت شد ۵ مشام جمع مشم محل بوییدن اے موضعے کہ در دست تو نشاید ۱۲ سروری

اگر گنجے کنی بر عامیان بخش اگر ایک گنج کرے تو اوپر رعیت کے بخشنا	رسد ہر کدخدائے را برنجے پہونچے گا ہر ایک صاحب گھر کے تئیں ایک جاول
چرا نستانی از ہر یک جوے سیم کس لئے نہیں لیتا ہے تو ہر ایک سے ایک جو چاندی	کہ گرد آید ترا ہر روز گنجے کہ اکٹھا ہووے تجکو ہر روز ایک خزانہ

ملک زادہ روئے ازین سخن درہم آورد و موافق طبعش نیامد
بادشاہزادے نے منہ اس بات سے درہم کھینچا اور موافق طبیعت اس کی کے نہ آیا

وہمراو راز جبر فرمود و گفت خداوند تعالیٰ مرا مالک این مملکت
اور خاص کر اس کو جھڑکنا فرمایا اور کہا اللہ تعالےٰ نے مجھ کو مالک اس بادشاہت کا

گردانیدہ است تا بخورم و نہ بخشم نہ پاسبانم کہ نگہدارم بیت
کیا ہے کہ تا کھاؤں میں اور بخشوں میں نہ چوکیدار ہوں میں کہ نگاہ رکھوں میں

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت قارون ہلاک ہوا کہ چالیس کوٹھڑیاں خزانہ کی رکھتا تھا	نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت نوشیرواں نہیں مرا کہ نام نیک چھوڑ گیا

حکایت آوردہ اند کہ نوشیروان عادل را در شکارگاہے صیدے کباب میکردند
نقل کرتے ہیں کہ نوشیرواں عادل کیواسطے بیچ ایک شکارگاہ کے ایک شکار کا کباب کرتے تھے

و نمک نبود غلامی را بروستا دوانیدند تا نمک آرد نوشیروان گفت بقیمت بستان
اور نمک نہ تھا ایک غلام کو طرف گانوں کے دوڑایا تو نمک لاوے نوشیرواں نے کہا ساتھ قیمت کے لینا

تا رسمی نگردد و دہ خراب نشود گفتند ازین قدر چہ خلل آید گفت بنیاد ظلم اندر جہان
تو ایک رسم نہ ہووے اور گاؤں اجاڑ نہ ہو کہا اس اندازے سے کیا خلل پیدا ہووے کہا بنیاد ظلم کی بیچ جہان کے

اوّل اندک بودہ است و ہر کس کہ آمدہ بر آن مزید کردہ تا بدین غایت قطعہ
پہلے تھوڑی ہوئی ہے اور جو کوئی کہ آیا اوپر اسکے زیادہ کیا تو اس نہایت کو پہونچا

اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبے اگر باغ رعیت سے بادشاہ ایک سیب کھاوے	بر آورند غلامان او درخت از بیخ اکھاڑیں غلام اسکے درخت جڑ سے

۱ے کدخدا در اصل بمعنی مرد متاہل و منزوج و درینجا مراد از ہر یک کس است ۱۲ ۲ے قارون پسر قسم موسیٰ علیہ السلام
کہ ہم داماد ایشان بود در روزے حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ ہم داماد ایشان بود در روزے حضرت موسیٰ علیہ السلام
بر نفرادر حمی آوردہ علم کیمیا آموخت پس جمع شد نزد او اموال کثیرہ تا آنکہ کلید ہائے خزائن او بار صد شتر بود و دو روایتے
بار ہفتاد شتر مجاہد رحمۃ اللہ گفتہ کہ وزن ہر کلید بقدر یک دام بود و ہفتاد دارد یک کلید می کشاد ۱۲ ۳ے رسم و عادت
نشود کہ ہر سلطان کہ بیبین کہ بنا یاد نیک طلبیدہ شود بایں حجت کہ رسم سابق ست ۱۲ ۴ے لفظ چہل و ہفتاد کا
برائے تکثیر می آید و معینہ معین مراد نمی باشد و درینجا معین شدہ ۵ے را بمعنی برائے ۱۲ ۶ے روستا ای قریہ آبادان ۱۲

به پنج بیضه که سلطان ستم روا دارد — زنند لشکریانش هزار مرغ بسیخ

ساتھ پانچ انڈے کے اگر بادشاہ ظلم روا رکھے — ماریں سپاہی اُسکے ہزار مرغ اوپر سیخ کے

حکایت عاملے را شنیدم که خانهٔ رعیت خراب کردی تا خزینهٔ سلطان آبادان

ایک وزیر کو سنا میں نے کہ گھر رعیت کا خراب کرتا اسلئے کہ خزانہ بادشاہ کا آباد

کند بیخبر از قول حکما که گفته اند هر که خدای عز و جل را بیازارد تا دل خلقی

کرے بیخبر قول حکیموں سے کہ کہا ہے جو کوئی خداے بزرگ اور غالب کو آزردہ کرے اسلئے کہ دل ایک بندے کا

بدست آرد خداوند تعالی همان خلق را بر گمارد تا دمار از روزگارش بر آرد

بیچ ہاتھ کے لاوے اللہ تعالے اسی بندے کو اوپر اسکے مقرر کرتا ہے تا ہلاکی زمانے اُسکے سے بر لاوے

بیت آتش سوزان نکند با سپند — آنچه کند دود دل مستمند

آگ جلانے والی نہ کرے اوپر سپند کے — جو کچھ کرتا ہے دھواں دل محتاج کا

سر جملهٔ حیوانات گویند که شیر است و اذل جانوران خر و باتفاق خر باربر به که شیر مردم در

سردار تمام جانوروں کا کہتے ہیں کہ شیر ہے اور ذلیل جانوروں کا گدھا اور ساتھ اتفاق کے گدھا بوجھ اٹھانیوالا بہتر ہے کہ شیر آدمی کا پھاڑنے والا

مسکین خر اگرچه بی تمیز است — چون بار همی برد عزیز است

غریب گدھا اگرچہ بے شعور ہے — جو بوجھ لے جاتا ہے عزیز ہے

گاوان و خران بار بردار — به ز آدمیان مردم آزار

بیل اور گدھے بوجھ اٹھانے والے — بہتر آدمیوں ایذ دینے والوں سے

باز آمدیم بحکایت وزیر غافل گویند ملک را طرفی از ذمائم اخلاق او

پھر آیا میں اوپر ذکر وزیر غافل کے کہتے ہیں بادشاہ کو تھوڑا سا برائیوں خلق اُسکے سے

بقرائن معلوم گشت در شکنجه کشید و بانواع عقوبت بکشت **قطعه**

ساتھ قرینوں کے معلوم ہوا بیچ شکنجے کے کھینچا اور ساتھ قسم قسم عذاب کے مارا

حاصل نشود رضای سلطان — تا خاطر بندگان نجوئی

حاصل نہ ہوگی خوشنودی بادشاہ کی — جب تک خاطر بندوں کی نہ ڈھونڈے گا تو

ك لفظ پنج برای تعلیل عدد آید همچو هفتاد و هشتاد برای تکثیر آن عدد معین در ینجا مراد نیست و نظیرش آنچه در قول حضرت شیخ واقع ست مگر این نیچر وزور بابی لی ایام قلیل ۱۲ ۲ه سیخ بیای معر لبست سیخ آهنی که بران کباب بریان می سازند جهار بجم ۳ه و مار بالفتح نزد عرب بمعنی بلاک مستعمل می شود کذا فی مختار الصحاح و در فارسی بمعنی انتقام آید کما فی بحر الغرائب کذا فی لبسروری ۱۲ ۴ه بر بالفتح امر ست او بردن بالضم و فتح آن بنا بر مرفع التباس ست بالضم مشتق از جبردن ۱۲ ۵ه تمیز مصدر ست بر وزن تفعلی یا تخفیف یک یا حاصنه پاسبان ست ۱۲

خواہی کہ خدای بر تو بخشد | باخلق خدای کن نکوئی
چاہتا ہے تو کہ خدا اوپر تیرے بخشے | ساتھ خلق خدا کے کر نیکی

آوردہ اند کہ یکی از ستمدیدگان بر سر او بگذشت در حال تباہ وی تامل کرد و گفت قطعہ
کہتے ہیں کہ ایک ظلم دیکھے ہوئے سے اوپر سر اُسکے کے گذرا بیچ حال تباہ اُسکے کے نگہ کی اور کہا

نہ ہر کہ قوت بازوی منصبی دارد | بہ سلطنت بخورد مال مردمان بگزاف
نہیں جو کوئی قوت بازو ایک مرتبے کی رکھتا ہے | ساتھ غلبے کے کھاتا ہے مال لوگوں کا ساتھ دھکا پیلے کے
توان بحلق فرو بردن استخوان درشت | ولے شکم بدرد چون بگیرد اندر ناف
سکتے بیچ حلق کے نیچے لے جانا ہڈی سخت کا | اور لیکن پیٹ پھاڑیگی جب چبھے گی بیچ ناف کے
نماند ستمگار بد روزگار | بماند برو لعنت پایدار
نہ رہے ظالم بد زمانہ | رہتی ہے اوپر اُسکے لعنت ہمیشہ

حکایت مردم آزارے را حکایت کنند کہ سنگے بر سر صالحی زد درویش را
ایک آدمی ستانیوالے کو نقل کرتے ہیں کہ ایک پتھر اوپر سر ایک نیک بخت کے مارا فقیر کو
مجال انتقام نبود سنگ را نگاہ میداشت تا زمانیکہ ملک را بران لشکری
قدرت بدلہ لینے کی نہ تھی پتھر کو نگاہ رکھتا تھا یہاں تک کہ بادشاہ کو اوپر اس سپاہی کے
خشم آمد و در چاہ کرد درویش اندر آمد و سنگ بر سرش کوفت گفتا تو کیستی و
غصہ آیا اور بیچ کنوئیں کے قید کیا فقیر آیا اور پتھر اوپر سر اسکے کے ٹھونکا کہا تو کون ہے اور یہ
این سنگ چرا زدی گفت من فلانم و این ہمان سنگست کہ در فلان تاریخ بر
یہ پتھر کسواسطے مارا تونے کہا میں فلانا ہوں اور یہ وہی پتھر ہے کہ فلانی تاریخ اوپر
سر من زدی گفت چندین روزگار کجا بودی گفت از جاہت اندیشہ
سر میرے کے مارا تونے کہا اتنی مدت کہاں تھا کہا مرتبے تیرے سے اندیشہ
میکردم اکنون کہ در چاہت دیدم فرصت غنیمت دانستم مثنوی
کرتا تھا میں اب کہ کنوئیں میں تجھ کو دیکھا میں نے فرصت کو غنیمت جانا میں نے

۱؎ سلطنت بمعنی قہر و غلبہ پس گزاف بیان این خواہد بود یعنی نہ ہر کہ بازو دے منصبے دارد مال بہ قہر و غلبہ بگزاف ست میخورد و نفی در ینجا حکم ہی دارد ۱۲ ۲؎ گزاف بفتح کاف فارسی سخن بیہودہ و آنچہ از موارد استعمال معلوم میشود در اصل لغت برائے تحسین کار و گفتار با شخص موضوع ست و حاصلش بے باگانہ کارے کردن و سخن گفتن و بیہودگی ہم شعبہ ازان ست و فارسیان معرب کنند جزاف بکسر اول اول گو بند و جز لغت نیز آرند از عالم مقال و مقال ست ۱۲ ۳؎ دریدن شکم عبارت از دریدن شکم ست یعنی چون ناف کہ محل قعر معدہ است اثر کند و جا گوا اشکم را بدر آورد ۱۲ ۴؎ شرط محذوف ست یعنی اگر خواہی کہ خدای عزوجل بر تو بخشد ۱۲

ناسزائے را کہ بینی بخت یار
ایک نالائق کو کہ دیکھے تو صاحب نصیب
عاقلان تسلیم کردند اختیار
داناؤں نے صبر کیا ہے اختیار

چون نداری ناخن درّنده تیز
جو نہ رکھے تو ناخن پھاڑنے والا تیز
با بدان آن بہ کہ کم گیری ستیز
ساتھ بدوں کے وہ بہتر کہ کم پکڑے تو لڑائی

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
جس کسی نے ساتھ سخت بازو کے پنجہ کیا
ساعد مسکین خود را رنجہ کرد
کلائی غریب اپنی کو رنجیدہ کیا

باش تا دستش ببندد روزگار
رہ یعنی صبر کر تو یہاں تک کہ اس کا باندھے زمانہ
پس بکام دوستان مغزش بر آر
پس ساتھ مقصد دوستوں کے مغز اُس کا نکال

کردند ۱۲

حکایت یکے را از ملوک مرضے ہائل بود کہ اعادت ذکر آن ناکردن اولے
ایک کو بادشاہوں سے ایک مرض ہولناک تھا کہ تکرار ذکر اُسکے کی نہ کرنا بہتر
طائفہ از حکمائے یونان متفق شدند کہ مرین درد را دوائے نیست مگر زہرہ آدمی
ایک گروہ حکیموں یونان کے سے اتفاق کرنیوالے ہوئے کہ تحقیق اس درد کی کوئی دوا نہیں ہے مگر پتہ ایک آدمی کا
کہ بچندین صفت موصوف باشد بفرمود طلب کردن دہقان پسری را یافتند
کہ ساتھ اتنی صفت کے صفت کیا گیا ہو فرمایا طلب کرنا ایک گانوں والے لڑکے کو پایا
بران صورت کہ حکیمان گفتہ بودند پدر و مادرش را بخواندند و بہ نعمت بیکران
اوپر اس صورت کے کہ حکیموں نے کہا تھا باپ اور ماں اُسکے کو بلایا اور ساتھ نعمت بہت کے
خوشنود گردانیدند و قاضی فتوی داد کہ خون یکی از رعیت ریختن سلامت
خوش کیا اور قاضی نے حکم دیا کہ خون ایک کا رعیت سے گرانا تندرستی
نفس پادشاہ را روا باشد جلاد قصد کرد پسر سر سوی آسمان بر آورد و تبسم کرد
ذات بادشاہ کیواسطے روا ہوئے جلاد نے ارادہ سر مارنے کا کیا لڑکا سر طرف آسمان کے بلایا اور مسکرایا بادشاہ نے
ملک پرسید کہ درین حالت چہ جائے خندیدن است گفت ناز فرزند بر پدر و مادر باشد و دعوے
بادشاہ نے پوچھا کہ بیچ اس حالت کے کیا جگہ ہنسنے کی ہے کہا ناز لڑکوں کا اوپر باپ اور ماں کے ہوتا ہے اور دعوے

۱؎ بدانکہ در تمامی نسخ درینجا بجائی کاف بیانی چہ حرف شرط واقع شدہ و خان آرزو و نور اللہ احراری تکلف در معنی آن نمودہ بحذف جملہ اقائل شدہ اند و تقدیرش چنین گفتہ اند اگر ناسزائے را صاحب بخت بینی تسلیم کن زیرا کہ عقلا نوقع و تسلیم اختیار کردہ اند ۱۲ ۲؎ اے باس بر حال خود یعنی بسر کن و ہر کہ در ترجمہ اس خاموش باش و حاضر باش گفتہ براہ بعید رفتہ ۱۲ ش ۳؎ آدمیے بدہ بائی تنکیر آدمی باشد و اگر بدون یائے دوم تنکیر آدم ملاحظہ نماید خالی از مسامحت نیست چہ فرزند گویا آدم ست وکذا فی الشرح و الاحراری نان آرزو خیابان ۱۲ ۴؎ دہقان بالکسر مزارعت کنندہ و رئیس قریہ معرب دہگان بکاف فارسی ۱۲ ش

پیش قاضی بردند و داد از پادشاه خواهند اکنون پدر و مادر بعلت حطام دنیا

آگے قاضی کے لیجاتے ہیں اور انصاف بادشاہ سے چاہتے ہیں اب باپ اور ماں نے بسبب تھوڑے مال دنیا

مرا بخون در سپردند و قاضی بکشتنم فتوی داد و سلطان مصالح خویش اندر

کے میرے تئیں واسطے مارنے کے سونپا اور قاضی نے واسطے مارنے میرے کے حکم دیا اور بادشاہ مصلحتیں اپنی بیچ

هلاک من می بیند بجز خدای عز و جل پناهی نمی بینم بیت

ہلاک میرے کے دیکھتا ہے سوائے خدائے عز و جل کے کوئی پناہ نہیں دیکھتا ہوں میں

پیش که برآورم ز دستت فریاد آگے کس شخص کے لاؤں میں ہاتھ تیرے سے فریاد	هم پیش تو از دست تو گر خواهم داد بھی آگے تیرے ہاتھ تیرے سے کس سے چاہوں میں داد

سلطان را دل ازین سخن بهم برآمد و آب در دیده بگردانید و گفت هلاک من

بادشاہ کے تئیں دل اس سخن سے گھبرایا اور پانی دیدے کے بھر آیا اور کہا ہلاک ہونا میرا

اولی تر که خون چنین طفلے ریختن بیگناه سر و چشمش بوسید و در کنار گرفت و آزاد

بہتر زیادہ ہے کہ خون ایک ایسے لڑکے کا گرانا بیگناہ سر اور آنکھ اس کی چومی اور گود میں لیا اور چھوڑ نا

کرد و نعمت بی اندازه بخشید و گویند همدران هفته صحت یافت قطعه

کیا اور دولت بہت بخشی اور نقل کرتے ہیں کہ اسی ہفتے میں تندرستی پائی

همچنان در فکر آن بیتم که گفت ویسے ہی بیچ فکر اس بیت کے ہوں میں کہ کہتا تھا	پیلبانے بر لب دریای نیل ایک مہاوت اوپر کنارے دریائے نیل کے
زیر پایت گر بدانی حال مور نیچے پاؤں اپنے کے جو جانے تو حال چیونٹی کا	همچو حال تست زیر پای پیل ویسا ہی حال تیرا ہے نیچے پاؤں ہاتھی کے

حکایت یکے از بندگان عمرو لیث گریخته بود کسان در عقبش برفتند

ایک بندوں عمرو لیث سے بھاگا تھا لوگ اس کے پیچھے گئے

و باز آوردند وزیر را با وے غرضے بود اشارت بکشتنش کرد تا دیگر بندگان

اور پھیر لائے وزیر کے تئیں ساتھ اسکے ایک دشمنی تھی اشارہ واسطے مارنے اسکے کے کیا تا کہ اور بندے

---

۱ اکنون پدر و مادر الخ و نسخه درین عبارت نظر بعبارت ناز فرزانان واقع ست ۱۲ ۲ یعنی بدستور سابق تا ماں بیٹے کہ فیلبان گفته بسبب لطافت مضمون و معانی آن اندیشه آن از مادم نرفته و نتواند بود که توجیه آن چنین باشد که همچنان یعنی برحسب سرگذشت پیشین در اندیشه بستن مضمون هست آینده هستم که پیلبان آن مضمون بر لب نیل گفته ۱۲ ش ۳ نقطه عمرو درینجا بفتح اول ست و ابد در آخر آن واو می نویسند چنانچه و کتب عربیه مرقوم ست عمرو لیث با ضافت و حذف نقطه این ست ابن ... فارسی شائع ست ۱۲ لطیفه شخصے پیش صالحے گفت تعجب دارم از گریختن غلامان از حضرت سلاطین گفت گریختن بندگان درگاه خدائے تعالے ازان عجیب تر ست ۱۲ شش :-

چنین فعل نیارند بنده سر پیش عمرو لیث بر زمین نهاد و گفت **فرد**
ایسے فعل نہ لاویں بندے نے سر آگے عمرو لیث کے اوپر زمین کے رکھ دیا اور کہا

هر چه رود بر سرم چو تو پسندی رواست جو کچھ جاوے اوپر سر میرے کے جو تو پسند کرے روا ہے	بنده چه دعوی کند حکم خداوند راست غلام کیا دعوے کرے حکم واسطے صاحب کے ہے

لیکن بموجب آنکه پروردهٔ نعمت این خاندانم نخواهم که در قیامت بخون[1]
لیکن بسبب اسکے کہ پالا ہوا نعمت اس خاندان کا ہوں نہیں چاہتا ہوں کہ بیچ قیامت کے بسبب خون
من گرفتار آئی اجازت فرمائی تا وزیر را بکشم پس آنگه بقصاص[2] او
میرے کے گرفتار آوے، تو حکم دے، تو وزیر کو مار ڈالوں، بس پس اُس وقت بیچ عوض اس کے
بفرمائی خون من ریختن تا بحق کشته باشی ملک را خنده گرفت
کے حکم دے میرے خون گرانے کا تو حق سے مارا ہووے تو نے بادشاہ کے تئیں ہنسی نے پکڑا
وزیر را گفت چگونه مصلحت می بینی وزیر گفت ای خداوند جهان مصلحت
وزیر کو کہا کس طرح مصلحت دیکھتا ہے تو وزیر نے کہا اے صاحب جہان کے مصلحت
آن می بینم که از بهر خدا و صدقهٔ گور پدر او را آزاد کنی تا مرا نیز در بلائی
وہ دیکھتا ہوں میں کہ واسطے خدا اور صدقہ قبر باپ کے اُسکے تئیں چھوڑ دے تو میرے تئیں بھی بیچ کسی بلا کے
نیفگند گناه از تست و قول حکیمان معتبر که گفته اند **قطعه**
نہ ڈالے گناہ مجھ سے ہے اور قول حکیموں کا اعتبار کیا گیا کہ کہا ہے

چو کردی با کلوخ انداز پیکار[1] جو کی تو نے ساتھ نشانہ انداز کے لڑائی	سر خود را بنادانی شکستی سر اپنے کے تئیں ساتھ نادانی کے توڑا تو نے
چو تیر انداختی بر روی دشمن جو تیر پھینکا تو نے مقابل دشمن کے	چنان دان کاندر آماجش[2] نشستی ایسا جان کہ بیچ نشانے اسکے کے بیٹھا ہے تو

حکایت ملک زوزن[3] را خواجه[4] بود کریم النفس نیک محضر که همگنان را
بادشاہ زوزن کے تئیں ایک وزیر تھا بزرگ ذات، نیک دل کہ سبھوں کے تئیں

---

[1] پیکار بالفتح و کاف عربی بمعنی جنگ، از کشف و در برہان نوشته که پیکار بکاف فارسی ست و بکاف عربی شهرت دارد و در بهار عجم بکاف عربیست علی التقدیرین معنی ترکیبی آن امریکه نسبت داشته باشد بیا دآن عبارتست از اثبات قدم و افشردن پا که از لوازم جنگ است ۱۲ ع [2] آماج بجد بدن و نشانه ۱۲ ش فاضل گوید آماج بجیم فارسی بمعنی خاک توده که بران نشانه تیر نصب کنند نشانه را نیز گویند [3] زوزن بروزن اسوس شهریست مابین برات و نیشاپور و بعضے نام بادشاہے گفته اند ظاهر شهر مذکور بنا کرده همین شاه باشد ۱۲ خ [4] خواجه بادہ معنی خداوند خانه و شیخ، معلم المولید ع و در بعضی نسخ این نحو زاده آمده اگر بیگمان این بند و خواهی گشتن لے تبادلہ شرع اشتلم در روز قیامت مواخذه نباشی گفت و بل چگونه کنم ۱۲ عه بخون من آه دانکه بکشتن بنده برمونے قصاص نباشد مگر روز قیامت البتہ موخذه خواهد بود ۱۲ سه قصاص با کسر کشتن
دا بعوض خون کے مطابق کے شریعت ۱۲ غ

در مواجهہ حرمت داشتی و در غیبت نکو گفتی از و حرکتے در نظر ملک نا
روبرو حرمت رکھنا تھا اور پیچھے نیک کہتا از روی شدنی کے ایک حرکت اس سے بیچ نظر بادشاہ کے نا

پسند آمد مصادرت فرمود و عقوبت کرد و سرہنگان بادشاہ بسوابق نعمت
پسند آئی ڈانڈ فرمایا اور عذاب کیا اور پیادے بادشاہ کے بسبب اگلی نعمت

او معترف بودند و بشکر آن مرتہن در مدت توکیل او رفق و
اسکی کے اقرار کرنیوالے تھے اور ساتھ شکر اس کے کے احسان کیے گئے بیچ مدت موکلی اسکی کے نرمی اور

ملاطفت کردندے و زجر و معاقبت روا نداشتندے **قطعہ**
علف کیا کرتے تھے اور جھڑکنا اور عذاب کرنا جائز نہ رکھتے تھے

صلح با دشمن اگر خواہی ہرگہ کہ ترا
صلح ساتھ دشمن کے اگر چاہتا ہے تو جس وقت کہ تیرے تئیں

سخن[1] آخر بدہان میگذرد موذی را
سخن آخر بیچ منھ کے گذرتا ہے ایذا دینے والے کے تئیں

در قفا عیب کند در نظرش تحسین کن
پیچھے عیب کرے بیچ نظر اس کی کے تعریف کر

سخنش تلخ نخواہی دہنش شیرین کن
سخن اس کا کڑوا نچاہے تو منہ اس کا میٹھا کر

آنچہ مضمون خطاب ملک بود از عہدۂ بعضے بیرون آمد بہ[2] بقیتی در زندان
جو کچھ مضمون غصہ کی ہوئی بات بادشاہ کا تھا امکان سے بعضوں کے باہر آیا اور باقی عمر کیلئے بیچ قید خانے کے

بماند آوردہ اند کہ یکی از ملوک نواحی در خفیہ پیغامش فرستاد کہ ملوک آن طرف قدر
رہا نقل کرتے ہیں کہ ایک نے بادشاہوں اطراف سے بیچ پوشیدگی کے پیغام اسکو بھیجا کہ بادشاہوں اس طرف کے نے مرتبہ

چنان بزرگوار ندانستند و بیعزتی کردند اگر رائے عزیز فلان
ایسے بزرگوار کا نہ جانا اور بے حرمتی کی اگر عقل عزیز فلانے کی نیک کرے اللہ

بجانب ما التفاتے کند در رعایت خاطرش ہر چہ تمامتر سعی
خلاصی اسکی کو طرف ہمارے ایک مہربانی کرے بیچ نگہبانی خاطر اس کی کے جو کچھ ہو پورے طور پر کوشش

کردہ آید و اعیان این مملکت بدیدار او مفتقر اند و جواب این حروف را
کی جاویے اور سردار اس بادشاہت کے واسطے دیدار اسکے کے محتاج ہیں اور جواب ان باتوں کے

[1] اے اوزبان مفسد سوائے بدگوئی چیزے دیگر نمی آید و ہرچہ سعی بکار رود آخر بدہان موذی سخن بد میگذرد پس اگر سخن تلخ شنیدن نخواہی دہنش شیرین کن یعنی نیکی و احسان بہ نسبت او مرعی دارد بہ سخاوت او را خوشنود سازد و بیتوان گفت کہ معنی چنین باشد کہ سخن تلخ او را مگو بلکہ شیرین زبانے و انعام و دہنش شیرین کن ۱۲ اشبس ۱۲ [2] خطاب با کسر با کسے سخن گفتن و در استعمال این لفظ در جائیکہ گونہ عتاب باشد بیشتر ست ۱۲ [3] احسن اللہ خلاصہ نیک کند خدا رہائی آن را و این دعاست برای خواہند ۱۲ [5] مفتقر اند محتاجند یعنی مشتاق اند از جہت شدت اشتیاق باحتیاج تعبیر کردہ اند ۱۲ دیب اعفو لکا بنہا ۱۲

منتظر خواجه چون برین وقوف یافت از خطر اندیشید در حال جوابی مختصر که اگر
انتظار وزیر نے. جو اوپر اُسکے آگاہی پائی آفت سے اندیشہ کیا جلدی ایک جواب تھوڑا سا کہ اگر

بر ملا افتد فتنه نباشد بر قفای ورق نوشت وروان کرد یکی از متعلقان
ظاہر ہووے فتنہ نہووے اوپر پیٹھ ورق کے لکھا اور روانہ کیا ایک نے علاقہ داروں سے

که برین واقف بود ملک را اعلام کرد که فلان را که حبس فرموده با ملوک نواحی
کہ اوپر اسکے واقف تھا بادشاہ کو خبر کرتا گیا کہ فلانے کے تئیں کہ قید کیا ہے تو نے ساتھ بادشاہوں اطراف کے

مراسلت دارد ملک بهم بر آمد وکشف این خبر فرمود قاصد را بگرفتند ورسالت
کتابت رکھتا ہے بادشاہ خفا ہوا اور دریافت کرنا اس خبر کا فرمایا قاصد کے تئیں پکڑا اور خط

برخواندند نبشته بود که حُسن ظن بزرگان بیش از فضیلت ماست وتشریف
پڑھا لکھا تھا کہ نیکی گمان بزرگوں کی زیادہ فضیلت ہماری سے ہے اور خلعت

قبولی که فرمودند بنده را امکان اجابت آن نیست بحکم آنکه پرورده نعمت این
قبول کا فرمایا بندے کے تئیں طاقت قبول کرنے اُسکے کی نہیں ہے موافق اسکے کہ پالا ہوا دولت اس

خاندانست وباندک مایه تغیر خاطری با ولی نعمت قدیم بیوفائی نتوان کرد
گھرانے کا ہے اور ساتھ تھوڑی آزردگی خاطر کے ساتھ بادشاہ قدیم کے بے وفائی نہ سکیے کرنا

آن را که بجای تست هر دم کرمی اس شخص کے تئیں کہ تیری جگہ ہے ہر دم ایک کرم	عذرش بنه ار کند بعمری ستمی معاف اسکو رکھو جو کرے عمر بھر میں ایک ظلم

ملک را سیرت حق شناسی او خوش آمد وخلعت ونعمت بخشید وعذر
بادشاہ کے تئیں خصلت حق شناسی اُس کی خوش آئی اور خلعت اور نعمت بخشی اور عذر

خواست که خطا کردم که ترا بیجرم وخطا بیازردم گفت ای خداوند
چاہا کہ گناہ کیا میں نے کہ تجھ کو بے قصور اور گناہ کے آزردہ کیا میں نے کہا اے صاحب

بنده درین حالت مر خداوند را خطائی نمی بیند بلکه تقدیر خداوند تعالی
بندہ بیچ اس حالت کے خاص کر صاحب کے تئیں کوئی گناہ نہیں دیکھتا ہے سچ ہے تقدیر اللہ برتر کی

۱؎ قوله بر ملا انجمن ومحفل ۱۲ نور اللہ حراری ۲؎ رسالت اگرچه در اصل لغت بمعنی فرستادن است وامثال این مقام بمعنی مفعول مستعمل ست ودر عرف عام اطلاق آن بر اوراق مکتوبه شد چندال طول نداشته باشد شایع شد ۱۲ نور اللہ احراری ۱۲ ۳؎ تشریف بزرگ گردانیدن وبزرگ داشتن کسی را وخلعت درینجا عمر ومعنی صحیح میشود ۱۲ ۴؎ گفته اند لفظ جای در چنین مقام برای تحسین است ومعنی بجای تو بتو شد ظاهر آن که از جای این آن کس مراد ست ولطف پوشیده است مولانا یعلی مرحوم ۱۲ ۵؎ ای از خوف اطلاع مضمون بادشاه باز امر عظیم بر جان اطلاع است ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ کی دباعقل نکا بنا

چنین بود که مر این بنده را مکروہے رسد پس بدست تو اولی ترکه سوابق نعمت
ایسی تھی کہ خاص کر اس بندے کو ایک زبونی پہونچے پس بہترے ہاتھ سے بہتر کہ اگلی نعمت

برین بنده داری و ایادی[۱] منت و حکما گفته اند مثنوی
اوپر اس بندے کے رکھتا ہے تو اور ہاتھ احسان کے اور داناؤں نے کہا ہے

گر گزندت رسد ز خلق مرنج — که نه راحت رسد ز خلق نه رنج
جو آزار تجھ کو پہونچے خلق سے مت رنج کر — کہ نہ راحت پہونچے خلق سے نہ رنج

از خدادان خلاف[۲] دشمن و دوست — که دل هر دو در تصرف اوست
خدا سے جان خلاف دشمن اور دوست کو — کہ دل دونوں کا بیچ اختیار اسکے کے ہے

گرچه تیر از کمان همیگذرد — از کماندار بیند اهل خرد
اگرچہ تیر کمان سے گذرتا ہے — کماندار سے دیکھتا ہے صاحب عقل

متعلقان[۱] سائر[۳]

حکایت یکی را از ملوک عرب شنیدم که با متعلقان میگفت که مرسوم
ایک کو بادشاہوں عرب کے سے سنا میں نے کہ ساتھ علاقہ داروں کے کہتا تھا کہ مہینہ

فلان را چند انکه هست مضاعف کنید که ملازم درگاه ست و مترصد
فلانے کے جتنا کہ ہے دوچند کرو کہ نوکر درگاہ کا ہے اور نگاہ رکھنے والا

فرمان و دیگر خدمتگاران بلهو و لعب مشغول و در ادای خدمت متهاون
حکم کا اور دوسرے خدمتگار ساتھ بازی اور کھیل کے مشغول اور بیچ ادا کرنے خدمت کے سستی کرنیوالے

صاحبدلی بشنید فریاد و خروش از نهادش برآمد پرسیدندش که چه دیدی گفت
ایک صاحبدل نے سنا فریاد اور شور ذات اسکی سے برآیا پوچھا اسکو کہ کیا دیکھا تو نے کہا

مراتب بندگان بدرگاه خدائی تعالی همین مثال دارد قطعه
مراتب بندوں کے بیچ درگاہ خدائے برتر کے یہی مثال رکھتے ہیں

دو بامداد گر آید کسی بخدمت شاه — سوم هر آینه دروی کند بلطف نگاه
دو صبحدم جو کوئی آوے بیچ خدمت بادشاہ کے — تیسری صبح خواہ نخواہ اسکے کرے ساتھ مہربانی کے نگاہ

[۱] ایادی جمع ایدی ست و ایدی جمع ید ست دید در اصل لغت بمعنی دست ست اما بطریق مجاز بمعنی قدرت و نعمت مستعمل شده و اینجا بمعنی نعمت است و اضافت از عالم اضافت سبب بمسبب ست یعنی نعمتهائے که بسبب منت میشود و منت بمعنی معروف باشد که شمار نعمت و نهادن بار آن بر منعم علیه ست و اگر منت چنانچه فارسیان اطلاق کرده اند بمعنی سپاس داشته شود هم صورت میگردد یعنی نعمتهائے وسیله و ذریعه سپاس داشتن میگرده ۱۲ [۲] این گزند بالضم اول و فتح ثانی بمعنی فرد رنج و ش ۱۲ [۳] بمعنی موافقت و موانست کار دوست ست و حدادت. کار دشمن ست و درین هر دو خلاف ست و از جانب خداست [۴] بمعنی شارحان گویند سائر بمعنی همه و شارح فاضل گوید که بمعنی باقی ست و لهذا لقیه کنام و آراب بگوبند و بمعنی جمیع هم مستعمل می شود

امید است پرستندگان مخلص را
امید ہے پرستش کرنے والوں دوستوں کو
کہ نا امید نگردند ز آستان الٰہ
کہ نا امید نہ ہوویں چوکھٹ خدا سے

تنوی مہتری[1] در قبول فرماں ست
سرداری بیچ قبول کرنے حکم کے ہے
ترک فرمان دلیل حرمان ست
چھوڑنا حکم کا راہ دکھانیوالا بے نصیبی کا ہے

ہر کہ سیمائی راستان دارد
جو کوئی پیشانی سچوں کی رکھتا ہے
سر خدمت بر آستان دارد
سر خدمت کا اوپر چوکھٹ کے رکھتا ہے

حکایت ظالمی را حکایت کنند کہ ہیزم درویشان خریدے بحیف[2] و
ایک ظالم کے تئیں نقل کرتے ہیں کہ لکڑیاں فقیروں کی مول لیتا تھا ساتھ ظلم کے اور
توانگران را دادے بطرح[3] صاحبدلے برو گذر کرد و گفت بیت
دولتمندوں کے تئیں دیتا تھا ساتھ تھوڑی قیمت کے ایک صاحبدل نے اوپر اس کے گذر کیا اور کہا

ماری تو کہ ہر کہ را بہ بینی بزنی
سانپ ہے تو کہ جس کسی کے تئیں دیکھے تو مارے تو
یا بوم کہ ہر کجا نشینی بکنی قطعہ
یا الو کہ جس جگہ بیٹھے تو کھودے تو

زورت از پیش میرود باما
زور تیرا جو آگے جاتا ہے ساتھ ہمارے
با خداوند غیب دان نرود
ساتھ صاحب غیب جاننے والے کے نہ جاوے

زورمندی مکن براہل زمین!
زورمندی مت کر اوپر صاحب زمین کے
تا دعائی بر آسمان نرود
تو ایک دعا اوپر آسمان کے نہ جاوے

حاکم از گفتن او برنجید و روی از نصیحتش درہم کشید و بدو التفات نکرد تا شبے
حاکم کہنے اس کے سے آزردہ ہوا اور منہ نصیحت اس کی سے درہم کھینچا اور ساتھ اسکے مہربانی نہ کی تو ایک رات کو
آتش مطبخ در انبار ہیزم[4] افتاد و سائر املاکش بسوخت و از بستر نرمش بر خاکستر
آگ باورچی خانے کی بیچ ڈھیر لکڑیوں کے پڑی اور تمام مال اور اسباب اسکا جلایا اور بچھونے نرم سے اسکو اوپر راکھ
گرم نشاند[5] اتفاقاً ہماں شخص برو بگذشت و دیدش کہ با یاران ہمیگفت
گرم کے بٹھلایا اتفاقاً وہی شخص اوپر اسکے گذرا دیکھا اس کو کہ ساتھ رفیقوں کے کہتا تھا

[1] مہتری بکسر میم و بسکون ہا بمعنی بزرگ گشتن و آزادی و بآخرش مصدرے ست از مہ بمعنی سیادت و بزرگی و قرب و عظمت در قبول ست چنانچہ مشہور است ع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ۱۲ سرور سے [2] حیف لفظ عربے ست بمعنی ظلم و در فارسی بمعنی دریغ مستعمل مے شود ۱۲ [3] طرح چیزے انداختنہ کہ کسے را بوے حاجت نباشد ۱۲ [4] بکنی اے خراب رو میاں سازی بوم جانورے ست کہ در ویرانہا باشد و خدا برا دوست دارد و دیگر در معنیش چنین گفتہ بود از نسبت بوم آفت رسیدہ ہر جا آواز کند و نشیند ویران نماید ابن علت صحیح نیست در نفس الامر ۱۲ [5] و مضمون لبقیہ آیت کہ نخشہ جہنم در دنیا نمودار شد ۱۲ آتش [5] ولقیہ آیت مثل الہاد ہم در دنیا ظاہر شد۔

قطعه درویشان دود دل از گفت افتاد من سرای در کجا از آتش این که ندانم

نہیں جانتا ہوں میں کہ یہ آگ کہاں سے بیچ گھر میرے کے پڑی کہا دھوئیں دل فقیروں کے سے

حذر کن ز دود درونهای ریش
پرہیز کر دھوئیں دلوں زخمی سے

که ریش درون عاقبت سر کند
کہ زخم اندر کا آخر کو اُبھرتا ہے

بهم بر مکن تا توانی دلے
رنجیدہ مت کر جب تک ہو سکے تجھ سے دل کسی کا

که آهے جهانے بهم بر کند
کہ ایک آہ ایک جہان کو زیروزبر کرتی ہے

لطیفه بر تاج کیخسرو نوشته بود قطعه

ایک لطیفہ اوپر تاج کیخسرو کے لکھا تھا

چه سالهای فراوان و عمرهائی دراز
کیا برس بہت اور کیا عمریں بڑی

که خلق بر سر ما بر زمین بخواهد رفت
کہ خلق اوپر سر ہمارے کے اوپر زمین کے جائے گی

چنانکه دست بدست آمد است ملک بما
جیسا کہ ہاتھوں ہاتھ آیا ہے ملک طرف ہمارے

بدستهائی دگر همچنین بخواهد رفت
بیچ ہاتھ اوروں کے اسی طرح جائے گا

حکایت یکے در صنعت کشتی گرفتن سرآمده بود سه صد و شصت بند
ایک شخص بیچ کشتی لڑنے کے غالب آیا تھا تین سو ساٹھ داؤں

فاخر دانستی و هر روز ازان بنوعی گرفتی مگر گوشهٔ خاطرش با جمال یکے از
بزرگ جانتا تھا اور ہر روز اس سے ساتھ ایک طرح کے لڑتا مگر گوشہ خاطر اُسکی کا ساتھ جمال ایک

شاگردان میلے داشت سه صد و پنجاه و نه بندش در آموخت مگر یکے بند
شاگردوں کے میل رکھتا تھا تین سو پچاس اور نو داؤں اس کو سکھلائے مگر ایک داؤں

که در تعلیم آن دفع انداختی و تاخیر کردے فی الجمله پسر در قوت و صنعت
کہ بیچ سکھلانے اس کے کے دیری ڈالتا تھا اور ڈھیل کرتا تھا حاصل کلام لڑکا بیچ قوت اور پیشے کے غالب

سر آمد و کسی را در زمان او با او امکان مقاومت نبودے تا بحدّے که پیش ملک
آیا اور کسی کے تئیں بیچ زمانے اس کے کے ساتھ اُسکے قدرت لڑنے کی نہ تھی یہاں تک کہ آگے بادشاہ

---

(۱) درونهاے ریش، صفت ترکیبی ست همچو درویش پس جائز ست سکون یا و کسر آن درینجا برائے ضرورت وزن ست و وصف جمع بمفرد در ترکیب فارسی جائز ست. در معنیش گفته اند ریش درونها معنیش نه فهمیده و کیسکه گفته احتمال دارد که از قبیل اضافت موصوف بسوئے صفت باشد بر سبیل مبالغت گو یا که دلهارا عین جراحت گردانیده چنانکه در قول ایشان زید عدل ست پس این کلام ست بر ترکیب عربیه و گویا این قائل پروه اقرار کرده که از مذاق فارسی آگاهی ندارد چنانچه حکیم خان سلطان ازاین سید علی پرسید که تو گلستان را که در زبان است چرا شرح کرده گفت که من فارسی فارسی را اندانم ازین حسب حال شرح او با قرار او معلوم شد ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

آن روزگار گفته بود که اُستاد را فضیلتے که بر نیست از روی بزرگیست و حق
اس زمانے کے کہا تھا کہ استاد کے تئیں وہ فضیلت کہ اوپر میرے ہے از روے بزرگی کے ہے اور حق

تربیت و اگرنه بقوت ازو کمتر نیستم و بصنعت با او برابرم ملک را این سخن دشوار
پرورش کرنے کا اور جو نہیں ساتھ قوت کے اس سے کمتر نہیں ہوں میں اور ساتھ پیشے کے اوس کے برابر ہوں بادشاہ کو یہ بات سخت

آمد فرمود تا مصارعت کنند مقامے متسع ترتیب کردند و ارکان دولت
آئی فرمایا تو کشتی کریں ایک مقام کشادہ درست کیا اور سردار دولت کے

و اعیان حضرت و زورآوران روی زمین حاضر شدند چون پیل مست
اور سردار درگاہ کے اور زورآور روئے زمین کے حاضر ہوئے لڑکا مانند ہاتھی مست کے

در آمد بصدمتی که اگر کوه رویین بودے از جاے بر کندی استاد دانست که جوان
آیا ساتھ اس دبدبے کے کہ اگر پہاڑ ازدھات کا ہوتا جگہ سے اکھاڑتا استاد نے جانا کہ جوان

بقوت از و برترست بدان بند غریب که از وے پنهان داشته بود با وے
ساتھ قوت کے اس سے زیادہ ہے ساتھ ان داؤں نادر کے کہ اس سے پوشیدہ رکھا تھا ساتھ اس کے

در آویخت پسر دفع ان ندانست و بهم بر آمد استاد از زمینش بدو دست بالاے
اُلجھا لڑکے نے اُتار اس کا نہ جانا اور گھبرایا استاد زمین سے اسکو ساتھ دونوں ہاتھ کے اوپر

سر برد و بر زمین زد غریو از خلق برخاست ملک فرمود استاد را خلعت و
سر کے لے گیا اور اوپر زمین کے ٹپکا شور خلق سے اٹھا بادشاہ نے فرمایا اُستاد کے تئیں خلعت اور

نعمت دادن پس پسر را زجر فرمود و ملامت کرد که با پرورندهٔ خویش
نعمت دینا پس لڑکے کے تئیں جھڑکنا فرمایا اور ملامت کی کہ ساتھ بیت کے بنوانے اپنے کے

دعوی مقاومت کردی و بسر نبردی گفت ای پادشاه روی زمین بزور آوری
دعوی برابری کا کیا تونے اور غالب نہ ہوا تو کہا اے بادشاہ روئے زمین کے ساتھ زورآوری کے

بر من دست نیافت بلکه مرا از علم کشتی دقیقه مانده بود و همه عمر از من
اوپر میرے غالب نہ ہوا بلکہ میرے تئیں علم کشتی سے ایک باریکی رہی تھی اور تمام عمر مجھ سے

ف ۱ اے بزرگی در سن و سال و تربیت و تعلیم ۱۲ ش ف ۲ در عرف این جملہ را در برابری و مساوات استعمال کنند و درینجا مراد غلبه است بقرینهٔ مقابله یا قول او بصفت با او برابرم ۱۲ ش ف ۳ غریب معروف و ضد معروف و فارسیان بمعنی عجیب و غریب و نادر و لطیف استعمال کنند ۱۲ مدار ف ۴ غریو بفتح اول و یاے مجهول آواز زم در گلو با گریه این در حل لغات است ۱۲ مدار بکسر نین و یاے مجهول شور و غوغا ۱۲ غ ف ۵ ترجمه بمعنی باز داشتن چیزے در آمدن نیز ۱۲ ام ف ۶ بسر نبردی اے با نتها نرسانیدی ف ۷ دست یافت ای غالب نشد و فاعل این فعل پرورنده باشد که بر جمله سابقه مذکور است ۱۲ ش ف ۸ دقیقه بمعنی بار یکی ف ۹ اعیان بالفتح بمعنی سرداران و بزرگان ۱۲ ف ۱۰ صدمه بالفتح بمعنی آوردن ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

دریغ میداشت امروز بدان دقیقہ بر من غالب آمد گفت از بہر چنین

افسوس رکھتا تھا آج کے روز ساتھ اس بار یکی کے اوپر میرے غالب آیا کہا واسطے اسی

روزے نگہ میداشتم کہ زیرکان گفتہ اند دوست را چندان قوت

روز کے نگاہ رکھتا تھا میں کہ دانایوں نے کہا ہے دوست کے تئیں اتنی قوت

مدہ کہ اگر دشمنی کند تواند نشنیدہ کہ چہ گفت آنکہ از پروردۂ خویش جفا دید

مت دے کہ جو دشمنی کرے زبردست ہووے نہیں سنا ہے تو نے کہ کیا کہا اُسنے کہ پالے ہوئے اپنے سے ظلم دیکھا

قطعہ یا وفا خود نبود در عالم

یا وفا تحقیق نہ تھی بیچ عالم کے

کس نیاموخت علم تیر از من

کسی نے نہ سیکھا علم تیر کا مجھ سے

یا مگر کس درین زمانہ نکرد

یا شاید کسی نے بیچ اس زمانے کے نہ کی

کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

کہ میرے تئیں آخر کو نشانہ نہ کیا

حکایت درویشے مجرّد بگوشۂ صحرائے نشستہ بود بادشاہی بروے

ایک فقیر تنہا بیچ گوشہ ایک جنگل کے بیٹھا تھا۔ ایک بادشاہ اوپر اُس کے

بگذشت درویش ازان کہ فراغ ملک قناعت ست بدو التفات نکرد

گذرا فقیر نے اس سبب سے کہ فراغت ملک قناعت میں ہے اوپر اس کے مہربانی نہ کی

سلطان ازانجا کہ سطوت سلطنت ست برنجید و گفت این طائفہ خرقہ پوشان

بادشاہ اُس جگہ سے کہ دبدبہ سلطنت کا ہے خفا ہوا اور کہا یہ گروہ گدڑی پہننے والوں کا

کہ امثال بہائم اند و اہلیت و آدمیت ندارند وزیر نزدیکش آمد و گفت اے

کہ مانند چارپایوں کے ہے اور لیاقت اور آدمیت نہیں رکھتے ہیں وزیر نزدیک اُس کے آیا اور کہا اے

جوانمرد سلطان روئے زمین بر تو گذر کرد خدمتے نکردی و شرائط ادب بجا نیاوردی

جوانمرد بادشاہ روئے زمین نے اوپر تیرے گذر کیا کوئی خدمت نہ کی تونے اور شرطیں ادب کی بجا نہ لایا تو

گفت سلطان را بگوی تا توقع خدمت از کسی دارد کہ توقع بہ نعمت او دارد

کہا بادشاہ کے تئیں کہہ تو چشمداشت خدمت کی اُس سے رکھے کہ امید ساتھ نعمت اُسکی کے رکھے

۱؎ زیرکاں بادل سکو ردیائی معروف دو معنی دارد اول فہیم ودرک وصاحب ہوش را گویند دوم فولاد جو سردارہ ایں دو معنی امیر خسرو نظم کردہ است چو فلسا زیرکے پر درکاسے چو رائے زیرکان دو راستواری ور از مصرع اول معنی ثانی راز مصرعہ ثان معنی اول مراد ست جہانگیری ۲؎ خود بضم و معہ ولہ معروف و معنی او نیز دور بعضے بیاے زائدہ براے تکیہ کلام آید شیخ سعدیؒ فرماید شعر اگر سایۂ خود برفت از سرش تو در سایۂ خویشتن پرورش ۱۲ ۳؎ قناعت بالکسر راضی شدن بانچہ رسد وفراغ اینجا بمعنی بے شغلیست کہ کفایت است لی پروائی درویش ہر پر واے راز ملک قناعت حاصل نمودہ در حراح فراخ بمعنی فتح نیز آوردہ در نیورت سنی چنیں باشد از بس کہ ملک قناعت فراخ است درویش تو چہ بملک تنگ دنیا کر ز میں بسوئے

ودیگر بدانکه ملوک از بهر پاس رعیت اند نه رعیت از بهر طاعت ملوک قطعه
اور دوسرے یہ سمجھ کہ بادشاہ واسطے نگہبانی رعیت کے ہیں نہ رعیت واسطے بندگی بادشاہ کے

پادشه پاسبان درویش ست
بادشاہ چوکیدار فقیر کا ہے
گوسپند از برای چوپان نیست
بکری واسطے چرواہے کے نہیں ہے

گرچه رامش بفر دولت اوست
اگرچہ آسودگی ساتھ دبدبے دولت اسکی کے ہے
بلکه چوپان برای خدمت اوست
بلکہ چرواہا واسطے خدمت اسکی کے ہے

قطعه یکے امروز کامران بینی
ایک کو آج کے روز مقصد ور دیکھے تو
دیگرے را دل از مجاهده ریش
دوسرے کے تئیں دل کوشش کرنے سے زخمی

روزکے چند باش تا بخورد
روز تھوڑے صبر کر تو کھاوے
خاک مغز سر خیال اندیش
خاک کو دوا سر خیال اندیشہ کرنے والے کا

فرق شاهی و بندگی برخاست
فرق بادشاہی اور بندگی کا اٹھا
چون قضای نبشته آمد پیش!
جو قضا لکھی ہوئی آئی آگے

گر کسے خاک مرده باز کند
جو کوئی خاک مردے کی کھودے
نشناسد توانگر از درویش
نہ پہچانے امیر کو فقیر سے

ملک را گفتن درویش استوار آمد گفت از من تمنائے بکن گفت آن همی خواهم
بادشاہ کے تئیں کہنا فقیر کا معتبر آیا کہا مجھ سے کوئی آرزو کر کہا وہ چاہتا ہوں میں
که دگر باره زحمت من ندهی گفت مرا پندے ده گفت بدست
کہ دوسری بار رنج مجھے نہ دے تو کہا میرے تئیں ایک نصیحت دے

دریاب کنون که نعمت هست بدست
پہچان اب کہ دولت تیرے ہے بیچ ہاتھ کے
کین دولت و ملک میرود دست بدست
کہ یہ دولت اور ملک جاتا ہے ہاتھوں ہاتھ

حکایت یکے از وزرا پیش ذوالنون مصری رفت و همت خواست
ایک وزیروں سے آگے ذوالنون رح مصری کے گیا اور دعا چاہی

۱ فر گرفتن زور فارسی بمعنی شان و شوکت و زیبندگی آمده است ای اگرچه درویش مطیع بادشاه بسبب شان و شوکت دولت او بحسب ظاهر است اما بتحقیق بادشاه پاسبان درویش ست و آن در صورتیست که رامش بیتین ضمیر بود چنانچه مسموع است ۱۲
۲ لفظ خاک در یک رسفت فاعل بخورد و مغز مفعول ملاحظه باید نمود ۱۲ نور الله احراری ۳ کنه بضم اول شارع از کردن و بعضی نا واقفان کنه بفتحتین از کندن خوانند اصلی ندارد س ۴ باب امراز در رفتن یعنی التماس و بامداد و معاونت دیگران ــ پرواز ۱۲ ۵ کامران کریکه کار ایش براد برآید ۱۲ س ۶ مجاهده کوشش کردن و رنج کشیدن ۱۲ س

کہ روز و شب بخدمت سلطان مشغول می باشم و بخیرش امیدوار و
کہ دن اور رات بیچ خدمت بادشاہ کے مشغول رہتا ہوں میں اور ساتھ خیر اس کی کے امیدوار

از عقوبتش ترسان ذوالنون رح بگریست و گفت اگر من خدائی عزوجل را
اور عذاب اُس کے سے ڈرنے والا ذوالنون رح روئے اور کہا اگر میں خدا کے عز و جل

پرستیدمی کہ تو سلطان را از جملۂ صدیقان ۱؎ بودمی قطعہ
کے تئیں ایسی عبادت کرتا میں کہ تو بادشاہ کے تئیں گلہ وہ صدیقوں سے ہوتا میں

گر نہ ۲؎ امید ۳؎ و بیم و راحت و رنج
جو نہ ہوتی آرزو اور دہشت اور خوشی اور رنج

گر وزیر از خدا بترسیدے
جو وزیر خدا سے ڈرتا

پای درویش بر فلک بودے
پاؤں فقیر کا اوپر آسمان کے ہوتا

ہمچنان کز ملک ملک بودے
جیسا کہ بادشاہ سے فرشتہ ہوتا

حکایت پادشاہے بکشتن بیگناہی اشارت کرد گفت ای
ایک بادشاہ نے واسطے مارنے ایک بے گناہ کے اشارہ کیا کہا اے

ملک موجب خشمی ۴؎ کہ بر من ست آزار خود مجوی کہ این عقوبت
بادشاہ سبب اس اس غصّے کا کہ تیرے تئیں اوپر میرے ہے آزار اپنا مت ڈھونڈھ کر یہ عذاب

بر ما بیک نفس سر آید و بزہ ۵؎ آن بر تو جاوید بماند قطعہ
اوپر میرے ایک دم میں گذر جاویگا اور گناہ اُسکا اوپر تیرے ہمیشہ رہے گا

دوران ۶؎ بقا چو باد صحرا بگذشت
زمانہ زندگی کا مانند ہوا جنگل کے گذرا

تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت
کڑوا اور خوش اور زبوں اور اچھا گذرا

پنداشت ستمگر کہ جفا بر من کرد
جانا ظالم نے کہ ظلم اوپر ہمارے کیا

در گردن او بماند و بر ما بگذشت
بیچ گردن اس کی کے رہا اور اوپر ہمارے گذرا

ملک را نصیحت او سود مند آمد و از سر خون او بر ۷؎ خاست
بادشاہ کے تئیں نصیحت اس کی فائدہ مند آئی اور خیال خون اس کے در گذرا

۱؎ صدیق بسیار راست گو و آنکہ گفتار خود را بکردار درست کردہ باشد و نزد صوفیای کرام نام مرتبہ الیست از مراتبہ ولایت ۱۲ ۲؎ جان آرزو ۱۲ ۳؎ و از بعضے نسخہ بیچہ بخط شبہ از جان بیدہ ست ع گر نبودی خیال راحت و رنج و اما آنچہ در نسخ مشہورست گر نبودے خیال راحت و رنج و اما آنچہ در نسخ مشہورست ع گر نبودے امید و راحت و رنج پس ظاہر آنست کہ لفظ بیم از ماقبل رنج تغیر بید دلالت لفظ بر آن حذف شدہ ۱۲ ۴؎ یای سببیت از بالائش رافق محاورۂ عراق محذوف است یای خشمی مجہول است ای سبب آن خشم کہ ترا بر من از بانی مصدری گرفت مذکا مولانا محمد ہادی علیہ مرحوم ۵؎ بقا بالفتح بمعنے دیر ماندن و از بعضے اساتذہ سمع بسیدہ زبقا فار بادشاہے ظالم بود ۱۲

حکایت وزرای نوشیروان در مهمے از مصالح مملکت اندیشه
وزیر نوشیرواں کے بیچ ایک کام سخت کے مصلحتوں بادشاہت سے اندیشہ

همیکردند و هریک از ایشان دگرگونه رائے همیزدند و ملک همچنان
کرتے تھے اور ہر ایک انہوں سے دوسری طرح تدبیر مارتا تھا اور بادشاہ نے بھی

تدبیرے اندیشه کرد بزرجمهر رای ملک اختیار آمد وزیران در نهانش
ایک تدبیر اندیشہ کی بزرجمہر کے تئیں تدبیر بادشاہ کی اختیار آئی وزیروں نے بیچ پوشیدگی کے اُس کو

گفتند رای ملک را چه مزیت دیدی بر فکر چندین حکیم گفت
کہا تدبیر بادشاہ کے تئیں کیا زیادتی دیکھی تو نے اوپر فکر اتنے حکیموں کے کہا

بموجب آنکه انجام کار معلوم نیست و رای همگنان در مشیت ست
موافق الٰہی کے کہ آخر کار کا معلوم نہیں ہے اور تدبیر سبھوں کی بیچ ارادہ الٰہی کے ہے

که صواب آید یا خطا پس موافقت رای ملک اولیٰ ترست تا اگر خلاف
کہ درست آوے یا چوک جاوے پس موافق ہونا تدبیر بادشاہ کے معتبر زیادہ ہی اسواسطے جو برعکس

صواب آید بعلت متابعت از معاتبت ایمن باشم که گفته اند مثنوی
درستی آوے بسبب تابعداری کرنے کے غصہ کرنے اس کے سے بے ڈر ہوں گا میں کہ کہا ہے

خلاف رای سلطان رای جستن
برخلاف عقل بادشاہ کے تدبیر ڈھونڈھنا

بخون خویش باشد دست شستن
بیچ خون اپنے کے ہووے ہاتھ دھونا

اگر شه روز را گوید شب ست این
اگر بادشاہ دن کے تئیں کہے رات ہے یہ

بباید گفتن اینک ماه و پروین
چاہئے کہنا یہ ہے اب چاند اور تارے

حکایت شیادے گیسو بافت یعنی علویست و با قافله حجاز بشهر در آمد
ایک مکار نے گیسو بٹے یعنی اولاد علی سے ہے اور ساتھ قافلہ مکہ معظمہ کے بیچ شہر کے آیا

و چنان نمود که از حج می آید و قصیده نیکو پیش ملک برد و دعوی کرد
اور ایسا ظاہر کیا کہ حج سے آتا ہے اور ایک قصیدہ اچھا آگے بادشاہ کے لے گیا اور دعوی کیا

سلہ ہم بالضم میم و بکسر ہا و میم دوم مشدد ست بمعنے آنچہ در وہم انداز د و ہمت را بہم کنند ۱۲ سلہ مشیت الٰہی یعنی مراد الٰہی و
پیش بعضے احص ست از ارادہ چنانچہ از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مروی ست کہ بر بعضے از را دست انبیا را اطلاع
خود بخلاف مشیت کہ از اں ہنیا وار لیا را اطلاع نشود سلہ حاصل آنکہ متابعت مقولہ سلاطین تا و قتیکہ و دان ظلم
نبود آمدے نباشد واد ب لازم است چہ مرفعہ طرز نفس خود ضرور ست پس اگر شاہ بگوید روز کہ این شب است درویش باید
گفت کہ اینک ماہ و پروین ہم موجہ دانند ۱۲ سلہ شیاد ظاہر فاریدن این لفظ را از لفظ شید کہ فارسی کرست فی قریب مشتاق
کردہ اند لہذا سروری گرید این لفظ متصل ست از عجم ور دپس بمعنی شیاز چنانچہ در فرع بہت مکار و لبیاو تزو پر کنندہ باشند

که وی گفته است ملک نعمتش داد و اکرام کرد و نوازش بیکران فرمود تا
کہ اس نے کہا ہے بادشاہ نے نعمت اس کو دی اور تعظیم کی اور بخشش بہت فرمائی تو

یکے از ندمای حضرت پادشاہ که دران سال از سفر دریا آمدہ بود گفت
ایک ہمنشینوں درگاہ بادشاہ کے سے کہ بیچ اُس سال کے سفر دریا سے آیا تھا کہا

من اورا عید اضحی[۱] در بصرہ دیدم معلوم شد که حاجی نیست دیگری گفت
میں نے اسکو عید قربان کے دن بیچ بصرے کے دیکھا میں نے معلوم ہوا کہ حاجی نہیں ہے دوسرے نے کہا میں

من اورا شناسم و پدرش نصرانی بود در ملاطیہ[ع] بدانستند که شریف نیست و شعرش
اسکو پہچانتا ہوں میں اور باپ اُسکا نصرانی تھا بیچ ملاطیہ کے لوگوں نے جانا کہ اولاد علیؓ سے نہیں ہے اور شعر اُسکے

را در دیوان انوری بیافتند ملک فرمود تا بزنندش و نفی[عسہ] کنند تا چندین
کے تئیں بیچ دیوان انوری کے بادشاہ نے کہا تو ماریں اس کو اور دور کریں کہ اتنا

دروغ درہم چرا گفت ای خداوند روی زمین سخنی ماندہ است در خدمت
جھوٹ کیوں کہا کہا اے صاحب روئے زمین کے ایک بات رہی ہے بیچ خدمت کے

بگویم اگر راست نباشد بہر عقوبت[۳] که خواہی سزاوارم گفت آن چیست
[گفت آن چیست]

کہوں میں جو سچ نہ ہووے بیچ عذاب کے کہ چاہے تو لائق اس کے ہوں میں کہا وہ کیا ہے کہا	
قطعہ غریبی گرت ماست پیش آورد	دو پیمانہ آبست و یک چمچہ دوغ
ایک مسافر اگر تیرے چھاچھ آگے لاوے	دو پیالے پانی ہے اور ایک چمچہ وہی
اگر راست[۳] می خواہی از من شنو	جہاندیدہ بسیار گوید دروغ
جو سچ چاہتا ہے تو مجھ سے سن	جہان دیکھا ہوا شخص بہت کہتا ہے جھوٹ

(گر از بندہ لغوی شنیدی مرنج)

ملک را خندہ گرفت گفت ازین راست تر سخن تا عمر او باشد نگفتہ است
بادشاہ کے تئیں ہنسی ہے لیا کہا اس سے سچ زیادہ کوئی بات جب سے عمر اُس کی ہوئی ہے نہ کہی ہے

فرمود تا آنچہ مامول[للعہ] وست مہیّا دارند و بدل خوشی اورا گسیل[ع۴] کنند
فرمایا تو جو کچھ امید کیا گیا اُسکا ہے موجود رکھیں اور ساتھ دل خوشی کے اُسکے تئیں رخصت کریں

[۱] اضحی و اضحیہ و ضحی ہر سہ الفاظ مترادفہ اند بمعنی آنچہ قربان بکنند وجز آن ۱۲ [۲] غریب نقیر از وطن آنکہ از ولایت دیگر آمدہ باشد ۱۲ [۳] است [۳] ماست جغرات نیلہ در دآبی الحکل کنند ۱۲ [ع۴] اگسیل بضم اول دیای تحتانی مجہول بمعنی دفع کردن و مرخص کردن و فرد ستان و بکاف فارسی ہم آمدہ ۱۲ عیاث و برہان [ع] ملاطیہ بفتحتین و کسر طای مہملہ و تشدید تحتانی نام شہریست و ملاطیہ در لغتی دیدہ نشد ۱۲ [عسہ] نفی کنند ای از شہر بدر کنند ۱۲ [سہ] دوغ نیز بمعنی جغرات آنکہ در دآب آمیختہ باشند و بعضی آن کہ چھاچھ گویند لیکن باین معنی مترادف ہست باشد بس معنی بیت مستقیم نمی شود مگر این کہ دوغ را بمعنی جغرات بے آب قرار دہند ۱۲ [للعہ] مامول ای امید داشتہ شدہ ۱۲

حکایت یکی از پسران ہارون[1] الرشید پیش پدر آمد خشم آلودہ کہ مرا
ایک لڑکوں ہارون رشید کے سے آگے باپ کے آیا غصہ بھرا ہوا کہ میرے نئیں

فلان سرہنگ[2] زادہ دشنام مادر داد ہارون الرشید ارکان دولت را
فلانے سرہنگ زادے نے گالی ماں کی دی ہارون رشید نے سرداروں دولت کے

گفت جزائی چنین کسے چہ باشد یکے اشارت بکشتن کرد و یکے
نئیں کہا بدلہ ایسے آدمی کا کیا ہو ایک نے اشارہ واسطے مارنے کیا اور ایک

بزبان بریدن و دیگرے بمصادرت[3] ہارون گفت ای پسر
نے واسطے زبان کاٹنے کے اور دوسرے نے ڈانڈ لینے کے اور نکال دینے کے ہارون نے کہا اے بیٹے

کرم آنست کہ عفو کنی و اگر نتوانی تو نیزش دشنام مادر دہ چندانکہ از حد
بخشش وہ ہے کہ معاف کرے تو اور اگر نہ ہو سکے تو بھی اسکو گالی ماں کی دے یہانتک کہ حکم شرع

درنگذرد پس آنگہ ظلم از طرف تو باشد و دعوای از قبل خصم قطعہ
سے نہ گذرے پس اسوقت ظلم تیری طرف سے ہووے اور دعوے طرف دشمن سے ہو

نہ مرد ست آن بنزدیک خردمند نہ مرد ہے وہ نزدیک دانا کے	کہ با پیل دمان[4] پیکار جوید کہ ساتھ ہاتھی مست کے لڑائی ڈھونڈھے
بلے مرد آنکس ست از روئے تحقیق سچ ہے مرد وہ شخص ہے از روے تحقیق کے	کہ چون خشم آیدش باطل[5] نگوید کہ جو غصہ آوے اُس کو بیہودہ نہ کہے

حکایت با طائفہ بزرگان بکشتی نشستہ بودم زورقے در پے ما غرق
ساتھ ایک گروہ بزرگوں کے بیچ ایک ناؤ کے بیٹھا تھا میں ایک ڈونگی پیچھے ہمارے سے ڈوب گئی

شد دو برادر بگردابے در افتادند یکی از بزرگان گفت ملاح را بگیر این ہر دو
دو بھائی بیچ ایک بھور کے پڑ گئے ایک نے بزرگوں سے کہا ملاح کے تئیں کہ پکڑ ان دونوں کے

را کہ بہر یکے پنجاہ دینارت بدہم ملاح در آب رفت تا یکے را
تئیں کہ عوض ہر ایک کے پچاس تجکو دونگا میں ملاح بیچ پانی کے گیا تو ایک کے تئیں

مردوده دال

1 ہارون رشید نام بادشاہی ست از خلفائے عباسیہ کنیت او ابو جعفر و او برادر موسٰی ابن ہادی بن محمد است ۱۲
2 سرہنگ بالفتح دکاف فارسی پیشتر دو مقدم کار وکر عمل بردست او باشد ۱۲ گشتن 3 مصادرت مال کسے را برابر
بعوض تقصیر گرفتن تفصیل آن صابق گذشت ۱۲ 4 دمان دمندہ جو شند و این لفظ در صفت فیل و مار و دریا و اقع شود
وصاحب فرہنگ جہانگیری گوید دان را اوّل منضوع سہ معنی دارد اوّل فریاد کسان بودن و مسادی و غیرہ با غضب بسیار زدم
نیز رفتن ردم بمعنی دمیدن آرہ است ۱۲ 5 باطل نادرست دور و غ یعنی اپیل شد خشمناک جنگ بہ بوستن صاحب آتش
این شجاعت مردانگی نیست بلکہ نزدیک خردمندان مرد آن کس باشد کہ بوقت خشم و غضب ۔۔ ۱۲

رہا نید آن دیگر ہلاک شد گفتم لقیّت عمرش نماندہ بود ازین سبب در
چھڑایا وہ دوسرا ہلاک ہوا کہا میں نے باقی عمر اس کی نہ رہی تھی اس سبب سے

گرفتن او تاخیر کردے و دران دیگر تعجیل ملاح بخندید و گفت این چہ
بیچ پکڑنے اس کے کے سستی کی تو نے اور بیچ اس دوسرے کے جلدی ہنسا اور کہا یہ جو

تو گفتی یقین ست و سببے دیگر ہست گفتم آن چیست گفت میل
کہا تو نے یقین ہے اور ایک سبب دوسرا ہے کہا میں نے وہ کیا ہے کہا خواہش

خاطر من برہان این یکی بیشتر بود کہ وقتے در بیابان ماندہ بودم مرا بر شترے
خاطر میری کے واسطے چھڑانے اس ایک کے زیادہ تھی کہ ایک وقت بیچ ایک جنگل کے رہا یعنی تھک گیا تھا

نشاند و از دست آن دگر تازیانہ خوردہ بودم در طفلی گفتم صدق اللہ تعالیٰ
میں مجھکو اوپر ایک اونٹ کے بٹھلایا اور ہاتھ اس دوسرے سے کوڑا کھایا تھا میں نے بیچ لڑکائی کے کہا میں نے سچ کہا اللہ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْھَا ۔ **قطعہ**
برتر نے کہ جو شخص کرتا ہے کام نیک پس واسطے ذات اپنی کے اور جو شخص کہ بد کرتا ہے پس اوپر اسکے ہے

تا توانی درون کس مخراش
جب تک سکے تو دل کسی کا مت ستا

کاندرین راہ خارہا باشد
کہ بیچ اس راہ کے کانٹے ہوں

کار درویش مستمند برآر
کام فقیر آرزومند کا بر لا

کہ ترا نیز کارہا باشد
کہ تیرے تئیں بھی کام ہوں

حکایت دو برادر یکے خدمت سلطان و دیگر بسعی بازو خوردے
دو بھائی ایک بادشاہ کی خدمت کرتا تھا اور دوسرا ساتھ کوشش بازو کے کھاتا

بارے این توانگر گفت درویش را کہ چرا خدمت نکنی تا از مشقت کار کردن برہی
ایک مرتبہ اس دولتمند نے کہا فقیر کے تئیں کہ کیوں خدمت نہیں کرتا ہے تو کہ مشقت کام کرنے سے چھوٹے

گفت تو چرا کار نکنی تا از مذلت خدمت رستگاری یابی کہ خردمندان
کہا تو کیوں کام نہیں کرتا ہے تو کہ خواری خدمت کی سے خلاصی پاوے تو کہ دانایوں نے

ے درجرست کہ خداوند تعالیٰ جل شانہٗ وحی فرستاد کہ عیسیٰ علیہ السلام آیا از راہ داری کہ با ملائکہ سیر و پرواز کنی بسوے آسمانہا گفت
پروردگارا من آرے ارشاد شد کہ لازم گیر بیچ نصار شفقت ہمچو آفتاب و تواضع ہمچو زمین و سخاوت ہمچو دریا و حلم ہمچو کالبد
مردہ دستر احوال ہمچو نیست ۱۲ سردری ے مستمند بفتم اول حاجتمند و غمگین کذا فی مدار الافاضل و تحقیق این ست کہ این
لفظ مرکب است از مست بمعنے حاجت و مند کلمہ ایست مفید معنی مصاحبت ۱۲ ے مذلت بفتحتین میم و ذال معجمہ و تشدید
نام خواری ۱۲ شرح ے رستگاری بفتح را و سکون سین مہملتین و کاف فارسی بمعنے نجات و رہائی ۱۲

گفتہ اند کہ نانِ جَو خوردن و نشستن بہ کہ کمر زرّین بخدمت بستن بیت
کہا ہے روٹی جو کی کھانا اور بیٹھنا بہتر کہ پٹکا زریں بیچ خدمت کے باندھنا

بدست آہک[۱] تفتہ کردن خمیر — بہ از دست[۲] بر سینہ پیش امیر قطعہ
بیچ ہاتھ کے چونا گرم کیا ہوا کرنا خمیر — بہتر ہاتھ سے اوپر سینے کے آگے امیر کے

عمر گران مایہ دریں صرف شد — تا چہ خورم صیف و چہ پوشم شتا
عمر بیش قیمت بیچ اس کے خرچ ہوئی — تو کیا کھاؤں میں گرمی میں اور کیا پہنوں میں جاڑے میں

اے شکم خیرہ[۳] بنانے بساز — تا نکنی پشت بخدمت دوتا
اے دلیر پیٹ ساتھ ایک روٹی کے موافقت کر — اسواسطے کہ نہ کرے تو پیٹھ بیچ خدمت کے ٹیڑھی

حکایت کسی مژدہ پیش نوشیروان عادل برد و گفت شنیدم کہ
کوئی شخص خوشخبری آگے نوشیرواں عادل کے لے گیا اور کہا سنا ہیں نے کہ فلانے

فلان دشمن ترا خدا تعالیٰ برداشت گفت ہیچ شنیدی کہ مرا بگذاشت فرد
دشمن تیرے کے تئیں خدا نے برتے اٹھایا کہا کچھ سنا تونے کہ میرے تئیں چھوڑا

اگر بمرد عدو جای شادمانی نیست — کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست
جو مرا دشمن جگہ خوشی کی نہیں ہے — کہ زندگانی ہماری بھی ہمیشہ کی نہیں ہے

حکایت گروہے حکما در بارگاہ کسریٰ بہ مصلحتے در سخن ہمیگفتند و بزرجمہر
ایک گروہ حکیموں کا بیچ بارگاہ نوشیرواں کے ساتھ ایک مصلحت کے بات کہتے تھے اور بزرجمہر

کہ مہتر ایشان بود خاموش بود سوال کردندش کہ با ما درین بحث چرا
کہ سردار انکا تھا چپ تھا سوال کیا اسکو کہ ساتھ ہمارے بیچ اس گفتگو کے کیوں بات

سخن نگوئی گفت وزیران بر مثال اطبا و طبیب دارو ندہد مگر سقیم
نہیں کہتا ہے تو کہا وزیر مانند حکیموں کے ہیں اور طبیب دوا نہیں دیتا ہے سیکن بیمار کو

پس چون ہمی بینم کہ رائے شما بر صواب است مرا بر سران سخن گفتن حکمت نباشد مثنوی
میں جو دیکھتا ہوں میں کہ تدبیر تمہاری اوپر راستی کے ہے میرے تئیں اوپر سرانکے کے بات حکمت نہ ہووے

[۱] بدانکہ کمر در اصل بمعنی میان ست و بمعنی بندے کہ بر میان بندند مجازاً شہرت یافتہ است ۱۲ [۲] آہک بر وزن مالک چونہ صدف و مالیدن کذائی ارکندہ و مجرلیست بہند و مویدآنست بیت سعدی رح بدست آہک تفتہ کردن خمیر انخ ۱۲ مدار الافاضل [۳] خیرہ شوخ و بے ادب و سرکش و سخن نا شنوا ۱۲ ان دربرہان و مراد او شکم خیرہ آنکہ شکمش سیر نشود قناعت نکند ۱۲ سروری [۴] کسریٰ بکفح کاف و کسران آن معرب خسرو بکسر خای معجمہ لقب پادشاہان فارس چنانچہ قیصر لقب ڈک ردم و نجاشی لقب ملوک حبش فرعون لقب ملوک مصر و خاقان لقب ملوک بن رو نسبت کسوی کسرے ہر دو آید بخیض برخلاف قیاس اکا سرآید جمع قیاس منقضی این بود کہ نبش کسرون بفتح را باشد ہمچو عیسون و موسون بفتح سین ۱۲ اس : ر

چو کارے بی فضول[1] من بر آید	مرا در وے سخن گفتن نشاید
جو کوئی کام بغیر بولتے بہرے کے بر آوے	بہرے نہیں بیچ اس کے بات کہنا نہ چاہیئے
وگر بینم که نابینا و چاه است	اگر خاموش بنشینم گناه است
اور جو دیکھوں میں کہ اندھا اور کنواں ہے	اگر چپ بیٹھوں میں گناہ ہے

حکایت ہارون الرشید را چون ملک مصر مسلم شد گفت
ہارون رشید کے تئیں جو ملک مصر کا تسلیم کیا گیا ہوا کہا
بخلاف آن طاغی[2] که بغرور ملک مصر دعوی خدائی کرد نه بخشم این ملک
اوپر خلاف اس حد سے گذر نیوالے کے ساتھ غرور ملک مصر کے دعوی خدائی کا کیا نہ بخشوں میں اس ملک
را الا به خسیس ترین بندگان سیاهے داشت خصیب نام ملک مصر
کے تئیں مگر ساتھ کمترین بندوں کے ایک حبشی رکھتا تھا خصیب نام ملک مصر
بوی ارزانی[3] داشت آورده اند که عقل و درایت او تا بحاے بود
اس کو ارزانی رکھا یعنی بخش دیا نقل کرتے ہیں اور دانائی اس کی اس جگہ تک تھی
که طائفه حراث[4] مصر شکایت آوردندش که پنبه کاشته بودیم
کہ ایک گروہ کسانوں مصر کے سے گلہ لائے اسکو کہ روئی بوئی تھی ہم نے
بر کنار نیل باران بے وقت آمد و تلف شد گفت پشم بایستے کاشت تا
او پر کنارہ نیل کے مینھ بے رُت برسا اور تباہ ہوئی کہا اون چاہیے تھا بونا تو
تلف نشدے صاحبدلے[5] این کلام بشنید و گفت مثنوی
تباہ نہ ہوتی ایک صاحب نے یہ کلام سُنا اور کہا

اگر روزی بدانش بر فزودے	ز نادان تنگ روزی تر نبودے
اگر روزی ساتھ عقل کے زیادہ ہوتی	نادان سے کوئی تنگ روزی زیادہ نہ ہوتا
بنادانان چنان روزی رساند	که دانا اندران حیران بماند مثنوی
بیوقوفوں کو ایسی روزی پہنچاتا ہے	کہ دانا بیچ اس کے حیران رہتا ہے

[1] نسخہ فضولے بضم اوّل دیباچے مصدری شائع است اما چنین تحقیق شده که فضول بضم جمع فضل است بمعنی زیادت و فضولی بیای نسبت شخصے را گویند که بچیزہاے زائد و لا یعنے مشغول شده باشد صاحب جامع الرموز فضول بفتح اول مبالغہ فاعل گفته است ۱۲ [2] ان سه طاغی مشتق از طغیان بمعنی متکبر و از حد در گذرنده در کفر و عصیان و بزرگی جوینده مراد از فرعون است ۱۲ [3] اوز انیے ہندوستانی و معنے رواج اسرا باد و لایق شائع است ۱۲ سرور [4] حراث بضم حا و را ے شدد و مہملتین جمع حارث بمعنے زراعت کننده ۱۲ ش [5] مراد ازین اظہار عفو خراج بود ۱۲ ت و در اکثر نسخ بنگر روزی نه شسته ست و شک نیست که این نسخه بے مسامحت صورت جواز ندارد ۱۲ احراری ۱۲ ازان چشمه آب خورد و سکندر و تشنه باز آمد ۱۲

سلم ۲ ۱۱۰۷ مطبع خلیج زرافشاں

بخت و دولت بکاردانی نیست
نصیب اور دولت ساتھ کام جاننے کے نہیں ہے
جز بتائیدؔ آسمانی نیست
سوائے مدد آسمان کے نہیں ہے

قطعہ

کیمیاگر بغصہ ماندہ و رنج
کیمیا گر بیچ غصے کے رہتا ہے اور رنج کے
ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج
احمق نے بیچ اُجاڑ کے پایا خزانہ

اوفتادست در جہان بسیار
پڑا ہے بیچ جہان کے بہت
بے تمیز ارجمند و عاقل خوار
بے عقل صاحب درجہ اور عقلمند ذلیل

حکایت یکے را از ملوک کنیزک چینی آوردند خواست تا در حالت
ایک کے تئیں بادشاہوں سے لونڈی چین کی لائے چاہا تو بیچ حالت
مستی باوے جمع آید کنیزک ممانعت کرد ملک در خشم رفت و مر اورا بہ
مستی کے ساتھ اس کے جمع ہووے لونڈی نے منع کیا بادشاہ بیچ رنج کے گیا اور خاص کر اس کے
سیاہے بخشید فراش کہ لب برینش از پرہ بینی در گذشتہ بود و
تئیں ساتھ ایک حبشی کے بخش دیا حبشی کے ہونٹھ اوپر کا اُسکا نتھنے سے ناک کے درگذرا تھا اور
زیر نیش بگریبان فروہشتہ ہیکلے صخرہؔ جنّی
نیچے کا اسکا گریباں ہے نیچے لٹکا ہوا ایک ایسی شکل کہ صخرہ جنّی
از طلعت او برمیدے وعین القطر از بغلش بگندیدے فرد
دیکھنے اُس کے سے بھاگتا تھا اور چشمہ گندھک کا بغل اُس کی سے بدبو دیتا تھا

تو گوئی تا قیامت زشت روئی
کہے تو قیامت تک بد شکل ہونا
برو ختم ست و بر یوسف نکوئی قطعہ
اوپر اُس کے ختم ہے اور اوپر یوسفؑ کے خوبصورتی
شخصے نہ چنان کریہ منظر
کوئی شخص نہیں ایسا بد شکل
کز زشتی او خبر توان داد
کہ بُرائی اس کی سے خبر سکے دینا
وانگہ بغلے نعوذ باللہ
اور اُسوقت ایک بغل پناہ بچاتا ہیں ہم بیچ طرف اللہ کے
مردار بآفتاب مرداد
جیسے مردار ہوتا ہے بیچ دھوپ بھادوں کے

ل مراد از تائید آسمانی تائید الٰہی و نکتہ دورین تغیر قطلا ادب مرتبہ در علم معانی مستشرح طا بیان شدہ ۱۲ ۲ کنج ارنج کاف فارسی و سکون نون اخبار زرکہ بند من دفین کنند ۱۲ ۳ ارجمند بفتح ہمزہ و جیم موقوف عزیز و گرامی و صاحب قدر و مرتبہ و بزرگ سند و بمعنے صاحب و خداوند ست ۱۲ ۴ خشم بجائے ہملہ و شین منقوطہ در رنج و اگلندن ۱۲ ۵ رج پرہ بیائے فارسی بمعنے طرف و کنارہ ہر چیز چون پرہ قفل و پرہ بینی ۱۲ ۶ ہیکل بفتح ہا و کاف صورت و شکل ۱۲ ۷ لفظ جنّے بطریق صفت بیان صخرہ واقع شدہ جنی ونہ حس ست و قنینکہ جنس خواند جن گو ینہ و یوں فرومی ازیں چنانکہ باشد جنی گوینہ تا نہ ہندی در دیکر بردن با جمع سے آرند و باحرف یا در اردو مستعمل میشود ۱۲

آوردہ اند کہ دران مدت سیاہ رانفس طالب بود و شہوت غالب
نقل کرتے ہیں کہ بیچ مدت کے حبشی کے تیئں نفس خواہش کرنیوالا تھا اور شہوت غالب تھی

مہرش بجنبید مہرش برداشت تا بامدادان کہ ملک کنیزک را بجست و نیافت
شہوت اُسکی نے جوش کیا اور بکارت اُسکی اٹھائی تو صبح کے وقت کہ بادشاہ نے لونڈی کے تیئں ڈھونڈھا اور

حکایت بگفتندش خشم بگرفت و فرمود تا سیاہ را با کنیزک استوار بہ بندد و از
نپایا لوگوں نے اُسکا حال اُس سے کہا غصہ پکڑا اور فرمایا تو حبشی کے تیئں ساتھ لونڈی کے مضبوط باندھیں اور

بام جوسق بقعر خندق در انداز ندیکے از وزرای نیک محضر آنجا بود روے
کوٹھے بلند سے بیچ گہرائی خندق کے ڈالیں ایک وزیروں نیک ذات سے اس جگہ تھا منہ

شفاعت بر زمین نہاد و گفت سیاہ بیچارہ را درین خطائے نیست کہ
بخشانے کا اوپر زمین کے رکھا اور کہا حبشی بیچارے کے تیئں بیچ اس کے خطا نہیں ہے کہ تمام

سائر بندگان بنوازش خداوندی متعود اند گفت اگر در مفاوضت او شبی تاخیر
تمام بندے ساتھ سرفرازی کے عادت کئے گئے ہیں اگر بیچ مجامعت اسکی کے ایک رات ڈھیل

کردے چہ شدی کہ من او را افزون تر از بہای کنیزک بدادمی گفت اے
کرتا کیا ہوتا کہ میں اس کے تیئں زیادہ تر لونڈی کی قیمت سے دیتا میں کہا اے صاحب

خداوند انچہ فرمودی معلوم ست لیکن نشنیدی کہ حکما گفتہ اند درین معنی قطعہ
جو کچھ فرمایا تو نے معلوم ہے لیکن نہیں سنا ہے تو نے کہ حکیموں نے کہا ہی بیچ اس بات کے

تشنۂ سوختہ بر چشمۂ روشن چو رسد
پیاسا جلا ہوا اوپر چشمۂ روشن کے جو پہنچے

ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خوان
کافر بھوکا بیچ گھر خالی بھرے ہوئے خوان کے

تو مپندار کہ از پیل دمان اندیشد
تو مت جان کہ ہاتھی مست سے اندیشہ کرے

عقل باور نکند کز رمضان اندیشد
عقل اعتبار نہیں کرتی ہے کہ رمضان سے اندیشہ کرے

ملک را این لطیفہ پسند آمد و گفت اکنون سیاہ را بتو بخشیدم کنیزک را
بادشاہ کے تیئں یہ بات پسند آئی اور کہا اب حبشی کے تیئں واسطے تیرے بخشا میں لونڈی کے تیئں

۱ دمان بفتح اول سہ معنی دارد اول فریاد کنان بود از شادی مفرط یا غضب بسیار دوم تیز رفتن سوم معنی دمیدن اینجا مراد معنی اول ست ۱۲ ۲ ملحد از الحاد بمعنی برگشتن از دین و ایمان و مراد ازان کسے است کہ با دین و ایمان و احکام شرع سروکار نداشتہ ۱۲ ۳ پر خوان بضم بائے فارسی و گاہے بفتح بائے عربی ہم خواندہ شدہ ۱۲ سروری ۴ مہرش بالضم بمعنی انگشتری و نیز نقشے کہ از انگشتری بر کاغذ سازند پس از مہر اول آن تناسل سیاہ ارادہ کردہ و از دوم بکارت کنیز و کسیکہ مہر اول را بکسر اول بمعنی محبت خواندہ ہیچ لطفے ندارد ازین معنی بر فتن پر ظاہر ست ۱۲ ۵ جوسق بالفتح معرب کوشک بالضم دہر و دکات تازی بمعنے بنائے بلند کہ بعربی آن را قصر گویند ۱۲ ب

چه کنیم گفت کنیزکی را هم بسیاه بخش که نیم خوردهٔ او هم او را شاید قطعه
کیا کروں میں کہا لونڈی کے تئیں بھی ساتھ حبشی کے بخش کہ جھوٹا بھی اس کا اس کے تئیں چاہیئے

هرگز او را بدوستی مپسند ہرگز اُس کے تئیں بیچ دوستی کے مت پسند کر	که رود جای ناپسندیده کہ جاوے جگہ ناپسندیدہ
تشنه را دل نخواهد آب زلال پیاسے کے تئیں دل نہیں چاہتا ہے میٹھا پانی	نیم خوردهٔ دهان گندیده جھوٹا منہ گندہ دہن کا

حکایت اسکندر رومی[1] را پرسیدند دیار مشرق و مغرب را
سکندر رومی کے تئیں پوچھا شہروں مشرق اور مغرب کے تئیں
بچه گرفتی که ملوک پیشین را خزائن و عمر و ملک و لشکر بیش ازین بود
کس طرح لیا تو نے کہ بادشاہوں اگلوں کے تئیں خزانہ اور عمر اور ملک اور لشکر زیادہ اس سے تھا
و چنین فتحی میسر نشد گفت بعون خدای عزوجل هر مملکتی را
اور ایسی ایک دفعہ فتح میسر نہ ہوئی کہا ساتھ مدد خدائے غالب اور بزرگ کے جس ملک کے
که بگرفتم رعیتش را نیازردم و رسوم خیرات گذشتگان باطل
تئیں کہ لیا میں نے رعیت اسکی کو نہ آزردہ کیا میں نے اور رسموں نیک گذرے ہوؤں کو
نکردم و نام پادشاهان جز به نیکوئی نبردم بیت
برباد نہ کیا میں نے اور نام بادشاہوں کا سوائے نیکی کے نہ لیا میں

بزرگش نخوانند اهل خرد بزرگ اس کو نہ کہیں گے صاحب عقل	که نام بزرگان بزشتی برد قطعه کہ نام بزرگوں کا ساتھ زبونی کے لیجاوے
این همه هیچ است چون می بگذرد یہ سب ہیچ ہے جو گذرتا ہے	بخت و تخت و امر و نهی و گیر و دار نصیب اور تخت اور حکم اور منع کرنا اور فرماندہی
نام نیک رفتگان ضائع مکن نام نیک گئے ہوؤں کا تباہ مت کر	تا بماند نام نیکت برقرار تو رہیگا نام نیک تیرا قائم

[1] اسکندر رومے نام پادشاہی کہ صد سال حکمرانی کرد عمرش بیک صد و سی سال رسیدہ بود و اختلاف ست علما را بو لقب و صحیح آنست کہ ملک عادل بود او را ذو القرنین میگفتند از آنکہ مالک شد زمین را بدہ قرن یعنی مشرق و مغرب یا آنکہ دو قرن سلطنت نمود و در علم سیاست و حکمت شاگرد ارسطاطالیس بود و مالک شدہ بود ربع سکون را و سیر نمودہ ست با خضر علیہ السلام ظلمت را در مدت چہل روز باشش ہزار اسپ مادہ باکرہ کہ امید بود در تاریکی و شش ہزار مرد نیز ہوش و بدست شان استخوان حوالہ کردہ فرمود کہ جا این آواز کند آنجا فرو آیندہ چنانچہ بر ہمچنے رسیدند در آنجا مشک و زعفران بے اندازہ معلوم کہ چشمہ حیوان ہمین ست آن استخوان را ندہ انداختند آواز داد و زندہ شد

باب دوم در اخلاق درویشاں

باب دوسرا بیچ خلق فقیروں کے

حکایت یکے از بزرگان گفت پارسائے را چہ گوئی در حق فلان
ایک نے بزرگوں سے کہا ایک فقیر کے تئیں کیا کہتا ہے تو بیچ حق فلانے

عابد کہ دیگران در حق وے بطعنہ سخنہا گفتہ اند گفت ظاہرش
عابد کے کہ دوسروں نے بیچ حق اس کے کے ساتھ طعنے کے باتیں کہی ہیں کہا اوپر ظاہر

عیب نمی بینم و در باطنش عیب نمیدانم قطعہ
اس کے عیب نہیں دیکھتا ہوں میں اور بیچ باطن اسکے کے عیب نہیں جانتا ہوں میں

ہر کرا جامہ پارسا بینی
جس کسی کے تئیں جامہ پرہیز کا دیکھے تو

پارسادان و نیکمرد انگار
پارسا جان اور نیک مرد معلوم کر

ورندانی کہ در نہانش چیست
جو نہ جانے تو کہ بیچ پوشیدگی اسکی کے کیا ہے

محتسب را درون خانہ چہ کار
ڈنڈے کے تئیں بیچ گھر کے کیا کام

حکایت درویشی را دیدم کہ سر بر آستان کعبہ می مالید و می نالید و
ایک فقیر کے تئیں دیکھا میں نے کہ سر اوپر چوکھٹ کعبہ کے ملتا تھا اور روتا تھا اور

میگفت کہ یا غفور یا رحیم تو دانی کہ از ظلوم و جہول چہ آید قطعہ
کہتا تھا کہ اے گناہوں کے بخشنے والے اے مہربانی کرنیوالے تو جانتا ہے کہ ظالم اور جاہل سے کیا آوے

عذر تقصیر خدمت آوردم
عذر تقصیر خدمت کا لایا ہیں

کہ ندارم بطاعت استظہار
کہ نہ رکھوں میں ساتھ بندگی کے پشتی

عاصیان از گناہ توبہ کنند
گنہگار گناہ سے توبہ کرتے ہیں

عارفان از عبادت استغفار
عارف بندگی سے استغفار کرتے ہیں

عابدان جزای طاعت خواہند و بازرگانان بہای بضاعت من
عابد بدلا بندگی کا چاہتے ہیں اور سوداگر قیمت پونجی کی میں

۱ ظاہر آنست کہ مراد یکی از بزرگان یکے از ابنائے دنیاست ۱۲ س ۲ ای آنچہ در باطنش موجودست عیب است و غیب را نمیدانم ۱۲ خیابان ۳ انگار بفتح ہمزہ کاف فارسی امرست از انگاریدن انگاشتن زیرا کہ پیشین اور امضارع برابدل می شود ۱۲ ۴ جزاے این شرط محذوف است و علت آن بجاے آن منصوب یعنے تجسس مکن چراکہ محتسب را از خانہ دیگران کارنیست یعنی نہی محتسب دراں خانہا نباشد ۱۲ ۵ ظاہر آنست کہ مراد از آستان روبروے کعبہ است چہ آستان کعبہ رفیع است آنکہ کسے برآن سر نہادہ بسجدہ رود ۱۲ سروری ۶ بضاعت پارہ مالیکہ فرستادہ سود برائے تجارت و مراد دریجا سامان است کہ فروختہ شود ۱۲ سروری

بندہ امید آودہ ام نہ طاعت بدر یوزہ آمدہ ام نہ بہ تجارت **فقرہ**

بندہ امید لایا ہوں میں نہ بندگی واسطے گداگری کے آیا ہوں میں نہ ساتھ سوداگری کے

بیت اِصْنَعْ بِنَا مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ وَلَا تَفْعَلْ بِمَا مَا نَحْنُ بِاَھْلِہٖ[۱]

کر تو ساتھ ہمارے وہ چیز کہ لائق اسکے ہے اور نہ کر تو ساتھ ہمارے وہ جس کے ہم لائق ہیں

گر کشی ور جرم بخشی روی و سر بر آستانم

جو مارے تو اور جو گناہ بخشے تو منہ اور سر اوپر چوکھٹ کے پہونچے

قطعہ بر در کعبہ سائلے دیدم

اوپر دروازے کعبے کے ایک سائل کو دیکھا میں نے

می نہ گویم کہ طاعتم بپذیر

نہیں کہتا ہوں میں کہ بندگی میری قبول کر

خلق در ملک خدا از ہمہ جنسے باشند

خلق بیچ ملک خدا کے سب ایک جنس سے ہوتے ہیں

گر کسے را عملے ہست و امیدے دارد

اگر کسی کے تئیں کوئی عمل ہو اور ایک امید رکھتا ہو

بندہ را فرمان نباشد ہر چہ فرمائی برآنم

بندے کے تئیں حکم نہیں جو کچھ فرمادے تو اوپر اُس کے ہوں میں

کہ ہمیگفت و می گریستے خوش

کہ کہا اچھا کہتا تھا اور روتا تھا

قطعہ قلم عفو بر گناہم کش

قلم بخش کا اوپر گناہ میرے کے کھینچ

صالحان خوردہ بگیرید کہ ما رندانیم

اے نیک لوگو عیب نہ پکڑو کہ ہم رند ہیں

ما گدائیم درین ملک نہ بازرگانیم

ہم فقیر ہیں اِس ملک میں نہ سوداگر ہیں ہم

حکایت عبد القادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ علیہ در حرم کعبہ روئے

عبد القادر گیلانی کو دیکھا رحمت ہو جیو خدا کی اوپر اُن کے بیچ خانہ کعبہ کے منہ

بر حصار نہادہ بود و میگفت ای خداوند بخشای واگر مستوجب عقوبتم مرا

اوپر سنگریزے کے رکھے ہوئے تھے اور کہتے تھے ای صاحب بخش کر اور اگر لائق عذاب کے ہوں میں میرے تئیں

قطعہ روز قیامت نابینا برانگیز تا در روی نیکان شرمسار نباشم

روز قیامت کے اندھا اٹھا تو سامنے نیکوں کے شرمندہ نہ ہوں میں

روی بر خاک عجز می گویم

منہ اوپر خاک عاجزی کے کہتا ہوں میں

ہر سحر گہ کہ باد می آید

ہر صبح کے وقت کہ ہوا آتی ہے

[۱] اے بکن با ما چیزے کہ تو لائق آنی و مکن با آنچہ در خور د سزائے آن یعنی نظر بر احوال ما مکن بلکہ بسوئے رحمت عامہ و شاملہ خود نظر فرما ۱۲ [۲] این قطعہ در ہیچ یک از شروح و نسخ یافتہ نمی شود ۱۲ [۳] رند بالکسر منکر و منحرف و فتنہ و چاپلوس سے و سر آمدہ و در محل دانا نیز مستعمل ۱۲ [۴] اے طالب عفو جرائم نہ طالب بہائے بضاعت اے جزائے طاعت ۱۲ [۵] نام غوث الاعظم است کہ در کرامات و مقامات ولایت درجہ اعلیٰ داشت ۱۲ [۶] حرم گرد یگرد کعبہ کہ آنجا صید کشتن و کسے را ایذا رسانیدن درست نیست ۱۲ [۷] حصا بفتح حائے حطی و صاد مہملہ بمعنے سنگریزہا جمع حصاۃ ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ای کہ ہرگز فرامشت نکنم
اے کہ ہرگز بھولتا تجکو نہیں کرتا ہوں میں

ہیچت از بندہ یاد می آید
کچھ تجکو بندے سے یاد آتی ہے

حکایت[1] دزدی بخانۂ پارسائی درآمد چندانکہ طلب کرد چیزی نیافت دل تنگ
ایک چور بیچ گھر ایک فقیر کے آیا جتنا کہ طلب کیا کچھ نپایا دل تنگ

شد پارسا را خبر شد گلیمیکہ بران خفتہ بود در راہ دزد انداخت تا محروم نشود قطعہ
ہوا فقیر کے تئیں خبر ہوئی وہ کملی کہ اوپر اس کے سوتا تھا بیچ راہ چور کے ڈالی تو بے نصیب نہ جاوے

شنیدم کہ مردان راہ خدا
سنا میں نے کہ مردان راہ خدا نے

دل دشمنان[2] را نکردند تنگ
دل دشمنوں کے تئیں نہ کیا تنگ

ترا کے میسر شود این مقام
تیرے تئیں کب میسر ہو یہ مقام

کہ با دوستانت خلافست و جنگ
کہ ساتھ دوستوں کے تجھکو خلاف ہے اور لڑائی

مودّت[3] اہل صفا چہ در روی وچہ در قفا نہ چنان کز پست عیب گیرند و در پیشت میرند
دوستی اہل صفا کی برابر ہی روبرو داور پیچھے نہ ایسی کہ پیچھے تیرے سی عیب پکڑیں اور آگے تیرے قربان جاویں

فرد۔ در برابر چو گوسفند سلیم
بیچ برابر کے مانند دنبے سیدھے کے

در قفا ہمچو گرگ مردم خوار فرد
بیچ پیچھے کے مانند بھیڑیے آدمی کھانے والے کے

ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد
جو کوئی عیب اوروں کا آگے تیرے لایا اور گنا

بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد
بیشک عیب تیرا آگے اوروں کے لیجاوے گا

حکایت[4] تنی چند از روندگان متفق در سیاحت بودند و شریک رنج
تن کتنے سالکوں سے اتفاق کرنیوالے بیچ سیر ملکوں کے تھے اور شریک رنج

و راحت خواستم کہ مرافقت کنم موافقت نکردند این از کرم اخلاق
اور راحت کے چاہا میں نے کہ رفاقت کرتا کروں نہیں موافقت نہ کی کہا میں نے یہ بخشش اور خلق

بزرگان بدیع ست روی از مصاحبت درویشان بگردانیدن و فائدہ
بزرگوں سے نادر ہے منہ صحبت داری سے فقیروں کی پھیرنا اور فائدہ

[1] تعلق این حکایت بباب ازان ست کہ عارفان را با کانہ امام چنانکہ با دشمنان ہم لبنند احسان باید بود و تفصیلش بحکایت ما قبل ازان کہ مفصل حکایت سابق بیان وزبونی وتذلل واستغفار جرائم خود از حضرت حق عزوجل بود درین حکایت تواضع وتذلل خود پیش مخلوق کہ دران باعث خوشنودی حق تعالے وعفو جرائم خود ست مذکور ۱۲ [2] یعنی اہل صفا چنان نباشد کہ در پشت عیب کنند و در پیش تو از خجالت آن عیب گفتن بمیرند ۱۲ خیابان [3] ربط این حکایت بباب ازان ست کہ یکے از اخلاق درویشان ست عزلت و ترک محبت تا رسعلے در سفر ۱۲ [4] سیاحت بالکسر سیر کردن در زمین

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

دریغ داشتن کہ من در نفس خویش این قدر قوت و سرعت ہمی
افسوس رکھنا کسواسطے کہ میں بیچ ذات اپنی کے اس قدر قوت اور چالاکی پہچانتا
شناسم کہ در خدمت مردمان یار شاطر باشم نہ بار خاطر شعر
ہوں میں کہ بیچ خدمت مردوں کے یار شوخ اور بیباک رہوں نہیں نہ بوجھ خاطر کا

اِنْ لَمْ اَکُنْ رَاکِبَ الْمَوَاشِیْ
اگرچہ نہیں ہوں میں سوار ہونیوالا چارپایوں کا

اَسْعیٰ لَکُمْ حَامِلَ الْغَوَاشِیْ
دوڑونگا میں واسطے تمہارے درحالیکہ ہونگا اٹھانیوالا زین پوشوں کا

یکے ازانمیان گفت ازین سخن کہ شنیدی دلتنگ[1] مدار کہ دریں روز ہا دزدے
ایکنے اس درمیان سے کہا اس سخن سے کہ سنا تونے دل تنگ مت رکھ کہ بیچ ان دونوں کے ایک چور
بصورت درویشان برآمدہ بود خود را در سلک صحبت ما منتظم کرد شعر
فقیروں کی صورت میں آیا تھا اور اپنے تئیں بیچ لڑی صحبت ہماری کے پرونا کیا

چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست
کیا جانتے ہیں آدمی کہ بیچ کپڑے کے کون ہے

نویسندہ داند کہ در نامہ چیست
لکھنے والا جانتا ہے کہ بیچ نامے کے کیا ہے

ازانجا کہ سلامت حال درویشان ست گمان فضولش[2] نبردند
بحکم اس بات کے کہ سلامت حال فقیروں کا ہے گمان زیادہ گوئی اس کی کا

و بیاری[3] قبولش کردند مثنوی
نہ لے گئے اور ساتھ یاری کے قبول اسکو کیا

صورت حال عارفان دلق ست
ظاہر حال عارفوں کا گدڑی ہے

این قدر بس چو روی در خلق ست
اتنا ہی کافی ہے جو منہ بیچ خلق کے ہے

در عمل کوش و ہر چہ خواہی پوش
بیچ عمل نیک کے کوشش کر اور جو کچھ چاہے تو پہن

تاج بر سر نہ و علم بر دوش
تاج اوپر سر کے رکھ اور عَلم اوپر کاندھے کے

ترک دنیا و شہوت ست و ہوس
چھوڑنا دنیا کا اور شہوت کا ہے اور حرص کا

پارسائی نہ ترک جامہ و بس
پارسائی نہ چھوڑنا جامے کا ہے اور فقط

[1] دلتنگ بہمیں نمط متصل در نسخہا دیدہ شد و آنانکہ مصداق یحرفون الکلم عن مواضعہ ہستند منفصل و جدا نگاشتہ بند ۱۲ [2] مرادا ز اسم جنس ست مراد از وے جمع مراد ست و ارادہ بمعنی افراد ایں چنیں درست چنانچہ ارادۂ نیک نوشتہ شود ازاں جائز ست ۱۲ [3] فضول زیادت از حد در چیزے نیک باشد خواہ بد و تعین ہر یکے باشد ۲ یعنی براۓ کسیکہ روئے در خلق دارد و متوقع جلب منافع درایشاں ست ایں قدر برے حصول مطلب کفایت میکند کہ صورت خود را ہمچو صورت درویشان و لباس خود چون لباس ایشاں بسازد و خلق را فریب دہد چندانکہ خواہد ۱۲

در قزاگند مرد باید بود
بیچ پہنتے کے مرد چاہیئے ہونا

بر مخنث سلاح جنگ چہ سود
اور بر مخنث کے ہتھیار لڑائی کے کیا فائدہ

روزے تا بشب رفتہ بودیم و شبانگہ در پائے حصارے خفتہ کہ دزد
ایک روز رات تک چلے گئے تھے ہم اور رات کے وقت پہنچے ایک قلعے کے سوئے کہ چور

بی توفیق ابریق رفیق برداشت کہ بطہارت میروم و بغاوت میرفت فرد
بے توفیق نے چھاگل یار کی اٹھائی کہ واسطے جا ضرور پھر کے جاتا ہوں اور واسطے لوٹنے کے جاتا تھا

پارسا بین کہ خرقہ در بر کرد
فقیر کو دیکھ کہ گدڑی بیچ بغل کے کی

جامۂ کعبہ را جل خر کرد
جامہ کعبہ کے تئیں جھول گدھے کی کی

چندانکہ از نظر درویشان غائب شد برجی بر رفت و درجے بدزدید
یہاں تک کہ نظر فقیروں سے غائب ہوا بیچ ایک کوٹھی کے گیا اور ایک ڈبا چرایا

تا روز روشن شد آن تاریک رو مبلغے راہ رفتہ بود و رفیقان بیگناہ خفتہ
تو دن روشن ہوا وہ اندھیاری کا چلنے والا بہت راہ گیا تھا اور یار بے گناہ سوئے ہوئے

بامدادان ہمہ را بقلعہ در آوردند و بزدند و بزندان کردند از آن تاریخ
صبحدم سب کے تئیں بیچ قلعے کے لائے اور مارا اور بیچ قید خانے کے کیا اس تاریخ سے

ترک صحبت گفتیم و طریق عزلت گرفتیم السلامة فی الوحدة قطعہ
چھوڑنا صحبت کا کہا ہم نے اور راہ گوشہ نشینی کی پکڑی ہم نے سلامتی تنہائی میں ہے

چو از قومی یکے بیدانشی کرد
جو ایک قوم سے ایک نے نادانی کی

نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نہ چھوٹے کے تئیں مرتبہ رہا نہ بڑے کے تئیں

نمی بینی کہ گاوے در علف زار
نہیں دیکھتا ہے تو کہ ایک بیل بیچ سبزہ چرنے کے

بیالاید ہمہ گاوان دہ را
آلودہ کرے تمام بیلوں گاؤں کے تئیں

گفتم سپاس و منت خدائے را عز و جل کہ از فوائد درویشان محروم نماندم
کہا میں نے شکر اور احسان خدا کے تئیں کہ غالب اور بزرگ ہے کہ فائدوں فقیروں سے بے نصیب نہ رہا ہوں

لہ قزاگند بفتح قاف یعنی لحاف دور سکندر دیت نوالے از پوشش سلاحے کہ درو ازابریشم پر کردہ باشند و اوشتنشہ کردہ بر دیتغ دیگر کارنکند ۲ ابریق بکسر مغرب ابریز بقصر ہمزہ است کہ بتخفیف آبریز ست بر ہمزہ کوزہ لولہ دار و آبریز طہارت خاطر دہمہ باوضو نیز آمدہ است ۲۴ سرحدی ۳ درجیکہ ہیموایہ و زیور زنان و جواہر دراں باشند ۲۴ خیابان و سرور سے ۵ یعنی بیابان ۶ حدیث لفظ بیت کو د عمل کثرت استعمال میشود ۲۴ سر در ے ۵ کہ بکسر قاف ۶ دستون ہائے اعلی بر وزن بر بمعنی بزرگ ۸ بیالاید ے ملوث دآزردہ کرداند ۹ گاوان زجیب ہرگاہ یکگاو مثلا در چراگاہ در آید از ایشان ہمہ را دہ لفظ دہ راست خود نگاہ ہدد دہ یچنیں مالک چراگاہ چون یکگاو دار من تستند ایشان کاوان ناجیہ ۲۴ سرا ۲۴ قش

اگرچہ بصورت از صحبت جدا افتادم بدین حکایت کہ گفتی مستفید

اگرچہ بیچ ظاہر کے صحبت سے جدا پڑ گیا ہیں ساتھ اس بات کے کہ کہی تونے فائدہ مند

گشتم و امثال مرا ہمہ عمر این نصیحت بکار آید مثنوی

ہوا میں اور مانند ہمارے لوگوں کے تمام عمر یہ نصیحت بیچ کام کے آوے

بیک ناتراشیدہ در مجلسے	برنجد دل ہوشمندان بسے
ساتھ ایک احمق کے بیچ ایک مجلس کے	رنجیدہ ہوتا ہے دل بہت عقلمندوں کا
اگر برکہ پر کنند از گلاب	سگے در وے افتد شود منجلاب
اگر ایک حوض بھریں گلاب سے	ایک کتا بیچ اس کے پڑے ہو جائے ناپاک

حکایت زاہدے مہمان پادشاہے بود چون بطعام نشستند کمتر

ایک زاہد مہمان ایک بادشاہ کا تھا جو واسطے کھانے کے بیٹھے تھوڑا

ازان خورد کہ ارادت او بود و چون بنماز برخاستند بیشتر ازان کرد کہ

اس سے کھایا کہ ارادہ اس کا تھا اور جو واسطے نماز کے اٹھے زیادہ اس سے ادا کی

عادت او بود تا ظن صلاح در حق وے زیادت کنند فرد

کہ عادت اس کی تھی تا گمان نیکی کا بیچ حق اس کے کے زیادہ کریں

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی	کین رہ کہ تو میروی بترکستان ست
ڈرتا ہوں نہیں پہنچیگا تو بیچ کعبہ کے اے اعرابی	کس واسطے کہ یہ راہ کہ جاتا ہے تو طرف ترکستان کے ہے

چون بمقام خود آمدہ سفرہ خواست تا تناول کند پسرے داشت صاحب

جو بیچ مقام اپنے کے آیا دسترخوان چاہا اس لئے کہ کھانا کھاوے ایک لڑکا رکھتا تھا صاحب

فراست گفت اے پدر در مجلس سلطان چرا طعام نخوردی گفت در نظر ایشان چیزے

عقل کہا اے باپ بیچ مجلس بادشاہ کے کیوں نہ کھانا کھایا تو نے کہا بیچ نظر انہوں کے کچھ

نخوردم کہ بکار آید گفت نماز را ہم قضا کن کہ چیزے نکردی کہ بکار آید قطعہ

نہ کھایا میں نے کہ بیچ کام کے آوے کہا نماز کے تئیں بھی پھر پڑھ کہ کچھ نہ کیا تو نے جو بیچ کام کے آوے

۱؎ بخلاف بفتح اول و سکون دوم و جیم تازی مفتوح گوئے کہ پس حمام ہا و سطبخہا و امثال آن کنند تا نہا سے حرکیں دران جمع شود ۱۲ ۲؎ تعلق این حکایت بباب ازان ست کہ یکے از اخلاق درویشاں ترک ریاست ست در بطش عکا بیت سابق ازان کہ این حکایت در بیاں از دلباست و حکایت سابق دربیان دزد حقیقی و دزد لباسی عبارت از فقیر ریاکار ست وہان بدتر واجب الاحتراز ست از دزد حقیقی ۱۲ ۳؎ اعرابی لفظے ست منسوب بسوئے اعراب کہ بمعنے تازیان بیابان باش ست و آنہا کہانے اند کہ قافلہ شکن دا داز بود و برار باش شان دریا ربہ باشد ۱۲ ۴؎ سفرہ بالضم معروف لے دستار خوان و طعام مسافر ۱۲ ص

ای ہنر ہا نہادہ بر کفِ دست اے ہنروں کو رکھا اوپر ہتھیلی کے تا چہ خواہی خریدن ای مغرور تو کیا چاہتا ہے مول لینا اے مغرور	عیبہا بر گرفتہ زیر بغل عیبوں کو دبائے ہوئے نیچے بغل کے روز درماندگی بہ سیم دغل[1] روز عاجزی کے ساتھ روپے کھوٹے کے

حکایت[2] یاد دارم کہ در ایّام طفولیت متعبد بودم و شب خیز
یاد رکھتا ہوں میں بیچ زمانے لڑکائی کے عبادت کرنیوالا تھا میں اور رات کا اٹھنے والا
و مولع زہد و پرہیز تا شبی در خدمت پدر رحمۃ اللہ علیہ نشستہ
اور حرص کرنے والا زاہد اور پرہیز کا تو ایک رات بیچ خدمت باپ کے رحمت ہو جیو اللہ کی اوپر اُن کے
بودم و ہمہ شب دیدہ برہم نہ بستہ و مصحف عزیز بر کنار گرفتہ و
بیٹھا تھا میں اور تمام رات آنکھ آپس میں نہ بند کی اور کتاب عزیز اوپر گود کے لیے ہوئے اور ایک
طائفہ گرد ما خفتہ پدر را گفتم ازین جماعت یکے سر بر نمیدارد کہ دوگانہ بگذارد
گروہ گرد ہمارے ہوئے ہوئے باپ کے تئیں کہا میں نے اس گروہ سے ایک سر نہیں اٹھاتا تاکہ دو رکعت نماز ادا کرے
چنان خواب غفلت بُردہ اند کہ تو گوئی نخفتہ اند کہ مردہ اند گفت
ایسے خواب غفلت کے لیگئے ہیں کہ تو کہے نہیں سوتے ہیں بلکہ مرے ہوئے ہیں کہا
جانِ پدر اگر تو نیز بخفتی از آن بہ کہ در پوستین خلق افتی قطعہ
اے جان باپ کے اگر تو بھی سوتا اُس سے بہتر کہ بیچ عیب کے پڑتا

نہ بیند مدعی جز خویشتن را نہیں دیکھتا ہے مدعی سوائے اپنے کے تئیں گرت چشم خدا بینی ببخشند گر تجکو آنکھ خدا دیکھنے کی بخشتے	کہ دارد پردہ پندار در پیش کہ رکھتا ہے پردہ غرور کا آگے نہ بینی ہیچکس عاجز تر از خویش نہ دیکھے تو عاجز زیادہ اپنے سے کسی کو

حکایت یکی[3] از بزرگان بمحفلی اندر ہمی ستودند و در اوصاف جمیلش
ایک کے تئیں بزرگوں سے بیچ ایک مجلس کے تعریف کرتے تھے اور بیچ صفتوں خوبی اُس کی کے

[1] دغل بالتحریک بمعنی کذا فی المؤید و در تاج بمعنی عیب و فساد است و فارسیان بمعنی سیم ناسرہ و خاشاک کہ بمطبخ و حمام شوند خوش نیز آوردہ اند و قصب کذا فی الشرح نامہ دو اسپ دغل نیک باید آمیختہ از ہر چیز یکہ باشند نوشتہ و از شیخ بہشتے حیدر گرمتو ست [2] حاصل این حکایت آنست کہ از اخلاقی عارفانی سے یکے آنست کہ در عیب بینی و خردہ گیری مردم نکوشند و این وجہ ایراد است درین باب و وجہ ربطش بحکایت سابق آنکہ ہر گاہ کہ ترک ریا و ہمہ کہ قفل حکایت سابق بہ آں مودے عیب جوئی و خردہ گیری کہ حاصل باین حکایت است نو ہے کرد خردہ گیری برائے سختے بکار آید کہ خود را زاہد نداند ۱۲ [3] نزا در ان براست رند ال درخواجہ غلط مشہور است ۱۲ نور اللہ اسرارہ

مبالغت ہمیکردند سر بر آورد و گفت من آنم کہ من دانم **شعر**

مبالغہ کرتے تھے سر اٹھایا اور کہا میں وہ ہوں کہ میں جانوں ہوں

کُفِیتَ اَذَیً یَا مَنْ یَعُدُّ مَحَاسِنِی[1]

کفایت کیا گیا ہے تو ایذا کے تیں اے وہ شخص کہ شمار کرتا ہو تو نیکیاں

عَلَانِیَتِی ھٰذَا وَلَمْ تَدْرِ بَاطِنِی

اور ظاہر میرا یہ ہے اور نہ دریافت کیا تو نے باطن میرے کے تیئں

قطعہ شخصم بچشم عالمیان خوب منظرست

ذات میری بیچ آنکھ خلق کے خوب جائے نظر ہے

وز خبث باطنم سر خجلت نہادہ پیش

اور بدی باطن کی سے ہو نیں سر شرمندگی کا رکھے ہوئے آگے

طاؤس را بہ نقش و نگاری کہ ہست خلق

طاؤس کے تیں ساتھ اس نقش و نگار کے کہ ہے پیدائش

تحسین کنند و او خجل از پای زشت خویش

لوگ تعریف کرتے ہیں اور وہ شرمندہ پاؤں زبون اپنے سے

حکایت یکی از صلحای کوہ لبنان کہ مقامات او در دیار عرب مذکور بود

ایک صالحوں سے پہاڑ لبنان کے کہ بزرگی اسکی بیچ شہر عرب کے ذکر کی گئی تھی

وکرامات او مشہور بجانب دمشق در آمد بر کنار برکہ کلاسہ طہارت ہمی ساخت

اور کرامات اس کی مشہور طرف دمشق کے آیا اوپر کنارے حوض کلاسہ کے وضو کرتا تھا

پایش بلغزید بحوض در افتاد و بہ مشقت بسیار ازاں جایگہ خلاص یافت

پاؤں اسکا پھسلا اور بیچ حوض کے گرا اور ساتھ محنت بہت کے اس جگہ سے خلاص ہوا

چون از نماز بپرداختند یکے از جملہ اصحاب گفت مرا مشکلے ہست اگر اجازت

جو نماز سے فارغ ہوئے ایک نے سب یاروں میں سے کہا میرے تیں ایک مشکل ہے جو حکم

پرسیدنست گفت آن چیست گفت یاد دارم کہ شیخ بر روی دریای

پوچھنے کا ہے کہا وہ کیا ہے کہا یاد رکھتا ہوں کہ شیخ اوپر کنارے دریا کے

مغرب برفت و قدمش تر نشد امروز چہ حالت بود کہ درین قامتی آب

مغرب کے گیا اور قدم اس کا تر نہ ہوا آج کے دن کیا حالت تھی کہ بیچ اس ایک قد پانی کے

از ہلاک چیزی نماند شیخ درین فکرت زمانی فرو رفت پس از تامل بسیار

مرنے سے کچھ نہ رہا شیخ بیچ اس فکر کرنے کے ایک ساعت نیچے گیا پیچھے فکر بہت سے

[1] فاضل مدرسے گویہ کہ کفیت صیغہ مجہول ست از کفایت بمعنی بسند شدن واذی تمیز ست اذان و یعد فعل فاعل ست مجاز یعنے وجمع حسن بتشخیص برخلاف قیاس مفعول یعد علانیتی مقدم ست و ہذا مفعول اوی مونث و جملہ دلم شد بر حال ست با مفعول ترجمہ کفایت کردہ شدہ اے کسیکہ بیشماری نیکو سہاے مرکانی ہستی از آزار تراچہ اگر می بینی تو ظاہر ندیدانی باطن مرا کہ در نہان من چیست ۲، [3] تعلق انیحکایت بر باب آنکہ یکے از اطلاق فقر آنست کہ در ہمہ وقت بر یک و تیرہ نباشد این چہ گیا و بیست دبحکایت سابق زانکہ عادت را باید کہ عبادات خود غرہ نکند و خود را بچشم نقصان بیند زیرا آدمی بر یک حال نمی باشد ۱۲

سر بر آورد و گفت نشنیدۂ که سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گفت لِی مَعَ اللّٰهِ

سر اٹھایا اور کہا نہیں سُنا ہے تونے کہ سید عالم نے درود اللہ کا اوپر اُنکے اور سلام کہا واسطے میرے ساتھ

وَقتٌ لَا یَسَعُنِی فِیهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرسَلٌ و نگفت علی

خدا کے ایک وقت ہے کہ گنجائش نہیں کرتا ہی میرے تئیں بیچ اُس وقت کے فرشتہ مقرب اور نہ نبی بھیجا گیا اور نہ کہا اوپر

الدَّوام وقتیکہ چنین فرمودے بہ جبرئیل و میکائیل نپرداختے و دیگر

ہمیشگی کے ایک وقت ایسا ہوتا کہ ساتھ جبرئیل اور میکائیل کے نہ مشغول ہوتے اور دوسرے

وقت با حفصہؓ و زینبؓ درساختے مُشَاهِدَةُ الاَبرَارِ بَینَ

وقت ساتھ حفصہؓ اور زینبؓ کے موافقت کرتے دیکھنا بزرگوں اور نیکوں کا درمیان

التَّجَلِّی وَالاِستِتَارِ می نمایند و می ربایند فرد

روشنی اور پوشیدگی کے ہے دکھلاتے ہیں اور لے جاتے ہیں

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی

دیدار دکھلاتا ہے تو اور پرہیز کرتا ہے تو

قطعہ بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

بازار اپنا اور آگ ہماری تیز کرتا ہے تو

اُشَاهِدُ مَن اَهوٰی بِغَیرِ وَسِیلَةٍ

دیکھتا ہوں میں اُس شخص کو نہیں کہ دوست رکھتا ہوں میں بغیر وسیلے کے

فَیَلحَقُنِی شَانٌ اَضَلُّ طَرِیقًا

پس لاحق ہوتا ہے میرے تئیں ایک حال کہ گم کرتا ہوں میں راہ کے تئیں

یُؤَجِّجُ نَارًا ثُمَّ یُطفِی بِرَشَّةٍ

روشن کرتا ہے آگ کو پس بجھاتا ہے ساتھ چھڑکنے آب کے

لِذٰلِكَ تَرَانِی مُحرَقًا وَّ غَرِیقًا

اسواسطے دیکھے تو مجھکو سوختہ اور غرق ہوا

مثنوی یکے پرسید ازان گم کردہ فرزند

ایک نے پوچھا اُس گم کئے ہوئے فرزند سے

کہ ای روشن گہر پیر خردمند

کہ اے روشن ذات بڈھے عقل مند

ز مصرش بوی پیراہن شمیدی

مصر سے بو اسکے پیراہن کی سونگھی تونے

چرا در چاہ کنعانش ندیدی

کیوں بیچ کنوئیں کنعان کے اس کو نہ دیکھا تونے

بگفت احوال ما برق جہان ست

کہا احوال ہمارا بجلی چمکنے والی کا سا ہے

دمی پیدا و دیگر دم نہان ست

ایک دم ظاہر اور دوسرے دم چھپا ہے

لہ یعنی مرا با خدائے سبحانہ و تعالیٰ وقت کہ نگنجد دران یعنی راہ نیابد من آں وقت فرشتہ صاحب تقرب و پیغمبر مرسل
استدلال این است کہ تنوین وقت بجہت تنکیر ست یعنی وقتے نامعین کہ گاہے رو میدہد و لفظ فیہ موید ہمین وجہ است
۱۲ نور اللہ اموری ۱۲ یعنی مشاہدہ نیکان و تجلی ایشاں دائم بر یک وتیرہ نیست بلکہ ایشاں دائم با یک وتیرہ نیست بلکہ ایشاں
در میان کشف و اختفا می باشد و فروغ کرامات بجز وقت و تجلی صورت نمی بندد ۱۲ سہ تو ہر بالفتح بمعنی معروف یعنی جوہر اصل
و اسرار دیگر قیمت پیدا شدہ و چیزے گزیدہ ۱۲ سہ شنیدن بمعنی بوئیدن مجازاً آید و کسیکہ معنی قائل بدال منقوطہ است خطا کردہ چہ
در کتب لغت بمعنی بوئیدن یافتہ نشد ۱۲ سروری حاصل آنکہ کشف و کرامات دائما بر یک نحوہ نباشد ۱۲ —

گہی بر طارم اعلیٰ نشینم[1]	گہی بر پشت پای خود نہ بینم
کبھی اوپر بنگلے بلند کے بیٹھتا ہوں میں	کبھی اوپر پیٹھ پانوں اپنے کے نہیں دیکھتا ہوں میں
اگر درویش بر حالے بماندے	سر دست از دو عالم برفشاندے
اگر فقیر اوپر ایک حال کے رہتا	سر ہاتھ کا دونوں عالم سے جھاڑتا

حکایت در جامع بعلبک وقتی کلمۂ چند ہمیگفتم بطریق وعظ با جماعتے

بیچ مسجد بعلبک کے ایک وقت چند کلمے کہتا تھا میں ساتھ راہ نصیحت کے ساتھ ایک گروہ

افسردہ دل مردہ راہ از عالم صورت بعالم معنی نبردند دیدم کہ نفسم[2]

کملائے ہوئے دل مردہ کے راہ عالم صورت سے بیچ عالم معنی کے نہ لے گئے دیکھا میں نے کہ دم میرا

در نمیگیرد و آتشم در ہیزم تر اثر نمیکند دریغ آمدم تربیت ستوران و آئینہ

اثر نہیں کرتا ہے اور آگ میری بیچ لکڑی گیلی کے اثر نہیں کرتی ہے افسوس آیا مجھکو تربیت بیلوں کی اور آئینہ

در محلت کوران ولیکن در معنی باز بود و سلسلۂ سخن دراز در معنی این

بیچ جگہ اندھوں کے اور لیکن دروازہ حقیقت کا کھلا تھا اور زنجیر بات کی لانبی بیچ معنی اس آیت کے

آیت کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ سخن بجائی رسانیدہ بودم کہ میگفتم

آیت کہ اور ہم نزدیک زیادہ ہیں طرف اسکے رگ گردن سے بات بیچ اس جگہ کے پہنچائی تھی میں نے کہ کہتا تھا میں

قطعہ دوست نزدیکتر از من بمن ست	وین عجب تر کہ من ازوی دورم
دوست نزدیک زیادہ مجھ سے طرف میرے ہے	اور یہ تعجب زیادہ کہ میں اس سے دور ہوں میں
چکنم با کہ توان گفت کہ او	در کنار من و من مہجورم
کیا کروں میں ساتھ کسکے سکیے کہنا کہ وہ	بیچ گود میری کے اور میں اس سے جدا ہوں میں

من از شراب این سخن مست بودم و فضالۂ قدح در دست کہ روندہ بر کنار

میں شراب اس بات سے مست تھا میں اور بیچ رہا ہوا پیالے کا بیچ ہاتھ کے کہ ایک سالک نے یکایک اوپر کنارے

مجلس گذر کرد و دور آخر در وی اثر کرد نعرہ بزد کہ دیگران بموافقت وی در خروش آمدند

مجلس کے گذر کی اور دور آخر نے بیچ اس کے اثر کیا نعرہ مارا کہ وہ میرے ساتھ موافقت اسکی کے بیچ شور کے آگئے

[1] بر طارم اعلیٰ نشستن کنایہ از ارتفاع بدارج و معارج اشراف بر شمارند مراد است و بر پشت پائے خود ندیدن کنایت از مطلع نشدن بر امور واقعہ و مضمون پیش پا افتادہ ۱۲ [2] نفسم دم و ہمت ندیدہ و مراد ازاں در ینجا کلمات وعظ و نصیحت و ہمت درویشی ست و مراد از آتش کلام آتشین کہ شوق خیز و محرق دلہای عشاق باشد و مراد از ہیزم تر واعظین کہ استعداد تاثیر نداشتہ بودہ است ۱۲ [3] چہ آنانکہ بر کلام وعظ و نصیحت گوش فراشدہ بدل منزل نکنند ہمچو چارپایان ہستند بدلیل قول حق سبحانہ تعالیٰ کالانعام بل ہم اضل ۱۲ [4] قاضی بیضاوی در تفسیر این آیت می فرماید دانا نزدیکتر چیزیکہ قریب باشد بوی ہمچو رگ گردن ۱۲ [5] سر دست از ۱۲

وخامان مجلس در جوش گفتم سبحان الله دوران باخبر در حضور و نزدیکان بے بصر دور

اور کچے مجلس کے بیچ جوش کے کہا میں نے پاک ہے اللہ دور باخبر بیچ حضور کے اور نزدیک اندھے دور

قطعه فهم سخن چون نکند مستمع[1] — قوت طبع از متکلم مجوئے

بوجھنا سخن کا جو نہ کرے سننے والا — قوت طبیعت کی کلام کرنیوالے سے مت ڈھونڈ

فسحت میدان ارادت بیار — تا بزند مرد سخنگوئے گوئے

کشادگی میدان خواہش کی لا — تو مارے مرد بات کا کہنے والا گیند

حکایت شبے در بیابان مکه از بیخوابی پاے رفتنم بماند سر

ایک رات بیچ جنگل مکے کے بیخوابی سے پاؤں میرے چلنے سے تھکے سر

بنهادم و شتربان را گفتم دست از من بدار قطعه

رکھدیا میں نے اور شتربان کے تئیں کہا میں نے ہاتھ مجھ سے رکھ

پاے مسکین پیاده چند رود — کز تحمل ستوه شد بختی[2]

پاؤں غریب پیادے کا کب تک چلے — کہ باربرداری سے عاجز ہوا اونٹ

تا شود جسم فربهی لاغر — لاغرے مرده باشد از سختی

جب تک ہووے جسم ایک موٹے کا دبلا — ایک دبلا مرجاوے سختی سے

گفت اے برادر حرم در پیش ست و حرامی از پس اگر رفتی

کہا اے بھائی کعبہ آگے ہے اور چوٹٹے پیچھے سے اگر گیا تو

بردی[3] و اگر خفتی مردی و شنیده که گفته اند بیت

لے گیا تو اور جو سویا تو مرا تو اور نہیں سنا ہے تو نے کہ کہا ہے

خوش ست زیر مغیلان[4] براه بادیه خفت — شب رحیل ولی ترک جان بباید گفت

اچھا ہے نیچے ببولوں کے بیچ راہ جنگل کے سونا — رات کوچ کے ولیکن چھوڑنا جان کا چاہیے کہنا

حکایت پارسارا دیدم بر کنار دریا که زخم پلنگ داشت و به هیچ دارو به

ایک فقیر کو دیکھا میں نے اوپر کنارے دریا کے زخم چیتے کا رکھتا تھا اور کسی دوا سے اچھا

۱ یعنی ارادت فهم سخن که کنایه از توجه و قصد اخذ مطلب ست ۱۲ ارخ ۲ شتر بختی منسوب بخت نصر که در عهد وے
پیدا شده بود و جمع آن بخاتی آید که کرسی و کراسی جمع لفظی هست و بختی جمع معنوی که باعتبار اصلش معنی جمعیت در بر دارد و بخت
نصر تخفیف نصر فک اضافت در اصل باضافت و تشدید بوده بخت بمعنی پسر و نصر نام بتے بود چون بقلم نام بتے ۱۲ ارخ ۳ مفعول بود
محذوف ست اے روح بقرینه فقره دوم دهر که گفته اے جان بلکه برد بقرینه زاید مدرا از نزد خود پیدا کرده چه مراد از استخلاص
روح ست متعلقا ز رسانیدن او بسوے مکه ۱۲ س ۴ مغیلاں بر وزن سلیمان نام درخت ست خاردار که آنرا
بعربی ام غیلان گویند ۱۲

نمی شدند تا در آن رنجور بود و شکر خدای عزّ و جلّ علی الدوام گفتے

نہیں ہوتا تھا مدتوں بیچ اس کے رنجور تھا اور شکر خدائے غالب اور بزرگ کا ہمیشہ کہتا تھا

پرسیدندش که شکر چه میگوئی گفت شکر آنکه بمصیبتے گرفتارم نه بمعصیتے قطعه

پوچھا اسکو کہ شکر کس چیز کا کہتا ہے تو کہا شکر اسکا کہ بیچ ایک مصیبت کے گرفتار ہوں نہیں نہ بیچ کسی گناہ کے

اگرم زار بکشتن دہد آن یار عزیز	تا نگویم که در آن دم غم جانم باشد
اگر مجھ لاغر کو واسطے مارنے کے حکم دے وہ یار عزیز	ہرگز نہ کہوں میں کہ بیچ اس دم کے غم جان کا مجکو ہووے
گویم از بندهٔ مسکین چه گناه صادر شد	که دل آزرده شد از من غم آنم باشد
کہوں میں بندہ غریب سے کیا گناہ ظاہر ہوا	کہ دل آزردہ ہوا مجھ سے غم اس کا مجکو ہووے

بلے مردان خدا مصیبت را بر معصیت اختیار کنند نه بینی که یوسف صدیق

سچ ہے مردانِ خدا مصیبت کے تئیں اوپر گناہ کے اختیار کرتے ہیں نہیں دیکھا ہے تو کہ یوسف صدیق نے

در آنحالت چه گفت قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ

بیچ اس حالت کے کیا کہا یوسف نے اے پروردگار میرے زندان دوستتر ہے طرف میری اس چیز سے کہ خواہش کرتی ہیں عورتیں

حکایت درویشے را ضرورتے روی نمود گلیمے از خانه یارے بدزدید

ایک فقیر کو ایک ضرورت پیش آئی اس نے ایک کملی ایک دوست کے گھر سے چرائی

تفقه کرد حاکم فرمود که دستش را ببرکنید صاحب گلیم شفاعت کرد که

اور خرچ کیا حاکم نے فرمایا کہ ہاتھ اسکا کاٹو کملی کے مالک نے بخشا کہ

من او را بحل کردم گفتا بشفاعت تو حد شرع فرو نگذارم گفت آنچه

میں نے اس کے تئیں چھوڑ دیا کہا شفاعت تیری سے تعزیر شرعی نہ چھوڑونگا میں کہا جو کچھ فرمایا تو نے

فرمودی راست ست و لیکن هر که از مال وقف چیزے بدزدد قطعش لازم نیاید

سچ ہے و لیکن جو کوئی مال وقف سے ایک چیز چرانے کاٹنا اس کا لازم نہ آوے

اَلْفَقِیْرُ لَا یَمْلِکُ هر چه درویشان راست وقف محتاجان ست

کہ فقیر نہیں ملک رکھتا ہے جو کچھ فقیروں کے پاس ہے وقف محتاجوں کا ہے

---

[1] ظاہر آنست که کلمهٔ زار بمعنے ضعیف و لاغر باشد چنانچه بعضے گفته اند و بمعنے نالان بود چنانچه گریه و زاری کو بند در این حالت از مفعول بر کشتن دهد ۱۲ [2] معطوف است بر جملهٔ تا نگویم یعنی نگویم که مرا غم جان است بلکه این گویم که از بندهٔ چه گناه صادر شد که معشوق آزرده شد غم آن باشد اے غم خستم گرفتن معشوق نه غم جان خود ۱۲ [3] این جواب خالی از لطیفه و ظرافت دیده نشود چه وقف شرعے بشروط معتبره در اینجا نمے نماید که بوقوع آمده باشد حاکم این جواب را چه پسندیده است ۱۲ [4] تفقه بتقدیم فا بر قاف بمعنی روزی باخراج معاش ۱۲ [5] بکسر یائے موحده و حائے مهمله بمعنے عفو بخشائش ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حاکم از وے برداشت و ملامت کردن گرفت کہ جہان بر تو تنگ

حاکم نے اس سے ہاتھ اٹھایا اور ملامت کرنا پکڑا کہ جہان اوپر تیرے تنگ

آمدہ بود کہ دزدی نکردی الا از خانۂ چنین یارے گفت ای خداوند

آیا تھا کہ چوری نہ کی تو نے مگر گھر ایسے یار کے سے کہا اے صاحب

نشنیدۂ کہ گفتہ اند خانۂ دوستان بروب و در دشمنان مکوب شعر

نہ سنا ہے تو نے کہ کہا ہے گھر دوستوں کا جھاڑ اور دروازہ دشمنان کا مت ٹھونک

چو سختی در بمانی تن بعجز اندر مدہ
جو بیچ سختی کے رہے تو تن ساتھ عاجزی کے مت دے

دشمنان را پوست بر کن دوستان را پوستین
دشمنوں کے تئیں بیچ خاطر کے مت لا اور دوستوں جو چاہے کچھ دے

حکایت یکے از پادشاہان پارسائے را دید گفت ہیچت

ایک نے بادشاہوں سے ایک فقیر کو دیکھ کہا کسی وقت تجھ کو

از ما یاد می آید گفت بلے وقتے کہ خدائے را فراموش میکنم فرد

ہم سے یاد آتا ہے کہا ہاں جو وقت کہ خدا کے تئیں بھلاتا ہوں میں

ہر سو دود آنکس ز در خویش براند
ہر طرف دوڑتا ہے وہ کہ اوسکو دروازے اپنے سے نکال دیتا ہے

وان را کہ بخواند بدر کس ندواند
اور اسکے تئیں کہ بلاتا ہے طرف دروازہ کسی کے نہیں دوڑاتا ہے

حکایت یکے از صالحان بخواب دید پادشاہی را در بہشت و پارسائے

ایک نے نیکبختوں سے بیچ خواب کے دیکھا ایک بادشاہ کے تئیں بیچ بہشت کے اور پرہیزگار

را در دوزخ پرسید کہ موجب درجات این چیست و سبب درکات آن چہ

کے تئیں بیچ دوزخ کے پوچھا کہ سبب درجوں اسکے کا کیا ہے اور سبب عذاب اسکے کا کیا

کہ مردم بخلاف آن می پنداشتند ندا آمد کہ این پادشاہ بارادت

کہ آدمی برخلاف اس کے جانتے ہیں آواز آئی غیب سے کہ یہ بادشاہ ساتھ خواہش کرنے

درویشان در بہشت ست و این پارسا بتقرب پادشاہان در دوزخ قطعہ

فقیروں کے بیچ بہشت سے ہے اور یہ فقیر بسبب قربت کرنے بادشاہوں کے بیچ دوزخ کے

لہ حاصل حکایت آنکہ بجز یاد خدا بیاد کسے پرداختن یکے از اخلاق درویشان است و تعلق بسابق از انست کہ در آخر آن حکایتے از رفتن بسوے خانۂ دشمنان وامر آوردن ہرچہ در خانۂ دوستان باشد بیان شدہ نہ آوردہ اند کہ منصور بن عمار مرد لئیم بود در وزے مادرش کلاوہ ریسمان از دست خود چہ عذ کردہ برائے بیع حوالہ شش می نمود کم آوردن از دفعہ خود ساز دو درہم حوالۂ منصور نمود فرمود کہ یکے را نان و دیگرے را اسپہ بیار چوں از خانہ بیرون آمد دید کہ دو کس باہم بسبب دو درہم در تنازع و کشاکش آمد ہر دو درہم حوالۂ آنہا نمودہ بخانہ باز رفت و کیفیت در تحفہ اعادہ نمود مادرش او را برین فعل دعای برکت داد و ریسمان کلاوہ درمان حوالہ اس نمود کہ این فروختہ چیزے برائے خورش بیار چون بہ بازار در آمد از صیادے ماہی گرفتہ ای خرید نمودہ بخانہ آوردہ حوالۂ مادر خود نمود مادرش چون شکم شکستن چاک نمود در دانہ آبدار شکم برآمد کہ بقیمت گران فروخت شدہ دو بن ، سنادی ندا کردے اے انقطعہ ایں عوض جاں اد درہم ہست کرد ۔ مادر راہ خدا انتظام کردہ شرح

دلقت[1] بچہ کار آید و تسبیح و مرقع
گدڑی تیری بیچ کس کام کے آوے اور تسبیح اور گدڑی کے ٹکڑے ٹکڑے

خود را ز عملہای نکوہیدہ بری دار
اپنے تئیں کاموں بُرے سے پاک رکھ

حاجت بکلاہ برکی[2] داشتنت نیست
حاجت ساتھ ٹوپی برکی کے رکھنا تجکو نہیں ہے

درویش صفت باش و کلاہ تتری[3] دار
فقیر صفت رہ اور ٹوپی تار تار کی رکھ

حکایت[4] پیادۂ سر و پا برہنہ با کاروان حجاز از کوفہ بدر آمد و ہمراہ ما
ایک پیادہ سر اور پیر ننگا ساتھ قافلہ حجاز کے کوفے سے باہر آیا اور ساتھ ہمارے

شد نظر کردم کہ معلومی نداشت خرامان ہمیرفت و میگفت قطعہ
ہوا نظر کی میں نے کہ زاد راہ نہ رکھتا تھا خوش رفتار جاتا تھا اور کہتا تھا

نہ باشتر برسوارم نہ چو اشتر زیر بارم
نہ اوپر اونٹ کے سوار ہوں میں مانند اونٹ کے نیچے بوجھ کے ہوں میں

نہ خداوند رعیت نہ غلام شہر یارم
نہ صاحب رعیت کا نہ غلام بادشاہ کا ہوں میں

غم موجود و پریشانی معدوم ندارم
غم ہستی کا اور پریشانی نیستی کے نہیں رکھتا ہوں میں

نفسے میزنم آسودہ و عمری میگذارم
ایک دم مارتا ہوں میں آسودہ اور ایک عمر گزارتا ہوں میں

اشتر سوارے گفتش ای درویش کجا میروی برگرد کہ بسختی بمیری
ایک اشتر سوار نے اسکو کہا اے فقیر کہاں جاتا ہے تو پھر کر ساتھ سختی کے مرے تو

نشنید و قدم در بیابان نہاد و برفت چون بنخلۂ محمود[5] در رسیدیم
نہ سنا اور قدم بیچ جنگل کے رکھا اور گیا جو بیچ گاؤں کھجور محمود کے پہنچے ہم

توانگر را اجل فرا رسید درویش ببالینش فرود آمد و گفت ع
دولتمند کے تئیں موت آ کے پہنچی فقیر اوپر سرہانے اسکے کے نیچے آیا اور کہا

ما بسختی نہ بمردیم و تو بر بخت بمردی بیت
ہم ساتھ سختی کے نہ مرے ہم اور تو اوپر اونٹ کے مرا تو

شخصے ہمہ شب بر سر بیمار گریست
ایک شخص تمام رات اوپر سر بیمار کے رویا

چون روز شد او بمرد و بیمار بزیست
جو دن ہوا وہ مرا اور بیمار جیا

[1] دلق پشمینہ با موہہائے آویختہ کہ درویشان پوشند ۱۲ و مرقع خرقہ کہ در آن پارچہ ہائے جامہ دوختہ باشند ۱۲ [2] برکی بہائے موحدہ ورائے مہملہ معرب بہ برک معنی بافتہ از پشم شتر کہ درویشان ازان کلاہ سازند چنانکہ در جہانگیری است و ہمین مشہور آوردہ ۱۲ [3] مراد از کلاہ صوفی کلاہیست کہ شکری آنرا ای پوشیدہ بیز کردہ ای پوشند و بتبرگردہ معروف بنا تاری آن را بہ بر ترست کذا بمعاضن اساتذہ دیگر بتفسیر ش کلاہ اسیر اندر کردہ تفسیر لفظ با وجود بے علمی بے معنی نمودہ ۱۲ [4] وجہ ایراد این حکایت درین باب ازانکہ جملہ اخلاق درویشان آزادی و تحمل بر سختی و مشاق و ثابت قدمی برآنست ۱۲ [5] و تعلق بحکایت ازانکہ چون اعتبار زندگی ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

قطعه ای بسا اسپ تیزرو که بماند | که خر لنگ جان بمنزل برد
ارے بہت گھوڑے تیز چلنے والے کہ رہے | کہ گدھا لنگڑا جان بیچ منزل کے لے گیا

بسکه در خاک تندرستان را | دفن کردیم و زخم خورده نمرد
بہت اتفاق ہوا کہ تندرستوں کے تئیں | دفن کیا ہم نے اور زخم کھایا ہوا نہ مرا

حکایت عابدے را پادشاہے طلب کرد اندیشید که داروئی بخورم
ایک عابد کے تئیں ایک بادشاہ نے بلانا کیا اندیشہ کیا کہ ایک دوا کھاؤں

تا ضعیف شوم تا مگر اعتقادے که در حق من دارد زیادت آورده
میں تو کمزور ہوں میں تو مگر ایک اعتقاد کہ بیچ حق میرے کے رکھتا ہے زیادہ کرے

اند که داروئی قاتل بود بخورد و بمرد قطعه
نقل کرتے ہیں کہ دوا قتل کرنے والی تھی کھائی اور مرا

آنکه چون پسته دیدمش همه مغز | پوست بر پوست بود همچو پیاز
وہ شخص کہ مانند پستے کے دیکھا میں نے اسکو تمام مغز | پوست اوپر پوست کے تھا مانند پیاز کے

پارسایان روی در مخلوق | پشت بر قبله میکنند نماز
فقیر منہ بیچ خلق کے | پیٹھ اوپر قبلے کے کرتے ہیں نماز

چون بنده خدای خویش خواند | باید که بجز خدا نداند
جو بندہ خدا اپنے کو | چاہیے کہ سوائے خدا کے نہ جانے

حکایت کاروانے را در زمین یونان بزدند و نعمت بیقیاس بردند
ایک قافلے کو بیچ زمین یونان کے مارا اور نعمت بہت لے گئے

بازرگانان گریه و زاری بسیار کردند خدا و پیغمبر را شفاعت آوردند فائده نبود
سوداگروں نے رونا اور زاری بہت کی اور خدا اور پیغمبر کو واسطے بخشانے کے لائے فائدہ نہ ہوا

شعر چو پیروز شد دزد تیره روان | چه غم دارد از گریهٔ کاروان
جو غالب ہوا چور اندھا باطن | کیا غم رکھے رونے قافلے کے سے

ك دیدمش آه و بود درین جا بمعنے یقین آورد بیت قلبی است و حاصل معنی آنکه عابد را همچو پسته همه مغز پرستار یعنی عرفان میدانستم باخر همچو پیاز پوست بر پوست در باو کجا سے برآمد زیرا که طالب از دخل دنیا در مخلوق آئے کا یعنی ظاهرا متوجه بخدا را ماند حقیقت پشت بقبله نماز میگذارند و رو طرف مخلوق دارند یعنی توجه بحق عز و جل ندارند و طالب خوشنودی مخلوق اند

ال سلہ روایت ست که یکے از ارباب دنیا پیش مولانا جلال الدین رومی بزیارت آمد مولانا با وجودیکه کثیر الکلام در مواعظ و حکم و لطائف بود با زبان عربی نکشاد چون این شخص رخصت یافت حاضران سبب پرسیدند فرمود که این شخص غلیظ القلب تره در دل بود و حیف آمد مرا کلمه حکمت یاد داد گفتن ۱۲

لقمان حکیم اندران کاروان بود یکی گفتش از کاروانیان اینها را مگر نصیحتی
لقمان حکیم بیچ اس قافلے کے تھا ایک نے کہا اسکو قافلے والوں سے ان کے تئیں مگر ایک نصیحت
کنی و موعظتی گوئی باشد که برخی از مال دست بدارند که دریغ باشد
کرے تو اور نصیحت کہے تو شاید کہ تھوڑا سا مال ہمارے سے ہاتھ رکھیں کس واسطے کہ افسوس ہووے اتنی
چندین نعمت که ضائع شود گفت دریغ باشد کلمهٔ حکمت با ایشان گفتن قطعه
نعمت کے تباہ ہووے کہا افسوس ہووے کلمہ حکمت ساتھ ان کے کہنا

آهنی را که موریانه بخورد
ایسے لوہے کے تئیں کہ زنگ اور مور چہ نے کھایا
نتوان برد از و بصیقل زنگ
نہ سکیے لے جانا اس سے ساتھ صیقل کے زنگ

با سیه دل چه سود گفتن وعظ
ساتھ سیاہ دل کے کیا فائدہ کہنا نصیحت
نرود میخ آهنی در سنگ قطعه
نہ جاوے میخ لوہے کی منیچ پتھر کے

بروزگار سلامت شکستگان دریاب
بیچ روزگار سلامت کے ٹوٹے ہووں کو پہچان
که جبر خاطر مسکین بلا بگرداند
کہ جوڑنا خاطر غریب کا بلا کو پھیرتا ہے

چو سائل از تو بزاری طلب کند چیزی
جو سوال کرنیوالا تجھے ساتھ رونے کے طلب کرے ایک چیز
بده وگرنه ستمگر بزور بستاند
دے اور جو نہیں ظالم ساتھ زور کے لیویگا

حکایت چندانکه مرا شیخ اجل ابوالفرج بن جوزی رحمة الله علیه
جسقدر کہ میرے تئیں شیخ بزرگ ابوالفرج بیٹا جوزی کا رحمت خدا کی اوپر اس کے
ترک سماع فرمودی و بخلوت و عزلت اشارت کردی عنفوان شبابم غالب
واسطے چھوڑنے راگ کے فرمایا اور واسطے تنہا بیٹھنے کے اور گوشہ بیٹھنے کے اشارہ کرتا شروع جوانی میری کا غالب
آمدی و هوا و هوس طالب ناچار بخلاف رای مربی قدمی چند برفتی
آتا اور حرص خواہش کرنے والی خواہ نخواہ برخلاف عقل تربیت کرنے والے کے قدم کتنے چلتا
و از سماع و مخالطت حظی برگرفتی و چون نصیحت شیخم یاد آمدی گفتمی فرد
اور راگ اور ملنے جلنے سے خوشی پکڑتا تھا میں اور جو نصیحت شیخ کی مجھ کو یاد آتی کہتا میں

۱ مور یا مندہ مورچانہ و مورچہ بحیم فارسی زنگار ے کہ در ذات آہن اثر کردہ بہ صیقل زرد ۱۲ ۲ جبر شکستہ را بستن وابن کلمہ با شکستگان مناسب ۱۲ مرد و تی سعود النفرح بحیم عرب کنیت محدث شمس الدین جیسے مدرس در مدرسہ نظامیہ استاد مصنف اعلیٰ سرہ است کہ در تقیید و تعدیل فراست گوی سبقت از امثال بودہ الا با طائفہ صوفیہ کہ بظاہر حال بر مخالف شرع رو شد اعتقادی نداشت بلکہ بر طرز بان طعن تشنیع در حق ایشان بکشاد چنانکہ از مطالعہ رسالہ تلبیس ابلیس کہ منسوب باوست ہویدا میشود ۱۲ ۳ مراد از مربی شیخ اجل ابوالفرج ابن جوزی پیر و مرشد مصنف ۱۲

قاضی ار با ما نشیند بر فشاند دست را[1]
قاضی اگر ساتھ ہمارے بیٹھے جھاڑے ہاتھ کے تئیں

محتسب گر می خورد معذور دارد مست را
محتسب اگر شراب پیوے معذور رکھے مست کے تئیں

تا بشبے بجمع قومے رسیدم و دران میان مطربے دیدم بیت
تو ایک رات کو بیچ جماعت ایک قوم کے پہنچا میں اور اسمیں ایک مطرب کو دیکھا میں نے

گوئی رگ جان میگسلد زخمہ[2] ناسازش
کہ تو رگ جان کی کاٹتا ہے زخمہ ناموافق اُس کا

ناخوشتر از آوازہ مرگ پدر آوازش
ناموافق زیادہ آواز موت باپ کے سے آواز اُس کی

گاہے انگشت حریفان ازو در گوش و گہے بر لب کہ خاموش شعر
کبھی انگلی مجلس والوں کی اُس سے بیچ کان کے اور کبھی اوپر لب کے کہ چپ

نُهَاجُ اِلٰی صَوْتِ الْاَغَانِیْ لِطِیْبَةٍ
اٹھنے والے ہوتے ہیں ہم طرف آواز راگ گانیوالونکے آرزو خوشی کے

وَاَنْتَ مُغَنٍّ اِنْ سَکَتَّ نَطِیْبُ
اور تو گانیوالا ہے کہ اگر چپ ہو تو خوش ہوں ہم

بیت نبیند کسی در سماعت خوشی
نہیں دیکھتا ہے کوئی بیچ راگ سننے تیرے کی خوشی

مگر وقت رفتن کہ دم درکشی مثنوی
مگر وقت چلنے کے کہ چپ رہے تو

چون باواز آمد آن بربط[3] سراے
جو بیچ آواز کے آیا وہ بربط کا بجانے والا

کدخدا را گفتم از بہر خداے
صاحب خانہ کے تئیں کہا میں نے واسطے خدا کے

ق

زیبقم در گوش کن تا نشنوم
پارہ میرے بیچ کان کے کرتو نہ سنوں میں

یا درم بکشاے تا بیرون روم
یا دروازہ مجکو کھول تا کہ باہر جاوں میں

فی الجملہ پاس خاطر یاران را موافقت کردم و شبی بچندین محنت بروز آوردم قطعہ
حاصل کلام خاطر یاروں کے تئیں موافقت کی میں اور ایک رات بیچ کتنی ایک محنت کے بیچ دن کے لایا میں

مؤذن[4] بانگ بے ہنگام برداشت
اذان دینے والے نے اذان بے وقت اٹھائی

نمیداند کہ چند از شب گذشت است
نہیں جانتا ہے کہ کتنی رات سے گذری ہے

درازی شب از مژگان من پرس
درازی رات کی پلکوں میری سے پوچھ

کہ یک دم خواب در چشمم نگشت است
کہ ایک ساعت خواب بیچ آنکھوں میری کے نہیں ہوا ہے

[1] دست بر فشاندن کنایہ از رقص کردن در نشاط محتسب بکسر سین کسیکہ حساب افعال مردم گیرد و منع منہیات نماید و ہیچ ادا در حقہ شرعیہ کند ۱۲ [2] زخمہ بالفتح مضراب کہ بدان بربط و رباب و امثال آن بنوازند و نوعے از انواع نواختن رباب وغیرہ مویدالفضلا [3] بربط نام سازیست کہ خرد تر باشد از رباب کہ دو تار ہائے ابریشم بندند آن را و ہم گویند ۱۲ مویدالفضلا [4] یعنی مؤذن از اول وقت شب در خواب رفت و ناگہان برخاستہ بانگ برداشت او را چہ معلوم ست کہ از شب چند گذشتہ کیفیت درازی شب از من پرس کہ یک دم خواب نکردم ۱۲ مولوی انور علی ۱۲

بامدادان بحکم تبرک دستارے از سر و دینارے از کمر بکشادم و پیش
صبح دم ساتھ حکم تبرک کے ایک پگڑی سر سے اور ایک دینار کمر سے کھولا میں نے اور آگے

مغنی بنہادم و در کنار گرفتم و بسے شکر گفتم یاران ارادت من در حق
گانیوالے کے رکھا میں نے اور بیچ گود کے لیا میں نے اور بہت شکر کیا میں نے یاروں نے خواہش میری بیچ حق

وے خلافِ عادت دیدند و بر خفت عقلم نہفتہ بخندیدند یکی ازان
اس کے خلاف عادت کے دیکھی اور اوپر سبکی عقل میری کے پوشیدہ ہنسے ایک نے اس

میان زبان تعرض دراز کرد و ملامت کردن آغاز کہ این حرکت
درمیان سے زبان طعنے کی دراز کی ملامت کرنا شروع کیا کہ یہ حرکت

مناسب رائے خردمندان نکردی خرقۂ مشائخ بہ چنین مطربے
مناسب عقل داناؤں کے نہ کی تو نے گدڑی بزرگوں کی ساتھ ایسے گویّے کے

دادن کہ ہمہ عمرش درمی در کف نبوده است و قراضہ در دف مثنوی
دینا کہ تمام عمر اسکو ایک درم بیچ ہاتھ کے نہ ہوا ہے اور ریزہ زر کا بیچ دف کے

مطربے دور ازین خجستہ سرا
ایسا مطرب دور اس مبارک گھر سے

کس دوبارش ندید در یک جائے
کسی نے دو مرتبہ اس کو نہ دیکھا بیچ ایک جگہ کے

راست چون بانگش از دہن برخاست
سیدھی جو آواز اس کے منہ سے اٹھی

خلق راموئے بر بدن برخاست
خلق کے تئیں بال اوپر بدن کے کھڑے ہوئے

مرغ ایوان ز ہول او بپرید
مرغ محل کا دہشت اس کی سے بھاگا

مغز ما برد و حلق خود بدرید
مغز ہمارا لے گیا اور حلق اپنا پھاڑا

گفتم زبان تعرض مصلحت آنست کہ کوتاہ کنی بحکم آنکہ مرا کرامت
کہا میں نے زبان طعنے کی مصلحت وہ ہے کہ کوتاہ کرے تو ساتھ حکم اسکے کہ مجھے کرامت

این شخص ظاہر شد[1] گفت مرا بر کیفیت آن واقف گردان تا ہمچنین
اس شخص گانے والے کی ظاہر ہوئی کہا میرے تئیں اوپر کیفیت اس کے واقف کر دیجیے

[1] ظاہر چنان ست کہ معمول بر ظاہر باشد چرا کہ در صوفیہ رسم ست کہ مرید صاحب کمال را خرقہ از مشائخ میرسد احتیاج بتکلف نیست و شارح فاضل گوید کہ اطلاق مشائخ بر یک فرد در عرف عام واقع شده ازین عالم شیخ نظام الدین اولیا چون حضرت شیخ نقل کلام شخصے کرده اند حال عبارت کہ ازو صادر شده آورده اند محشی گوید کہ این حرف اہل ہند کہ یک شیخ از مشائخ گویند و گفت حضرت سلطان المشائخ غالبا لفظ اولیا نیست بلکہ کلام الاولیا باشد کہ مردم ہندستان نظام الدین اولیا خوانند و نیز نقل کلام غیر بلیغ بدل شدت بوہم بلاغت از بعضا صادر نشود بتوان گفت از عالم اوباش و شاکہ بجائے گویند ازین عالم است لفظ ابدال و لفظ عبد اللہ الاحدی کہ مریم خواجہ احرار ست در کلام بعضے او باشد ۱۲

تقرب نمایم و بر مطائبت که کردم استغفار کنم بعلت آنکه شیخ اجلم
نزدیکی کروں میں اور اوپر خوش طبعی کے کہ کی میں نے استغفار کروں میں بسبب اُسکے کہ شیخ بزرگ نے مجھے
بارہا بترک سماع فرمودہ است و مواعظ بلیغ گفتہ و در سمع قبول من
بہت دفعہ واسطے چھوڑنے راگ کے فرمایا ہے اور نصیحتیں کامل کہیں اور میرے گوش قبول میں
نیامدہ تا امشب که مرا طالع میمون و بخت ہمایون بدین بقعه رہبری کرد
نہ آیا تو آج کی رات مجھے بخت مبارک اور نصیب موافق نے اس جگہ رہنمائی کی
و بدست این توبه کردم که بقیت زندگانی گرد سماع و مخالطت نگردم قطعه
اور ہاتھ پر اس کے توبہ کی میں نے کہ باقی زندگی گرد راگ اور اختلاط کے نہ پھیروں میں

آواز خوش از کام و دہان و لب شیرین
آواز اچھی تالو اور دہان اور لب مرغوب سے
گر نغمه کند ور نکند دل بفریبد
جو وہ گاوے اور جو وہ نہ گاوے دل بھاتی ہے
ور پردهٔ عشاق و نہاوند و حجاز ست
اور جو پردہ راگ کا عشاق اور نہاوند اور حجاز سے
از حنجرهٔ مطرب مکروہ نزیبد
گلے سے ناقص گانے والے کے زیب نہیں دیتا ہے

حکایت لقمان را گفتند که ادب از که آموختی گفت از بے ادبان
لقمان سے کہا لوگوں نے کہ ادب کس سے سیکھا تو نے کہا بے ادبوں سے
ہر چه از ایشان در نظرم ناپسند آمد از فعل آن پرہیز کردم قطعه
جو کچھ اُن لوگوں سے میری نظر میں بُرا معلوم ہوا اُسکے کرنے سے پرہیز کیا میں نے

نگویند از سر بازیچه حرفے
نہیں کہتے ہیں لوگ کھیل کی راہ سے کوئی بات
کزان پندی نگیرد صاحب ہوش
کہ اُس سے کوئی نصیحت نہیں لیتا ہے عقلمند
و گر صد باب حکمت پیش نادان
اور اگر سَو بابیں حکمت کی احمق کے سامنے
بخوانند آیدش بازیچه در گوش
کہیں آتا ہے کھیل اس کے کان میں

حکایت عابدی را حکایت کنند که شبے ده من بخوردی تا سحر ختمی بکردے
ایک عابد کو لوگ کہتے ہیں کہ ایک رات میں دس سیر کھانا کھاتا تو صبح تک ایک ختم قرآن کا کرتا

ے مخالطت آمیزش کردن باہم ۱۲ شرح ے عشاق بالضم و تشدید بہ شین معجمه جمع عاشق و بمعنی نام پردهٔ از موسیقی ۱۲ ے نہاوند بالکسر نام شہر و نیز نام پرده سرود و در سخه اسرورے بجائش صفاہان که نام مقامے ست از موسیقی ۱۲ ے حجاز خان آرزو در گنج مشہور و بجائش خراسان و آن نیز نام مقامے است از موسیقی ۱۲ منتخب ے قوله نگویند فاعل از امثال اینچنین صیغہا در عبارات عربی و فارسی محذوف مے شود اے مردمان نگویند ۱۲ ے ده من سیر موافق تحقیق صاحب تاج علی امانی المویدشصت قوله است و نزد بعضے زائد ۱۲

صاحبدلی بشنید گفت اگر نیمهٔ نان بخوردی و بخفتی بسیار ازین فاضلتر[1] بودی قطعه

ایک صاحب باطن نے سنا اور کہا کہ اگر آدھی روٹی کھاتا اور سو رہتا بہت اس سے بہتر ہوتا

اندرون از طعام خالی دار پیٹ کو کھانے سے خالی رکھ	تا درو نور معرفت بینی کہ اسمیں روشنی شناخت خدا کی دیکھے تو
تہی از حکمتے بعلت آن خالی حکمت سے ہے تو بسبب اس کے	کہ پری از طعام تا بینی کہ بھرا ہے تو کھانے سے ناک تک

حکایت بخشایش الٰہی گم شدهٔ را در مناہی[2] چراغ توفیق فرا راه داشت

بخشش خدا نے ایک بھٹکے ہوئے کو گناہوں میں چراغ توفیق کا سامنے راہ کی رکھا

تا بحلقهٔ اہل تحقیق درآمد بیمن قدم درویشان و صدق نفس ایشان ذمائم[3]

کہ گروہ صاحب تحقیق میں داخل ہو فقیروں کی برکت صحبت سے اور راستی سے اُن لوگوں کی بری

اخلاق و بحمائد[4] مبدل گشت دست از ہوا و ہوس کوتاه کرد و زبان طاعنان[5]

خوبیں اسکی خوبیوں کے ساتھ بدل گئیں ہاتھ خواہش اور آرزو کا کوتاہ کیا اور زبان طعنہ کرنیوالوں کی

در حق وی ہمچنان دراز که بر قاعدهٔ اول ست و زہد و صلاحش نا معول[6] فرد

اس کے حق میں ویسی ہی دراز کہ پہلے ڈھنگ پر ہے اور زہد اور نیکی اس کی غیر معتمد

بعذر و توبه توان رستن از عذاب خدای عذر اور توبہ سے چھوٹ سکتا ہے عذاب خدا کے	ولیکن ہنوز می نتوان از زبان مردم رست لیکن نہیں چھوٹ سکتا آدمیوں کی زبان سے

طاقت جور زبانہا نیاورد و شکایت پیش پیر طریقت برد

ان باتوں کے ظلم کا متحمل نہ ہوا اور گلہ آگے پیر طریقت کے لے گیا

گفت از زبان مردم در رنجم جوابش داد که شکر این نعمت

اور کہا کہ لوگوں کی زبان سے رنج میں ہوں جواب اسکو دیا کہ شکر اس نعمت کا

چگونه گزاردی که بہتر از آنی که می پندارندت قطعه

کیونکر ادا کر سکتا ہے تو کہ جیسا تجھے جانتے ہیں اس سے بہتر ہے تو

---

[1] لفظ بسیار باوجود فاضلتر که ہر دو مفید کثرت و مزیت است بنابر تاکید ست چنانچه دراد دلے فراست ۱۲
[2] مناہی بالفتح جمع منہی کنایه از افعالیکه در شرع شریف امتناع آں آمده است ۱۲ [3] ذمائم بالفتح ذال معجمه جمع ذمیمه بمعنی بد ۱۲ [4] حمائد بروزن ذمائم جمع حمیده بمعنی نیک ستوده ۱۲ [5] طاعنان اے طعنه زنان [6] معول مصدر میمی از تعویل که بروزن مفعول آں مے آید بمعنی بار کردن بر کسے کذا فی سراج و اینجا بمعنی اعتبار و اعتماد مستعمل است ۱۲

چند گوئی که بداندیش و حسود
کب تک کہے گا تو کہ دشمن اور حاسد
که بخون ریختنم برخیزند
کبھی میری خونریزی کیواسطے مستعد ہوتے ہیں
نیک باشی و بدت گوید خلق
اچھا ہووے تو اور بُرا کہے خلق

عیب گویان من مسکینند
عیب کرنے والے مجھ غریب کے ہیں
که به بدخواستنم بنشینند
کبھی میری بدخواہی کیواسطے آمادہ ہوتے ہیں
به که بد باشی و نیکت بینند
بہتر ہے اُس سے کہ بُرا ہووے تو اور اچھا جانیں تجھے

لیکن مرا[۱] که حسن ظن خلائق در حق من بکمال ست و من در عین نقصان روا باشد اندیشه کردن و تیمار خوردن شعر
لیکن میرا حال یہ ہے کہ خوش گمانی خلق کی حق میں میرے بہت ہے اور میں سراسر ناقص روا ہووے اندیشہ کرنا اور غم کھانا

اِنِّی لَمُسْتَتِرٌ مِّنْ عَیْنِ جِیْرَانِی[۲]
ہر آئینہ میں چھپاتا ہوں آنکھ ہمسایوں اپنے سے
قطعه در بسته بروی خود ز مردم
دروازہ بند کیا سامنے اپنے آدمیوں سے
در بسته چه سود عالم الغیب
دروازہ بند کیا فائدہ کیا جاننے والا غیب کا

وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِسْرَارِیْ[۳] وَاِعْلَانِیْ
اور خدا جانتا ہے باطن میرا اور ظاہر میرا
تا عیب نه گسترند ما را
تاکہ لوگ عیب نہ بیان کریں ہمارا
دانای نهان و آشکارا را
جاننے والا ہے باطن اور ظاہر کا

حکایت پیش یکے از مشائخ[۴] کبار[۵] گله کردم که فلان در حق من بفساد گواهی داده است گفت بصلاحش خجل کن رباعی
آگے ایک کے مشائخ بڑوں میں سے گلہ کیا میں نے کہ فلانے نے میرے حق میں مفسدی کی گواہی دی ہے کہا نیکی کرنے سے اُسے شرمندہ کر

تو نیکو روش باش تا بدسگال
تو خوش کردار رہ تاکہ بد اندیش تیرا
به نقص[۶] تو گفتن نیابد مجال
عیب کے کہنے کی طاقت نہ پاوے

[۱] مرا که حسن ظن آه برانکه مرا با صفت خود مبتدا باشد و دره باشد مع متعلقات خود خبر آن ۱۲ [۲] جیران بالکسر جمع جدید ۱۲ [۳] اسرار و اعلان هر دو بالکسر بمعنی پوشیده کردن و ظاهر ساختن و بالفتح جمع پوشیدگی و آشکار ها ۱۲ [۴] مشائخ بالفتح و کسر چهارم جمع شیخ بمعنی پیر ۱۲ [۵] کبار بالکسر جمع کبیر بمعنی بزرگ ۱۲ [۶] نقص بالفتح بمعنی کمی و نقصان ۱۲ [۷] عیب چه در صورت بد بودن در نفس اماره نه گمان نیکیت مردم در نسا خود و ضلالت خواهند گو بخلاف صورت اول که همه خلائق ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

چو آہنگ بربط بود مستقیم اگر آواز بربط کی ہو باقاعدہ	کے از دست مطرب خورد گوشمال کب قوال کے ہاتھ سے کھاوے گوشمال

حکایت یکے را از مشائخ پرسیدند کہ حقیقت تصوف
ایک شیخ سے لوگوں نے پوچھا کہ حقیقت تصوف کی
چیست گفت ازین پیش طائفہ بودند در جہان بصورت پراگندہ
کیا ہے کہا آگے اس کے ایک جماعت تھی جہان میں بظاہر پریشان اور
وبمعنی جمع واکنون خلقے اند بظاہر جمع وبدل پراگندہ **قطعہ**
باطن میں جمع اور اب ایک خلق ہے بیچ ظاہر کے جمع اور ساتھ دل کے پریشان

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل اگر ہر گھڑی ایک جگہ میں جاوے تیرا دل ورت مال وجاہست وزرع وتجارت اور جو تیرے لئے مال اور مرتبہ ہے اور کھیتی اور سوداگری	بہ تنہائی اندر صفائی نہ بینی! گوشہ نشینی میں صفائی نہ دیکھے گا تو چو دل با خدا ایست خلوت نشینی جب دل خدا سے اٹکا ہے گوشہ نشین ہے تو

حکایت یاد دارم کہ شبے در کاروائی ہمہ شب رفتہ بودم و
یاد رکھتا ہوں میں کہ ایک رات قافلے میں تمام رات چلا تھا میں اور
سحر بر کنار بیشہ خفتہ شوریدہ کہ دران سفر ہمراہ ما بود سحرگاہان
صبح کے وقت کنارے ایک جنگل کے سو رہا ایک دیوانے نے کہ اس سفر میں ہمارے ساتھ تھا صبح کو
نعرہ بزد وراہ بیابان گرفت ویک نفس آرام نیافت چون روز شد
نعرہ مارا اور جنگل کی راہ لی اور ایک دم چین نہ پایا جب دن ہوا
گفتمش آن چہ حالت بود گفت بلبلان را دیدم کہ بنالش درآمدہ بودند
کہا میں نے کیا حال تیرا تھا کہا بلبلوں کو دیکھا میں نے چلاتی تھیں
از درخت وکبکان از کوہ وغوکان از آب وبہائم از بیشہ اندیشہ کردم
درخت کے اوپر سے اور کبک پہاڑ سے اور مینڈک پانی سے اور چارپائے جنگل سے خیال کیا میں نے

ا؎ ببین بالفتح نام سازیست ۱۲ ٭ بدان کہ تصوف علمیست کہ بحث کردہ میشود دران در ذات وصفات باری تعالےٰ از جہت وصول لسوئے او بعمل صالح و موضوعش ذات وصفات باریست وفائدتش وصول باخداست بعمل صالح پس معلوم شد کہ تصوف بدون عمل صالح متحقق نشود پس معنی قول سائل این است کہ چیزے کہ باد تصوف متحقق تواں شد چیست پس جواب حسن کہ مطابق سوال سائل تواں شد ہمیں عمل صالح است دور صومعہ جمع شدن وشکل را تغیر نمودن بحسب ظاہر وپراگندہ دل بودن بحسب معنی ومخالف شیخ ہمیں جسب داد کہ مطابق بحث سوال مذکور ۱۲ ش ؎۳ ای آراستگی امیر از خوراک و پوشاک وساکن مہیا شتند ونفسا معہ برائے درویشان بنا کردہ باشد پس ۱۲ ۱ دل امیرے از امراء در قصبہ کہ موقعہ بنا کردہ ۱۲ ش ۔ ۱۲

که مروّت[1] نباشد همه در تسبیح و من در غفلت کجا روا باشد **قطعه**
کہ مروت نہیں ہے سب تسبیح میں اور میں غفلت سے سویا ہوا کہاں جائز ہووے

دوش مرغے بصبح می نالید
کل ایک چڑیا صبح کے وقت روتی تھی
عقل و صبرم ببرد و طاقت و هوش
عقل اور صبر میرا اور طاقت اور ہوش لے گئی

یکے از دوستان مخلص را
میرے خالص دوستوں میں سے ایک شخص کے
مگر آواز من رسید بگوش
شاید میری آواز کان میں تو پہنچی

گفت باور نداشتم که ترا
کہا مجھ کو اعتبار نہ تھا کہ تجھے
بانگ مرغی چنین کند مدهوش
آواز ایک چڑیا کی ایسا کرے گی بیہوش

گفتم این شرط آدمیّت نیست
کہا میں نے یہ مقتضائے آدمیت نہیں ہے
مرغ تسبیح خوان و ما خاموش
چڑیا تسبیح پڑھنے والی ہو اور ہم چپ

حکایت وقتے در سفر حجاز طائفه جوانان صاحبدل همراه
ایک وقت حجاز کے سفر میں جوانان صاحبدل ساتھ
ما بودند همدم و همقدم وقتها زمزمه بکردندے و بیتے محققانه
ہمارے تھے ہمدم اور ہمقدم اور اکثر اوقات گاتے اور شعر میں محققانہ
برگفتندے و عابدے در سبیل[2] منکر حال درویشان بود و بیخبر از
پڑھتے اور ایک عابد بیچ راہ کے فقیروں کے طریقے سے منکر تھا اور بیخبر انکے
درد ایشان تا برسیدم به نخیل بنی هلال کودک سیاه از حی عرب
درد سے آخر جب نخلہ بنی ہلال میں ہم پہنچے ایک لڑکا حبشی محلہ عرب سے
بدر آمد و آوازے برآورد که مرغ از هوا در آورد اشتر عابد را دیدم که
باہر نکلا اور ایک صدا ایسی بلند کی کہ چڑیا کو پرواز سے گرا دیا عابد کے اونٹ کو دیکھا میں نے
برقص اندر آمد و عابد را بینداخت و راه بیابان گرفت و برفت گفتم
کہ ناچنے لگا اور عابد کو گرا دیا اور جنگل کی راہ لی اور کہا میں نے

[1] لفظ مروّت بضمتین و تشدید واو از مرد بمعنے مرد بنا کرده اند بروزن فعولت همچو عقوبت بمعنی جوانمردی و مردانگی چنانچه از انسان انسانیت بزیادت یا بنا سازند ۱۲ [2] سبیل در صراح راه دراز مدار الافاضل و دیگر کتب همین معلوم میشود و شارح فاضل بمعنے راه سفر نوشته ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ای شیخ سماع در حیوانے اثر کرد و ترا ہیچنان تفاوت نمیکند رباعی

اے شیخ راگ نے ایک حیوان میں اثر کیا اور تجھ میں کچھ فرق نہیں لایا

دانی کہ چہ گفت مرا آن بلبل سحری

جانتا ہے تو کیا کہا مجھ سے اُس بلبل سحر خوان نے

تو خود چہ آدمی کز عشق بیخبری

کہ تو کیا آدمی ہے کہ عشق سے بیخبر ہے

اشتر بشعر عرب در حالتست و طرب

اونٹ شعر عربی سے وجد اور خوشی میں ہے

گر ذوق نیست ترا کژ طبع جانور شعر

اگر تجھے مزا نہیں ہے کج طبع جانور ہے تو

وَعِنْدَ هُبُوْبِ النَّاشِرَاتِ عَلَى الْحِمٰى [۱]

وقت چلنے آندھیوں کے درختوں پر

تَمِيْلُ غُصُوْنُ الْبَانِ لَا الْحَجَرُ الصَّلْدُ

جھکتی ہیں ڈالیاں سرد کی نہ پتھر سخت

بذکرش ہر چہ بینی در خروش ست

اُس کی یاد میں جس چیز میں دیکھئے تو شور میں ہے

ولے داند درین معنی کہ گوش ست

اور لیکن وہ جانتا ہے جو اسیطرف گوش بر آواز ہے

نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست

نہیں فقط بلبل اُسکے پھول پر تسبیح خوان ہے

کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست

بلکہ ہر ایک کانٹا اُسکی تسبیح کیواسطے زبان ہے

حکایت یکی را از ملوک مدت عمر سپری شد و قائم مقامی نداشت

ایک بادشاہ کی مدت عمر کی گذر گئی اور کوئی ولیعہد نہیں رکھتا تھا

وصیت کرد کہ بامدادان نخستین کسیکہ از در شہر در آید تاج شاہی بر سر

وصیت کی کہ صبح کو جو شخص پہلے شہر کے اندر آوے تاج سلطنت کا اُسکے

وے نہند و تفویض مملکت بوے کنند اول کسیکہ در آمد گدائے

سر پر رکھو اور ملک اُسے سپرد کرو اتفاقاً پہلے جو شخص کہ آیا ایک

بود ہمہ عمر لقمہ لقمہ اندوختہ و رقعہ رقعہ بر دوختہ ارکان دولت

ٹکڑا گدا تھا کہ تمام عمر اُسنے ایک ایک لقمہ جمع کیا اور ٹکڑے پر ٹکڑا کپڑے کا سیا تھا وزرائے سلطنت

و اعیان حضرت وصیت ملک بجا آوردند و تسلیم مفاتیح قلاع و

اور سرداران مملکت بادشاہ کا فرمانا بجا لائے اور کنجیاں قلعے

---

[۱] حمی بالکسر و غزانہ و بعضے گویند کہ جائیست کہ برائے امراد و سلاطین محافظت کنند پس این مأخوذ بود از حمایت و غصون جمع غصن بغین معجمہ و صاد مہملہ بمعنی شاخ و بان جائے موجدہ نوے رو درخت و بعضے گویند درختیست کہ بہند ازا بحنہ خزانہ نمایہ ا درخت نباشد در اصل آنست کہ نزدیک فہمیدن باد ہای تند بر سفر از خم میشود شاخ ہائے درختان خم میشود شاخ ہائے درختان خم میشود سنگ سخت مقصود و شاعر اینکہ از اصوات حسن سلیمہ البتہ متملذ از مے باید و صاحبان ذوق صفت ۱۲ ۵ در اکثر تفسیح ملی ست بر اواین خطا ست صحیح بو او کاف ہر کہ یعنی عالم بذکر او سبحانہ تعالے بہر زمین ست و لے اسیقے را کسے داند کہ گوش است و چون شارح فاضل ازین ندانستہ نوشتہ کہ درین مصرع متعنیہ ست یعنی ابل داند کسی کہ درین گوش شدہ و فتنواے ضغمات کشتہ و این خطا است و مراد درین معنی

شارح قناعت و ملک متقیقت سنون باشد تا کیفیتے رعانی پیدا شود در آن کیفیت قلبی بسبل اکاری بطالب درویشان ۱۲ ۱۲ ۱۲

خزائن بدو کردند و مدتے ملک راندتا بعضی امرای دولت گردن از

اور خزانوں کی اُسے سپرد کیں اور ایک مدت تک بادشاہت کی بعضے سرداران دولت نے اسکے

اطاعت او بپیچانیدند و ملوک از ہر طرف بمنازعت برخاستن گرفتند

حکم سے سرتابی کی اور سلاطین ہر طرف سے لڑنے کو مستعد ہوئے اور واسطے

و بمقاومت لشکر آراستن فی الجملہ سپاہ و رعیت بہم برآمدند و برخے

جنگ کے لشکر آراستہ کرنے لگے حاصل کلام سپاہ اور رعیت آشوب میں آئی اور تھوڑا

طرف بلاد از قبضۂ تصرفِ او بدر رفت درویش ازین واقعہ خستہ خاطر

ما ملک گرد و نواح کا قبضۂ اختیار اُس کے سے جاتا رہا فقیر بسبب اس حادثے کے خستہ خاطر

می بود تا یکے از دوستان قدیمش کہ در حالت درویشی قرین او بود

رہتا تھا کہ اتنے میں ایک شخص اسکے قدیم دوستوں میں سے کہ فقیری حال میں ہمنشیں اُس کا تھا

از سفر باز آمد و در چنان مرتبہ دیدش گفت منت خدائے را

سفر سے پھر آیا اور ایسے رُتبے پر اُسے دیکھکر کہا شکر ہے خدا کا کہ

عزّ و جلّ کہ گلت[۱] از خار برآمد و بخت بلند رہبری کرد و اقبال و سعادت

غالب دبزرگ ہے کہ پھول تیرا کانٹے سے برآیا اور نصیب بلند نے راہ لیجانا کیا اور اقبال اور نیکبختی نے

یاوری تا بدین پایہ رسیدی اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا شعر

مددگاری کہ اس مرتبے کو پہنچا تو تحقیق ساتھ تنگی کے فراخی ہے

شگوفہ[۲] گاہ شگفتست و گاہ خوشیدہ کلی کبھی کھلی ہے اور کبھی خشک	درخت وقت برہنہ[۳] ست و وقت پوشیدہ درخت کبھی ننگا ہے اور کبھی لباس پہنے ہوئے

گفت اے عزیز تعزیتم گوئی کہ جائی تہنیت نیست آنگہ کہ

کہا اے عزیز ماتم پرسی میری کہہ تو کہ جگہ مبارکبادی کی نہیں ہے اُس وقت کہ

تو دیدی غم نانے داشتم و امروز غم جہانے مثنوی

تو نے دیکھا غم ایک روٹی کا رکھتا تھا میں اور آج کے دن غم ایک جہان کا

[۱] کہ گلت از خار برآمد اے رنج و محنت تو مبدل شادی و خرمی گردید ۱۲ [۲] شگوفہ بضم شین معجمہ و بکاف تازی کہ بعربی زہرہ خوانند برگ و گل و ہان مثنک از شاخ سر برزند کذا فی المؤید والکشف والصراح و در مدار ست غنچہ کہ قریب شگفتن باشد و در برہان و بہار عجم بکسر اول و ضم ثانی بمعنی گل درخت میوہ دار ست و در خوان آرزو نوشتہ شگوفہ گلہائے بہار کہ در موسم ربیع شگفتہ و مراد از شگفتہ سیراب ست و بعضے از شارحان سکندر نامے شگوفہ نامے درختے گفتہ اند وہ را تبدل‌ئے بہار بشگفت اگر این معنی ثبوت برسد بے تکلف داست مے آید ۱۲ [۳]

اگر دنیا نباشد دردمندیم
اگر اسباب دنیا میسر نہ ہو مغموم ہیں ہم
وگر باشد بمهرش پای بندیم
اور اگر ہو اسکی الفت میں گرفتار ہیں ہم

بلائے زین جہان آشوب تر نیست
کوئی بلا اس جہان سے بدتر نہیں ہے
کہ رنج خاطرست ار ہست وگر نیست
کہ دل رنج کا سبب ہے اگر نیست رہے اور اگر نہیں ہے

قطعہ مطلب گر توانگری خواہی
نہ خواہش کر اگر دولت چاہتا ہے تو
جز قناعت کہ دولتیست ہنی
سوائے صبر کے کہ دولت ہے خوشگوار

گر غنی زر بدامن افشاند
اگر مالدار زربخشی کرے
تا نظر در ثواب او نکنی
ہرگز اس کی خوبی پر نہ کرے تو

کز بزرگان شنیده ام بسیار
کہ بزرگوں سے میں نے بہت سنا ہے
صبر درویش بہ کہ بذل غنی فرد
کہ فقیر کا صبر بہتر ہے غنی کے دینے سے

اگر بریان کند بہرام گورے
اگر کباب کرے بہرام ایک گور
نہ چون پای ملخ باشد ز مورے
نہ ہوگا مانند تحفہ پائے ملخ کے ایک چیونٹی کی جانب سے

حکایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہر روز بخدمت محمد مصطفےٰ

ابوہریرہ رخوش ہو اللہ اُن سے ہر روز خدمت میں جناب رسالت پناہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدی گفت یا اباھریرۃ زرنی غبًّا تزدد حبًّا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آتے فرمایا اے ابا ہریرہ زیارت کر میری بعد ایک روز کے تا زیادہ

ہر روز میا تا محبت زیادہ شود صاحبدلے را گفتند بدین

ہو محبت یعنی ہر روز مت آ کہ محبت زیادہ ہووے ایک صاحب دل سے کہا اس

خوبی کہ آفتابست نشنیده ایم کہ کسے او را دوست گرفتہ است

حسن اور جمال کے ساتھ کہ آفتاب ہے میں نے نہیں سُنا کہ اُسے کسی نے چاہا ہو اور

وعشق آورده گفت برائے آنکہ ہر روز میتوانش دید مگر در

اور عشق لایا ہو کہا اسواسطے کہ ہر روز سکیے اُس کو دیکھنا مگر جاڑے

ل این کلام در وے تحقیق فرموده اند کہ فقرا استقامت بہتر است از غنائے بے استقامت وآنچہ در باب ہفتم از مجادلہ و مقابلہ یا مدعی واقعہ شده دران مناظر جانب داری اغنیا نموده اند غالب آنکہ بطریق الزام فرموده نقض چنانچہ عبارت آن نیز اشارے بدین معنی دارد والا تناقض در ہردو مذکور واضح ست ۱۲ ؎ صبر درویش یعنی قناعت ست از کسب دنیا کہ مشغلے ہزار گونہ قلم و ہمت و بذل و بخشش یعنی نتیجہ مال ست کہ در ظلم و تعدی بسیار حاصل شود ۱۲ رخ ؎ گویند صحابیست کہ عبدالرحمن نام داشت روزے بحضور حضرت باگربہ بیامد حضرت بطریق مطائبہ فرمود اے ابا ہریرہ ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

زمستان کہ محجوب ست و محبوب قطعہ

میں کہ حجاب کیا گیا ہے اور دوست

بد بدار مردم شدن عیب نیست
آدمیوں کی ملاقات کیواسطے جانا عیب نہیں ہے
اگر خویشتن را ملامت کنی!
اگر اپنے نہیں ملامت کرے تو

ولیکن بچندانکہ گویند بس
ولیکن نہ اتنا کہ کہیں بس
ملامت نباید شنیدن ز کس
ملامت نہ اتفاق ہو کسی سے سننا

حکایت یکی را از بزرگان بادے مخالف در شکم پیچیدن گرفت
ایک بزرگ کے پیٹ میں ہوا مخالف پیچ کھانے لگی
وطاقت ضبط آن نداشت پس بے اختیار از وے صادر شد گفت اے
اور طاقت اُس کے روکنے کی نہیں رکھتا تھا بے اختیار اُس سے نکل گئی کہا اے
درویشان مرا در نیچہ کردم اختیارے نبود و بزہ وی بر من ننوشتند
فقیرو میرے نہیں بیچ اُس کے کرنے میں اختیار نہ تھا اور گناہ اُسکا اوپر میرے نہ لکھا
راحتے بدرون من رسید شما نیز بکرم معذور دارید مثنوی
ایک خوشی بیچ شکم میرے کے پہنچی تم بھی ساتھ بخشش کے معاف رکھو

شکم زندان باد ست اے خردمند
پیٹ قید خانہ ہوا کا ہے اے صاحب عقل
چو باد اندر شکم پیچد فروہل
جب ہوا پیٹ میں پیچ کھاوے نکال ڈال
حریف گران جان ناساز گار
دشمن جان بد بھاری ناموافق

ندارد ہیچ عاقل باد در بند
نہیں رکھتا کوئی عقلمند ہوا کو قید میں
کہ باد اندر شکم بار یست دل
کیونکہ ہوا پیٹ میں ایک بوجھ ہے دل پر
چو خواہد شدن دست پیشش مدار
جبکہ جانا چاہے عاجزی کرانے مت روک

نیز حریف بد ساتھ ہے

حکایت از صحبت یاران دمشقم ملالتے پدید آمدہ بود سر در بیابان
ایک وقت میں ملاقات یاران دمشق سے مجھے کچھ رنج آگیا تھا بیابان

لہ روایت است کہ حاتم اصم قدس سرہ در دافع کر نبود بلکہ بدو نقش آنست کہ روزی از زنیکہ در حبالہ نکاح خود آوردہ بود در شب زفاف در حالت مباشرت از وے بادے صادر شد از کمال روت کہ داشت خود را کر نمود تا زن او بر دیش منفعل نشود و سالہا سال باوے اختلاط داشت و پیوستہ معاملت کہ آن بادے بیباخت و بدانکہ بودن این حکایت درسلک ہزل شیخ منافی ایزدآں درین باب نصیحت نیست چنانکہ بعضے شارحین گمان کردہ اند چہ آوردن ہزل برائے نصیحت جیسے جہلہ و مولوی سیفر باید مصرع ہزل ہزل نیست میم است سرد ری ۱۲ ام لہ ننوشتند فاعل این فعل قضا و قدر باشد چہ گناہ در افعال اختیار باشد و در بعضے نسخ ننویسند نظر آمدہ دریں صورت معنی نخواہند نوشت باشد ۱۲

قدس نہادم و با حیوانات اُنس گرفتم تا وقتکہ اسیر قید فرنگ

قدس کیطرف نکل گیا ہیں اور حیوانات اسے محبت کی میں نے اُس وقت تک کہ گرفتار قید فرنگ

شدم و در خندق طرابلس[۱] با جہودانم بکار گل داشتند یکے از

کا ہوا ہیں اور خندق طرابلس میں یہودوں کے ساتھ مجھے مٹی اٹھانے کے کام میں مقرر کیا ایک

رؤسای حلب کہ سابقہ معرفتے درمیان ما بود گذر کرد و بشناخت

شخص حلب کے رئیسوں میں سے کہ سابق سے جان پہچان ہم سے رکھتا تھا آیا اور پہچانا

گفت اینچہ حالت ست کہ موجب ملالت ست گفتم چہ گویم قطعہ

کہا یہ کیا حالت ہے کہ سبب آزردگی کا ہے کہا میں کیا کہوں ہیں

ہمیگریختم از مردمان بکوہ و بدشت

بھاگتا تھا میں آدمیوں سے جنگل اور پہاڑوں میں

کہ از خدای نبودم بدیگری پرداخت

کہ سوائے خدا کے نہ تھی مجھے کسی سے مشغولی

قیاس کن کہ چہ حالم بود درین ساعت

قیاس کر کہ میرا کیا حال ہو اُس وقت

کہ در طویلہ[۲] نامردمم بباید ساخت

کہ مجھے طویلے میں جانوروں کے رہنا پڑے

فرو پای در زنجیر پیش دوستان

پا بزنجیر رہنا دوستوں کے سامنے

بہ کہ با بیگانگان[۳] در بوستان

بہتر ہے بیگانوں کے ساتھ باغ میں رہنے سے

بر حالت من رحمت آورد و بدہ[۴] دینار از قید فرنگم باز خرید و با خویشتن

اور پر حالت میری کے مہربانی لایا اور ساتھ دس دینار کے قید فرنگ سے مجھکو مول لیا اور ساتھ اپنے

بحلب برد و دخترے داشت بنکاح من در آورد و چون مدتے بر آمد بدخوئی

بیچ حلب کے لے گیا اور ایک لڑکی رکھتا تھا بیچ نکاح میرے کے لایا جو ایک مدت بر آئی بد خوئی

و ستیزہ روئی آغاز کرد و زبان درازی کردن گرفت و عیش مرا منغص می کرد

اور لڑائی کا منہ بنانا شروع کیا اور زبان درازی کرنا پکڑا اور خوشی زندگی میری کے تئیں مکدر کرتی تھی

طلا می کرد

ہ بیگانوں میں دس دینار

نظم زن بد در سرای مرد نکو

بری عورت گھر میں اچھے آدمی کے

ہمدرین عالم ست دوزخ او

اسی عالم میں سے دوزخ اُس کی

[۱] طرابلس بفتح طائے مہملہ وضم با ولام نام بلدہ از نواحی شام و بلدہ از مغرب و بعضے گویند لفظ رومیست بمعنی معمورہ چنانچہ در قاموس ست آنچہ در اکثر نسخ یائے موحدہ بعد لام واقع شدہ غلط ست ۱۲ [۲] طویلہ معروف بمعنی رسیکہ اسپاں و خران را بندند ۱۲ مؤید [۳] بیگانگان جمع بیگانہ ہائے مختفی را وقت جمع بکاف فارسی بدل کردند و بیگانہ ضد آشنا ست و ہر کہ بمعنے اجنبی حذر قریب گفتہ و لالست ست بر اجنبیت از معنی این لفظ ۱۲ رشی [۴] دنیار با لکسر اصل دینار بد و نون بود بدلیل جمع آن برونا نیز برائے تخفیف نون آن اول بیا بدل کردند و وزنش چہار ماشہ و نصف آن ست ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

زینہار از قرین بد زنہار	وقنا ربنا عذاب النّار
پناہ ہمنشین بد سے پناہ	اور بچائیو ہمیں اے پروردگار عذاب سے جہنم کے

بارے زبان لعنت دراز کردہ ہمی گفت کہ تو آن نیستی کہ پدرم ترا

بارے زبان بدگوئی کی دراز کر کے کہتی تھی تو وہ نہیں ہے کہ باپ میرے نے تجھ کو

از قید فرنگ بدہ دینار باز خرید گفتم بلے من آنم کہ بدہ دینار از

قید فرنگ سے دس دینار کو مول لیا کہا میں نے سچ ہے وہ ہوں میں کہ ساتھ دس دینار کے

قید فرنگم باز خرید و بصد دینار بدست تو گرفتار کرد مثنوی

قید فرنگ سے مجھ کو مول لیا اور ساتھ سو دینار کے بیچ ہاتھ تیرے کے گرفتار کیا

شنیدم گوسفندے را بزرگے	رہا نید از دہان و دست گرگے
سنا ہے میں نے کہ ایک بکری کو ایک بزرگ نے	چھڑایا ایک بھیڑیے کے ہاتھ اور منہ سے
شبانگہ کارد بر حلقش بمالید	روان گوسفند از وے بنالید
رات کو چھری اُسکے حلق پر پھیری	جان بکری کی اُس کے ہاتھ سے روئی
کہ از چنگال گرگم در ربودی	چو دیدم عاقبت خود گرگ بودے
کہ بھیڑیے کے چنگل سے مجھے چھڑایا تو نے	جب میں نے دیکھا آخر تو ہی میرے لئے بھیڑیا تھا

حکایت یکے از پادشاہان عابدے را پرسید کہ عیالان داشت

ایک نے بادشاہوں میں سے ایک عابد کو پوچھا کہ بہت اولاد رکھتا تھا

اوقات عزیز چون میگذرد گفت ہمہ شب در مناجات و سحر در دعا و

کہ اوقات عزیز کو کیونکر بسر کرتا ہے تو اُس نے کہا تمام رات مناجات میں اور صبح کو دعا اور

حاجات و ہمہ روز در بند اخراجات ملک را مضمون اشارت عابد معلوم

حاجات میں اور تمام روز فکر مصارف میں بادشاہ کو مضمون اشارہ عابد کا معلوم ہوا

گشت فرمود تا وجہ کفاف او معین دارند کہ بار عیال از دل او برخیزد مثنوی

فرمایا کہ کچھ وظیفہ اُسکا مقرر کردہ کہ بار بچے کے بالوں کا اس کے دل سے اٹھے

۱؎ وار عاطف وق صیغہ امر از وقی یعنی بمعنی نگہدار ربنا بنصب منادی است بحذف حرف ندا و عذاب النار منصوب ست بر نزع خافض و در استعارہ زن بد خلق از نار پای ست لیسوے آنچہ واشت آمدہ از امیر المومنین علی رضی الله عنہ کہ فرمود در تفسیر آیت ربنا آتنا فی الدنیا و فی الآخرة حسنة زن صالحہ کہ ار حسنة دنیا و حسنة آخرت حور بہشتی داز عذاب النار زن بد خلق اوست ۱۲ ۲؎ گرفتار بدست تو ظاہر ست چہ درین وقت طاقت ادائے صد دینار ندارم کہ آن را دادہ ترا طلاق دہم پس گویا گفت کہ پدرت اول وہلہ مرا من احسان کرد کہ از قید فرنگ برہانید و آن احسان تو گرفتار کرد ۱۲ ۳؎ ہمچنین حال پدرتست کہ اولا از قید فرنگم رہا کرد و آخر مقید کرد و آخر مقید کرد بشیوہ تو ۱۲ ۴؎ عیال عبادت از زنان و فرزندان پس آوردن جمع آن حسب تحقیق فضل ایزدی جہانہ نباشد و

در شرح سرور کی دو دیکھو نے مضمون قطعہ سالان ایاز شنیدہ ۱۲

اے گرفتار پائے بند عیال[1]
اے محبت اولاد میں گرفتار
دگر آزادگی مبند خیال
ہرگز آزاد ہونے کا دھیان مت کر

غم فرزند و نان و جامۂ و قوت
غم اولاد اور روٹی اور لباس اور خوراک کا
باز تت آرد ز سیر در ملکوت
روکتا ہے تجھے فرشتہ خصال ہونے سے

ہمہ روز اتفاق می سازم
تمام دن قصد مصمم کرتا ہوں میں
کہ بشب با خدائے پردازم
کہ رات کو ساتھ خدا کے مشغول ہوں میں

شب چو عقد نماز بر بندم[2]
رات کو جو نیت نماز کی باندھتا ہوں میں فکر کرتا ہوتا ہوں میں
چہ خورد بامداد فرزندم
کہ کیا کھائیں گے صبح کو فرزند میرے

حکایت[3] یکے از متعبدان در بیشہ زندگانی کردے و برگ

ایک شخص عابدوں میں سے جنگل میں زندگانی بسر کرتا اور پتے

درختان خوردے پادشاہے بحکم زیارت نزدیک وی رفت گفت

درختوں کے کھاتا بادشاہ وہاں کا بتقریب ملاقات نزدیک اس کے گیا اور کہا

اگر مصلحت بینی بشہر از برای تو مقامی بسازم کہ فراغ عبادت ازین بہ

کہ اگر مناسب جانو تو شہر میں رہو کہ تمہارے واسطے ایک مکان بنوادوں کہ جمعیت عبادت مناسب ہے بہتر

دست دہد و دیگران ہم برکات انفاس شما مستفید گردند و مصالح

حاصل ہو اور لوگ بھی آپ کی ذات متبرکہ سے فائدہ مند ہوں اور تمہارے اچھے

اعمال شما اقتدا کنند زاہد را این سخن قبول نیامد روی برتافت یکی از وزیران

کاموں کی پیروی کریں زاہد کو یہ بات قبول نہ ہوئی منہ پھیر لیا ایک نے وزیروں میں سے

گفتش پاس خاطر ملک را روا باشد کہ دو سہ روزی بشہر آئی و کیفیت

کہا کہ پاس خاطر بادشاہ بہتر ہے کہ چند روز شہر میں رہو اور سیر

مکان معلوم کنی پس اگر صفائی وقت عزیزان را از صحبت اغیار

مکانات کرو پس اگر آپ کی اوقات عزیز ضائع ہونے لگے صحبت غیروں سے

۱؎ اے حرف ندا رم و منادی از محذوف یعنی اے شخصیکہ گرفتار محبت اولاد مبتنی ہرگز نال آزادگی یعنی ترک تعلق و دنیا و وصول الی اللہ مکن چہ دو شتا بر د مناذات ست ما فہم واللہ اعلم ۲؎ شب چو عقد الخ لفظ دو ہیجا محذوف است اے در شب و جزا سے ... بر قدرت ست اے بخاطرم میگذرد یعنی این است کہ چون در شب نیت نمازی بندم در خیال من می آید کہ وقت صبح فرزندم چہ خورد ۱۲ فرہنگ بہار خانی ۳؎ درین حکایت اثبات آنست کہ درویشان و عارفان را باید کہ فقیر را بر غنا و تمول و خلوت بار کثرت اختیار نمایند و دو ناز نعم شند چہ عبادت ای سنو طیبہ مراد فتن خاطر از تعلقات دنیا ست چہ محبت خدا تعالیٰ با محبت زن و فرزند و غنا دنیا جمع نشود و ازین تقریر وجہ ایراد این حکایت تدوین بات ارتباط آن حکایت سابق ہویدا شد ۱۲

کدورتے باشد اختیار باقیست آوردہ اند کہ عابد بشہر در آمد
کوئی رنج ہووے اختیار باقی ہے نقل کرتے ہیں کہ عابد بیچ شہر کے آیا

و بستان سرای خاص ملک بدو پرداختند مقامی دلکشای
اور باغیچہ محل خاص بادشاہ کا اس کے واسطے خالی ہوا ایک مکان دل کا شگفتہ کرنیوالا

مثنوی

روان آسای چون بہشت
جان کا آرام دینے والا مانند بہشت کے

گل سرخش چو عارض خوبان پھول اس باغ کا مانند رخسارے معشوقوں کے	**سنبلش ہمچو زلف محبوبان** اور سنبل اسکا مثل زلف دلبروں کے
ہمچنان از نہیب برد عجوز ایسا چلے کے جاڑے کے خوف سے	**شیر ناخوردہ طفل دایہ ہنوز** مضمحل جیسے طفل شیر ناخوردہ
شعر افانین علیہا جلنار اور شاخیں اوپر ان کے گل انار	**عُلِّقَت بالشجر الاخضر نار** معلق کی ہے اوپر درخت سبز کے آگ

ملک در حال کنیزک ماہرو پیش او فرستاد کہ صفتش اینست قطعہ
بادشاہ نے اسیوقت ایک لونڈی خوبصورت اسکے واسطے بھیجی کہ تعریف اسکی یہ ہے

ازین مہ پارہ عابد فریبے ایسی مہ پارہ عابد فریب	**ملائک صورتے طاؤس زیبے** فرشتے کی سی صورت طاؤس کی سی زیبائش
کہ بعد از دیدنش صورت نہ بندد کہ بعد اسکے دیکھنے کے ہو نہیں سکتا	**وجود پارسایان را شکیبے** پرہیزگاروں کی ذات کو صبر اور قرار

ہمچنان در عقبش غلامی بدیع الجمال لطیف الاعتدال قطعہ
ویسے ہی اس کے بعد ایک غلام نہایت خوبصورت اور معتدل

ہلک الناس حولہ عطشا مرگئے آدمی گرد اس کے پیاس سے	**وھو ساق یرٰی ولا یسقی** حالانکہ وہ ساقی ہے دیکھتا ہی اور نہیں پلاتا

سلہ بہنیب بفتح نون بلفظ فارسیت یعنی خرف کذا فی شرح سرورے و قال الاحراری بہنیب بکسر نون و یای مجہول نالہ نہائت بمعنی فاش کردن و شارح ناظم گوید اکثر در مہر سنگہا ست بہنیب بکسر ہمیں و یای مجہول تریں بر ء جوز ترکیب افسانی بحیر دراز آخر زمستان و بعضوے ہفت روز و سرورے گوید کہ قولہ ہمچنان یعنے گل و سنبل آن مقام دلکش با وجود مشابہت اشنا بعارض از لبفت محبوبان و رنگ و بو دیگر بہ طافت گو یا بمسنر برد طفل تازہ است کہ ہنوز شیر نخوردہ باشد از خوف و صدمات بندت سرما مضمحل بودند و این اضمحلال دلالت بر خاست لطافت و نازکی کند دار دیعنی نباتت بہ عبر زنال نہال عیناں کہ طفل شیر خوار شیر نباشد بمعنی درین دو بیت لف و لا لحیرز سبق قرار دادہ اند یعنی گل سرخش ہمچو عارض محبوبانت بود چنانکہ طفل دایہ ہنوز شیر خوردہ باشد مانند زلف محبوبان تا چنانکہ عجوز در حالت بردو سرما باشند کہ بسیار خرم کرد

دیده از دیدنش نگشتی سیر	همچنان کز فرات مستسقی
آنکھیں اصل کی دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی ہیں	جیسا کہ دریائے فرات سے بیمار پیاس کا

عابد از طعامهای لذیذ خوردن گرفت و کسوتهای لطیف پوشیدن و
عابد کھانا با مزہ کھانے لگا اور کپڑے اچھے پہننے اور
از فواکه و مشموم و حلاوت تمتع یافتن و در جمال غلام و کنیزک نظر کردن و
میوے کھانے اور عطر سونگھنے اور مٹھائیوں سے برخورداری پانے اور غلام اور لونڈی کے حسن دیکھنے اور
خردمندان گفته اند زلف خوبان زنجیر پای عقل است و دام مرغ زیرک
عقلمندوں نے کہا ہے کہ زلف معشوقوں کی پاؤں کی زنجیر اور جال ہے واسطے دل دانا کے

در سر کار تو کردم دل و دین با همه دانش	مرغ زیرک بحقیقت منم امروز و تو دامی
تیرے ہی خیال میں دل اور دین کھو دیا ہے باوجود عقل کے	مرغ زیرک حقیقت میں میں ہوں اور تو جال

فی الجمله دولت وقت مجموعش بزوال آمد چنانکه گویند قطعه
حاصل کلام زاہد کی دولت خوشی (دلجمعی) کی گھٹ گئی جیسا کہ عقلمندوں نے کہا ہے

هر که هست از فقیه و پیر و مرید	وز زبان آوران پاک نفس
جو شخص ہے فقیر یا پیر یا مرید ہے	یا خوش کلاموں پاکیزہ ذات سے
چون بدنیای دون فرود آمد	به عسل دربماند همچو مگس
جب رس نالائق دنیا میں آیا	شہد میں پھنس گیا مانند مکھی کے

بار دیگر ملک بدیدن او رغبت کرد عابد را دید از هیأت نخستین بگردیده و
آخر بادشاہ نے اس کے دیکھنے کی خواہش کی عابد کو دیکھا پہلی شکل سے بدل گیا ہے
سرخ و سپید بر آمده و فربه شده و بر بالش دیبا تکیه زده و غلام پری
اور سرخ و سفید ہو گیا موٹا ہوا اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے دیبا کا تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور غلام
پیکر با مروحهٔ طاوسی بر بالای سرش ایستاده بر سلامت حالش
پری کی صورت طاؤسی مورچھل لیے اس کے سر پر کھڑا ہوا ہے بادشاہ نے اس کا اچھا حال دیکھ کر

ے یعنی با آنکه مرغ زیرک و هوشیار در دام نیفتد ما در این دام زلف خوبان چندانکه هوشیار و زیرک باشد عقل بپا افتاده گرفتار می شود ۱۲ ے در سر کار کردن کنایت از برباد کردن چنانچه در جهانگیری است و شارح سروری سرکار با اضافت آورده معنی حرف کردم برای کار تو نوشته ۱۲ ے ظاهر این است که پیلے دامی برای خطاب باشد چنانکه لفظ تو قرینه برآنست و بعضی بیای وحدت گفته اند اما در استعمال اول شایع است ۱۲ ے و سر طاوسی بکسر اول دعای جهمله باد بیزن در هندوستان کثیر رواج مگس ران طاؤسی دکھا ہے باد بیزن از پرہائے طاؤس سے سازند ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

شادمانی کرد و از هر درے سخن گفتند تا ملک بانجام سخن گفت چنانکه
خوشی کی اور ہر طرف کی بات چھڑی یہاں تک کہ بادشاہ نے ساتھ آخیر سخن کے کہا جیسا کہ

من این هر دو طائفه را دوست میدارم کس ندارد یکے علما و دیگر
میں ان دونوں گروہوں کے تئیں دوست رکھتا ہوں کوئی نہیں رکھتا ہو ایک عالموں کے تئیں اور دوسرے

زهاد وزیر فیلسوف جهاندیده حاذق که با او بود گفت ای خداوند روی
زاہدوں کو وزیر جہان کا دیکھا ہوا دانا ہر کام کہ ساتھ اس کے تھا کہا اے خداوند روئے

زمین شرط دوستی آنست که با هر دو طائفه نکوئی کنی علما را زر بده تا
زمین کے محبت کی اقتضا یہ ہے کہ دونوں گروہ سے نیکی کیجئے عالموں کو روپیہ دیجئے کہ

دیگر بخوانند و زاهدان را چیزے مده تا زاهد بمانند قطعه
اور لوگ پڑھیں اور زاہدوں کو کچھ نہ دیجئے کہ عبادت نہ چھوڑیں

خاتون خوبصورت و پاکیزه روی را معشوق خوبصورت اور پاکیزہ چہرے کو	نقش و نگار و خاتم فیروزه گو مباش نقش اور نگار اور انگوٹھی فیروزی کی کچھ حاجت نہیں
درویش نیک سیرت و فرخنده رای را فقیر پاکیزہ خصلت اور نیک خو کو	نان رباط و لقمهٔ دریوزه گو مباش روٹی مسافر خانے کی اور لقمہ بھیک کی کچھ احتیاج نہیں
فرد تا مرا هست دیگرم باید جب تک میرے پاس کچھ اور بھی درکار ہے	گر نخوانند زاهدم شاید اگر مجھے زاہد نہ کہیں سزاوار ہے

حکایت مطابق این سخن همچنین پادشاهی را مهمی پیش آمد
قصہ مطابق اسی بات کے اسی طرح ایک بادشاہ کو ایک مہم پیش آئی

گفت اگر انجام این حالت بمراد من بر آید چندین درم دهم زاهدان را
کہا اگر اس کام کا انجام موافق میری خواہش کے آئے اتنے روپے دوں میں زاہدوں کے تئیں

چون حاجتش بر آمد و تشویش خاطرش برفت وفائی نذرش
جب کہ اس کا مطلب حاصل ہوا اور تردد اس کے دل کا جاتا رہا نذر کا پورا کرنا

ے دریں جا باتفاق سروری و دیگر شروح و نسخ مشہور بیت دیگر ست بیت نه ناهد را درم باید نه در بیار برا بید زاهدے دیگر بدست از قطعه آنرا که سیرت خوش و سر لبست خدائے وے نان وقف و لقمهٔ دریوزه اهدست انگشت خوبروے و بینا گوش دلعرب بے گوشواره خاتم فیروزه شاهد ست و بنا گوش بفتح و کاف فارسی متصل گوش که تبازی نذار خوانند و در اسکندری بالفتیم ست و بکسر خطاست و در حل لغات آنچه بنا جبین و گوش است و صاحب شرح نامه بضم تحقیق کرده کنا فی مدار الافاضل ۱۲ ۲ے تا و فیتکه مرا سلا رحق نیست و دیگر طلب کنم دریں صورت اگر زاهدم نخوانند مے شاید ۱۲ ۳ے نذر با لفتح جمید و پیسران ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

بوجود شرط[1] لازم آمد یکے را از بندگان خاص کیسۂ درم داد تا بزاهدان
اس پر لازم ہؤا ایک شخص کو اپنے خاص غلاموں سے روپے کی تھیلی دی کہ زاہدوں کو

صرف کند گویند غلامی عاقل و ہشیار بود ہمہ روز بگردید و شبانگہ باز آمد
بانٹ دے کہتے ہیں غلام دانا اور ہوشیار تھا تمام دن پھرا شام کو پھر آیا

و درمہا را بوسہ داد و پیش ملک بنہاد و گفت زاہدان را چندانکہ طلب
اور داموں کو بوسہ دیا اور بادشاہ کے سامنے رکھا اور کہا جتنا کہ زاہدوں کو ڈھونڈھنا

کردم نیافتم گفت این چہ حکایت ست آنچہ من دانم درین ملک چہار
کیا میں نے نہ پایا کہا یہ کیسی بات ہے جتنا میں جانتا ہوں اس شہر میں چار سو

صد زاہد ست گفت اے خداوند جہان آنکہ زاہد ست نمی ستاند و آنکہ مے
زاہد ہیں کہا اے خداوند جہان جو کہ زاہد ہے نہیں لیتا اور جو کہ لیتا ہے

ستاند زاہد نیست ملک بخندید و ندیمان[2] را گفت چندانکہ مرا در حق
زاہد نہیں ہے بادشاہ ہنسا اور اپنے مصاحبوں سے کہا جتنا کہ میرے تئیں بیچ حق

درویشان و خداپرستان ارادت ست و اقرار این شوخ دیدہ را
فقیروں اور خداپرستوں کے اعتقاد ہے اور اقرار اس بیحیا کو

عداوت ست و انکار و حق بجانب اوست شعر
عداوت ہے اور انکار لیکن حق اس کی طرف ہے

زاہد کہ درم گرفت و دینار زاہد نے کہ روپیہ لیا اور اشرفی	زاہد تر از و یکے بدست آر اس سے زیادہ کوئی زاہد تلاش کر

حکایت[3] یکے از علمائے راسخ پرسیدند چہ گوئی در نان
ایک عالم زبردست سے لوگوں نے پوچھا کیا کہتا ہے تو روٹی

وقف گفت اگر نان از بہر جمعیت[4] خاطر مے ستانند
وقف کی روٹی کے مقدمے میں کہا اگر جمعیت خاطر اور فراغت عبادت کیواسطے لیتے ہیں

[1] شرط چیزیے والبستن قول و فعل خود را در حصول شوے یا فعلے ۱۲ [2] ندیم ہمنشین مشتق از ندامت نادم آید ندیم ۱۲ فاحفظ ۱۲ [3] ما حصل حکایت آنکہ درویشان را بقدر کفاف و جمعیت خاطر و طاقت بر عبادت مال و نان و وقف درد است و اگر اجتماع خاطر نبود محض بنا برگرد آوری نان وقت و تحصیل زر ست ور چہ وقف برائے فراغت خاطر زاہدان و عابدان بوجود آمدہ نہ برائے گرد آوری جمع نمودن زر بلا حاجت آنچہ مستحق اخذ مال وقف شرعاً اسباب حاجت اند نہ ہر کسیکہ خواہد مسرد ۱۲ [4] مے ستانند آمد بدانکہ در اکثر نسخ می ستانند دی نشینند بصیغۂ جمع بنظر آمدہ ۱۲ عہ در بعض نسخ یکے را از علما ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حلال ست واگر جمع از بہر نان می نشیند حرام بیت
حلال ہے اور اگر واسطے روٹی کے جمع ہو کر بیٹھتے ہیں حرام

نان از برای کنج عبادت گرفته اند | صاحبدلان نه کنج عبادت برای نان
روٹی صاحبدلوں نے عبادت کیلئے قبول کی ہے | نہ گوشہ عبادت کا واسطے روٹی کے

حکایت درویشے بمقامی درآمد که صاحب آن بقعه کریم النفس بود طائفه
ایک فقیر ایک جگہ آیا کہ مالک اس مکان کا بزرگ ذات تھا کچھ لوگ

اہل فضل در صحبت او ہر یک بذله و لطیفه ہمیگفتند و درویش راہ بیابان
صاحب بزرگی کے بیچ صحبت اس کی کے ہر ایک نادریات اور لطیفہ کہتے تھے اور فقیر نے راہ جنگل کی

قطع کرده بود و مانده و چیزے نخورده یکے ازان میان بطریق ظرافت
کاٹی تھی اور تھک اور کچھ نہ کھایا ایک نے اس درمیان سے ساتھ راہ خوش طبعی کے

گفت ترا ہم چیزی بباید گفت مرا چون دیگران فضل و ادبی نیست و
کہا تیرے تئیں بھی ایک چیز چاہئے کہنا کہا میرے نئیں مانند دوسروں کے بزرگی اور ادب نہیں ہے اور

چیزے نخوانده ام بیک بیت از من قناعت کنید ہمگنان برغبت گفتند بگو گفت
کچھ نہیں پڑھا ہے میں نے ساتھ ایک بیت کے مجھ سے قناعت کرو سبھوں نے ساتھ رغبت کے کہا کہہ کہا

شعر من گرسنه در برابر سفرهٔ نان | ہمچون عزبم بر در حمام زنان
میں بھوکا دستر خوان روبرو | مثل مرد مجرد عورتوں کے حمام کے دروازے پر

یاران نہایت عجز او بدانستند و سفره پیش او آوردند صاحب دعوت
یار لوگوں نے بہت اسے عاجز جانا اور دسترخوان اسکے سامنے بچھوایا میزبان نے

گفت ای یار زمانے توقف کن که پرستارانم کوفته بریان
کہا اے یار تھوڑا ٹھہر کہ میرے خدمتگار کوفتے تلتے

ہمی سازند درویش سر برآورد و بخندید و گفت شعر
ہیں فقیر نے سر اٹھایا اور ہنسا اور کہا

لے یعنی صاحب دلاں نان وقف را بضرورت اختیار کرده اند تا بکنج نشسته عبادت کنند و برائے فکر معاش مشوش نشوند
آنکه برائے نان کنج عبادت اختیار نمایند تا بدان بسبب مردم نبردار البشان باشند ۱۲ ان ہے بدله یاسر والضم باذال معجمه سخن
لطیف گفتن کذا فی المؤید و مشہور بفتح اول ست و سروری در شرح خود ہم بالفتح آورده ۵ سے چه ازار دور می بینه درد انقت
برانیان قدرتے ندارد ۱۲ ش ہے کوفته لفظ جامدست که در ترکی و فارسی گوشتیکه ریزه ریزه از کاروش کرده باشند
و بیر ند اطلاق آن بکنند ۱۲ عہ سفره بالضم بمعنی چیزیکه بر آن طعام خورند و اند و بفتح اول مشہوراست ۱۲

کوفتہ بر سفرهٔ من گو مباش کوفتے دمیرے دسترخوان پر کر نہ دے	کوفتہ را نان تہی کوفتہ است کہ محنت کشندہ کے لئے صرف روٹی کوفتہ ہے

حکایت مریدے گفت پیر را چہ کنم کز خلائق برنج اندرم از
ایک مرید نے پیر سے کہا کہ میں کیا کروں کہ اہل دنیا سے تکلیف میں ہوں کی
بسکہ بزیارت من ہمی آیند و اوقات مرا از تردد ایشان تشویش می
کثرت سے کہ میری ملاقات کو آتے ہیں اور میری اوقات کو اُن کی آمد و رفت سے پریشانی
باشد گفت ہرچہ درویشانند مر ایشان را وامے بدہ و آنچہ
حاصل ہوتی ہے کہا اُن میں جو لوگ فقیر ہیں انہیں کچھ قرض دے اور جو لوگ
توانگرانند از ایشان چیزے بخواہ کہ دیگر یکے گرد تو نگردند بیت
مالدار ہیں کچھ ان سے مانگ کہ پھر بعد یہاں نہ آویں گے

گر گدا پیشرو لشکر اسلام بود اگر فقیر لشکر اسلام کا ہراول ہو	کافر از بیم توقع برود تا در چین کافر ڈر سے سوال کرنے سے جاوے چین تک

حکایت فقیہی پدر را گفت ہیچ ازین سخنان دلاویز رنگین متکلمان در من اثر
ایک مسئلہ دان نے اپنے باپ سے کہا کہ واعظوں کی باتوں میں سے کوئی مجھ میں
نمیکند بحکم آنکہ نمی بینم مر ایشان را فعلے موافق گفتار شعر
اثر نہیں کرتیں کسواسطے کہ میں ان کے فعل مطابق انکے قول کے نہیں پاتا ہوں

ترک دنیا بمردم آموزند دنیا کا چھوڑنا لوگوں کو تعلیم کرتے ہیں	خویشتن سیم و غلہ اندوزند اور آپ روپیہ اور غلہ جمع کرتے ہیں
عالمے را کہ گفت باشد و بس جس عالم کو فقط قول ہو اور کچھ نہیں	ہرچہ گوید نگیرد اندر کس اگر کچھ کہے اثر نہیں کرتا ہے کسی میں
عالم آن کس بود کہ بد نکند عالم وہ شخص ہے کہ بڑا کام نہ کرے	نہ بگوید بخلق و خود نکند نہ یہ کہ کہے خلق کو اور آپ وہ کام نکرے

؎ خلاصہ مضمون حکایت آنکہ طریقہ عارفان آنست اول ہر چیز کہ میگویند خود عمل میکنند باز بان بوعظ و نصائح بکشایند نادر دیگرے اثر کس پیار شود بہ معنی کہ زنے پسر نام ابو حنیفہ میرفت و گفت کہ این کودکم قند سیاہ بسیار دوست میدارد و بکثرت میخورد یعنے فرمائید تا بگذارد فرمودند کہ بعد سہ روز بیائی نصیحتش خواہم کرد آخر پسر را بعد سہ روز حسب وعدہ نصیحت ہر کس آں فرمود زار پسر ترک خوردش آن نمود حاضران پرسیدند تو دریں چہ حکمت بود فرمودند کہ من ہم ازیں ہمیں ایں را بکثرت میخوردم ہرگاہ برنفس خود اولاً تجربہ کردم یا دیگر باد تعلیم ساخت کلام من در دلش اثر گرفت ؎ متکلمان در لغت بمعنے کلام کنندگان و در اصطلاح فرقہ ایست اہل اسلام آنہا را ظاہر اہل شرع نامند و علمائے ظواہر نیز گویند ۱۲

أَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ **بیت**

آیا حکم کرتے ہو تم آدمیوں نیکی کرنے کا اور اپنے تئیں بھول جاتے ہو

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند	او خویشتن گم ست کرا رہبری کند
جو عالم کامیش و عشرت اور اپنی پرداخت کرے	وہ آپ ہی بھولا ہے کسے راہ بتلادے

پدر گفت ای پسر بمجرد این خیال باطل نشاید روی و در تر بیت

باپ نے کہا اے فرزند فقط اس خیال غیر صحیح سے نہ چاہیئے منہ تعلیم سے

ناصحان بگردانیدن و علمارا بضلالت منسوب کردن و در طلب عالم

نصیحت کرنیوالوں کی پھیرنا اور عالموں کو ساتھ گمراہی کے نسبت کیا گیا کرنا اور بیچ طلب کرنے عالم

معصوم از فوائد علم محروم ماندن ہمچو نابینا ئیکہ شبے در وحل افتادہ بود

پاک کے فائدوں علم سے بے نصیب رہنا مانند اس اندھے کے ہے کہ ایک رات بیچ کیچڑ کے پڑا تھا اور

وی گفت آخر یکے از مسلمانان چراغے فرا راہ من دارید زنے

کہتا تھا کہ بارے اے مسلمانو ایک چراغ میرے سامنے رکھو ایک عورت

فاجرہ بشنید و گفت تو کہ چراغ نمی بینی بچراغ چہ بینی ہمچنین

بدکار نے سنا اور کہا تو کہ چراغ کو نہیں دیکھ سکتا چراغ سے کیا دیکھیگا ایسی ہی

مجلس وعظ چوں کلبۂ بزاز ست آنجا تا نقدے ندہی بضاعتے

مجلس ناصحوں کی مثل بزاز کی دوکان کے ہے کہ جبتک تو وہاں کچھ نقد نہ دیگا کوئی مال

نستانی و اینجا تا ارادتے نیاوری سعادتے نبری **قطعہ**

نہ لیوے گا اور یہاں جبتک تو اعتقاد نہ لادیگا سعادت نہ حاصل کریگا

گفت عالم بگوش جان بشنو	ور نماند بگفتنش کردار
فرمانا عالم کا دل کے کان سے سن	اگرچہ مطابقت نہ رکھتا ہو قول سے فعل اسکا
باطل است آنچہ مدعی گوید	خفتہ را خفتہ کے کند بیدار
غلط ہے جو کچھ دعوے کرنیوالا کہتا ہے	کہ سوتے کو سوتا کب جگا سکتا ہے

ب ۱ مقصود از تمثیل آنست کہ علم ہمچو چراغست و سائل معترض ہمچو اعمی پس چگونہ زہدایت یابد از علم چہ برائے ہدایت اول ارادت شرطست پس ارادت بمنزلہ دخداست و علم بمنزلہ رکان براند ۱۲ یعنے مماثل و مشابہ شدن ۱۲ ۳ مقولہ اش مصرع تا نیست ای آنکہ مدعی گوید کہ خفتہ را یعنی مرد غافل و جاہل را خفتہ یعنے عالم بے عمل بیدار ائے ہدایت نمیشواند کرد تو لیست باطل بدلیل قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ یؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر ای حق تعالےٰ این دین را تائید میکند بسبب وعظ و نصائح مرد بدکار و بے عمل ۱۲ ۴ فاجرہ بہ وزن فاجر بمعنی خوش طبع آمدہ است ۵ کلمہ بمعنے دوکان و ہزالفتح موجدہ و نشدید مجمہ جامہ و بزار جامہ فروش ۱۲

مرد باید که گیرد اندر گوش
آدمی کو چاہیے کہ دل سے سنے

ور نبشتست پند بر دیوار قطعه
نصیحت اگرچہ دیوار پر لکھی ہو

صاحبدلے بمدرسه آمد ز خانقاه
ایک صاحبدل مدرسے میں خانقاہ سے

بشکست عہد صحبت اہل طریق را
اور ارباب معرفت سے مصاحبت کا عہد توڑا

گفتم میان عالم و عابد چه فرق بود
کہا میں نے عالم اور زاہد میں کیا فرق تھا

تا کردی اختیار ازان این فریق را
کہ تو نے اختیار کیا اس فرقے سے اس فرقے کو

گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج
کہا وہ یعنی زاہد اپنی ہی کملی بچاتا ہے دریا کی لہر سے

وین جهد میکند که بگیرد غریق را
اور یہ یعنی عالم کوشش کرتا ہے کہ خلاصی پہنچے ڈوبنے ہوئے کو

حکایت[۱] **یکے بر سر راہے خفته بود و زمام اختیار از دست رفته عابدے**
ایک شخص اوپر سر ایک راہ کے سوتا تھا اور باگ اختیار کی ہاتھ سے گئی ایک عابد نے

بروے گذر کرد و در آنحالت مستقبح او نظر کرد جوان از خواب
اوپر اسکے گذر کیا اور اس کے برے حال کو دیکھا جوان نے خواب

مستی سر بر آورد و گفت وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا قطعه
مستی سے سر اٹھایا اور کہا اور جب گذرتے بری چیز پر گذرتے ہیں مثل کریم کے

وَإِذَا رَأَيْتَ أَثِيمًا كُنْ سَاتِرًا وَحَلِيمًا
جسوقت دیکھے تو گنہگار کے تئیں ہو پردہ پوش اور حلیم

يَا مَنْ يُقَبِّحُ أَمْرِي لِمَ لَا تَمُرُّ كَرِيمًا
اے وہ کوئی کہ جانتا ہے بُرے کام کو کیوں نہیں گذرتا جوانمرد

قطعه متاب اے پارسا روے از گنہگار
مت پھیر اے عابد منہ گنہگار سے

به بخشایندگی در وے نظر کن
نگاہ بخشش سے اسکی طرف دیکھ

اگر من ناجوانمردم بکردار
اگر میں نالائق ہوں کاموں میں

تو بر من چون جوانمردان گذر کن
تو میری طرف جوانمردوں کے مانند گذر کر

حکایت[۲] **طائفه رندان بخلاف درویشی بدر آمدند و سخنان ناسزا**
چند شخص آزادوں میں سے ایک درویش کی مخالفت میں آئے اور باتیں نالائق

[۱] وظاہر است نصیحتیکہ از عالم بے عمل صادر شود او نی داودن از مکتوب بر دیوار نیست و مراد آنست کہ بقول لا تنظر الی
من قال وانظر الی ما قال ہرجا کہ کلام بہتر واستوار باشد بشنود و قبول نماید ۱۲ [۲] یکے از اخلاق درویشے آنست کہ بر حال کسے نظر
نکند عمداً آنقول نقلے و از امرہ بالیقہ مراد کرا ما پس عالمے عمل را وہر کہ تخلق باخلاق بہتر باشد بہ نظرات کار و حقارت نہ بیند بد و ابطال
حکائت بیایت حکایت سابق ہر دو معلوم شد ۱۲ [۳] محصل حکایت آنکہ ز اخلاق درویشاں ست تحمل بر جور و جفا و رنجیدن از ستم
اعداد مقدم بر این امر اول نظر نکردن بر عیوب دیگران بابدان معاملہ نیکاں کردن چہ کسے را کہ این مرتبہ حاصل شود
راضی برضائے الہی بود و شاکی

گفتند و بزدند و برنجانیدند شکایت از بیطاقتی پیش پیر طریقت برد

کہیں اور فقیر کو مارا اور ستایا وہ بسبب بے صبری کے حضور میں پیر مرشد کے شاکی ہوا

کہ چنین حالے رفت گفت ای فرزند خرقۂ درویشان جامۂ رضاست

کہ یہ ماجرا مجھ پر گذرا پیر نے کہا اے فرزند خرقہ فقیروں کا جامہ رضامندی کا ہے

ہر کہ درین کسوت تحمل بیمرادی نکند مدعیست و خرقہ برو حرام ست قطعہ

جو شخص یہ لباس پہنے اور بردباری نامرادی کی نکرے جھوٹا ہے اور خرقہ اسپر حرام ہے

دریای فراوان نشود تیرہ بسنگ

دریا بڑا نہیں ہوتا ہے گندا ساتھ پتھر کے

قطعہ گر گزندت رسد تحمل کن

اگر تجھے کوئی صدمہ پہنچے اٹھالے

اے برادر چو عاقبت خاک ست

اے بھائی جو آخر کو خاک ہونا ہے

عارف کہ برنجد تنگ آبست ہنوز

عارف اگرچہ رنجیدہ ہووے تھوڑا پانی ہوا ابتک

کہ بعفو از گناہ پاک شوی

کہ بسبب عفو کے گناہ سے پاک ہو جاویگا

خاک شو پیش ازانکہ خاک شوی

ناچیز ہو پہلے اس سے کہ خاک ہووے تو

حکایت منظوم

کہانی نظم میں

این حکایت شنو کہ در بغداد

یہ قصہ سن تو کہ بغداد میں

رایت از گرد راہ و رنج رکاب

نیزے نے راہ کی رنج اور رکاب کی مشقت سے

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم

میں اور تو دونوں غلام ایک ہی مالک کے ہیں

من ز خدمت دمی نیاسودم

میں خدمت سے ایک دم نہ باز رہا

رایت و پردہ را خلاف افتاد

نیزے اور پردے میں جھگڑا پڑا

گفت با پردہ از طریق عتاب

کہا پردے سے ازراہ غضب کے

بندۂ بارگاہ سلطانیم

اور بندہ بارگاہ بادشاہ کے

گاہ و بیگاہ در سفر بودم

وقت بیوقت سفر میں تھا

ؔ۱ لفظ ناہراہ کہ در عوام شہرت دار غلط است صحیح بیراد مولانا فرمایا کہ عاشقان از ہجر دیا خویش خوان آزردگو بہ کہ اعمال دارد کہ نامراد ہمچو ناہنجار خلاف قیاس آمدہ باشد ۱۲ ؔ۲ چہ خدا تعالےٰ در شان مومنین متقین فرماید والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس ای لبشاشند فرو خورندہ غضب و بخشانندہ تقاصیر از مردمان پس معلوم اتفاقمت پرہیزگاری دراں مستلزم عفوہ گناہ ست ۱۲ ؔ۳ رکاب بالکسر معروف یعنے حلقہ راز آہن کہ راکب براں پاے خود میگذرد از رنج رکاب اینکہ سوار وسط نیزہ راز دو دست گرفتہ شدہ فلیج بحلقہ اندر نیزہ بر قریب بپای خود میگذارد و ازیں طور معاینہ یا ئنہ نیزہ قلعہ ارسودن ونکاک آن موجود میباشد ؔ۴ پردہ بچیز یکہ حائل بود از نظر بسران طعام قناتے گویند ۱۲

تو نہ رنجِ آزمودہ نہ حصار
تو نے رنج کی عقیقت جانی نہ قلعہ کشائی کی

نہ بیابان و باد و گرد و غبار
نہ جنگل نہ راہ کی گرد و غبار کی

قدمِ من بہ سعی پیشتر ست
پانوں میرا محنت میں تجھ سے بڑھا ہوا ہے

پس چرا راحت تو بیشتر ست
کس واسطے مرتبہ تیرا زیادہ ہے

تو بر بندگانِ مہ روئی
تو غلامانِ خوبصورت کے پاس ہے

با کنیزانِ یاسمن بوئی
اور خوبصورت لونڈیوں کے ساتھ

من فتادہ بدستِ شاگردان
میں پڑا ہوں شاگرد پیشہ کے ہاتھ میں

بسفر پای بند و سرگردان
سفر میں گرفتار اور گردش میں

گفت من سر بر آستان دارم
پردے نے کہا میں سر چوکھٹ پر رکھتا ہوں میں

نہ چو تو سر بر آسمان دارم
نہ تیری طرح سر آسمان پر رکھتا ہوں میں

ہر کہ بیہودہ گردن افرازد
جو شخص کہ بیہودہ دعویٰ کرتا ہے

خویشتن را بہ گردن اندازد
آپ کو سر کے بل گراتا ہے

حکایت یکے از صاحبدلان زور آزمای را دید بہم بر آمدہ و کف
ایک نے صاحبدلوں میں سے ایک پہلوان کو دیکھا جھنجھلایا ہوا اور کف

بر دہان انداختہ گفت این را چہ حالتست گفتند فلان دشنام اوش گفت
اوپر منہ کے ڈالے ہوئے کہا اس کی کیا حالت ہے لوگوں نے کہا فلانے شخص نے اُسے گالی دی ہے صاحبدل نے کہا

این فرومایہ ہزار من سنگ میبردارد و طاقت سخنی نمی آرد قطعہ
یہ کمینہ ہزار من کا پتھر اٹھاتا ہے اور ایک بات کی برداشت نہیں کرسکتا

لافِ سر پنجگی و دعوی مردی بگذار
دعا پہلوانی کا اور دعوی شہ زوری کا چھوڑ دے

عاجز نفس فرومایہ چہ مردی چہ زنی
عاجز اپنے نفس شریر سے کیا مرد کیا کوئی عورت

گرت از دست بر آید دہنی شیرین کن
اگر تجھ سے ہو سکے منہ میٹھا کر

مردی آن نیست کہ مشتے بزنی بر دہنی
شہ زوری وہ نہیں ہے کہ ایک گھونسا مارے تو کسی کے منہ پر

سلہ آزان حصار عبارت است از جنگ کردن و ہمچنین بیابان و گرد و غبار کہ مراد از آں سفر کردن است ۱۲ سلہ در اکثر نسخ تو کہ بر بندگان واقع شدہ دا این کاف بسیارے موقع افتادہ صحیح بر بندگان اضافت بر بمعنی پیش ۱۲ سلہ شاگرد در اصل بمعنی خادم ست و بمعنی تلمیذ مجازاً شہرت گرفتہ چنانچہ ازین بیت واضح میشود ۱۲ سلہ فرومایہ ناقص و کم مایہ و آنکہ کارہائے کمینہ ازو بر آید ۱۲ سلہ لاف معروف و لاف زدن بخود ستائی خود بر دیگرے بانگ شدہ و بمعنے حریفے لفظے بنزآ بدہ ۱۲ موید سلہ اے خود را بہ گردن اندازد کہ موجب شکست گردن گردد ۱۲ خیابان سلہ کہ مردانگی ہمیں است ۱۲ سرورے ۱۲

قطعه اگر خود بر درد پیشانی پیل
اگر پھاڑ ڈالے ہاتھی کا ماتھا
نه مردست آنکه در وی مردمی نیست
مرد نہیں ہے وہ اگر اُسمیں آدمیت نہ ہو
بنی آدم سرشت از خاک دارند
اولاد آدم کی خمیر خاک سے رکھتے ہیں
اگر خاکی نباشد آدمی نیست
جو خاکساری نہ کرے آدمی نہیں ہے

حکایت بزرگے را پرسیدم از سیرتِ اخوان صفا گفت کمینه آنکه
ایک بزرگ کے تئیں پوچھا میں نے خصلت بھائیوں صفا کی سے کہا کمینہ وہ
مراد خاطر یاران بر مصالح خویش مقدم دارد حکما گفته اند
شخص ہے کہ مقصد خاطر یاروں کا اوپر مصلحتوں اپنی کے مقدم رکھے حکیموں نے کہا ہے
برادر که در بند خویش ست نه برادرست و نه خویش ست فرد
بھائی کہ بیچ فکر اپنی کے ہے نہ بھائی ہے اور نہ اپنا ہے

همره اگر شتاب کند در سفر بایست
ساتھی جو جلدی کرے سفر میں تو ٹھہر رہ
دل در کسے مبند که دل بسته تو نیست فرد
دل نہ بیچ کسی کے مت باندھ کہ دل بندھا ہوا تیرا نہیں ہے
چون سعد خویش را دیانت و تقوٰی[1]
جو نہ ہووے عزیز کے تئیں دینداری اور پرہیزگاری
قطع رحم بهتر از مودت قربی
قطع کرنا قرابت کا بہتر ہے دوستی سے عزیز دل کی

یاد دارم که یکے مدعی درین بیت بر قول من اعتراض کرده بود و گفته
یاد رکھتا ہوں میں کہ ایک مدعی نے بیچ اِس بیت کے اوپر قول میرے کے طعنہ کیا تھا اور کہا
که حق تعالی در کتاب مجید از قطع رحم نهی کرده است و بمودت ذوالقربی
کہ حق تعالیٰ نے بیچ کتاب مجید کے قطع کرنے قرابت سے منع کیا ہے اور ساتھ دوستی صاحب قرابت کے
فرموده و آنچه تو گفتی مناقض آنست گفتم و ان جاهداک علی
فرمایا ہے اور یہ جو تونے کہا ضد اسکی ہے کہا میں نے اور اگر کوشش کریں تیرے نہیں
ان تشرک بی ما لیس لک به علم فلا تطعهما بیت
اوپر اِس بات کے کہ شرک کرے تو ساتھ میرے جسکی تجھ کو خبر نہیں ہے پس نہ مان کہنا اُن کا

[1] بدانکه از قواعد اسمی است که برا اسمیکه رباعی مقصود یا شبه الفش را با خوانند و ماقبل را کسره دهند چون تقوٰی دقربی
ودعوی و عیسٰے لبشیر الیه بکلام السروری ۱۲ [2] وجه استدلال اجمله اهل قرابت از اعانت قریب و کمک دیگر وقت فرد
ماندن آن در مصیبت وافتادنش و بلا دست بردار ند لامحاله براه خلاف شرع رفته باشد وحق از امر مخالف شرع اتباع والدین که
واجب الاطاعة ستند مما نعت فرموده تا بقربیان دیگر چه رسد و باجمله در صورت مخالفت و اختیار راه خلاف شرع ترک
صله رحم از قربیان جائز ست بحکم ترک اطاعت والدین که جبار نست از ترک عمله ارحیم نکام اختیار راه خلاف شرع [3]
رحم بالفتح وبالضم بمعنی بخشودن و بالفتح وکسر حاء حطی بروزن کتف و بالکسر وسکون حا بروزن ببر بمعنی قرابت و خویشی و بچه دان ۱۲ م

هزار خویش که بیگانه از خدا باشد ہزار اقربا کو خدا سے بیگانے ہوں	فدای یک تن بیگانه کاشنا باشد فدا ہیں ایک شخص بیگانے پر کہ خدا شناس ہو

حکایت منظوم
کہانی نظم میں

پیرمردی لطیف در بغداد ایک پیر مرد ظریف نے بغداد میں	دختر ک را به کفش دوزی داد اپنی لڑکی کا نکاح ایک موچی سے کردیا
مردک سنگدل چنان بگزید اُس مردک بے رحم نے	لب دختر که خون ازو بچکید لڑکی کا ہونٹھ ایسا کاٹا کہ خون اُس سے ٹپکا
بامدادان پدر چنان دیدش صبح کو باپ نے اُسکا یہ حال دیکھا	پیش داماد رفت و پرسیدش داماد کے سامنے گیا اور اُس سے پوچھا
کای فرومایه این چه دندانست کہ اے کمینے یہ کیسے دانت ہیں	چند خائی لبش نه انبان ست کب تک چباؤ بگا تو اُسکے لب کو یہ چمڑا نہیں ہے
بمزاح نگفتم این گفتار ظرافت سے میں نے یہ کلام نہیں کہا ہے	هزل بگذار و جد ازو بر دار مسخرے کو چھوڑ اور اچھی بات قبول کر
خوی بد در طبیعتی که نشست بُری خو جس طبیعت میں قائم ہوگئی	نرود جز بوقت مرگ از دست تا وقت مرگ نہیں جاتی

حکایت آورده اند که فقیهی را دختری بود بغایت زشت روی بجای
کہتے ہیں کہ ایک دانشمند کی ایک بیٹی تھی نہایت بد صورت

زنان رسیده با وجود جهاز و نعمت کسی در مناکحت او رغبت نمیکرد
جوان ہوگئی تھی باوجود جہیز اور بہت نعمت کے کوئی اُسکے ساتھ نکاح کی خواہش نکرتا تھا

زشت باشد دبیقی و دیبا بُرا معلوم ہوتا ہے دبیقی اور دیبا	که بود بر عروس نازیبا اگر ہو بد صورت دلہن کے بدن میں

۱ مزاح بالکسر لطیفه خوش طبعی که دیگری را نشاط آرد و از صدق عاری نباشد و هزل بفتحتین سخرگی کردن و بیهوده گفتن و با لفتح بازی و جد بالکسر ضد هزل یعنی کلام چیده و متین پسندیده ۱۲ ۲ سروری گوید که مسموع از اساتذه بوده است و آنچه در بعضی نسخها دیده و در بعضی دیگر نوید واقع است رکیک است باوجود رکاکت تعلیم بنیا در ۲۵ بجلی بجای زنان رسیده ای جوان شده و بلوغ رسیده ۱۲ ۳ دبیقی بالفتح دال و فا ت جامه باریک که از مصر آرند ۱۲ ۴ بنان پوست بر عنان منسک کرده شده که در دیباشان ۱۲

فی الجملہ بحکم ضرورت با ضریرے عقد نکاحش بستند و آوردہ اند کہ حکیمے[1]

حاصل کلام کا ساتھ حکم ضرورت کے ساتھ ایک اندھے کے گرہ نکاح اسکے کی باندھی کہتے ہیں کہ ایک حکیم

دران تاریخ از سراندیپ[2] آمدہ بود کہ دیدۂ نابینا را روشن ہمیکرد فقیہ را گفتند

بیچ اُس تاریخ از سراندیپ آمدہ بود کہ دیدۂ نابینا را روشن کرتا تھا دانشمند کے تئیں کہا

چرا داماد خود را علاج نکنی گفت ترسم کہ بینا شود و دخترم را طلاق دہد

کیوں اپنے داماد کی دوا نہیں کرتا ہے تو اُسنے کہا میں ڈرتا ہوں کہ آنکھ والا ہو جاوے اور میری بیٹی کو طلاق دیدیوے

شوئے زن زشت روے نابینا بہ

شوہر بدصورت عورت کا اندھا ہی اچھا

حکایت پادشاہے بدیدۂ استحقار در طائفۂ درویشان نظر کردے

ایک بادشاہ نے نظر حقارت سے فقیروں کے گروہ کی طرف دیکھا

یکے ازان میان بفراست بجای آورد و گفت ای ملک ما درین دنیا

ان میں سے ایک شخص نے عقلمندی سے معلوم کیا اور کہا رے بادشاہ ہم لوگ اس دنیا میں

بہ عیش از تو خوشتریم و بہ جیش از تو کمتریم و بمرگ

تجھ سے عیش میں بہتر اور لشکر میں کم ہیں اور مرجانے میں

برابریم و بقیامت بہتر انشاء اللہ تعالےٰ مثنوی

برابر ہیں اور قیامت کے دن خدا اگر چاہے تو بہتر

اگر کشور کشائے کامران ست[3]

اگر کوئی بادشاہ بامراد ہے

دران ساعت کہ خواہند این و آن مرد

جسوقت کہ یہ اور وہ دونوں جاویں گے

چو رخت از مملکت بربست خواہی

جو کارخانہ بادشاہی کا اٹھا دے گا تو

وگر درویش حاجتمند نان ست

اور اگر فقیر حاجتمند روٹی کا ہے

نخواہند از جہان بیش از کفن برد

جہان سے ایک کفن کے سوا کچھ نہیں لیجاوینگے

گدائی بہترست از پادشاہی

فقیری بہتر ہے بادشاہی سے

[1] مراد از حکیم در ینجا طبیب حاذق و کامل است ۱۲ [2] سراندیپ بفتح دال فارسی جزیرہ ایست در میان بحر انطلاسی ہندست و در عجائب البلدان مرقوم ست کہ شہریست بزرگ گرد ہشتاد کلہ وارد و بہر محلہ فرسنگے و حدے باد دریا دارد و بر لب آن کوہ آدم علیہ السلام است و عدی یاظلمات و حدے با مطلع آفتاب و حدے بہ ہندوستان کذا فی الابراہیمی خلاصہ حکایت دلیب آن در اشعار اخیر است ازان ربط بیاب و حکایت مطابق بر ریاضت میشود ۱۲ [3] چرا کہ دل درویشان از مشاغل کہ باعث مد گونہ تشویش ست خالے ست و سر درے ۱۲ [4] لفظ کامران خبر کشور کشا صفت آن تواند بود و حاجتمند خبر درویش و صفت آن کہ ہر دو طریق راست می آید ۱۲ نو رشد الاعداد ۱۲

طریقت ظاہر درویشی جامۂ ژندست و موئے سترده

ظاہر فقیروں کا لباس گدڑی ہے اور بال منڈے ہوئے

و حقیقت آن دل زنده و نفس مرده قطعہ

اور حقیقت میں دل زندہ اور نفس مرا ہوا

نہ آن کہ بر در دعوی نشیند از خلقے نہیں ہے وہ شخص کہ ایک عالم سے دعویٰ کرے بیوقوفی سے	وگر خلاف کنندش بجنگ برخیزد اور اگر خلاف اُسکے کریں لڑانے کو طیار ہو
کہ گر ز کوہ فرو غلطد آسیا سنگے بلکہ اگر پہاڑ سے گرے ایک چکی پتھر کی	نہ عارفست کہ از راه سنگ برخیزد وہ شخص خداشناس نہیں ہے جو پتھر کی راہ سے اُٹھ جائے

طریقت طریق درویشان ذکرست و شکر و خدمت و طاعت

طریق فقیروں کا ذکر اور شکر ہے اور خدمت اور اطاعت

و ایثار و قناعت و توحید و توکل و تسلیم و تحمل ہر کہ بدین صفتہا

ایثار بخشش اور قناعت اور توحید اور توکل اور سر جھکانا اور بردباری جو شخص ان صفتوں سے

کہ گفتم موصوفست بحقیقت درویش ست و اگر در قباست اما

کہ بیان کیں میں نے موصوف ہو وہ حقیقت میں فقیر ہے اور اگرچہ دنیادار دل کے لباس میں ہے لیکن

ہرزه گردے بے نماز ہوا پرست ہوس باز کہ روزہا بشب آرد در بند

بیہودہ پھرنے والا بے نماز خواہش درست بوالہوس کہ دنوں کو رات کرے بیچ فکر

شہوت و شبہا روز کند در خواب غفلت و بخورد ہرچہ در میان

خواہش نفس کے اور راتوں کو دن کرے خواب غفلت میں اور کھائے جو کچھ پاوے

آید و بگوید ہرچہ بر زبان آید رندست و اگر در عباست قطعہ

اور کہے جو کچھ زبان پر آئے بدراہ ہے اور اگرچہ عبا پوش ہے

ای درونت برہنہ از تقوی اے باطن تیرا خالی پرہیزگاری سے ہے	کز برون جامۂ ریا داری کہ باہر سے لباس مکر کا رکھتا ہے تو

۱ جلف بفتح جیم مسخره بیباک و سفیہ و میانہ تہی گدائی المؤید و در نسخہ سروری و دیگر نسخ خلفی بخای معجمہ است مگر نظر بمعنی کتاب بہتر است ۱۲ ش ۲ بلکہ عارف کسے ست کہ راضی باشد بقضا الہی ۱۲ ش ۳ ظاہر آنست کہ ذکر بکسر ذال معجمہ چنانکہ مصطلح متصوفہ است باشد و بضم ذال بمعنے و خلاف نسیان نیز خصوصیت اند شلا مابعدی دادر ۱۲ ع ۴ توکل عبارت است از اعتماد بر چیزے بکہ برسد بسوئے بنده جانب نقد بباید. و اعراض از چیزے بکہ دو دوست مردمان ست و تسلیم انقیاد یعنی اظہار عبودیت ز اہل تحقیق بر آنند کہ توکل مرتبہ اولی ست و آن از اوصاف ومنین ست و تسلیم مرتبہ و آن از اوصاف است و تفویض مرتبہ نہایت است و آن وصف آنکس خواص ست سروری ۱۲

پردۂ ہفت رنگ در بگذار
پردۂ ہفت رنگی ترک کر

مثنوی دیدم گل تازہ چند دستہ
دیکھے میں نے گل تازہ کے کئی دستے

گفتم چہ بود گیاہ ناچیز
کہا میں نے کیا زہرہ رکھتی ہے گھاس ناچیز

بگریست گیاہ و گفت خاموش
یہ روئی گھاس اور کہا چپ رہ

گر نیست جمال و رنگ و بویم
اگرچہ نہیں خوبصورتی اور رنگ و بو مجھ میں

من بندۂ حضرت کریمم
میں بندہ درگاہ خدا کا ہوں میں

گر بے ہنرم و گر ہنرمند
یا بے ہنر ہوں میں یا عقلمند

باآنکہ بضاعتے ندارم
باوجودیکہ کچھ مایہ نہیں رکھتا ہوں میں

او چارۂ کار بندہ داند
وہ تدبیر بندے کے کام کی جانتا ہے

رسمست کہ مالکان تحریر
رسم ہے اہل فرمان کی

اے بار خدائے عالم آرای
اے خدا عالم کے بنانے والے

تو کہ در خانہ بوریا داری
تو کہ گھر میں بوریا رکھتا ہے تو

برگنبدے از گیاہ بستہ
ایک گنبد پر گھاس سے بندھے ہوئے

تا در صف گل نشیند او نیز
کہ صف میں پھولوں کے وہ بیٹھے

صحبت نہ کند کرم فراموش
صحبت نہیں کرتی کرم کو فراموش

آخر نہ گیاہ باغ اویم
آخر کیا نہیں گھاس اسکے باغ کی ہوں میں

پروردۂ نعمت قدیمم
پلا ہوا نعمت قدیم کا ہوں میں

لطفست امیدم از خداوند
عنایت کی امید ہے مجھکو خدا سے

سرمایۂ طاعتے ندارم
اسباب عبادت کا نہیں رکھتا ہوں میں

چون ہیچ وسیلتش نماند
جب کوئی بندے کو وسیلہ نہیں رہتا

آزاد کنند بندۂ پیر
آزاد کرتے ہیں ضعیف غلام کو

بر سعدی پیر خود ببخشائے
اپنے سعدی ضعیف پر بخشش کر

ے مراد از نعمت قدیم وجود است کہ از کتم عدم بمنصۂ ظہور برون آمدن عبارت از دست و غرض ازین بیان آنست کہ ہرگاہ حق عزوجل از راہ عنایات کسوت وجود پوشانیدہ باین نعمت اعزاز بخشید امید دارم کرہم بدیگر نعم کہ منتظر ع بر آنست نیز اعزاز ہی خواہد بخشید ۱۲ ئے اے کسانیکہ قدرتے دارند برآزاد کردن بندگان چنانکہ مالک یوم الدین یعنے کسیکہ صاحب تصرف بروز قیامت است ۱۲ ئے صاحب بحر الغرائب بار خدای را بمعنے مولا نوشتہ و معنی از صحاح فارسی نقل کردہ اند کہ بار مخفف باری بحذف یا کہ نامیست از نامہای آلہی مشترک در لغت عرب و عجم و برین تقدیر بار خدای لفظ مرکب باشد و بعض از فضول نقل کردہ اند کہ معنی بلد خدای در لغت فارسی خدائے بزرگ است لیکن مناسبت بلفظ اعتاق معنی اولی است کہ از بحر منقول شدہ ۱۲۔ ع ۲۲ تحریر از باب تفعیل بمعنے آزاد کرد ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

سعدی رہ کعبۂ رضا گیر
اے سعدی راہ رضا کے کعبے کی لے
بدبخت کسیکہ سر بتابد
بدبخت وہ شخص ہے کہ سر پھیرے

اے مردِ خدا رہِ خدا گیر
اے مرد خدا راہ خدا کی لے
زین در کہ درِ دگر نیابد
اِس دروازے سے کیونکہ دوسرا دروازہ نہ پاوے گا

حکایت حکیمے را پرسیدند از سخاوت و شجاعت کہ کدام بہتر
ایک حکیم سے پوچھا کہ سخاوت اور جوانمردی میں سے کون بہتر ہے
است گفت آنکس را کہ سخاوتست بشجاعت حاجت نیست فرد
کہا جسے کہ سخاوت ہے جوانمردی کی احتیاج نہیں

نبشتست بر گورِ بہرام گور
لکھا ہے بہرام گور کی قبر پر
نماند حاتم طائی ولیک تا ابد
نہ رہا حاتم طائی اور لیکن قیامت تک
زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلہ رز را
زکوٰۃ مال کی نکال کہ شاخ انگور کو

کہ دستِ کرم بہ کہ بازوے زور قطعہ
کہ ہاتھ بخشش کا بہتر ہے بازو سے زور کے
بماند نام بلندش بہ نیکوئی مشہور
رہا نام بلند اُسکا نیکی میں مشہور
چو باغبان بزند بیشتر دہد انگور
جب باغبان تراشتا ہے زیادہ دیتی ہے انگور

باب سوم در فضیلت قناعت
تیسرا باب قناعت کی فضیلت میں

حکایت خواہندۂ مغربی در صف بزازان حلب میگفت ای خداوندان
ایک سائل پچھان کا رہنے والا حلب کے بزازوں کی قطار میں کہتا تھا اے نعمت والو
نعمت اگر شمارا انصاف بودی و مارا قناعت رسم سوال از جہان برخاستے
اگر تمہیں انصاف ہوتا اور ہمیں توکل رسم سوال کی جہان سے اٹھ جاتی

قطعہ ای قناعت توانگر گردان
اے توکل مجھے دولتمند کر

کہ ورای تو ہیچ نعمت نیست
کہ تیرے سوا کوئی نعمت نہیں ہے

۱ رضا در لغت بمعنی خوشنودی و در اصطلاح عارفان مراد از راضی بودن بر قضائے آلہی در ہمہ حال ۱۲ ۲ زین در کہ آہ این کاف تعلیلیہ است از انکہ باشد در رہا در شمارہ لیبو دی در حق سبحانہ و تعالے ۱۲ ۳ حاتم بکسر تا ست و در فارسی بفتح ہم آمدہ شعرا یا تم و تم قبیلہ گردہ اند داد پسر عبداللہ طائی است یعنی منسوب بہ قبیلہ طے ۱۲ شرح ۴ فضلہ رز بضم زا در فتح رائے مہملہ کنایہ از شاخ و برگ کہ زائد و بیکار را فسنہ ہر سال باغبانان می تراشند ۱۲ ۵ نسبتی است ۱۲ ۶ مقتضائے انصاف دادن زکوۃ و صدقات است و نیز درخواست دیگرے کہ موجب قناعت و صبر اکتفا است بر ادائے از قوت و ترک سوال ۱۲ ۱۲ ۱۲

هر کرا صبر نیست حکمت نیست جس شخص کے تئیں صبر نہیں ہے حکمت نہیں ہے	**کنج[1] صبر اختیار لقمان ست** گوشہ صبر کا اختیار لقمانؒ کا ہے

حکایت دو امیرزاده در مصر بودند یکے علم آموخت و دیگر مال اندوخت

دو امیرزادے مصر میں تھے ایک علم کی تحصیل کرتا اور دوسرا مال جمع کرتا تھا

عاقبۃ الامر یکے علامہ گشت و آن دگر عزیز مصر شد پس

انجام کار ایک بڑا عالم ہوا اور وہ دوسرا وزیر مصر کا ہوا اوسوقت

این توانگر بچشم حقارت در فقیہ نظر کردے و گفتی من بسلطنت

اس دولتمند نے حقارت سے اس عالم کیطرف دیکھنا اور کہا میں اوپر سلطنت کے

رسیدم و این ہمچنان در مسکنت بماند گفت ای برادر شکر نعمت

پہنچا اور یہ ویساہی بیچ مفلسی کے رہا کہا اے بھائی شکر نعمت

باری عز اسمہ ہمچنان بر من افزون ترست کہ میراث پیغمبران یافتم

خدا کا بزرگ ہے نام اُس کا ایسا اوپر میرے زیادہ ہے کہ میراث پیغمبروں کی پائی ہیں نے

یعنی علم و ترا میراث فرعون و ہامان رسید یعنی ملک مصر مثنوی

یعنے علم اور تیرے تئیں میراث فرعون اور ہامان کی پہنچی یعنے ملک مصر کا

نہ زنبورم[2] کہ از نیشم بنالند بھڑ نہیں ہوں کہ میرے ڈنگ سے فریاد کریں	**من آن مورم کہ در پایم بمالند** میں وہ چیونٹی ہوں کہ پاؤں سے مجھے مل ڈالتے ہیں
کہ زور مردم آزارے ندارم کہ قوت آدمیوں کے تکلیف دینے کی نہیں رکھتا ہوں میں	**کجا خود شکر این نعمت گزارم** کس طرح سے شکر اس نعمت کا ادا کرسکتا ہوں میں

حکایت درویشے را شنیدم کہ در آتش فاقہ می سوخت

ایک فقیر کو سُنا میں نے کہ فاقے کی آگ میں جلتا تھا

و خرقہ بخرقہ می دوخت و تسکین خاطر خود را می گفت شعر

اور پیوند پر پیوند سیتا تھا اور اپنی تسکین خاطر کے لئے کہتا تھا

---

[1] کنج بضم کاف عربی یعنی گوشہ است وہمیں مناسب مقام ومسموع از ارمانده و مراد ازان صبر است چہ اخلاق گوشہ بر صبر شاہد است چنانکہ ی آید احتمال دارد کہ بفتح کاف فارسی باشد بمعنی خزینہ و دلیل بر اختیار لقمان کنج صبر را آنست کہ نصیحت کرد پسر خود را بقول خود واصبر علی ما اصابک الآیۃ چہ الفاظ بصبر بمگر دلیل ست بر اختیار واعظ اور مولوی انور علی رحمہ اللہ چہ زیادت شکر جہت تعارض بایں و شک نیست کہ نعمت علم نزد اہل بہر چہ بیش است کہ نعمت ہم باید کہ زیادہ ست دولت اردو [2] بقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام العلم ورثۃ الانبیاء ۱۲ اش [3] زنبور اول صحت اے بفتح اول غلط جانورے است معروف

بنانِ خشک قناعت کنیم و جامۂ دلق	کہ رنجِ محنتِ خود بہ کہ بارِ منتِ خلق
سوکھی روٹی اور گدڑی پر صبر کرتے ہیں ہم	کیونکہ اپنی سعی کا بوجھ اٹھانا بہتر ہی خلق کے احسان اٹھانے سے

کسے گفتش چہ نشینی کہ فلان درین شہر طبعے کریم دارد و کرمی عمیم میان
ایک شخص نے اُس سے کہا تو بیٹھا کیا کرتا ہو کہ فلانا شخص اس شہر میں دل سخی اور لطف عام رکھتا ہے مگر آزادوں کی
بخدمتِ آزادگان بستہ و بر دلہا نشستہ اگر بر صورتِ حالت
خدمت میں باندھے ہے اور لوگوں کی دلجوئی میں مصروف اگر تیرے حال پر
چنانکہ ہست وقوف یابد پاسِ خاطرِ عزیزان داشتن منت دارد و غنیمت
جیساکہ ہے واقف ہوگا تیرا احسان جانے گا اور غنیمت
شمارد گفت خاموش کہ در پستی مردن بہ کہ حاجت پیشِ کسے بردن قطعہ
سمجھیگا کہا چپ رہ کہ تیج پستی کے مرجانا بہتر ہے کسی کے سامنے حاجت لے جانے سے

ہم رقعہ دوختن بہ و الزامِ کنجِ صبر	کز بہرِ جامہ رقعہ بر خواجگان نبشت
پیوند لگانا اور گوشہ صبر کا اختیار کرنا بہتر ہے	کپڑے کیواسطے امیروں کے پاس رقعہ رکھنے سے
حقا کہ با عقوبتِ دوزخ برابر ست	رفتن بپای مردی ہمسایہ در بہشت
سچ ہے کہ دوزخ کے عذاب کے برابر ہے	ہمسایے کی مدد سے بہشت میں جانا

حکایت یکے از ملوکِ عجم طبیبے حاذق را بخدمتِ محمد صلی اللہ علیہ
ایک شخص نے عجم کے بادشاہوں میں سے ایک طبیب ہوشمند کو خدمت میں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ
وسلم فرستاد سالے چند در دیارِ عرب بود کسے تجربہ پیشِ او
وسلم کے بھیجا وہ چند برس عرب کے شہر میں رہا کوئی تجربہ کار آگے اُس کے
نیاورد و معالجہ از وی درنخواست پیشِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آمد
نہ آیا اور دوا کی خواہش اُس سے نہ کی وہ حضور میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آیا
و گلہ کرد کہ مرا این بندہ را برای معالجتِ اصحاب بخدمت فرستادہ اند
اور گلہ کیا کہ خاص کر اس بندے کے تیئں واسطے علاج کرنے یاروں نبی کے بھیجا ہے

سلہ اتفاق کردہ اند ہمہ ناظرین کتاب ہر آنکہ کنج درینجا بضم کاف عربے است و الزام کنجِ صبر یعنے بر نفس نوہ لازم خواستن و الاحل۔
منتفی نزدم مینماید نہ الزام ۱۲ سلہ ۲ ای از نوشتن رقعہ برای طلب جامہ پیش طر رقعہ دوختن تنہا در گوشہ نشستہ بسر کردن بہتر است سلہ ۳ در
رشیہ نیست پا مرد مرد کار دوستیار شفیع دیاری دہ پس پائے ثنائی در ینجا برائے نسبت ای دعاوہ بر آمدنے بدو کاری ہمسایہ در بہشت رفتن ہم ہمہ ۱۲
ب۲۔ حکایت۔ درین باب اشارت برانکہ اکتفا نمودن بر قلیل از طعام با وجود مقدرت کلے قناعت است و صاحب قناعت ہمیشہ از شدت امراض دیغیرہ کہ باہلاکت بینجامد ہست
مضمون و محفوظ ماند درین تقریر ربط این حکایت بہ حکایت سابق ہویدا ست ۱۲ سلہ ۵ لے منت راشو و ممنون گرد بہ منت بدینعنے مستعمل و بخلاف منت گذاشتن

و منت نہادن ۱۲ نور اللہ ۱۲

درین مدت کسے التفاتے نکرد تا خدمتے کہ بر بندہ معین ست بجا

کسی شخص نے اس مدت میں توجہ نہ کی تاکہ جو خدمت بندے سے متعلق ہے بجا

آرد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام گفت این طائفہ را طریقی ہست کہ تا

لاوے رسول نے اوپر اُنکے درود اور سلام کہا اس گروہ کے تئیں ایک راہ ہے کہ جب تک

اشتہا غالب نشود نخورند و ہنوز اشتہا باقی بود کہ دست از طعام بدارند

انکو بھوک غالب نہیں ہوتی کچھ نہیں کھاتے اور تھوڑی بھوک باقی رہتی ہے ہاتھ کھانے سے اٹھا لیتے ہیں

حکیم گفت ہمین ست موجب تندرستی زمین خدمت ببوسید و رفت مثنوی

حکیم نے کہا کہ سبب صحیح رہنے کا یہی ہے زمین خدمت کی چومی اور چلا گیا

سخن آنگہ کند حکیم آغاز ‌ ‌ ‌ یا سر انگشت سوی لقمہ دراز

بات اسوقت حکیم شروع کرتا ہے ‌ ‌ ‌ یا ہاتھ طرف کھانے کے بڑھاتا ہے

کہ ز ناگفتنش خلل زاید ‌ ‌ ‌ یا ز ناخوردنش بجان آید

کہ اسکے نہ کہنے سے خلل ہوتا ہو ‌ ‌ ‌ یا نہ کھانے سے مرتا ہو

لاجرم حکمتش بود گفتار ‌ ‌ ‌ خوردنش تندرستی آرد بار

اسی راہ سے کلام اُس کا حکمت ہوتا ہے ‌ ‌ ‌ اور کھانا اُسکا صحت کا پھل لاتا ہے

حکایت در سیرت اردشیر بابکان آمدہ است کہ حکیم

بیچ کتاب تاریخ حال اردشیر بابکاں کے لکھا ہے کہ حکیم

عرب را پرسیدند کہ روزے چہ مایہ طعام باید خوردن گفت

عرب سے پوچھا کہ دن بھر میں کس قدر کھانا چاہیے اُس نے کہا

صد درم سنگ کفایت کند گفت این قدر چہ قوت دہد گفت

یوزن سو درم یعنی انتیس تولہ کفایت کرتا ہے کہا اسقدر کیا طاقت لاوے گا کہا

ہٰذَا الْقَدْرُ یَحْمِلُکَ وَمَا زَادَ عَلٰی ذٰلِکَ فَاَنْتَ حَامِلُہٗ

اس قدر تجھے قائم رکھیگا اور اگر اس سے زیادہ کھاوے تو تو اُس کا بار بردار ہے

۱ قال الشیخ بو علی سینا شعار جمع الطب فی البیتین جمع ـ و حسن القول فی قصر الکلام رفقلل ان اکلت لبعد اکل تجنب فالشفاء لا الانہضام ولیس علی النفوس اشد باسا من ادخال الطعام علی الطعام ـ ۲ درین بیت کف دننہ مرتبہ است و شارح ناظم گوید کہ لفظ سر دو انگشت زیادہ است مانند سر پشہ و سر زمین و سر پنجہ و سر چنگ مؤلف گوید میتواند این جا مجاز بود از عالم اطلاق جزو بر کل چنانچہ در تن بیان مسطور است و این گویا اشارت است باینکہ حکیم بسر انگشت چیزی خورد کہ کنایہ است از کم خوردن ۳ محصل این حکایت کہ قناعت است پس این باب آوردن و نظم بعد حکایت کہ محصلش چیز کم خرسے را اکتفا بہ قلیل است ذکر کردن خود ظاہر است ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

یعنی این قدر تراہر پا میدارد و ہرچہ برین زیادت کنی حمال آنی شعر

یعنے اسقدر تیرے تئیں قائم رکھتا ہے اور جو کچھ اوپر اسکے زیادہ کرے تو اُٹھانیوالا اُس کا ہے تو

خوردن برائی زیستن و ذکر کردن ست	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن ست
کھانا زندگی اور خدا کی یاد کرنے کے واسطے ہے	تو اعتقاد رکھتا ہے کہ جینا کھانے ہی کیواسطے ہے

حکایت دو درویش خراسانی ملازم صحبت یک دیگر سفر کردندے

دو فقیر خراسان کے رہنے والے ایک ساتھ سفر کرتے تھے

یکے ضعیف بود کہ بعد دو شب افطار کردے و دیگر قوی کہ روزے

ایک دُبلا تھا کہ بعد دو رات کے روزہ کھولتا تھا اور دوسرا موٹا تازہ کہ ایک دن میں

سہ بار خوردے اتفاقاً بر در شہرے بہ تہمت جاسوسی گرفتار آمدند

تین بار کھاتا اتفاقاً ایک شہر میں جاسوسی کی تہمت میں پکڑے گئے

ہر دو را بخانہ در کردند و بگل بر آوردند بعد از دو ہفتہ کہ معلوم شد کہ

اور دونوں کو ایک ہی جگہ قید کیا اور دروازہ قید خانے کا مٹی سے بند کر دیا بعد دو ہفتے کے معلوم ہوا کہ

بیگناہ اند قوی را دیدند مردہ و ضعیف جان بسلامت بردہ مردم

بیگناہ ہیں موٹے کو دیکھا مرا ہوا اور دُبلا جان سلامت لے گیا آدمی

درین عجب بماندند حکیمے گفت خلاف این عجب بودے کہ این بسیار خوار

اس میں حیران تھے ایک حکیم نے کہا اگر اس کے برعکس ہوتا تعجب ہوتا کہ یہ بہت کھانیوالا

بودہ است طاقت بینوائی نیاورد و ہلاک شد و آن دگر خویشتن دار

تھا فاقہ اُٹھا نہ سکا اور ہلاک ہوا اور دوسرا اپنے تئیں سنبھالتا تھا

بود لاجرم بر عادت خویش صبر کرد و بسلامت خلاص یافت قطعہ

موافق عادت اپنی کے صبر کیا اور ساتھ سلامتی کے خلاصی پائی

چو کم خوردن طبیعت شد کسی را	چو سختی پیشش آید سہل گیرد
اگر کم کھانے کی خو ہو دے کسی کی	جب تنگدستی اُسکو پیش آتی ہے اُٹھا لیتا ہے

۱ اسے باعث حرکت و قیام تست ۲ جاسوس بر وزن ناقوس معروف است و آن شخصے باشد کہ از ملکے بہ ملکے دیگر خبر برد خشخاش زہرے را بنز گویند یعنے خشخاش سپید چہ زبد بابلے دبچہ بمعنے سفید باشد ۳ خویشتن دار اصل بمعنی نگاہبان بردا ست در ہر امر دینجا بمعنے دسا بر ست ۱۲ ح - رب اغفر لکاتبہ

وگر تن پرورست اندر فراخی
اگر تن پرور ہے حالِ فراغت میں

چو تنگی بیند از سختی بمیرد
جب تنگی دیکھے سختی سے مرے

حکایت یکے از حکما پسر را نہی ہمیکرد از بسیار خوردن کہ سیری
ایک شخص داناؤں میں سے اپنے بیٹے کو منع کرتا تھا بہت کھانے سے پیٹ بھر

مردم را رنجور کند گفت ای پدر گرسنگی خلق را بکشد نشنیدۂ کہ
کھانا آدمی کو بیمار کرتا ہے کہا اے باپ بھوک آدمی کو مار ڈالتی ہے نہیں سُنا ہے تو نے

ظریفان گویند بہ سیری مُردن بہ کہ گرسنگی بردن گفت
کہ خوش طبعوں نے کہا ہے آسودگی سے مرنا اچھا ہے بھوکا مرنے سے کہا

اندازہ نگہ دار کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا[۱] **شعر**
ایک حد مقرر کر کھاؤ اور پیو اور بیجا تصرف نہ کرو

نہ چندان بخور کز دہانت بر آید
دا اتنا کھا جا کہ تیرے منہ سے نکل پڑے

نہ چندانکہ از ضعف جانت بر آید
نہ اتنا کہ ناتوانی سے تیری جان نکل جاوے

قطعہ باآنکہ در وجود طعام ست عیش نفس
باوجود اسکے کہ کھانے میں مزہ ہے روح کو

رنج آورد طعام کہ بیش از قدر بود
تکلیف دیتا ہے وہ کھانا کہ زیادہ مقدار ضروری سے ہو

گر گلشکر خوری بہ تکلف زیاں کند
اگر گلقند کھاوے تو بے خواہش نقصان کرے

ور نان خشک دیر خوری گلشکر بود
اور اگر سوکھی روٹی ٹھہر کر کھاوے تو گلقند ہو جاوے

حکایت رنجور را گفتند دلت چہ میخواہد گفت آنکہ دلم چیزے نخواہد **شعر**
ایک بیمار کو کہا تیرا دل کس چیز کو چاہتا ہے کہا یہ کہ میرا دل کسی چیز کو نہ چاہے

معدہ چو پُر گشت شکم درد خاست
معدہ جب بھر گیا اور پیٹ میں درد اُٹھا

سود ندارد ہمہ اسباب راست
فائدہ نہیں کرتی ہے کوئی دوا اچھی

حکایت بقالے را درمی چند بر صوفیان گرد آمدہ بود در واسط
ایک غلہ فروش کے کچھ روپے فقیروں پر قرض ہو گئے تھے شہر واسط کے

[۱] در کشاف است کہ طبیبی حاذق نصرانی ملازم ہارون رشید بود روزی بعلی ابن حسین واقدی مخاطب نمودہ گفت کہ ایا نیست در کتاب شما از علم طب چیزی و حال آنکہ علم دو است علم الابدان و علم الادیان جواب داد کہ آن خداوند عالم جمیع طب در نصف آیت جمع کردہ گفت چہ گفت کلوا واشربوا ولا تسرفوا باز نصرانی پرسید کہ از کلام رسول و چیزی درین طب منقول است نزد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم چند الفاظ طب جمع نمودہ است گفت آن چیست فرمود کہ المعدة بیت الداء والحمیة راس کل دواء واعط کل بدن ما عودتہ یعنی شکم خانہ بیماری است و پرہیز رئیس ہر دوا است و بدہ ہر بدن را چیزیکہ بآن عادتش کردہ پس گفت کہ قرآن و نبی شما برائے جالینوس چیزی از طب فرو نگذاشت ۱۲

هر روز مطالبت کردے و سخنهای باخشونت گفتی و اصحاب از تعنت او

ہر روز تقاضا کرتا اور باتیں سخت کہتا اور فقرا بدگوئی اُسکی سے

خستہ خاطر ہمی بودند و از تحمل چارۂ نبود صاحبدلے دران میان گفت

ہمیشہ دل شکستہ رہتے اور سوائے برداشت کے کچھ چارہ نہ تھا ایک صاحبدل نے بیچ اس درمیان کے کہا

نفس را وعدہ دادن بطعام آسان ترست کہ بقال را بدرم قطعہ

نفس سے وعدہ کرنا کھانا دینے کا آسان زیادہ ہے غلہ فروش کو روپیہ دینے کے وعدہ کرنے سے

ترک احسان خواجہ اولی تر چھوڑنا احسان صاحب خانہ کا بہتر ہے بہ تمنای گوشت مردن بہ گوشت کی آرزو میں مرجانا بہتر ہے	کاحتمال جفاے بوابان دربانوں کے ظلم اُٹھانے سے کہ تقاضاے زشت قصابان! قصابوں کے سخت تقاضوں سے

حکایت جوانمردے را در جنگ تاتار جراحتے رسید کسے

ایک سپاہی کو تاتار کی لڑائی میں ایک زخم کاری پہونچا کسی نے

گفت فلان بازرگان نوش دارو دارد اگر بخواہی باشد کہ

اُس سے کہا فلانے سوداگر پاس نوش دارو ہے اگر تو مانگے شاید کہ

دریغ ندارد گویند بازرگان ببخل معروف بود شعر

افسوس نہ رکھے اور کہتے ہیں کہ سوداگر ساتھ بخل کے مشہور تھا

گر بجاے نانش اندر سفرہ بودے آفتاب وگر بجائے روٹی کے اُسکے دسترخوان پر آفتاب ہوتا	تا قیامت روز روشن کس ندیدے در جہان قیامت تک روز روشن کوئی نہ دیکھتا دنیا میں

جوان مرد گفت اگر دارو خواہم دہد یا ندہد و اگر دہد نفع

جوان مرد نے کہا اگر دارو چاہوں میں اُس سے دے یا نہ دے اور اگر دیوے فایدہ

کند یا نکند بارے خواستن ازو زہر کشندہ است شعر

کرے یا نکرے بہرصورت مانگنا اُس سے زہر قاتل ہے

۱ مطالب بمعنی درخواست ۱۲ ۲ تعنت خطا و گناہ کسے جستن و اینجا کنایت از عیب و بدگوئیست ۱۲ ح ۳ محمل ہر دو حکایت قناعت است و ربط ہر دو باہم ظاہر ۴ نوش دارو ظاہر آنکہ منفصل نوشتہ شود و بمعنی ترکیبی را روے نوش نافع باشد نہ نوش دارو ے مصطلح کہ بکار جراحت می آید ۱۲ ۵ سفرہ بالضم بمعنی دستار خوان ۱۲ ۶ زیر کہ او کاہے دستار خوان خود نگشاد تا آفتاب طلوع میکرد ۱۲ ۷ بوابان بفتح اول و ثانی مشدد مفتوح جمع بواب بمعنی دربان ۱۲ ۸ یعنی نفع ادا امر موہوم است و ازرش یعنی ذلت و خواری سوال امر معلوم فی الحال وجود پس اختیار ضرر بامید نفع موہوم از عقل بعید است ۱۲

هرچه از دونان بمنت خواستی
جو کچھ کمینوں سے گڑگڑا کے مانگا تو نے

در تن افزودی و از جان کاستی
بدن میں بڑھا تو اور جان سے کھا تو

حکیمان گفته اند اگر آب حیات فروشندی المثل بآبروئے
حکیموں نے کہا ہے جو آب زندگانی بھی بیچیں مثلاً عوض آبرو کے

دانا نخرد که مردن بعزت به از زندگانی بمذلت شعر
دانا نہ خرید کرے کہ مرنا ساتھ عزت کے بہتر ہے زندگانی سے ساتھ ذلت کے

اگر حنظل خوری از دست خوشخوی
اگر اندرائن کا پھل کھائے تو صاحب خلق کے ہاتھ سے

به از شیرینی از دست ترشروی
بہتر مٹھائی کھانے سے ترش کے ہاتھ سے

حکایت یکے از خورندہ بسیار داشت و کفاف اندک یکے را
ایک شخص عالموں سے کھانیوالے لوگ بہت رکھتا تھا اور روزینہ تھوڑا ایک کے نیک

از بزرگان که معتقد او بود بگفت روی از توقع او درهم کشیده
بڑے آدمیوں سے کہ اعتقاد کرنیوالا اسکا تھا کہا منہ امید اسکی سے پھرا یا اور

تعریض سوال از اهل ادب در نظرش قبیح آمد قطعه
آگے لانا سوال کا اہل ادب سے بیچ نظر اسکی کے برا آیا

ز بخت روی ترش کرده پیش یار عزیز
بدبختی سے ترش منہ بنائے ہوئے سامنے یار عزیز کے

مرو که عیش برو نیز تلخ گردانی
مت جا کہ عیش اسکا بھی تلخ کرے گا تو

بحاجتی که روی تازه روی و خندان رو
بیں کام کیلئے جاے تو شگفتہ رو اور ہنس مکھ رہ

فرو نه بندد کار گشاده پیشانی
کیونکہ نہ بند رہتا ہے کام کشادہ پیشانی کا

آورده اند که اندکے در وظیفه او زیادت کرد و بسیاری از ارادت کم
نقل کرتے ہیں کہ اسکے روزینے میں کچھ زیادہ کیا اور بہت اعتقاد اپنے سے کم کر دیا

دانشمند چون پس از چند روز مودت معهود بر قرار ندید گفت شعر
عالم نے جو اور چند روز کے دوستی مقررہ برقرار نہ دیکھی کہا

۱؎ حنظل بالفتح مانند کدوے خرد که در صحرا پیدا شود درخت او مانند درخت ہندوانہ است ۱۲ ۲؎ خلاصہ حکایت آن کہ ترک قناعت باعث ہو قعت و موجب ندامت است لہذا باید کہ ملک قناعت از دست ندہد بار احسان دیگراں علے الخصوص دوناں برگردن خود نہ نہد چنانکہ در حکایت سابق از حال جوانمرد معلوم شد ۱۲ ۳؎ تعریض بالفتح نادرائے مہملہ و یاء تحتانیہ و ضاد معجمہ تفصیل بمعنے سخن گفتن بکنایہ و پیش کردن کسے را برگارے ۱۲ ۴؎ اہل ادب کسیکہ ادب ہر شئے نگاہ دارد ۱۲ ۵؎ یعنے اگر آب حیات آہ یعنے اگر آب حیات بعوض آبرو دہند آنکہ عاقل است ہرگز خرید نکند چرا کہ بعزت مردن بہ از زیستن بخواری ۱۲

بئس المطاعم حین الذل تکسبها	القدر منتصب والقدر مخفوض
بدترین کھانا وقت ذلت کے حاصل کرے تو اسکو	ہانڈی چڑھی ہوئی ہے اور مرتبہ کھٹ
فرد نانم افزود و آبرو ہم کاست	بینوائی بہ از مذلت خواست
روز بینہ میرا زیادہ ہوا اور عزت گھٹ گئی	مفلسی بہتر ہے ذلت طلب سے

حکایت درویشے را ضرورتے پیش آمد کسے گفت فلان
ایک فقیر کو ایک ضرورت درپیش ہوتی کسی نے کہا فلانا

نعمتے دارد کامل و کرم نفسی شامل اگر بر حاجت تو واقف
نعمت رکھتا ہے کامل اور بخشش ذاتی شامل اگر اوپر حاجت تیری کے واقف

گردد ہمانا کہ در قضائے آن توقف روا ندارد گفت من
ہووے یقین ہے کہ بیچ جاری کرنے اُسکے دیر نہ روا رکھے گا کہا میں

او را ندانم گفت منت رہبری کنم دستش گرفت تا بمنزل آن
اُسکے تئیں نہیں جانتا ہوں کہا میں تجھکو راہ بتلانے کو چلتا ہوں ہاتھ اُسکا پکڑا اور اُس شخص کے

شخص در آورد یکے را دید لب فروہشتہ و تند نشستہ بر گشت و سخن
شخص کے لایا ایک کو دیکھا ہونٹھ لٹکائے ہوئے اور خفا بیٹھا ہوا پھر آیا اور بات نہ کہی کسی

نگفت کسے گفتش چہ کردی گفت عطای او را بلقای او بخشیدم قطعہ
کسی نے کہا اُسکو کیا کیا تو نے کہا بخشش اُسکی کے تئیں ساتھ شکل اُسکی کے بخشا ہیں نے

مبر حاجت بنزدیک ترشروے	کہ از خوی بدش فرسودہ گردی
مت لے جا حاجت سامنے ترشرو کے	کہ اُسکی خوئے بد سے خستہ خاطر ہوگا تو
اگر حاجت بری نزد کسے بر	کہ از رویش بنقد آسودہ گردی
تو جو حاجت لیجاتا ہی تو نزدیک اُس شخص کے جا	کہ منہ اُسکے سے فوراً آسودہ ہووے تو

حکایت خشک سالے در اسکندریہ پدید آمد چنانکہ
ایک خشک سال بیچ اسکندریہ کے ظاہر ہوئی کیسا کہ

لہ مصارع ثانی در مقام تعلیل است ۱۲ سے۲ حاصل حکایت آنکہ اعتبار قناعت اسلم وجوہ است و ترک آن نموم وہ باب سوال پیش کسے کہ زشت خود و شریر باشد کردن بغایت مذموم و نہایت سخن سست چنانچہ پیش معتقدین نامحسن سست چوپیش درے ایں معتقد کہ اعتقاد و در حق او دارد میشود و موضعے را در سوا اعتقاد اندا ختن یا بد ازین رو ایں حکایت بحکایت سابق ہم ہویدا شدہ سے۳ فرمودن بالفتح کاہیدن پذیرفتن و رنجیدہ شدن و کودن ۳ سے۴ باضافت ذلت درخواست بمعنے خواستن اے از خواست سوال ۱۲ ش دن ۱۲

عنان طاقت درویشان از دست رفته بود و درہای آسمان

باگ طاقت کی ہاتھ فقیروں سے چھوٹ گئی تھی اور دروازے آسمان

آسمان بر زمین بسته و فریاد اہل زمین بآسمان پیوسته قطعه

آسمان کے اوپر زمین کے بندھے ہوئے اور فریاد اہل زمین کی اوپر آسمان کے ملی ہوئی

نماند جانور از وحش و طیر و ماہی و مور

نہ رہا کوئی جاندار کیا وحشی کیا پرندہ کیا مچھلی اور کیا چیونٹی

که بر فلک نشد از بی‌مرادی افغانش

کہ آسمان تک نہ گئی بسبب نامرادی کے زیادہ اُسکی

عجب که دود دل خلق جمع می‌نشود

عجب کہ دھواں دل خلق کا جمع نہیں ہوتا

که ابر گردد و سیلاب دیده بارانش

کہ بدلی ہوجائے اور اشک آنکھوں کا مینہ برسادے

در چنین سالی مخنثی دور از دوستان که سخن در وصف او ترک

اسی سال میں ایک ہیجڑا دور ہو دوستوں سے ایسا کہ کلام اُسکی تعریف میں کرنا ترک

ادبست خاصه در حضرت بزرگان و بطریق اہمال از آن درگذشتن

ادب کا ہے خصوصاً بزرگوں کے حضور میں اور سُستی کی راہ سے اُس سے درگذر

ہم نشاید که طائفه بر عجز گوینده حمل کنند برین دو بیت اختصار کنیم

بھی نہ چاہیے کہ لوگ عاجزی کا گمان کریں اسی دو بیت پر اختصار کیا ہیں نے

که اندکی دلیل بسیاری باشد و مشتی نمونه خرواری شعر

کہ تھوڑی دلیل بہت کی ہووے اور تھوڑی بانگی ایک گون سے

تتری گر کشد مخنث را

کافر تاتاری اگر مار ڈالے ہیجڑے کو

تتری را دگر نباید کشت

تاتاری کو اُس کے عوض میں نچاہیے مار ڈالنا

چند باشد چو جسر بغدادش

کب تک ہو مثل بغداد کے پل کے

آب در زیر و آدمی بر پشت

پانی اُسکے نیچے اور آدمی پشت پر

چنین شخصی که یک طرف از نعت او شنیدی درین سال نعمتی بیکران

ایک ایسا شخص کہ تو ایک تھوڑا التعریف اُسکی سے سنا تو نے بیچ اس سال کے نعمت بہت

[1] در عامہ نسخ تتری اگر کشد تنت را واقع است در ملار الانا واصل آنجر گت اول سکون دوم آمده و ہمیں ہیبت استبنا ونموده اشتری مخفف تاتاری نوعی دیلکے ست از ترکستان آنہا کافر بہت بلکہ انواج سلاطین چنگیز اکثر تاتاری بودند و در عہد شیخ قدس سره وہم پیش ازاں عالمے از دست ایشاں ہلاک شده اند شخصے تا تار درین بیت واقع شده بحصل آنکہ وناسد مخنث مرتبہ رسیده ذکر کافر تاتاری اورا بکشد کافر را عوض از نباید کشت و این مقولہ بطریق طیبت از موده اند بر قاعدهٔ فہرست بر ہمیں حیاج الدم ملبست کہ ہر کہ کو اہدبکشا دوم صدر باشد باکر دو عنسا بر قسل زایوں جگران سمت زہندا در لقب غلہ وتخبیس مخنث وغیره دوستان دہو سہ بقصاص وعوذ دارند ۱۲ :

داشت تنگدستان را سیم و زر دادے و مسافران را سفرہ نہادے

رکھتا تھا فقیروں کو سونا چاندی دیتا اور مسافروں کیواسطے دسترخوان بچھاتا

گروہے درویشان از جور فاقہ بطاقت رسیدہ بودند آہنگ دعوت او

ایک گروہ فقیروں کا ظلم فاقے سے تنگ آگئے تھے قصد اُسکے مہمان ہونے کا

کردند و مشورت بمن آوردند سر از موافقت باز زدم و گفتم قطعہ

کیا اور مجھ سے صلاح پوچھی میں نے سر اُن کی موافقت سے پھیرا اور کہا

نخورد شیر نیم خوردۂ سگ

نہ کھاوے شیر جھوٹا کُتے کا

گر بہ سختی بمیرد اندر غار

اگرچہ سختی سے مرجاوے غار میں

تن بہ بیچارگی و گرسنگی

تن بیچارگی اور بھوک کو

بنہ و دست پیش سفلہ[1] مدار

قبول کر اور ہاتھ سوال کا کمینے کے سامنے مت پھیلا

گر فریدون شود بہ نعمت و ملک

اگرچہ فریدوں ہو نعمت اور ملک میں

بے ہنر را بہیچ کس مشمار

لیکن بے ہنر کو کسی آدمی کے برابر نہ جان

پرنیان[2] و نسیج برنااہل

حریر منقش اور جامہ زربفتی نالائق پر

لاجورد و طلاست بر دیوار

لاجورد اور سونا ہے دیوار پر

حکایت حاتم طائی را گفتند از خود بزرگ ہمت تر در جہان

حاتم طائی سے لوگوں نے کہا اپنے سے زیادہ ہمت والا کوئی دُنیا میں

دیدہ یا شنیدۂ گفت بلے روزی چہل شتر قربان کردہ بودم امرائے

دیکھا ہے تونے یا سُنا ہے تونے کہا ہاں ایک دن چالیس اونٹ میں نے ذبح کئے تھے امیروں

عرب را پس بگوشۂ صحرائے بحاجتے بروں رفتہ بودم

عرب کے واسطے پھر پہنچ ایک گوشہ جنگل کے واسطے ایک حاجت باہر گیا تھا میں

خار کشے را دیدم پشتہ خار فراہم آوردہ گفتمش بمہمان حاتم

ایک لکڑی چننے والے کو دیکھا میں نے گٹھا لکڑیوں کا جمع لایا کہا میں نے اُسکو بیچ جہان خانہ حاتم کے

[1] سفلہ بفتح اول و سکون دوم و برافت مشہور بکسر اول و سکون دوم نود بمعنی بمعنے ہر دم اسافل چنانچہ در قاموس و صحاح طرح و نہایہ جوزی تفرزیح است صاحب صاح گوید سفلہ جمع است و عامہ بجائے مفرد استعمال کنند و ظاہر مراد از جمیع اسم بہ جمیعت جہلہ از جمع نیست و خان آرزو گوید کہ در فارسی باستعمال عامہ شہرت دارد و میگویم کہ در فارسی بکسر اول و سکون دوم بمعنے مفرد نیز دار ظاہر استعمال بہ بد باشد و لہذا صاحب زید بفضلا گفتہ کہ سفلہ بالکسر فرومایہ بکسر و کنایہ از بخیل است و بمعنے فرود مرتبہ منقول است ۱۲ [2] پرنیاں جامہ ابریشمی کہ بتازیش حریر گویند و در سرودی حریر منقش و نسیج بہیم عربی عربے و نیم فارسی جامہ خیرہ زربفت ۱۲ ۱۲ ۱۲

چرا زوی کہ خلقے بر سماطِ او گرد آمدہ اند گفت فرد
کیوں نہیں جاتا کہ ایک عالم اسکے دسترخوان پر جمع ہے کہا

ہر کہ نانِ از عمل خویش خورد	منت حاتم طائی نبرد
جو شخص کہ روٹی اپنی محنت سے کھاتا ہے	احسان حاتم طائی کا نہیں اٹھاتا ہے

انصاف دادم کہ من او را بہمت و جوانمردی بیش ز خود دیدم
انصاف دیا میں نے کہ میں نے اسکے تئیں ہمت اور جوانمردی کے زیادہ اپنے سے دیکھا میں نے

حکایت موسیٰ علیہ السلام درویشے را دید از برہنگی
موسیٰ علیہ السلام نے ایک فقیر کو دیکھا عریانی سے

بریگ اندر شدہ گفت ای موسیٰ دعا کن تا خداے عزوجل مرا
ریت میں گھسا ہوا کہا اے موسیٰ دعا کر کہ خدائے بزرگ مجھے

کفافے دہد کہ از بیطاقتی بجان آمدم موسیٰ دعا کرد و برفت
فراغت دے کہ بے طاقتی سے نہایت تنگ آیا ہوں میں موسیٰ نے دعا کی اور چلے گئے

پس از چند روزے کہ باز آمد از مناجات مرا او را دید گرفتار
پیچھے چند روز کے پھر آئے دعا مانگنے سے خاص کر اسکے تئیں دیکھا گرفتار اور

و خلقے انبوہ بروے گرد آمدہ گفت این چہ حالتست گفتند خمر
ایک خلق کی بھیڑ اوپر اس کے جمع آئی کہا یہ کیا حالت ہے لوگوں نے کہا شراب

خوردہ و عربدہ کردہ و کسے را کشتہ اکنون بقصاص فرمودہ اند قطعہ
پی اور لڑائی کی اور کسی کے تئیں مار ڈالا اب واسطے بدلے کے فرمایا ہے

گربہ مسکین اگر پر داشتے	تخم گنجشک از جہان برداشتے
بلی غریب جو رکھتی	نسل چڑیا کی جہان سے اٹھاتی
ہیچ کس را گرد خود نگذاشتے	این دو شاخ گاؤ گر خر داشتے
کسی کو اپنے پاس نہ چھوڑتا	دو سینگ بیل کے یہ گدھا جو رکھتا

لہ خلاصۂ حکایت آنکہ مردم را باید کہ ملک قناعت بدست آرند و در طلب دنیا و فراغت عیش خود را منہمک نہ سازند چہ از فراغت دولتمند بیشتر ارتکاب معاصی و بغاوت ردیہ بدلیل قولہ تعالےٰ ولو بسط اللہ الرزق بعبادہ لبغوا فی الارض پس بر قدر ملکی اکتفا ساختن و در طلبش تکاپو نمودن، ہمچو مینرا فروش ولیل قناعت و طریقت منانت است ازین تقریر وجہ آوردن این حکایت اندرین باب و تعلقش بہ حکایت سابق مذکور بشد ۱۲ عہ سماط بکسر سین مہملہ و میم و آخر طائے مہملہ بمعنے دسترخوان ۱۲ عہ عربدہ بفتح عین و سکون را مہملہ و فتح موحدہ دال مہملہ جنگ گردن باور دست و آزردن ندیم ما لذا

ا لمو یکہ القفلا ۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲

فرد عاجز باشد کہ دست قوت یابد
عاجز ہووے وہ کہ ہاتھ قوت کا پاوے
برخیزد و دست عاجزان برتابد
اٹھے اور ہاتھ عاجزوں کا اینٹھے

شعر وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ
اگر خدا زیادہ کر دیتا رزق اپنے بندوں کا تو گمراہ ہوئے زمین میں

مَاذَا اَخَاضَکَ یَا مَغْرُوْرُ فِی الْخَطَرِ
کس چیز نے بیچ اندیشہ باطل کے ڈالا تیرے تئیں اے بے خوف
حَتّٰی ہَلَکْتَ فَلَیْتَ النَّمْلُ لَمْ تَطِرِ
تا کہ ہلاک ہو تو پس کاشکے چیونٹی نہ اُڑتی

نظم سفلہ چو جاہ آمد و سیم و زرش
سفلے کے پاس جب ثروت آئی اور چاندی سونا
سیلی خواہد بضرورت سرش
دھول چاہتا ہے ضرورت پر سر اُس کا
آن نشنیدی کہ فلاطون چہ گفت
وہ نہیں اُسنا تو نے کہ فلاطوں نے کیا کہا
مور ہمان بہ کہ نباشد پرش
چیونٹی وہی بہتر کہ جسکے پر نہ ہوں

فرد پدر را عسل بسیارست و لیکن پسر گرمی دارست
باپ کے پاس شہد بہت ہے مگر بیٹا گرم مزاج ہے

آنکس کہ توانگرت نمی گرداند
جو شخص کہ تجھے مالدار نہیں کرتا ہے
او مصلحت تو از تو بہتر داند
وہ مصلحت تیری تجھ سے بہتر جانتا ہے

حکایت[1] اعرابیی را دیدم در حلقہ جوہریان بصرہ کہ حکایت می کرد
ایک بادیہ نشین کو دیکھا میں نے کہ محفل میں بصرے کے جوہریوں کے بیٹھا ذکر کرتا تھا
کہ وقتی در بیابان راہ گم کردہ بودم و از زاد معنی چیزی با من
کہ میں وقت ایک جنگل میں راہ بھول گیا تھا اور توشہ میرے پاس کچھ
نماندہ دل بر ہلاک نہادہ کہ ناگاہ کیسہ یافتم پر از مروارید ہرگز آن
نہ رہا تھا آمادہ مرگ ہوا میں کہ یکایک ایک تھیلی پائی میں نے موتیوں سے بھری ہوئی ہرگز وہ
ذوق و شادی فراموش نکنم کہ پنداشتم کہ گندم بریان ست
مزا اور خوشی نہیں بھولتا ہوں میں کہ جانا میں نے کہ بھنے ہوئے گیہوں ہیں

[1] محفل حکایت مال و دولت جمع کردن و تکیہ برزاق مطلق و منعم حقیقی نکردن و قناعت شیوہ خود نساختن کارے نیارد آمدہ بخشد نشنودی کہ مال و دولت در بیابان کار نیاید چنانچہ از مضمون ایں حکایت معلوم میشود ہمچنیں اگر منظور حضرت اری نباشد مال و دولت در شہرہ قریہ ہم نہادہ ہیچ ثمرہ نہ بخشد پس اختیار قناعت تکیہ بر حضرت منعم حقیقی در ہمہ حال انسب بلکہ ضروری ست علاوہ بریں مال و دولت دنیا کہ معروف دوست کہ ہر گاہ از آبادی جا سفر دوست رود گندم بریاں برائے توشہ ہمراہ بیگرند ہذا اعرابی نظر بریں عرف دانست کہ گندم بریاں باشد ۱۲

باز آن تلخی و نومیدی کہ معلوم کردم کہ مروارید ست قطعہ

پھر وہ تلخی اور نومیدی کہ معلوم کی میں نے کہ موتی ہیں

در بیابان خشک و ریگ روان	تشنہ را در دہان چہ در چہ صدف
خشک جنگل اور ریتیل میں	پیاسے کو منہ میں کیا موتی کیا سیپی
مرد بے توشہ کاوفتاد ز پای	بر کمر بند او چہ زر چہ خزف
شخص بے توشہ جب گر پڑا بھوک سے	پھر اسکے کمربند میں خواہ سونا ہو یا ٹھیکری سب یکساں ہے

حکایت یکے از عرب در بیابانے از غایت تشنگی میگفت نظم

ایک عرب ایک جنگل میں نہایت پیاس سے کہہ رہا تھا

یَا لَیْتَ قَبْلَ مَنِیَّتِی	یَوْمًا اَفُوْزُ بِمُنْیَتِی
کاش میں قبل موت کے	ایک دن پہنچوں میں آرزو کو
نَهْرٌ تَلَاطَمُ رُکْبَتِی	وَاَظَلُّ اَمْلَأُ قِرْبَتِی
ایک نہر ہو کہ تھپیڑے مارے میرے زانو کو	اور ہمیشہ بھرتا رہوں میں اپنی مشک کو

حکایت ہمچنان درویشے در قاع بسیط گم شدہ

اسیطرح ایک غریب مسافر ایک بڑے جنگل میں راہ بھول گیا

و قوت و قوتش نماندہ درمے چند داشت بسیار بگردید رہ بجائے

اور زادراہ اور قوت اس میں نہ رہی تھوڑے سے روپے اُسکے پاس تھے بہت پھرا راستہ

نبردبس بہ سختی ہلاک شد طائفہ برسیدند درمہا

نہ ملا آخر کار مصیبت سے ہلاک ہوگیا کچھ لوگ وہاں پہنچگئے روپوں کو

دیدند شش پیش روے نہادہ و بر خاک نبشتہ قطعہ

اسکے دیکھا سامنے رکھے ہوئے اور زمین پر لکھا ہوا

گر ہمہ زر جعفری دارد	مرد بے توشہ بر نگیرد کام
اگر بالکل زر خالص رکھتا ہے	مرد بے توشہ اس سے مراد کو نہیں پہنچیگا

سلہ خردت بفتحتین خادزاے معجمتین سفالی و قیل سپیند و آنچہ مشہور نیست غلط است بزاے معجمہ باید ۱۲ خیابان

سلہ زر جعفری دارد مدارالافاضل نیزی خالص منسوب بجعفر نام کیمیا گر و بعضی گویند منسوب بجعفر زنگی داوند خلفائے

عباسیہ بود کہ بحکم او زر مغشوش را پاک ساختند ۱۲ اش سے سردری گرید کہ کام بکاف فارسی بمعنے قدم مناسب است و معنی آنکہ اگر مسافر

توشہ ما با آنکہ زر جعفرے کرش باشد مگر قدم برداشتن میشواند ۱۲ اسلہ این دو بیت از بحر کامل مضمر بجراست ہر مصراع متفاعلن

دا اسہارت آن گردد نا عسہ قوت بتشدید بمعنی مسکون داد طعام ۱۲ سہ اپنے تبلاش طعام و قوت مہیا گفت

اگر رہ بجائے یعنی طعام مشقت و بعضی دگر سختی شد و در مشقت افتاد ۱۲

در بیابان فقیر سوخته را	شلغم پخته به که نقرهٔ خام
جنگل میں فقیر مصیبت زده کو	شلغم پکا ہوا بہتر ہے خالص چاندی سے

حکایت هرگز از دور زمان ننالیده ام و روی از گردش ایّام

ہرگز گردش زمانے سے نہیں رویا ہوں میں اور منہ دور زمانے سے

درهم نکشیده مگر وقتیکه پایم برهنه بود و استطاعت پای پوشی

نہیں پھیرا مگر اسوقت کہ پاؤں میرے ننگے تھے اور مقدور جوتی پہننے کا

نداشتم بجامع کوفه در آمدم دلتنگ یکی را دیدم که پای نداشت

نہیں رکھتا تھا کوفے کی جمعہ مسجد میں آیا پژمردہ ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ پاؤں رکھتا تھا

سپاس نعمت حق بجای آوردم و بر بے کفشی صبر کردم **قطعه**

شکر خدا کی نعمت کا ادا کیا میں نے اور جوتی کے نہ ہونے پر صبر کیا

مرغ بریان بچشم مردم سیر	کمتر از برگ تره بر خوان ست
مرغ بھنا ہوا پیٹ بھرے کی نگاہ میں	کمتر ساگ پات سے دسترخوان پر ہے
وانکه را دستگاه و قدرت نیست	شلغم پخته مرغ بریان ست
اور جس شخص کو دسترس اور قدرت نہیں ہے	شلغم پکا ہوا اُسکے آگے مرغ بریان ہے

حکایت یکے از ملوک با تنے چند خاصان در شکارگاہے به

بادشاہوں میں سے ایک شخص ساتھ کئی مصاحبوں کے ایک شکارگاہ میں

زمستان[۳] از عمارت دور افتادند تا شب درآمد خانه دهقانے

جاڑے کے موسم میں شہر سے دور نکل گیا تھا یہاں تک کہ رات ہوگئی ایک زمیندار کا گھر

را دیدند ملک گفت شب آنجا رویم تا زحمت سرما نباشد یکے از

دکھائی دیا بادشاہ نے کہا رات کو وہیں چلے جاویں کہ تکلیف جاڑے کی کم ہوجاوے ایک نے

وزرا گفت لائق قدر بلند پادشاہان نباشد بخانه دهقانے

وزیروں میں سے کہا لائق مرتبہ بلند بادشاہوں کے ہوگا ایک کسان

---

۱ شلغم پخته نظر مقابل نقره خام است که نقود خالص را گویند چنانچه در مدارالافاضل است و میتوان گفت که شلغم خام غذای آدمی نیست و درین صورت زائد نباشد ۱۲ ۲ قوله تره بالفتح و تشدید را و تخفیف آن سبزه که با خورد نیها دانند چنانچه در رشید نسبت داین نظر بر اصل معنے مطلق هستی است اند اشاه تره نام دو تیست ۱۲ خیابان ۳ زمستان مرکب است از زم بمعنی سردی و ستان که مفید معنی اهوه است و لبسیاریست و از پس مرکبست زمین که زمی تنها بیاء نسبت نیز آمده بمعنی منسوب بسوے مردے چه جوهر خاک سرد است ۱۲ ا ع ۴ جامع کوفه بمعنی مسجد جامع شهر کوفه که مردم در آنجا باید جماعت نماز جمعه ادا نمایند جامع مسجد اضافت صفت بسوی موصوف اے مسجد جمع کننده مردمان ۱۲

رکیک التجا کردن ہم اینجا خیمہ بزنیم و آتش افروزیم دہقان را

ضعیف کے گھر میں پناہ لینا اسی جگہ خیمہ کھڑا کریں اور آگ جلائیں کسان کو

خبر شد ماحضرے کہ داشت ترتیب کرد و پیش آورد و زمین ببوسید

خبر ہوئی جو کچھ کہ موجود تھا درست کیا اور آگے لایا اور زمین چومی

وگفت قدر بلند سلطان بدین قدر نازل نشدے ولیکن نخواستند

اور کہا مرتبہ بلند بادشاہ کا ساتھ اس انداز سے کے اترنیوالا نہ ہوتا اور منتیروں نے نچاہا

کہ قدر دہقان بلند شود سلطان را سخن گفتن او مطبوع شبانگہ

کہ مرتبہ گاؤں والوں کا بلند ہو بادشاہ کے تئیں بات کہنا اس کا پسند آیا رات

بمنزل او نقل کردند بامدادش خلعت و نعمت فرمود

کیوقت بیچ گھر اسکے سے کوچ کیا صبح کو اسکو خلعت اور نعمت دیا

شنیدندش کہ قدمے چند در رکاب سلطان بود میگفت قطعہ

سنا اسکو کہ قدم کتنے ایک بیچ سواری بادشاہ کے تھا اور کہتا تھا

ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم	از التفات بمہمانسرائے دہقانے
بادشاہ کی شوکت اور مرتبے سے کچھ نہ گھٹا	ایک کسان کے مہمان خانے پر توجہ کرنے سے
کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید	کہ سایہ بر سرش انداخت چون تو سلطانے
کسان کی ٹوپی آفتاب پر پہونچی	کہ اسپر سایہ ڈالا تجھ ایسے بادشاہ نے

حکایت گدائے سؤل[1] را حکایت کنند کہ نعمتے وافر اندوختہ بود

ایک نکر گدے کے تئیں نقل کرتے ہیں کہ بہت سامان جمع کیا تھا

یکے از پادشاہان گفتش ہمی نمایند کہ مال بیکران داری و مارا

ایک نے بادشاہوں سے کہا اسکو کہ لوگ ظاہر کرتے ہیں کہ بہت رکھتا ہے تو اور ہمارے تئیں

مہمیست اگر ببرخے ازان دستگیری کنی چون ارتفاع برسد

ایک کام سخت ہے اگر ساتھ تھوڑے اس مال سے مدد کرے تو بڑا فائدہ پہنچیگا

[1] محصل حکایت آنکہ تن بقناعت در ندادن دوست طمع کشادن دریزہ ریزہ از ہر جا جمع کردن سزاوار زہل فتوت نیست نہ بینی کہ آخر نتیجہ مال فراہم آوردہٗ گدای مسئول چہ شد پادشاہ والجنت ہمہ مالش را از راہ نقدی واشلم برگرفت وگدا در تمام عمر درداغ تحسر و تحزن بماند اگر انا ابتدائے سوال ہرچہ از نقود و اجناس کہ پیش او می بود مانند دہقان کہ ذکرش در حکایت سابق گذشت عالی عملی کردی وہرچہ میسر شدی بمسافرین و مہمانان درباب احتیاج دادے ہم برائے آخرت ذخیرہ شدی وہم ازین تحسر و تحزن نجات یافتی ۱۲ اشیخ سرفل بفتح سین مہملہ و ضم ہمزہ بروزن صبور صیغہ مبالغہ فاعل از سوال اے بسیار سوال کنندہ چنانچہ خان آرزو ہم این نسخہ اپسند یدہ وکسیکہ سول با لفتح بمعنی ترسابندہ شدہ گفتہ بعدی دارد دور منع مستمول واقع شدہ ۱۲

وفا کردہ شود و شکر گفتہ آید گفت ای خداوند روئے زمین
ادا کیا جائے گا اور شکر کہا جائیگا کہا اے صاحب روئے زمین کے

لائق قدر بزرگوار پادشاہ نباشد دست بمال چون من گدائے
لائق مرتبہ بزرگ بادشاہ کے نہو دے ہاتھ .. بیچ مال مجھ ایسے کنگال کے

آلودہ کردن کہ جو جو بگدائی فراہم آوردہ ام گفت غم
آلودہ کرنا کہ ذرہ ذرہ ساتھ بھیک مانگنے کے جمع کیا ہے بس نے کہا غم

نیست کہ بکافر میدہم کہ اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ شعر
نہیں ہے کہ کافر کو دیتا ہوں ہیں کہ وہ چیزیں بد واسطے بدوں کے لائق ہیں

گر آب چاہ نصرانی نہ پاکست جو پانی کنوئیں نصرانی کا نہیں پاک ہے	جہود مردہ میشوئی چہ باکست یہود مرے ہوئے کو دھوتا ہے تو کیا دہشت ہے

شعر قَالُوا عَجِينُ الْكِلْسِ لَيْسَ بِطَاهِرٍ
لوگوں نے کہا چونے کا خمیر پاک نہیں ہے

قُلْنَا نَسُدُّ بِهِ شُقُوقَ الْمَبْرَز
ہم نے کہا ہم اس سے بند کرینگے درزیں پاخانے کی

شنیدم کہ سر از فرمان ملک باز زد و حجت آوردن گرفت و
سنا میں نے کہ بادشاہ کے حکم سے سرتابی کی اور حجت لانے لگا اور

شوخ چشمی کردن ملک بفرمود تا مضمون خطاب را از وے
بیحیائی کرنے بادشاہ نے فرمایا تو مضمون خطاب کے تئیں اس سے

بزجر و توبیخ مخلص کردند مثنوی
ساتھ جھڑکی اور زبردستی سے چھڑا کریں

بہ لطافت چو بر نیاید کار نرمی سے جب نہ نکلے کام	سر بہ بیحرمتی کشد ناچار نوبت بیحرمتی کی پہنچتی ہے ناچار

۱ قولہ عجین الکلس آہ کلس بکسر کاف و سکون لام آہک را گویند کہ با خاکستر و غیر آن آمیختہ خمیر نمایند و اضافت عجین الکلس از قبیل جرد قطیفہ اخلاق ثیاب یعنی اضافت دخت بسوے موصوف است و این لفظ بلفظ مبرز مناسبتے دارد و ظاہر درین صورت بمعنی خلال چیپانز است و معنی بیعت آنکہ گفتند کہ خمیر آہک حلال نیست گفتم باک نیست کہ شکاف ہائے مبرز بند میکنم یعنی خمیرہ آہک کہ اگرچہ بظاہر مثل خمیر ہائے آرد دیدہ میشود لا فی الحقیقہ مثل آن نیست چنانکہ مال دیگران است و ما چون از گدائی بدست آمد طہارت دخلت ندارہ و در بعض نسخ بخبین آنکہ من بکسر کاف تازی و سکون زے مہملہ بمعنے خمیر سرگین ۱۲ ۱۲ ۱۲

هر که بر خویشتن نه بخشاید	گر نه بخشد برو کسے شاید
جو شخص کہ اپنے اوپر ترحم نہ کرے	اگر اُسپر کوئی رحم نہ کرے سزاوار ہے

حکایت بازرگانے را دیدم کہ صد و پنجاہ شتر بار داشت
ایک سوداگر کو دیکھا میں نے ڈیڑھ سو اونٹ بار برداری کے رکھتا تھا

و چہل بندہ و خدمتگار شبے در جزیرہ کیش[1] مرا بحجرہ خویش برد
اور چالیس غلام اور خدمت گار ایک رات جزیرہ کیش میں مجھے اپنے حجرے میں لے گیا

ہمہ شب نیارمید از سخنہای[2] پریشان گفتن کہ فلان انبارم
تمام رات نہ آرام کیا واہی باتیں بکنے سے کہ فلانا بوجھ میرا

بترکستان ست و فلان بضاعت بہندوستان و این قبالہ
ترکستان میں ہے اور فلانا مال میرا ہندوستان میں اور یہ کاغذ

فلان زمین ست و فلان چیز را فلان کس ضمین[3] ست و گاہ گفتے
فلانی زمین کا ہے اور فلانی چیز کا فلانا آدمی ضامن ہے اور کبھی کہتا

کہ خاطر[4] اسکندریہ دارم کہ ہوائے خوش ست باز گفتے نہ کہ دریائے
کہ اسکندریہ کا ارادہ رکھتا ہوں کہ ہوا اچھی ہے پھر کہتا نہیں کہ دریا

مغرب مشوش ست سعدیا سفرے دیگر در پیش ست اگر آن
پچھان کا تشویش دینے والا ہے اے سعدی ایک سفر اور در پیش ہے اگر وہ بھی

کردہ شود بقیت عمر خویش بگوشہ بنشینم و قناعت کنم گفتم
کر لیا جائے باقی عمر اپنی ایک کونے میں بیٹھ کے کاٹوں اور قناعت کروں کہا میں نے وہ

آن کدام سفرست گفت گوگرد[5] پارسی خواہم بردن بچین کہ شنیدم
کون سفر ہے کہا فارس کی گندھک چین میں لیجانا چاہتا ہوں کہ میں نے سنا ہے

کہ قیمتے عظیم دارد و کاسہ چینی بروم آرم و دیبای رومی
کہ وہاں گراں قیمت ہے اور چین کے پیالے روم میں لیجاؤں اور روم کا دیبا

[1] کیس بکسر کاف تازی و یائے مجہول و آخر شین معجمہ اینجا نام شہرے در جزیرہ دریا بالائے کوہے ۱۲ [2] قولہ از سخنہائے پریشان آہ خبر مقدم است قولہ انصاف کہ بعد ازین مے آید بتدائے مؤخر او انبار بائے مہملہ بمعنے جنس مجتمع و تودہ کردہ باشد یا بنا کے معجمہ بمعنی شریک و بضاعت بالکسر پارہ کالا کہ بفرختن فرستند ۱۲ غیاث [3] ضمین بر وزن و بمعنے کفیل کہ بمعنی ضامن باشد ۱۲ [4] خاطر اسکندریہ اے خواہش شہر اسکندریہ آنچہ در دل گذرد آنرا نیز خاطر گویند کہ [5] قاضل سروری گوید کہ گوگرد بضم ہر دو کاف عربی است و صاحب مؤید بکاف فارسی و واو مجہول و کسر سوم آوردہ است بمعنے گندھک و ہمین مشہور است ۱۲

ہند و پولاد ہندی بحلب و آبگینۂ حلبی بہ یمن و بردِ یمانی بپارس و
ہند میں اور ہند کا فولاد حلب میں اور حلب کا شیشہ یمن میں اور بردِ یمانی پارس میں اور

ازان پس ترک سفر کنم و بدکانے بنشینم انصاف ازین ماخولیا
بعد اُسکے ترک سفر کروں میں اور ایک دکان میں بیٹھ رہوں اسقدر اِس قسم کی دیوانگی کی

چندان فرو گفت کہ بیش طاقت گفتنش نماند گفت ای سعدی
باتیں کہیں کہ آگے اُسکو کہنے کی طاقت نہ رہی کہا اے سعدی

تو ہم سخنے بگوے ازانہا کہ دیدہ و شنیدہ گفتم قطعہ
تو بھی کوئی بات کہہ اُن میں سے کہ جو کچھ دیکھا ہے یا سُنا ہے تونے کہا میں نے

آن شنیدستی کہ در صحرای غور
وہ سُنا ہے تونے کہ بیچ جنگل غور کے

بارسالارے بیفتاد از ستور
اسباب ایک سردار کا گر پڑا گدھے سے

گفت چشم تنگ دنیا دار را
کہا چشم طمع کو دُنیا دار کی

یا قناعت پر کند یا خاکِ گور
یا صبر بھرے یا مٹی قبر کی

حکایت مالدارے را شنیدم کہ بہ بخل اندر چنان معروف بود کہ
ایک مالدار کو سُنا میں نے بخل میں ایسا مشہور تھا کہ

حاتم طائی در کرم ظاہر حالش بہ نعمت دنیا آراستہ و خست نفس
جیسا کہ حاتم طائی سخاوت میں ظاہر حال اُسکا نعمت دُنیا سے آراستہ اور بخل ذاتی

جبلی ہمچنان در وے متمکن تا بجائی رسید کہ نانے از دست بجانے ندادے
اُسکی ذات میں کیسا قرار پایا ہوا کہ ایک روٹی ایک جان کے بدلے ہاتھ سے نہیں دیتا تھا

و گربۂ ابوہریرہ را بہ لقمۂ ننواختے و سگ اصحاب کہف را استخوانے نیند اختے
اور ابوہریرہؓ کی بلی کو ایک لقمے سے سرفراز نکرتا اور اصحاب کہف کے کُتے کو ایک ہڈی حوالے نہ کرتا

فی الجملہ خانۂ اور اکس ندیدے در کشادہ و سفرۂ او را سر بیت
حاصل کلام کوئی نہ دیکھتا اُسکے گھر کا دروازہ کھلا ہوا اور اُسکے دسترخوان کو پھیلا ہوا

۱ سروری گوید کہ یائے فارسی بمعنی سالگذشتہ است و بعضے بار بباء عربی صحیح دانستہ اند و بے تکلف درست میشود ۱۲
مولوی ماویلی مرحوم ۲ ملخص حکایت آنکہ مالداران را باید کہ شیوۂ ارباب قناعت بدست گیرند یعنی خود برانند کہ از کفاف
اکتفا کنند شبانی بار باب احتیاج و ذوی الارحام تقسیم و نہ اینکہ خود خورند و نہ بکسے دہند چرا کہ عزیزان و اقربا انہ چنین کس در
ویدل باشند بلکہ توقع سرکش خواہند پس سزاوار آنست کہ ہوس فراہم کردن مال از دل بر کنایند و خیالات خام
ہمچو تاجر نافرجام کہ ذکرش در حکایت سابق رفت پیز ندار اینجا ربط این حکایت حکایت سابق و دیگر آن در
باب ہویدا شد ۱۲

درویش بجز بوی طعامش نشنیدے
فقیر سوائے اُسکے کھانے کی بو کے نہ سونگھتا تھا

مرغ از پے نان خوردن او ریزہ نچیدے
چڑیا اُسکے بعد کھانا کھالینے کے ریزے نہ چگتی

شنیدم کہ بدریائے مغرب اندر راہِ مصر پیش گرفتہ بود و
سُنا میں نے کہ دریائے مغرب کی راہ سے مصر کو چلا اور

خیال فرعونی در سر حتّٰی اِذا اَدرکہُ الغرق[۱]
خیال فرعونی سر میں رکھتا تھا یہاں تک کہ پہنچا اُسے غرق

بادے مخالف بہ کشتی برآمد چنانکہ گویند فرد
ایک ہوا ناموافق کشتی میں آئی جیسا کہ کہتے ہیں

با طبع ملولت چہ کند دل کہ نسازد
ساتھ طبع رنجیدہ تیری کے کیا کرے کہ موافق نہ ہو

شرطہ ہمہ وقتی نبود لائق کشتی
کہ ہوا موافق ہر وقت نہیں ہوتی لائق کشتی کے

دست بدعا بر آورد و فریاد بے فائدہ خواندن گرفت فاذا
ہاتھ دعا میں اُٹھایا اور بیفائدہ چلّانا شروع کیا پس جب

رکبوا فی الفلک دعوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین شعر
سوار ہوتے ہیں کشتی پر یاد کرتے ہیں خدا کو درحالیکہ خالص کرنے والے ہیں اُس سے عقیدے کو

دست تضرع چہ سود بندۂ محتاج را
ہاتھ الحاح اور زاری کا کیا فائدہ کرتا ہے بندۂ محتاج کو

وقت دعا بر خدا وقت کرم در بغل
وقت دعا کے طرف خدا کے اور وقت بخشش کے بغل میں

قطعہ از زر و سیم راحتے برسان
سونے اور چاندی سے آرام پہنچا

خویشتن ہم تمتعے برگیر
اور آپ بھی فائدہ حاصل کر

وانگہ این خانہ کز تو خواہد ماند
اگر جانے کہ یہ گھر تیرے ہی ملک میں رہے کا

خشتے از سیم و خشتے از زر گیر
ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونیکی بنالے

آوردہ اند کہ در مصر اقارب درویش داشت بعد از ہلاک وے بہ بقیّت
نقل کرتے ہیں کہ مصر میں اقارب مفلس رکھتا تھا بعد اُسکے مرنے کے باقی

[۱] ای خیال فرعونے نا وقتے در سرش بود کہ در دریا فت اور اغرق بلے غرق شدہ ددیں پارہا آیت است کہ در حال فرعون وارد شدہ دور آوردن پارہ این آیت تلمیح است با اینکہ حالش ہیچو حال فرعون بود ۱۲ مولوی از رعلی [۲] متعلق است بقول او شنیدم کہ دریائے مغرب یعنی شنیدم کہ بدریاے مغرب بادے مخالف بر کشتی بر آمد ۱۲ [۳] خطاب بہ معشوقست و حاصل مضمون شعر اینکہ با طبع نازکت کہ از ملال میدارد دل چہ حیلہ نماید و کدام تدبیر بدست آرد کہ تا باد وسلنہ و موافق شود براہ دیگہنے وانما در ودچہ از مخالفت و در ساختن چارہ از انکہ باد موافق ہمہ وقت نصیب کشتی نمیشود یعنی عنایات و قہرمانی تو ہمہ وقت مبذول بر دل نمیشود پس دل زارم را زین عادی کردن ضروری است ۱۲

مال وے توانگر شدند جامہاے کہن بمرگ او بدریدند وخز
مال اُسکے سے دولتمند ہو گئے اور پرانے کپڑے اُسکے مرنے سے پھاڑ ڈالے اور خز

ومیاطی بعوض آن ببریدند ہمدران ہفتہ یکے را دیدم از
و میاطی عوض اُسکے قطع کے اُسی ہفتے میں ایک شخص کو دیکھا میں نے

ایشان بر بادپائی سوار روان وغلامے دودر پے دوان قطعہ
اُنہیں سے ایک گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا اور دو غلام پیچھے دوڑے جاتے تھے

وہ کہ گر مردہ باز گردیدے کیا اچھا ہوتا کہ اگر مُردہ پھر آتا	بسر اے قبیلہ و پیوند گھر میں عزیز و اقربا کے
ردّ میراث سخت تر بودے میراث کا پھیرنا زیادہ سخت ہوتا	وارثاں را ز مرگ خویشاوند وارثوں کو مرگ عزیز سے

بسابقہ معرفتے کہ درمیان ما بود آستینش گرفتم وگفتم بیت
اگلی جان پہچان سے کہ ہم سے اور اُس سے تھی اُسکی آستین پکڑی اور کہا میں نے

بخور اے نیک سیرت سرہ مرد کھا اے نیک خصلت بے عیب آدمی	کان فرومایہ گرد کرد و نخورد کہ اُس بدبخت نے جمع کیا اور نہ کھایا

حکایت صیادِ ضعیف را ماہی قوی بدام افتاد طاقت حفظ
ایک شکاری ضعیف کے تئیں ایک مچھلی زور آور پھنس گئی جال کے پڑی طاقت نگاہ رکھنے

آن نداشت ماہی برو غالب آمد و دام از دستش در ربود قطعہ
اُسکے کی نہ رکھتا تھا مچھلی اوپر اُسکے غالب آئی اور جال اُسکے ہاتھ سے لے گئی

شد غلامے کہ آب جو آرد گیا ایک غلام کہ نہر کا پانی لاوے	آب جو آمد و غلام ببرد پانی نہر کا آیا اور غلام ہی کو لے گیا
دام ہر بار ماہی آوردے جال ہر مرتبہ مچھلی لاتا تھا	ماہی این بار رفت و دام ببرد مچھلی اس مرتبہ گئی اور جال ہی کو لے گئی

لہ خز بالفتح و بمعنین جامہ ہیست کہ از حریر و پشم بافند و میاطی منسوب بہ میاط بالفتح نام شہر یست در مصر ۱۲
لہ وہ بمعنی تعجب سہ سرہ بفتحتین درست و بے عیب و پاکیزہ ۱۲ ح سہ حاصل این حکایت اینکہ اختیار قناعت
کہ عبارت اور طلب قدر قوت لایموت دوست کشیدن آن از طلب زیادہ است در ہر حال اینرا نہ نظر دارند تا کہ از طعن
و تشنیع مردم گزیدن دست تاسف و افسوس خود ہا نجات یابند و نہ بینی کہ آخر بہ ماہی بگیر کہ راست در جست گردید
چہ رسیدہ بالجملہ نافع و داعی برتفدیں اسے درد جلہ ہم بدست نیفتد و در ریگستان بے اجل نمیرد ۱۲

بیت صیادنه هر بار شکارے ببرد شکاری نہ ہر مرتبہ شکار لے جاوے	**یک روز بود که پلنگش بدرد** شاید کہ ایک دن چیتا اُسکو کھاوے

دیگر صیادان دریغ خوردند و ملامتش کردند که چنین صیدے
اور شکاری متاسف ہوئے اور اُس کو ملامت کرنے لگے کہ ایسا شکار
در دامت افتاد و نتوانستی نگاهداشتن گفت اے برادران
تیرے جال میں پڑا اور تو تھام نہ سکا کہا اے بھائیو
چه توان کرد مرا روزی نبود و او را همچنین روزی مانده
کیا کیا چاہئے میرا رزق نہ تھا اور اُسکے ایسی بھی ایسی روزی رہی
حکمت صیاد بی روزی در دجله نگیرد و ماهی بے اجل بر خشکی نمیرد
عاقلوں نے کہا ہے شکاری بے مقسوم دریا میں مچھلی نہیں پکڑتا اور مچھلی بے موت خشکی میں نہیں مرتی
حکایت دست و پا بریده هزار پائے را بکشت صاحبدلے
ایک شخص ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے نے ایک کنکھجورے کو مار ڈالا ایک صاحب باطن
بر و بگذشت و گفت سبحان الله با هزار پائے که داشت چون
وہاں وارد ہوا اور بولا پاک ہے اللہ باوجود ہزار پاؤں کے رکھنا تھا جب
اجلش فراز آمد از بیدست و پائے گریختن نتوانست مثنوی
موت اُس کی آپہنچی ایک بے دست و پا سے بھاگ نہ سکا

چو آید ز پے دشمن جانستان جب آئے پیچھے سے دشمن جان کا لینے والا	**ببندد اجل پای مرد دوان** باندھ دیتی ہے موت پاؤں شخص دوڑنیوالے کے
دران دم که دشمن پیاپے رسید جب دشمن آہی پہنچا	**کمانے کیانی نباید کشید** کمان کیانی نہ چاہئے کھینچنا

حکایت ابلهی را دیدم سمین و خلعتی ثمین در بر و مرکبی تازی در زیر و قصبی مصری بر سر
ایک احمق کو دیکھا میں نے موٹا اور ایک خلعت قیمتی بیچ بدن کے اور گھوڑا تازی کا نیچے اور ایک پگڑی مصر کی سر پر

سلہ نے ماہی را دجلہ بالکسر نام دریائے در شہر بغداد ۱۲ سلہ ظاہر اوست آوردن این حکایت اندرین باب اشارہ الیست با آنکہ اصل و مغز قانع بودن برنقد براست نہ قدر بگای بیہودہ در طلب رزق ماندن چہ اگر منظور آلہی میبا شد بے دست و پا ہزار پا یعنی قانع کہ در خانہ خود نشستہ بود بر حریص کہ ہر سو دوا دوش کنند ظفر کا یابد و او نہ خود بدست مے آرد چہ آن ہزار پا باوجود کشادہ شدن گوناگون ابواب رزق پیش او بے طلب برد ۱۲ سلہ ہزار پا جانوریست کہ پا بہا بسیار دارد و در گوش آدمی در آید ۱۲ حیا بان ۱۲ سلہ سمین بسین مہملہ بروزن یعین بمعنی فربہ بمعنے قیمتی ست مشتق از ثمن ۱۲ ملخ سہ قصب بفتحین و آخر موحدہ نوعے از جامہ کہ از ابریشم کلہا و راں درخت با شند واو را بر سر بندند ۱۲

کسی گفت سعدی چگونہ ہمی بینی ایں دیبائے معلم بریں حیوان لایعلم گفتم

کسی نے کہا اے سعدی کیونکر دیکھتا ہے تو یہ کپڑا بوٹے دیبا اوپر اس حیوان جاہل کے کہا میں نے

قَد شَابَهَ بِالوَرَیٰ حِمَارٌ	**عِجلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ**
تحقیق کہ مانند ہے ساتھ آدمی کے گدھا	گائے کا بچہ ہے اور جسم میں بغیر روح واسطے اسکے ہے آواز

گفتہ اند یک طلعت زیبا بہ از ہزار خلعت دیبا قطعہ

کہا ہے ایک شکل اچھی بہتر ہزار خلعت دیبا سے

شریف اگر متضعف شود خیال مبند	**کہ پایگاہ بلندش ضعیف خواہد شد**
بزرگ اگر ناتوان ہووے خیال مت باندھ	کہ رتبہ بلند اسکا ضعیف ہووے گا
ور آستانۂ سیمیں و میخ زر بزند	**گمان مبر کہ یہودی شریف خواہد شد**
اور جو چوکھٹ چاندی کی سونے کی میخوں سے مارے	گمان مت کر جا کر یہودی شریف ہوگا
قطعہ بآدمی نتوان گفت ماند این حیوان	**مگر دراعہ و دستار و نقش بیرونش**
ساتھ آدمی کے نہ کہا چاہیے کہ مشابہت رکھتا ہے یہ حیوان	مگر پیراہن اور پگڑی اور نقش اسکے اوپر کے
بگرد در ہمہ اسباب ملک و ہستی او	**کہ ہیچ چیز نہ بینی حلال جز خونش**
پھر تو سب اسباب ملک اور ہستی اسکی میں	کہ کوئی چیز نہ پاوے گا تو حلال اسکے خون کے سوا

حکایت دزدے گدائے را گفت شرم نمیداری از برائے

ایک چور نے ایک فقیر سے کہا شرم نہیں رکھتا ہے تو واسطے

جوے سیم دست پیش ہر لئیم دراز کردن گفت بیت

ایک جو چاندی کے ہاتھ آگے کنجوس کے دراز کرنا فقیر نے کہا

دست دراز از پے یک حبہ سیم	**بہ کہ ببرند بدانگے و نیم**
ہاتھ بڑھانا واسطے ایک ہی چاندی کے	بہتر ہے کہ کاٹیں واسطے ایک دانگ کے دو ٹکڑے

حکایت مشت زنے را حکایت کنند کہ از دہر مخالف

ایک پہلوان کی نقل کرتے ہیں کہ زمانۂ مخالف سے

۱ ایں در باب تشبیہ دیگر است کہ ہم ذاتواں گفت و ہم گوسالہ و مصرع ثانی اقتباس است بآیہ کریمہ کہ محق گوسالۂ سامری نازل شدہ ۱۲ خیابان و نور اللہ احرارے ۲ یعنی اگر یہودے را آستانۂ سیمیں باشد کہ بران میخہا زر دراز زد، باشد بدیں تکلف او در شریف نے شود ظاہر انیست کہ مراد از آستانہ اینجا در باشد چہ آستانہ تنہا را بدیں طریق آراستن نیست خوان آرزو گوید کہ آستانہ میخ زدن از نسبت قیاس میخ بر آستانہ زدن میخواہد مگر شیخ درین بات سند نیست ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

بفغان آمده بود و از حلق فراخ و دست تنگ بجان رسیده

فرمایا میں آیا تھا اور حلق فراخ اور مفلسی سے عاجز ہو

شکایت پیش پدر برد و اجازت خواست که عزم سفر دارم مگر

شکوہ باپ کے حضور میں لے گیا اور اجازت مانگی کہ قصد سفر کا رکھتا ہوں میں

مگر بقوت بازو دامن کامے فراچنگ آرم که بزرگان گفته اند بیت

شاید قوت بازو سے دامن مقصد کا ہاتھ میں لاؤں میں کہ بزرگوں نے کہا ہے

فضل و ہنر ضائع ست تا ننماید — عود بر آتش نہند و مشک بسایند

فضیلت اور ہنر بیکار ہے جبتک اُسے نہ دکھلائیں — اگر کو آگ پر رکھیں، مشک کو گھسیں

پدر گفت ای پسر خیال از سر بدر کن و پای قناعت در دامن سلامت

باپ نے کہا بیٹا خیال محال مرے نکال ڈال اور پاؤں صبر کا سلامتی کے دامن میں

کش که خردمندان گفته اند دولت نه بکوشیدنست چاره کم جوشیدنست شعر

کھینچ کہ عقلمند کہہ گئے ہیں دولت کا ملنا کوشش سے نہیں ہے علاج اُسکا کم تلاش کرنا ہے

کس نتواند گرفت دامن دولت بزور — کوشش بیفایده است وسمه بر ابروی کور

کوئی نہیں پکڑ سکتا ہے دولت کا دامن زور سے — کوشش بیفائدہ ہے وسمہ لگانا اندھے کے ابرو پر

اگر بہر سر مویت ہنر دو صد باشد — ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد بیت

اگر تیرے ہر سر بال میں ہنر دو سو ہوں — ہنر کام نہیں آتا اگر نصیب بُرے ہوں

چه کند زورمند واژون بخت — بازوی بخت به که بازوی سخت

کیا کرے پہلوان بد نصیب — بازوے بخت کا بہتر ہے بازوے سخت سے

پسر گفت اے پدر فوائد سفر بسیارست از نزہت خاطر و جر منافع و دیدن

بیٹے نے کہا اے باپ فائدے سفر کے بہت ہیں تازگی خاطر کی اور کھینچنا فائدوں کا اور دیکھنا

عجائب و شنیدن غرائب و تفرج بلدان و مجاورت خلان!

عجائبات کا اور سننا نادر باتوں کا اور سیر شہروں کی اور ملاقات دوستوں کی

ل یعنی دولت و مال بکوشیدن حاصل نشود پس علاج بیصبری و چارهٔ کار قناعت است بر قلیلے از طعام و بعضے گویند که علاج قلب اضطراب است ۱۲ سروری ۲ تفرج در مدار الافاضل الفت جستن و کشادگی گرفتن و فارسیاں بمعنی تماشا استعمال کنند و بلدان بضم جمع بلد بمعنی نام شہر است ۱۲ ح ۳ مجاورت بجیم تازی بمعنی ہم یعنی و ہم بجائے مہملہ بمعنے ہم سخنے مہر درست میشود و خلان جمع خلیل است بمعنے دوست ۱۲ ل ع و بر آتش نہند آه لے عود بدون سوختن و مشک بغیر سائیدن بوے ندہد ہمچنیں فضل و ہنر بدون ظاہر کردن فائدہ نہ بخشد ۱۲

وتحصیل جاه وادب ومزید مال ومکسب ومعرفت یاران وتجربت

اور حاصل کرنا مرتبے اور ادب کا اور زیادتی مال اور کمائی اور شناسائی یاروں کی اور امتحان

روزگار چنانکه سالکان طریقت گفته اند رباعی

زمانے کا جیسا کہ چلنے والوں راہ طریقت نے کہا ہے

تا بدکان وخانه درگروی
جبتک گھر کی کوٹھڑی میں بند ہے تو
هرگز ای خام آدمی نشوی
ہرگز اے بے تجربہ آدمی نہ بنے گا تو

برو اندر جهان تفرج کن
جا عالم کی سیر کر
پیش از آن روز کز جهان بروی
اس سے پہلے کہ جہان سے جاوے تو

پدر گفت ای پسر منافع سفر چنین که توگفتی بیشمارست ولیکن مسلم

باپ نے کہا اے بیٹے منافع سفر کے جیسے کہ کہا تو نے بے حد ہیں لیکن

پنج طائفه راست نخستین بازرگانے را که با وجود نعمت و

پانچ گروہ کو سفر لائق ہے پہلے سوداگر کو کہ باوجود دولت اور

مکنت غلامان وکنیزکان دارد وشاگردان چابک هر روز بشهری

حشمت کے غلاموں اور لونڈیوں کو رکھتا ہے اور شاگردوں چالاک کہ ہر روز ایک شہر میں

وهر شب بمقامی وهر دم بتفرج گاهے از نعیم دنیا متمتع قطعه

اور ہر رات ایک مقام میں اور ہر دم ایک تماشا گاہ میں نعمتہائے دنیا سے بہرہ ور ہوتا ہے

منعم بکوه ودشت وبیابان غریب نیست
مالدار پہاڑ پر اور جنگل میں مسافر نہیں ہے
هرجا که رفت خیمه زد وخوابگاه ساخت
جہاں گیا خیمہ کھڑا کیا اور خوابگاہ بنائی

وان را که بر مراد جهان نیست دسترس
اور اس شخص کو کہ جہان کی نعمت پر مقدور نہیں ہے
در زاد بوم خویش غریب ست وناشناخت
اپنے وطن اصلی میں مسافر ہے اور نامعلوم

دوم عالمے که بمنطق شیرین وقوت فصاحت ومایه بلاغت

دوسرا عالم کہ کلام شیریں اور قوت فصاحت اور مایۂ بلاغت سے

۱ لفظ دکان بتشدید کاف معروف وتخفیف استعمال فارسیان است وآنکه اکثر مردمان هندوستان دوکان بواو خوانند ونویسند غلط محض است وقیاس بر بنا که احاش ودنار است تشدید بنون بیجا است زیرا که قیاس در زبان پیش بزود گرد صورت آمدن لفظ ۲ لفظ شاگرد را شارح سروری وصاحب خیابان بمعنی خادم نوشته تلمیذ شاگرد گرنه وشارح فاضل بمعنی پیاده آورده ۱۲ ۳ وا دیگه میان لفظ زاد وبوم مے نویسند غلط ست بلکه ترکیب ادبوم مانند عالم سال مقدم مجهول به قلت است یعنی بوم زاد ای زمین ولادت که آن را مسقط الراس گویند ۱۲

نه روزگاران
نه دولتمند
نه در بهشت
نه بارگاه

هر جا که رود بخدمت او اقدام نمایند و اکرام کنند قطعه

جہاں کہیں جاوے اُس کی خدمت کریں اور جس جگہ بیٹھے تعظیم کریں

وجود مردم دانا مثال زر طلاست

ذات شخص عاقل کی مثل سونے خالص کے ہے

بهر کجا که رود قدر و قیمتش دانند

جہاں کہیں کہ جاوے قدر اور قیمت اسکی جانیں

بزرگزادهٔ نادان بشهر وا ماند

بزرگ زادہ احمق مثل کھوٹے روپے کے ہے

که در دیار غریبش بهیچ نستانند

کہ غیر شہر میں اُسے کچھ نہیں جانتے ہیں

سوم خوبروئے درون صاحبدلان بمخالطت او میل کنند که بزرگان

تیسرا خوبصورت کہ دل صاحب طبیعتوں کا اُس سے اختلاط کی خواہش کرے کہ بزرگوں نے

گفته اند که جمالے اندک به از بسیارے مال و گویند روی زیبا مرهم دلهای خسته

کہا ہے تھوڑی سی خوبصورتی بہتر ہے بہت مال سے اور کہتے ہیں منہ اچھا مرہم زخمی دلوں کا ہے

است و کلید درهای بسته لاجرم صحبت او همه جا غنیمت شناسند قطعه

اور کنجی بند دروازوں کی خواہ مخواہ صحبت اُسکی سب جگہ غنیمت جانتے ہیں

شاهد آنجا که رود حرمت و عزت بیند

معشوق جہاں جاتا ہے حرمت اور عزت پاتا ہے

ور براندند بقهرش پدر و مادر خویش

اگرچہ نکالدیں اُسکو غصے سے اُسکے ماں باپ

پر طاؤس در اوراق مصاحف دیدم

پر طاؤس کا بیچ ورقوں قرآن کے دیکھا میں نے

گفتم این منزلت از قدر تو می بینم بیش

کہا میں نے یہ مرتبہ تیرے مرتبے سے زیادہ دیکھتا ہوں میں

گفت خاموش که هر کس که جمالے دارد

بولا چپ رہ کہ جو شخص کہ کچھ خوبصورتی رکھتا ہے

هر کجا پای نهد دست ندارندش پیش

جس جگہ پاؤں رکھتا ہے ہاتھ رکھدیتے ہیں اُسکے آگے

قطعه چون در پسر موافقت و دلبری بود

اگر بیٹے کے بیچ نرمی اور معشوقی ہووے

اندیشه نیست گر پدر از وی بری بود

اندیشہ نہیں ہے اگر باپ اُس سے ناراض ہو

او گوهرست گو صدف اندر میان مباش

وہ موتی ہے کہدے کہ صدف کے درمیان نہ رہے

در یتیم را همه کس مشتری بود

دُر یکتا کے سب آدمی خریدار ہوتے ہیں

ل زر طلا بفتحه یعنی برابری وزن است یعنی زر خالص چه طلا نشان گزنا میشود ۱۲ (ش) ۲ گو بزرگزاده بشهر وا بفتح نیفظ واحد است بعنی ورق باسم سلطان و نقصانش آنست که بعضے از سلاطین عجم در اوائل سلطنت محو بود پرے اظهار تقرر سلطنت نادهائے خود را برادران عاف نوشته بمردمان حکم میفرمودند که در معاملات بیع و شرا استعمال نمایند و حرمت کننده مردمان بسبب خوف از قهر شان تبولش میکردند کذا فی شرح السروری و ناقل احراری و سروری بعد نقل این معنی نویسد و شهر وا ماند بسکون رائے مهمله هم دیعنی شهر وامانده وطن بجهت آنکه در دیار غریب قدرے ندارد انتهی ۱۲ ۱۲

چہارم خوش آوازے کہ بحنجرۂ داؤدی آب از جریان و مرغ از طیران باز
چوتھا خوش گلا کہ داؤدی گلے کی بدولت پانی کو بہنے سے اور چڑیا کو اُڑنے سے
دارد پس بوسیلت آن فضیلت دل مشتاقان صید کند و ارباب
باز رکھتا ہے پس بوسیلۂ اُس فضیلت کے دل مشتاقوں کا شکار کرتا ہے اور صاحبان
معنی بمنادمت او رغبت نمایند و بانواع خدمت کنند شعر
تمیز اُس کی ہم صحبتی کی خواہش کرتے ہیں اور سانتہ طرح طرح کے خدمت کرتے ہیں

سمعی الی حُسنِ الاغانی
کان میرا طرف خوبی سرود کے ہے
مَن ذا الّذی جسّ المثانی
کون ہے کہ بجاوے ساز اور تار کو

قطعہ چہ خوش باشد آہنگ نرم حزین
کیا خوب ہوتی ہے آواز نرم اور درد ناک
بگوش حریفان مست صبوح
کان میں حریفان مست شراب صبح گاہی کے

بہ از روی زیباست آواز خوش
بہتر روئے خوب سے ہے آواز اچھی
کہ آن حظ نفس ست و این قوت روح
کہ وہ حظ نفس کا ہے اور یہ طاقت روح کی

پنجم پیشہ ورے کہ بسعی بازو کفافے حاصل کند تا آبرو
پانچواں صاحب پیشہ کہ کوشش بازو سے روزی حاصل کرتا ہے اسواسطے کہ آبرو
از بہر لقمہ ریختہ نگردد چنانکہ بزرگان گفتہ اند قطعہ
واسطے روٹی کے زائل نہووے جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے

گر بغریبی رود از شہر خویش
اگر مسافرت میں جائے اپنے شہر سے
سختی و محنت نکشد پنبہ دوز
سختی اور محنت نہیں اٹھاتا ہے پنبہ دوز

ور بخرابی فتد از ملک خویش
اور اگر ویرانے میں جا پڑے اپنے ملک سے
گرسنہ خفتند ملک نیمروز
بھوکا سوئے بادشاہ نیمروز کا

چنین صفتہا کہ بیان کردم ای پسر در سفر موجب جمعیت خاطرست
یہ صفتیں کہ بیان کیں میں نے اے لڑکے سفر میں موجب دلجمعی کی ہیں

لہ جریان و بلطان در اصل بفتحتین است لیکن فارسیان بسکون دوم استعمال کنند ۱۲ خیابان ۲ منادمت بضم اول و دوم مہملہ از باب مفاعلت بمعنے ہمنشینی ۱۲ ۳ معنی یعنی گوش من نوانی بمعنے طرف حسن بالضم و سکون یعنے خوبی ما خانی جمع اجیف مانند امانی جمع امنیہ بمعنی نغمہ و سرود جس بفتح جیم و ثلث یہ سین مہملہ سودن بدست و مثانی جمع مثنی بمعنی ستار کہ دو سے از ساز ست معنی بیت اینکہ گوش من مائل ست بسوئے نکوئی نغمہا کیست آنکس کہ بدست ساید ستار ہا را ۱۲ ۴ صبوح بالفتح شرابی کہ بوقت صبح بنوشند ۱۲ ۵ کہ آن حظ نفس رنج بدانکہ در شرح سروری ہمیں نسخہ نوشتہ و این نسخہ ورلا است زیرا کہ روئے زیبا ذکر بعید است بہ نسبت آواز خوش دانشاست بعید بالفظ آن ا و بقریب بلفظ این شایع است ۱۲

وداعیۂ طیب عیش وانکہ ازین جملہ بے بہرہ است بخیال باطل در

اور باعث حسن گذران کا اور وہ شخص کہ ان سب باتوں سے بے نصیب ہے خیال بے سروپا سے

جہان برود دیگر کسش نام و نشان نشنود قطعہ

جہاں میں جاتا ہے اور پھر کوئی اُسکا نام نہیں لیتا اور نہیں سُنتا ہے

ہر انکہ گردش گیتی بکین او برخاست

جس شخص کو گردش زمانے نے اُس سے دشمنی کی

بغیر مصلحتش رہبری کند ایام

طرف بُری بات کے راہ دکھاتا ہے اُسے زمانہ

کبوتری کہ دگر آشیان نخواہد دید

اُس کبوتر کو کہ پھر آشیانہ نہ دیکھے گا

قضا ہمی بردش تا بسوی دانہ و دام

قضا لیجاتی ہے اوسکو دانہ اور جال کی طرف

پسر گفت اے پدر قول حکما را چگونہ مخالفت کنم کہ گفتہ اند

بیٹے نے کہا اے باپ عاقلوں کے قول کی کیونکر مخالفت کروں جو کہ کہہ گئے ہیں

رزق اگرچہ مقسوم ست باسباب حصول آن تعلق شرطست و بلا اگرچہ

روزی اگرچہ مقسوم ہے لیکن اُسکے حاصل کرنے میں دوادوش شرط ہے اور بلا اگرچہ

مقدرست از ابواب دخول آن حذر کردن واجب قطعہ

تقدیری ہے پر اُسکے دروازے میں داخل ہونے سے پرہیز کرنا واجب ہے

رزق ہرچند بیگمان برسد

روزی ہرچند کہ بیشک پہنچتی ہے

شرط عقل ست جستن از درہا

شرط عقل معاش ہے ڈھونڈھنا دروازوں سے

ورچہ کس بے اجل نخواہد مرد

اگرچہ کوئی بے موت نہ مرے گا

تو مرو در دہان اژدرہا

تو مت جا منہ میں اژدہے کے

درینصورت کہ منم باپیل دمان[1] بزنم و باشیر ژیان[2] پنجہ در افگنم پس مصلحت

اس صورت میں کہ میں ہوں مست ہاتھی پر حملہ کروں اور شیر ببر سے پنجہ لڑاؤں میں پس مصلحت وہ ہے

آنست ای پدر کہ سفر کنم کزین بیش طاقت بینوائی ندارم قطعہ

اے باپ کہ سفر کروں میں کیونکہ اس سے زیادہ تاب مفلسی کی نہیں لا سکتا ہوں میں

[1] این فقرہ بسبیل معیت فقرہ اولے واقعشدہ و در مطالب حکایت دخلے ندارد [2] اژدر یا اژدہا و اژدرہا بیدک همسنہ و ظاہراً لفظ ہا درین ترکیب جزو کلمہ است و سلامت جمع و نیز اژدہا نوعے از آتشباری ۱۲ بہار و منہ لفظ دمان بمعنی سخت جملہ است و اکثر مرکب مستعمل میشود چنانچہ پیل دمان و در مدار الافاضل و مؤید است کہ این لفظ جز در صفت مار و پیل و شیر نیامدہ لیکن صفت نہنگ نیز واقعشدہ و چنانکہ در شرح سکندر نامہ نوشتہ شد و در فرہنگ بمعنی مطلق درندہ است ۱۲ منہ لفظ ژیان بکسر زای عربی بمعنی خشمناک و اطلاق این لفظ بر سباع و بہار و مدار زمان شکل گیسو کو گوید و شارح این لفظ جانوران چرندہ پرندہ و اطلاق میکنند رفیع نظر ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

چون مرد برفتاد ز جای و مقام خویش
جبکہ آدمی جاتا رہا اپنے مقام اور جگہ سے

دیگر چہ غم خورد ہمہ آفاق جای اوست
پھر کیا غم ہے اُسے کیونکہ تمام دُنیا اُسکی جگہ ہے

شب ہر توانگری بسرای ہمی رود
ہر رات کو مرد دولتمند ایک حویلی میں جاتا ہے

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست
فقیر کو جہاں رات ہوگئی وہی مکان اوسکا ہے

این بگفت و پدر را وداع کرد و ہمت خواست و روان شد و با خویشتن ہمیگفت شعر
یہ کہا اور باپ کو رخصت کیا اور دعا چاہی اور روانہ ہوا اور دل میں کہتا تھا

ہنرور چو بختش نباشد بکام
جس صاحب ہنر کے نصیب ہوں موافق

بجائے رود کش ندانند نام
وہاں جائے کہ جہاں اُسکا کوئی نام نہ جانے

ہمچنین تا برسید بر کنار آبے کہ سنگ از صلابت او بر سنگ ہمی
یہاں تک کر پہنچا کنارے ایک دریا کے کہ پتھر اسکی شدت سے پتھر پر

آمد و خروشش بفرسنگ مے رفت بیت
پڑتا تھا اور شور اُسکا بارہ ہزار قدم تک جاتا تھا

سہمگین[1] آبی کہ مرغابی درو ایمن نبودے
دہشتناک پانی کہ چڑیا پانی کی اُسمیں نڈر نہ تھی

کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربودے
ذراسی لہر پاٹ چکی کا کنارے سے بہالے جاتی ہے

گروہے مردمان را دید ہر یک بقراضہ در معبر[2] نشستہ و رخت سفر بستہ
گروہ آدمیوں کو دیکھا کہ ہر ایک عوض ریزہ چاندی سونے کے کشتی میں بیٹھے ہوئے اور اسباب سفر کا باندھے ہوئے

جوان را دست عطا بستہ بود زبان ثنا بر کشود چندانکہ زاری کرد یاری
جوان کا ہاتھ بخشش کا بندھا تھا زبان تعریف کی کھولی کتنا ہی رویا بر لوگوں نے مدد

نکردند ملاح بے مروت از و بخندہ برگردید و گفت شعر
نہ کی ملاح بے مروت اُس سے ہنس کر روگردان ہوا اور بولا

بے زر نتوانی کہ کنی بر کس زور
بے روپے کے تو نہیں کرسکتا ہے کسی پر زور

ور زر داری بزور محتاج نہ شعر
اور اگر روپیہ رکھتا ہے تو زور کا حاجتمند نہیں ہے تو

[1] سہمگین بمعنی خوف و ترس چہ سہم در فارسی بمعنی ترس و ہیبت مستعمل است و گین بکسر کاف فارسی و سکون یا و نون بمعنے صاحب ہم ترکیب واقعشدہ ہمچو شرمگین وغیرہ کذا فی البرہان وغیرہ [2] معبر بکسر میم و فتح ثانی موحدہ بمعنے کشتی است و آنچہ بدان عبہ کنند پس لفظ کشتی بر تقدیر وجود ش بیان معبر خواہد بود و اضافت اندر عالم اضافت عام بخاص ملاحظہ باید نمود والا حاجت نماند و در شرح الاحرار صاحب حراح خود لفظ زکردہ کہ و آنچہ بگذارند بر دیستی پل و کشتی و بفتح اول کہ اند دریا کہ فرد دگاہ مردماں باشد ۱۲

۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲

زر نداری نتوان رفت بزور از دریا روپیہ نہیں رکھتا ہے تو نہیں جاسکتا ہے تو بزور دریا سے	زور دہ مرد چہ باشد زر یک مرد بیار زور دس آدمی کا کیا چیز ہے روپیہ ایک مرد کا لا

جوان را دل از طعنۂ ملّاح بہم برآمد خواست کہ از وی انتقامی کشد کشتی
جوان کا دل ملاح کے طعنے سے غصے میں آگیا چاہا کہ اس سے بدلہ لے کشتی
رفتہ بود آواز داد گفت کہ اگر بدین جامہ کہ پوشیدہ ام قناعت کنی
جاچکی تھی پکار کر کہا کہ اگر ان کپڑوں پر جو میں نے پہنے ہوئے ہوں اکتفا کرے
دریغ نیست ملاح طمع کرد و کشتی باز گردانید بیت
تو دریغ نہیں ہے ملاح نے لالچ کیا اور کشتی پھیر لایا

بدوزد شرہ دیدہ ہوشمند بند کر دیتی ہے حرص آنکھ عقلمند کی	در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند لاتی ہے طمع چڑیا اور مچھلی کو جال میں

چندانکہ دست جوان بریش و گریبانش رسید بخود درکشید
یہانتک کہ جوان کا ہاتھ ملاح کی داڑھی اور گریبان تک پہنچا اُسے اپنی طرف کھینچا
و بے محابا فرو کوفت یارش از کشتی بدر آمد کہ پشتی کند ہمچنین
اور بے تحاشا مارا ملاح کا یار کشتی سے نکلا کہ مدد کرے ویسی ہی
درشتی دید پشت بگردانید مصلحت آن دیدند کہ با او بمصالحت
سختی دیکھی بھاگا مصلحت وہ دیکھی کہ ساتھ اُسکے صلح
گرایند و باجرت کشتی مسامحت نمایند مثنوی
کریں اور کشتی کی اجرت سے درگذر کریں

چو پرخاش بینی تحمّل بیار جب لڑائی دیکھے تو برداشت کر	کہ سہلی ببندد در کارزار کہ نرمی بند کرتی ہے دروازہ لڑائی کا
بشیرین زبانی و لطف و خوشی میٹھی زبان اور نرمی اور خوشی سے	توانی کہ پیلی بموئی کشی ایک ہاتھی کو ایک بال سے کھینچ سکتا ہے تو

لہ شرہ بفتحتین و آخر ہای ہوز غیر مختفی بمعنے حرص و بفتح شین معجمہ وکسر را مہملہ بمعنی حریص ۱۱ سے ہ بالضم مختصر موا بات دمعنی آں فروختن یا اندک بہا بسبب نزلفی و توافق جابین و در فارسی نگاہداشتن و منع آمدہ واز شیخ محمد جعفری معنے دریغ مسموع ست و فارسیان بحذف تا آورند ۱۲ سے پرخاش بالفتح پیکار و در بعضے فرہنگ بمعنے خصومت زبانی مسطور ست و در محل فغان نیز مستعمل میشود ۱۲ موبہ عہ اے مثل ملاح اول سختے دید یعنی جوان ادرہم فرد کوفت ۱۲ علہ مسالحت بسین و ترائے مہملتین از باب مفاعلت، با کسے کار آسان گرفتن و فرو گذاشت و نرمی کردن ۱۲

لطافت کن آنجا کہ بینی ستیز	نبرد قز نرم را تیغ تیز
نرمی کر تو جہاں کسی میں دیکھے تو لڑائی	نہیں کاٹتی ہے نرم ریشم کو تلوار تیز

بعذر ماضی تقدمش درافتادند و بوسۂ چند بنفاق بر سر و چشمش دادند

واسطے عذر تقصیر گذشتہ کے اُسکے پاؤں پر گر پڑے اور کئی بوسے نفاق سے اُسکے سر اور آنکھ پر دیئے

پس بکشتی درآوردند و روان شدند تا رسیدند بستونے کہ از

اور کشتی پر لے آئے اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ پہنچے نزدیک ایک ستون کے کہ

عمارت یونان در آب ایستادہ بود ملاح گفت کشتی را خللے ہست

یونان کی عمارت سے پانی میں کھڑا تھا ملاح نے کہا کشتی میں کچھ نقصان ہے

یکے از شما کہ زور آور تر است باید کہ برین ستون برود خطام

ایک تم میں سے کہ بڑا پہلوان ہو اس ستون پر جائے اور رسی

کشتی بگیرد تا عمارت کنیم جوان بغرور دلاوری کہ در سر داشت از

کشتی کی پکڑے کہ مرمت کرلیں ہم جوان بسبب غرور پہلوانی کے کہ سر میں رکھتا تھا

خصم آزردہ دل نیندیشید و قول حکما را کار نفرمودہ گفتہ اند ہر کرا رنجے

دشمن آزردہ دل سے نہ ڈرا اور حکیموں کے کہنے پر عمل نہ کیا کہ کہتے ہیں جس شخص کو کچھ دُکھ

بدل رسانیدی اگر در عقب آن صد راحت برسانی از پاداش آن

پہنچایا تو نے اگر بعد اُسکے سو خوشی پہنچاوے تو لیکن اُس آزار کے بدلے سے

یک رنجش ایمن مباش کہ پیکان از جراحت بدر آید و آزار در دل بماند بیت

بیخوف مت رہ کہ پھل تیر کا زخم سے نکل آتا ہے پر دُکھ دل میں رہ جاتا ہے

چہ خوش گفت بکتاش با خیلتاش[1]	چو دشمن خراشیدی ایمن مباش
کیا خوب کہا بکتاش نے خیلتاش سے	جب دشمن کو ایذا دی تو نے بیخوف مت رہ
قطعہ مشو ایمن کہ تنگدل گردی	چون ز دستت دلی بہ تنگ آید
مت رہ بیخوف کہ تنگ دل ہوگا تو	جب تیرے ہاتھ سے کوئی دل عاجز آوے

[1] در مدار الافاضل بکتاس بکسرہای موحدہ نام شاہ خوارزم و در بعضی کتب بفتح بایکے از وہ ملوک کہ خواجہ تاشان یکے باشند و تاش بمعنی بندہ و مملوک دیار خانہ باشد کہ آنرا خواجہ تاش گویند و صاحب خانہ مراد دارند و چون خواجہ تاش گویند و صاحب خانہ مراد دارند خواجہ را دو غلام باشد ہر یک در میان خود با خواجہ تاشند مولف گوید ظاہرا صحیح بکسر اول است و کاف فارسی مخفف بمعنی صاحب و سردار پس بمعنی صاحب غلام خواہد بود و میتواند کہ از عالم اتابک باشد و تحقیق آن گذشت در ہر تقدیر معنے ترکیب مجہول بر عکس باشد و نیز در کتاب مذکور خیلتاش و خواجہ تاش بیک معنے است و شارح فاضل گوید کہ خیلتاش سردار جماعت کہ در ہند جمعدارش گویند و در خیلتاش تاش بمعنے خواجہ است یعنے خواجہ عیل ۱۲ خیابان ۱۲

سنگ بر بارهٔ حصار مزن
پتھر قلعے کی دیوار پر مت پھینک
که بود کز حصار سنگ آید
کہ ممکن ہے قلعے سے پتھر آوے

چندانکه مقود کشتی بساعد بپیچید و بر بالائے ستون رفت
یہاں تک کہ رسی کشتی کی بازو پر لپٹی اور ستون پر چڑھ گیا
ملاح زمام از کفش در گسلانید و کشتی براند بیچاره متحیر بماند روزے
ملاح نے رسی اُسکے ہاتھ سے تڑائی اور کشتی رواں کی بیچارہ حیران رہا دو دن
دو بلا و محنت کشید و سختی دید سوم روز خوابش گریبان گرفت و در
اذیت طور محنت کشید اور سختی دیکھی تیسرے روز خواب نے اُس کا گریبان پکڑا اور
آب انداخت بعد از شبانروزی دگر بر کنار افتاد از حیاتش رمقے
پانی میں اُسے گرا دیا ایک دن اور رات کے بعد کنارے پر جا پڑا کچھ زندگی اُس کی
مانده بود برگ درختان خوردن گرفت و بیخ گیاهان بر آوردن تا
باقی تھی درختوں کے پتے کھانے لگا اور جڑ گھانسوں کی نکالنے
اندکے قوت یافت سر در بیابان نهاد و برفت تا تشنه
یہاں تک کہ تھوڑی قوت پائی جنگل کو چلا اور چلا جاتا تھا یہاں تک کہ پیاس
و بی طاقت شد و بر لب چاہے رسید قومے
کہ پیاس سے بیتاب ہوا اور ایک کوئیں پر پہونچا ایک قوم
را دید شربتے آب به پشیزے[1] همی آشامیدند جوان
کو دیکھا تھوڑا سا پانی عوض ایک پیسے کے پیتے تھے جوان کے پاس
را پشیزے نبود طلب کرد و بیچارگی نمود رحمت نیاوردند دست
کوئی پیسہ نہ تھا مانگا اور گڑگڑایا رحم نہ کیا اور ہاتھ
تعدی دراز کرد و تنے چند را فرو کوفت مردان غلبه کردند
تنبیہ کے واسطے بڑھایا اور کئی آدمیوں کو اس نے ٹھونکا لوگوں نے غلبہ کیا

---

[1] پشیزه و پشیز مخفف پول ریزه نہایت تنگ و چک که بتازی فاس گویند و درم ماهی را نیز گویند و بعضی گفته اند پشیز فلوس و پشیزه درم ماهی چه ما برای نسبت است و در مدار الافاضل است که پشیزه بفتح چهارم حصه از ونگ و در وزن جوے کم اروکه در خرید و فروخت برواج دارد و صاحب جهانگیری گوید جوهری کم ارز که در عرف بعضی کوڑی گویند مولف می گویند که این اختلاف ظاهر میشود که پشیز چیزے کم ارز بود که در خرید و فروخت بکار آید و بحسب ملک مختلف می شود ۱۲ خیابان ۲ باره بیای موحده و رای مهمله بمعنی دیوار و احاطه قلعه ۳ که بود کز کاف بیتین دیوار بمعنی شاید و کاف و نا دم بیا نیه است ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

و بے محابا بزدندش مجروح شد قطعه
اور اوسکو بے تحاشا مارا زخمی ہو گیا

پشه چو پر شد بزند پیل را
مچھر جب بہت ہو جاتے ہیں مار ڈالتے ہیں ہاتھی کو

با همه مردی و صلابت که اوست
باوجود اس جوانمردی اور زور کے اس میں ہے

مورچگان را چو بود اتفاق
چیونٹیوں کو جب آپس میں ہوتی ہے موافقت

شیر ژیان را بدر آرند پوست
غصہ ور شیر کی کھال نکال ڈالتی ہیں

بحکم ضرورت در پی کاروان افتاد و برفت شبانگه برسیدند
ناچار ایک قافلے کے ساتھ ہوا اور چلا رات کو پہنچے

بمقامیکه از دزدان پرخطر بود کاروانیان را دید لرزه براندام افتاده
ایک مقام پر کہ چوروں سے پرخطر تھا قافلے والوں کو دیکھا کانپتے ہوئے

و دل بر هلاک نهاده گفت اندیشه ندارید که درین میان یکے
اور مرنے پر مستعد کہا کچھ خوف مت کرو کہ اس مجمع میں ایک

منم که تنها بنجاه مرد را جواب گویم و دیگر جوانان هم یاری کنند
میں ہوں کہ اکیلا پچاس آدمیوں کو جواب دوں اور دوسرے جوان بھی مدد کریں

این بگفت و مردم کاروان بلاف او قوی دل شدند و
یہ کہا اور آدمی قافلے کے ساتھ کلہ زنی اس کی کے مضبوط دل ہوئے

بصحبتش شادمانی کردند و بزاد و آبش دستگیری واجب
اور اس کے ملنے سے خوشی کی اور کھانے پینے سے اس کی مدد واجب

دانستند جوان را آتش معده بالا گرفته بود و عنان طاقت از دست
جانی جوان کو آگ معدے کی بھڑکی ہوئی تھی اور باگ طاقت کی ہاتھ سے

رفته لقمه چند از سر اشتها تناول کرد و دمے چند آب در پے
گئی ہوئی کئی لقمے بھوک سے کھائے اور کئی گھونٹ پانی اسکے بعد

سلاح ای بفتح بمعنے مجمعت و جنگ واین از لغات فیداء ... ۱۲ ک ۲ پر شدہ اے لبیا ... شده ۱۲ ۳ شیر ژیان بزای فارسی بمعنی خشمناک و این لفظ صفت پیل و شیر وغیره واقع شده ۱۲ ۴ برسیدند اے جوان و کاروانیان ۱۱ ۵ جواب گویم اے مقابله کنم ۱۱ ۶ لاف بر دزن کاف کلام فضول عبارت کننده و خولشتن ستائی و بیجائی باشد ۱۲ ۷ ... گرسنگی شده بود ۱۲ ۸ عنان طاقت آه کنایه از طاقت فی نماندن و این زوال طاقت است ۱۲ ۹ لقمه چند مراد از قدرے خورش ۱۲ دمے چند مراد ازان چند مرتبه ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

آن آشنا بدید تا بود درویش بیارمید و بخفت پیرمردی جهان دیده

پہچانے تو دیر پیٹ بھر اس کے نے آرام کیا اور سو رہا ایک پیر مرد جہاندیدہ نے کہ

دران کاروان بود گفت اے جماعت من ازین بدرقۂ شما

تھا بیچ اس قافلے کے کہا اے گروہ میں اس رفیق تمہارے سے

اندیشناکم بیش ازانکہ از دزدان چنانکہ حکایت کنند غریبے را

خوف رکھتا ہوں اس سے زیادہ کہ چوروں سے جیسا کہ نقل کرتے ہیں کہ ایک غریب کے پاس

درمے چند گرد آمدہ بود و بشب از تشویش لوریان در خانہ

تھوڑے سے روپے جمع ہوئے تھے اور رات کو چوروں کے ڈر سے اکیلے گھر میں اسے

نمی خفت یکے را از دوستان بر خود خواند تا وحشت تنہائی

نیند نہ آتی تھی یہاں تک کہ دوستوں میں سے ایک شخص کو اپنے پاس بلایا اسواسطے کہ تنہائی کی دہشت

بدیدار وے منصرف کند شبے چند در صحبت او بود چندانکہ بر

اسکے دیدار سے دفع کرے کئی رات اس کی صحبت میں تھا یہاں تک کہ اس کے

درمہاش وقوف یافت ببرد و بخورد و سفر کرد بامدادان دیدند

روپیوں پر اطلاع پائی لے گیا اور کھایا اور سفر کیا صبح کو اس غریب کو دیکھا

غریب گریان و عریان کسی گفت حال چیست مگر آن درمہائے

روتا اور ننگا کسی نے پوچھا کہ حال کیا ہے شاید وہ روپے

ترا دزد برد گفت لا واللہ بدرقہ برد

تیرے چور لے گیا وہ کہنے لگا نہیں قسم خدا کی وہ رفیق لے گیا

قطعہ

ہرگز ایمن ز یار ننشستم ہرگز بےخوف یار سے نہیں بیٹھا میں	تا بدانستم آنچہ عادت اوست جب تک نہ جانتا میں نے جو کچھ ہے عادت اسکی
زخم دندان دشمنی بتر است اس دشمن کے دانتوں کا زخم بہتر ہے	کہ نماید بچشم مردم دوست کہ معلوم ہو آدمیوں کی آنکھوں میں دوست

لہ بدرقہ بالفتح باء و ذال معجمہ و فتح راء راہبری مبدرقہ اسم فاعل از فعلتہ راہبر دور فارسی بدرقہ بدال مہملہ بمعنی راہبر مستعمل ست و صاحب مغرب گوید کہ بدرقہ بدال مہملہ جماعت کہ راہبر قافلہ و نگہبان آن باشند و این عربی اصل نیست بلکہ معرب است ۱۲
سلہ لوریان جمع لوری بروزن شوری بمعنی بھیا و نام گردہیست از مردم گویان گدائی کوچہا را ہم گویند کہ ذہنے ایشان دور مو بود مراست بجدی بفتح لام و الف ایمک کر کیا بچہ زندہ حج مرت کنند اکثر ازا بفعال سیر عام استشہد و بوار فارسی آزار بیسی کہ عرب اورا جذام خوانند پس آنچہ فاضل یمینی فارسی درینجا فعل کردہ مناسب مقام نیست و تعجب برکیکہ در معنیش باہ تبار فارسی یعنی دزدان ذکر کردہ مامن نمودہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

چہ دانید کہ اگر این ہم از جملۂ دزدان باشد بعیاری در میان ما تعبیہ

تم کیا جانو شاید یہ بھی منجملہ چوروں کے ہو مکر سے ہم لوگوں میں آملا

شدہ تا بوقت فرصت یاران را خبر کند مصلحت آن می بینم کہ مر

اس لئے کہ وقت فرصت اپنے یاروں کو خبر کرے صلاح یہ دیکھتا ہوں میں کہ

این خفتہ را بگذاریم و رخت برداریم جوانان را پند پیر استوار آمد و مہابتے

اسے سوتا چھوڑ دیں ہم اور اسباب اٹھالیں ہم جوان کو بڈھے کی نصیحت صاحب معلوم ہوئی اور ایک خوف

از مشت زن در دل گرفتند و رخت برداشتند و جوان را

مشت زن سے دل میں لائے اور اسباب اٹھایا اور جوان کو

خفتہ بگذاشتند آنگہ خبر یافت کہ آفتابش بر کتف تافت سر بر آورد

سوتا چھوڑ دیا اسوقت خبر پائی کہ دھوپ اُسکے بازو پہ پہونچی سر جو اٹھایا

کاروان را رفتہ دید بیچارہ بسے بگردید رہ بجائے نبرد و تشنہ و

قافلے والوں کو روانہ دیکھا بیچارہ بہت پھرا پتہ نہ لگا اور پیاسا اور

بینوا روے بر خاک و دل بر ہلاک نہادہ میگفت شعر

بھوکا منہ خاک پہ اور دل ہلاک ہونے پر رکھے ہوئے کہتا تھا

مَنْ ذَا یُحَدِّثُنِی وَقَدْ مَرَّ الْعِیْس کون ہے جو مجھ سے باتیں کرے درحالیکہ اونٹ سب چل دیے	مَا لِلْغَرِیْبِ سِوَی الْغَرِیْبِ اَنِیْس نہیں ہے واسطے مسافر کے سوائے مسافر کے کوئی ہمنشین
فرد درشتی کند بر غریبان کسے سختی کرتا ہے مسافروں پہ وہ شخص	کہ نابودہ باشد بغربت بسے کہ نہ رہا ہووے مسافرت میں بہت

مسکین درین سخن بود کہ پادشہ پسرے بصید از لشکریان دور

غریب یہی باتیں کر رہا تھا کہ ایک بادشاہ کا بیٹا واسطے شکار کے فوج سے دور

افتادہ بود بالای سرش ایستادہ این سخن بشنید و در ہیأتش

ہو گیا تھا اور سرہانے کھڑا ہوا یہ باتیں سن رہا تھا اور اس کی صورت

ل عیار بفتح و تشدید یا اسپیکہ از نشاط ہر سو دود ہمچنین مردے را گویند کہ بسیار حرکت و کثیر الطواف باشد و بمعنی بیباک و نیز در سکندر پست عیار با بفتح تا زد طلسمات درنگ و مہرہ گونہ و فروشدن آفتاب و بتشدید دزد و راہزن ۱۲ مدار ۔ تنبیہ در حرح بمعنی آراستن لشکراست و شرح نا ظم بمعنی آمیختن آوردہ و در کنز اللغات بمعنی عطر آمیختن پس بر تقدیر اول مجاز ست بمعنی مطلق آراستن کہ ترکیب از ساختن چیزے بود و در صورت دوم بمعنے مطلق آمیختن و این ہر دو معنی اصلی او ست و فارسیان بمعنی ساختن چیزے کہ قدرے غریب نماید استعمال نمایند کذا فی برہان نقل سرحامی کو گوید کسیکہ گفتہ کہ در اصل بمعنی عطر آمیختن و ہ زادہ در ینجا آسودہ و مرفہ الحال ست خطا کردہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

همی نگریدم صورتش پاکیزه دید و حالش پریشان پرسید از کجائی و
دیکھ رہا تھا صورت اس کی پاکیزہ دیکھی اور حال اس کا پریشان پوچھا کہ کہاں کا رہنے والا ہو تو اور
بدین جایگه چون افتادی برخے از انچه بر سر او رفته بود اعادت
اس جگہ کیونکر آ پڑا تو تھوڑا ان سب حالات سے کہ اس پر گذر گئے تھے پھر بیان
کرد ملک زاده را بر حال تباه او رحمت آمد و خلعت و نعمت
کیا شاہزادے کو اس کے حال تباہ پر رحم آیا اور خلعت اور نعمت
داد معتمدے را با وے بفرستاد تا بشهر خویش باز آمد پدرش بدیدن او
دی اور ایک معتمد کو اسکے ساتھ کر دیا یہاں تک کہ اپنے شہر میں آپہونچا باپ نے دیکھنے اسکے کے سے
شادمانی کرد و سلامت حالش شکر گفت شبانگه از انچه بر سر او رفته بود از
خوشی کی اور اسکے صحیح اور سالم رہنے سے شکر ادا کیا رات کو جو کچھ اس پر گذرا تھا از قسم
حالت کشتی و جور ملاح و ظلم روستائیان[1] بر سر چاه و غدر کاروانیان در
حال کشتی اور ظلم ملاح اور زیادتی دہقانوں کی کوئیں پر اور بیوفائی قافلے والوں کی راہ میں
راه با پدر همی گفت پدر گفت ای پسر نگفتمت هنگام رفتن که تهیدستان
باپ سے کہتا تھا باپ نے کہا اے بیٹا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا وقت چلنے کے کہ مفلسوں کا
را دست دلیری بسته است و پنجه شیری شکسته شعر
ہاتھ جرأت کا بندھا ہوا ہے اور پنجہ شجاعت کا ٹوٹا ہوا

چه خوش گفت آن تهیدست سلحشور[2]	پنجاه	جوے زر بهتر از پنجاه من زور
کیا خوب کہا ہے اس مفلس سپاہی نے		رتی بھر سونا بہتر ہے پچاس من زور سے

پسر گفت ای پدر هر آئینه تا رنج نبری گنج برنداری و تا جان در
بیٹے نے کہا اے باپ البتہ جب تک رنج نہ اٹھائے گا تو خزانہ نہ پائے گا اور جب تک جان
خطر ننهی بر دشمن ظفر نیابی و تا دانه پریشان نکنی خرمن
آفت میں نہ ڈالیگا تو دشمن پر فتح نہ پائے گا تو اور جب تک دانہ نہ بوئیگا تو کھلیان

[1] روستائی بمعنی دہقان آمده و روستائی منسوب روستا از عالم شیدا و شیدائی حضرت شیخ فرماید عمر روستازادگان دانشمند اما اینقدر است که روستا بمعنی ده نیز آمده و روستائی معرب آنست ۱۲ [2] سلحشور بفتح اول و ثانی بمعنی سپاہی مستعد قتال و جدال باشد معنی آن سلاح بہم رسانیدن و فیصل کردن اسباب جنگ باشد و سلاح بستہ را نیز گفته اند و پیاده سلاح بدست را ہم میگویند کذا فی البرہان و فاضل حرازی گوید که ازین تقریر ظاہر میشود سلحشور بجائے مہملہ است و ظاہر از بیان معنی ترکیبی نست که برہم زننده گفت که سلام را بسلامی مصادمت کر سلام کنند و این کنایت از کثرت اسلحہ است چه شوریدن بمعنی برہم کردن و برہم خوردن آمده لہذا خاک بیر را خاک شور گویند ۱۲

نگیری نہ بینی باندک مایہ رنجے کہ بردم چہ تخصیل راحت کردم

نہ پاویگا تو نہ دیکھا تو نے کہ ساتھ تھوڑے رنج کے کہ لیگیا میں کہ حاصل کرنا خوشی کا کیا میں نے

وبہ نیشے کہ خوردم چہ مایہ عسل آوردم فرد

اور ساتھ ایک ڈنگ کے کہ کھایا میں نے بہتی شہد کی لایا میں

گرچہ بیرون زرزق نتوان خورد	در طلب کاہلی نساید کرد فرد
اگرچہ زیادہ رزق سے نہیں کھا سکتا ہے	تلاش میں رزق کے سستی نہ کرنی چاہیے
غواص[1] گراندیشہ کند کام نہنگ	ہرگز نکند درگران مایہ بچنگ
غوطہ خور اگر خوف کرے نہنگ کے منہ سے	ہرگز موتی گران قیمت نہ حاصل کرے گا

حکمت آسیا سنگ زیرین متحرک نیست لاجرم تحمل بار گران میکند قطعہ

چکی کا پاٹ نیچے کا نہیں چلتا ہے اس لئے برداشت بھاری بوجھ کی کرتا ہے

چہ خورد شیر شرزہ[2] در بن غار	باز افتادہ را چہ قوت بود
کیا کھائے گا شیر تند قعر غار میں	باز پڑے ہوئے کو کیا طعمہ ملے
گر تو در خانہ صید خواہی کرد	دست و پایت چو عنکبوت بود
اگر تو گھر ہی میں شکار کرے گا	ہاتھ پاؤں تیرے مثل مکڑی کے ہونگے

پدر پسر را گفت ترا درین نوبت فلک یاوری کرد و اقبال

باپ نے بیٹے سے کہا اس بار فلک نے تیری مدد کی اور اقبال نے

رہبری کہ صاحب دولتے بتو رسید و بر تو بخشید و کسر[3] حالت را تفقدی

ہدایت کہ ایک صاحب دولت طرف تیری پہنچا اور تیرے رحم کیا اور شکستگی حال تیرے کی ساتھ مہربانی کے

جبر[4] کرد چنین اتفاق نادر افتد و بر نادر حکم نتوان کرد بیت

جوڑ ناکیا ایسا اتفاق نادر پڑتا ہے اور اوپر نادر کے حکم نہ سکنے کرنا

صیاد نہ ہر بار شغالے ببرد	باشد کہ یکے روز پلنگش بخورد
شکاری نہیں ہر بار شغال مار لیجاتا ہے	ممکن ہے کہ ایکدن شیر اسے کھا جائے

[1] غواص بفتح غین معجمہ و تشدید واو و آخر صاد مہملہ بمعنی غوطہ زن ۱۲ [2] شرزہ بفتح شین معجمہ و سکون راے مہملہ و فتح زاے معجمہ و آخر ہاے مختفی بمعنی خشمگین در ہندی نڈر ۱۲ ب [3] کسر بفتح کاف تازی و سکون سین مہملہ بمعنی شکستگی ۱۲ [4] جبر بفتح جیم و سکون باے و آخر راے مہملہ بمعنی شکستہ را بستن ۱۲ [5] نہنگ بر وزن پلنگ بمعنی مگرمچھ ۱۲ [6] قوت بضم اول و سکون ثانی خوراک ۱۲ [7] زیرا کہ عنکبوت در شبکہ خود نشستہ شکار میکند بیرون رود ۱۲ [8] اول بیت در حکایت صیاد و غیرہ گذشتہ در اینجا مکرر واقع شد ۱۲ عبد ۱۲

چنانکہ یکے از ملوک پارس را نگینے گرانمایہ در انگشتری بود بارے

جیسا کہ ایک شخص کو فارس کے بادشاہوں میں سے ایک نگینہ گران قیمت انگوٹھی میں تھا ایک بار

بحکم تفرج با تنے چند خاصان بمصلای شیراز بیرون رفت فرمود

بطریق سیر دو تین خواصوں کے ساتھ طرف مصلائے شیراز کے گیا فرمایا

تا انگشتری را بر گنبد عضد نصب کردند تا ہر کہ تیر از حلقۂ انگشتری

کہ انگوٹھی کو عضد کے گنبد میں نصب کریں تاجو شخص کہ تیرا انگوٹھی کے حلقے سے

بگذراند خاتم او را باشد اتفاقاً چہار صد حکم انداز کہ در خدمت

پار کرے انگوٹھی اُس کی ہو جاوے اتفاقات سے چارسو تیر انداز بے خطا نے کہ خدمت

او بودند بینداختند جملہ خطا کردند مگر کودکے کہ بر بام رباطے

اُسکی کے تھے تیر ڈالے سب نے خطا کی مگر ایک لڑکا کہ اوپر کوٹھے ایک سرائے کے

بازیچہ تیر ہر طرف می انداخت باد صبا تیر او از حلقۂ انگشتری

ساتھ کھیل کے تیر ہر طرف ڈالتا تھا ہوا پروائی نے تیر اُسکے کے تئیں حلقہ انگوٹھی سے

بگذرانید خلعت و نعمت یافت و خاتم بوے ارزانی داشتند

گذرانا خلعت اور نعمت بادشاہ نے دی اور انگوٹھی اُسکو بخشنا رکھی

آوردہ اند کہ پسر تیر و کمان را بسوخت گفتند چرا چنین کردی

کہتے ہیں کہ لڑکے نے تیر اور کمان کے تئیں جلایا لوگوں نے کہا کس لیے ایسا کیا تو نے

گفت تا رونق نخستین بر جائے ماند قطعہ

کہا تو رونق پہلی اوپر جگہ کے رہے

گہ بود کز حکیم روشن رائے	بر نیاید درست تدبیرے
کبھی اتفاق ہوتا ہے کہ حکیم عاقل سے	بن نہیں پڑتی درست تدبیر
گاہ باشد کہ کودکے نادان	بغلط بر ہدف زند تیرے
اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک لڑکا نا سمجھ	دھوکے سے نشانے پر تیر مار دیتا ہے

سلہ حکم انداز وصف ترکیبی است یعنی کسیکہ حکم کند بانیکہ تیرش بر نشانہ خواہد رسید ۱۲ اشہ سکہ ایں لفظ انگشترین باد بیاد نوں و بجذف یا و نوں و بیا فقط بہمہ معنی آمدہ چنانکہ صاحب گوید ۱۲ مصرع فلک بار الحیا انگشتری پانی تواند شدپس یاد نون برائے نسبت نباشد داتگشتر و انگشتری مخفف انگشترین بود و میتواند کہ انگشتر بود و یاد نون آسا زیادہ باشد از ہم لفظ ہمیں دریں دو وسو بین وایں اقوی است لہذا مصاحب بہار عجم کہ از یاران مؤلف است نوشتہ کہ انگشتر مخفف انگشترین ست یعنی صاحب انگشت ایں یاد نون نبودند اخاتیہ التحقیق ۱۲ رخ عہ مصلای شیراز یعنی عیدگاہ شیراز ۱۲

عہ عضد بفتح عین مہملہ وضم ضاد معجمہ بادشاہے بود در شیراز ۱۲

حکایت درویشے را شنیدم کہ بغارے در نشستہ بود و در بروے
ایک فقیر کو میں نے سُنا کہ ایک غار میں بیٹھا تھا اور دروازہ اپنے منہ پر

از جہان بستہ و ملوک و اغنیا را در چشم ہمت او شوکت و ہیبت نماندہ قطعہ
دنیا کے لوگوں سے بند کر لیا اور بادشاہوں اور تونگروں کی بیچ آنکھ ہمت اسکی کے دبدبہ اور ہیبت نہ رہی

ہر کہ بر خود در سوال کشاد — تا بمیرد نیاز مند بود
جسنے اپنے اوپر دروازہ سوال کا کھولا — جب تک مرے گا محتاج رہے گا
آز بگذار و پادشاہی کن — گردن بے طمع بلند بود
حرص کو چھوڑ دے اور بادشاہی کر — بے طمع کی گردن بلند رہتی ہے

یکے از ملوک آن طرف اشارت کرد کہ توقع بکرم و اخلاق مردان
ایک نے اسطرف کے بادشاہوں میں سے کہلا بھیجا کہ امید عنایت اور اخلاق مردوں سے

چنین ست کہ یکے بانان و نمک موافقت کنند شیخ رضا داد
یہ ہے کہ ایک بار نان اور نمک میں ہماری موافقت کریں شیخ نے قبول کیا

بحکم آنکہ اجابت دعوت سنت ست دیگر روز ملک بعذر قدومش
اس لئے کہ قبول کرنا دعوت کا سنت ہے دوسرے روز بادشاہ اُسکے تشریف لانے کی شکرگذاری کیواسطے

رفت عابد از جای برجست و ملک را در کنار گرفت و تلطف کرد
گیا عابد جگہ سے اُچھلا اور بادشاہ سے بغلگیر ہوا اور مہربانی کی

وثنا گفت چون غائب شد یکے از جماعت پرسید شیخ را کہ چندین
اور تعریف کی جو غائب ہوا ایک نے جماعت سے پوچھا شیخ کو کہ اتنی

ملاطفت امروز کہ با پادشہ کردی خلاف عادت بود دیگر ندیدیم
نرمی آج کے دن کو ساتھ بادشاہ کے کی تونے خلاف عادت تھی دوسری بار نہ دیکھا میں نے

گفت نشنیدی آنکہ یکے از صاحبدلان گفتہ است فرد
کہا نہ سُنا تونے یہ کہ ایک نے صاحبدلوں سے کہا ہے

۱؎ لے ترک ملاقات مردم نمودہ ۱۲ ۲؎ آز بمد و زاے معجمہ یعنی حرص ۱۲ مولوی انور علی رحمۃ اللہ تعالے ۱۲ ۳؎ لے نیک قناعت ۱۲ ۴؎ اسے او سرفراز بود ۱۲ ۵؎ یکے اسے یک بار ۱۲ ۶؎ کلام یا در ویش خاصہ است اگرچہ از روا زروی پیام باشد و در صورت جمع غائب آورد تا کنایہ کہ ابلغ از تصریح است ادای مقصود کند و در مقام بزرگ داشت سخن در پیرایہ ادب باشد و بعض صفات کند ۱۲ مولوی محمد ہادی علی مرحوم ۱۲ ۷؎ لے در آمدن در ویش بر مکان بادشاہ یعنی بپاسداے او زانکہ عزت نشین بود و بجاے نمی رفت ۱۲ رب اغفر بکاتبہ

ہر کرا بر سماط بنشستی — واجب آمد بخدمتش برخاست
جس شخص کے دستر خوان پر بیٹھا تو — واجب آیا اسکی خدمت کیلئے اٹھنا

نتوی گوش تواند کہ ہمہ عمر وے — نشنود آواز دف و چنگ و نے
کانوں سے ہو سکتا ہے کہ تمام عمر نہ سنے — آواز دف اور چنگ اور بانسلی کی

دیدہ شکیبد ز تماشائے[1] باغ — بے گل و نسرین بسر آرد دماغ
آنکھیں صبر کر سکتی ہیں باغ کی سیر سے — بے گلاب اور چنبیلی کے بسر کر سکتا ہے دماغ

گر نبود بالش آگندہ پر — خواب توان کرد حجر زیر سر
اگر نہ ہو تکیہ پروں سے بھرا ہوا — سو سکتا ہے آدمی پتھر سر کے نیچے رکھ کر

ور نبود دلبر ہمخوابہ پیش — دست توان کرد در آغوش خویش
اور اگر نہ ہو معشوق ساتھ سونے والا سامنے — ہاتھ رکھ کر سو سکتے ہیں اپنی ہی بغل میں

وین شکم بے ہنر پیچ پیچ — صبر ندارد کہ بسازد بہ ہیچ
اور یہ پیٹ بے ہنر اور پیچدار — صبر نہیں رکھتا ہے کہ موافقت کرے اونی چیز سے

باب چہارم در فوائد خاموشی
چوتھا باب چپ رہنے کے فائدوں میں

حکایت

حکایت یکے را از دوستان گفتم امتناع سخن گفتنم بعلت
ایک شخص کو دوستوں میں سے کہا میں نے کہ باز رہنا بات کہنے سے مجھے اسواسطے

آن اختیار آمدہ است کہ غالب اوقات در سخن نیک و بد اتفاق افتد و دیدہ
پسند آیا ہے کہ اکثر اوقات بات میں برا بھلا اتفاق پڑتا ہے اور آنکھیں

دشمنان جز بر بدی نمی آید گفت اے برادر دشمن آن بہ کہ نیکی نہ بیند شعر
دشمنوں کی سوا بدی پر نہیں پڑتی ہیں اس نے کہا اے بھائی دشمن وہی بہتر کہ بھلائی نہ دیکھے

وَاَخُوالْعَدَاوَةِ لَایَمُرُّ لِصَالِحٍ — اِلَّا وَیَلْمِزُہٗ بِکَذَّابٍ اَشِرٍ شعر
اور بھائی دشمنی کا نہیں گذرتا ہے طرف صالح کے — مگر در حالیکہ عیب کرتا ہو اسکے تئیں ساتھ دروغ بہت بد کے

[1] لفظ تماشا تفاعل ست از مشی و اصلش تماشی بیا ست و فارسیاں درین قسم مصادر یا را بالف بدل کنند و از عالم تمنا و تولا و تقاضا پس معنے تماشا نظر باصل لغت یا یکدیگر پیادہ رفتن است چوں یاراں برائے تفرج اکثر با ہم پیادہ سیر میکنند لہذا بطور مجاز بمعنی تفرج مستعمل شدہ و در طرف دیدہ منسوب داشتہ اند نقل ست کہ روزی سعد اللہ خان بتحقیق اخوند اخوند بلا عوض برین شد کہ تماشا دیدن غلط ست از آنکہ تماشا خود بمعنے دیدن است میگویم کہ چنیں نسبت بلکہ وجہ غلط بودنش آنست کہ این ترکیب بمسامحت مفید است چرا کہ تماشا را باعتبار لازم بمعنے تفرج گیر ند درست می شود

هنر بچشم عداوت بزرگتر عیبی ست	گل ست سعدی و در چشم دشمنان خارست
ہنر عداوت کی آنکھون مین بڑا عیب ہے	پھول ہے سعدی اور دشمنون کی آنکھون مین کانٹا ہے
بیت نور گیتی فروز چشمهٔ هور[1]	زشت باشد بچشم موشک کور[2]
نور دنیا کا روشن کرنیوالا آفتاب کے چشمے کا	بُرا ہے آنکھ میں چھچھوندر کی

حکایت بازرگانی را هزار دینار خسارت[3] افتاد پسر را گفت نباید
ایک سوداگر کو ہزار دینار نقصان واقع ہوا بیٹے سے کہا نہ چاہیے

که با کسی این سخن در میان نهی گفت ای پدر فرمان تراست نگویم و
کہ کسی سے اس بات کو بیان کرے تو کہا اے باپ حکم آپ ہی کا ہے میں کچھ نہیں کہتا

ولیکن باید که مرا بر فائده این مطلع گردانی که مصلحت در نهان داشتن چیست
اور لیکن چاہئے کہ مجھے اسکے فائدے پر مطلع کر دیجئے کہ مصلحت اسکے پوشیدہ رکھنے میں کیا ہے

گفت تا مصیبت دو نشود یکی نقصان مایه و دوم شماتت[4] همسایه
کہا اسواسطے کہ دو رنج نہ ہوں ایک نقصان مال کا دوسرے ہنسنا ہمسایہ کا

شعر مگوی انده خویش با دشمنان	که لاحول[5] گویند شادی کنان
مت کہہ رنج اپنا دشمنوں سے	کہ لاحول کہیں گے خوشی کرتے ہوئے

حکایت جوانی خردمند از فنون فضائل حظی وافر داشت
ایک جوان عقلمند کمالات کے فنون سے بہت بہرہ کامل رکھتا تھا

و طبعی نافر[6] چنانکه در محافل دانشمندان نشستی زبان سخن به بستی
اور طبیعت نفرت کرنیوالی رکھتا تھا یہانتک کہ مجلس میں عقلمندوں کی بیٹھتا زبان بات کرنے سے بند رکھتا

باری پدرش گفت ای پسر تو نیز آنچه دانی بگوی گفت
ایک بار باپ نے اُس سے کہا اے لڑکے تو بھی جو کچھ جانتا ہو بیان کر کہا

ترسم ازانچه ندانم بپرسند و شرمساری برم قطعه
ڈرتا ہوں میں کہ اگر ان باتوں میں سے جو میں نہیں جانتا پوچھ بیٹھیں شرمندگی حاصل کروں میں

[1] هور بجاے ہوز دوا و مجہول و در آخر راے مہملہ بمعنی آفتاب ۱۲ [2] موشک کور نام جانوریست کہ آفتاب را نمی بیند وبشکل موش باشد ہندی چھچھوندر نامند ۱۲ [3] خسارت بالفتح بمعنی زیان ۱۲ [4] شماتت بالفتح خندیدن بکردہ کسے و این صفت نباشد مگر در دشمن ۱۲ [5] لاحول گویند او یعنی نیست قوت و توانائی مگر باستعانت خدا تعالی و این در وقت وقوع خبر بد خوانند گر دوستان متاسف و دشمنان شادمانی کنان فافہم ۱۲ [6] نافر بنون و فا نسخہ مولوی مخدوم مرحوم بمعنے نفرت کنندہ از سخن چنانچہ از سیاق ظاہرست و خان کرزو بیاے موحدہ کاف مکسور بمعنے صاحب و مال ببعد و بر مرد فطن حمق و فتح ہر دو نسخہ ظاہر است ۱۲
۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

آن شنیدی که صوفئی میکوفت	زیر نعلین خویش میخے چند
یہ سنا ہے تونے کہ ایک صوفی ٹھونکتا تھا	اپنی جوتی کے نیچے کئی کیلیں
آستینش گرفت سرہنگے	کہ بیا نعل بر ستورم بند
آستین اُس کی پکڑی ایک پیادے نے	کہ آ میرے بیل کے نعل باندھ دے
نگفته ندارد کسے با تو کار	و لیکن چو گفتی دلیلش بیار
نہ کہا ہوا نہ رکھے کوئی ساتھ تیرے کام	اور لیکن جو کہا تونے دلیل اوسکی لا

حکایت عالمے معتبر را مناظرہ[1] اتفاد با یکے از ملاحدہ[2]

ایک عالم معتبر کو بحث واقع ہوئی ساتھ ایک شخص کے ملحدوں میں سے

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ عَلٰی وَاحِدَةٍ و بحجت ازو بر نیامد سپر بینداخت و برگشت

لعنت کرے خدا ان پر ایک بد اور دلیل میں اُس سے نہ بر آیا عاجز ہو گیا اور چل دیا

کسے گفت ترا با چندین فضل و ادب کہ داری با بیدینے حجت[3]

ایک شخص نے کہا اُس سے کہ باوجود اتنے فضل اور ادب کے کہ رکھتا ہے تو مقابلے میں ایک بے دین کے دلیل نہ رہی

نماند گفت علم من از قرآن ست و حدیث و گفتار مشائخ و او بدینہا

کہا علم میرا قرآن ہے اور حدیث پیغمبرؐ کی اور کلام بزرگوں کا اور وہ ان چیزوں کا

معتقد نیست و نمی شنود مرا شنیدن کفر او بچه کار آید بیت

معتقد نہیں ہے اور نہیں سنتا ہے اور میرے تئیں سننا کفر اُسکے کار کس کام آوے

آن کس که بقرآن و خبر زو نرہی	آنست جوابش که جوابش ندہی
جو شخص کہ قرآن اور حدیث سے اُس سے نجات نہ پاوے تو	تو یہی ہے جواب اُسکا کہ جواب نہ دیوے تو

حکایت جالینوس ابلہی را دید دست در گریبان دانشمندے زدہ

جالینوس نے ایک احمق کو دیکھا ہاتھ ایک عقلمند کے گریبان میں ڈالے ہوئے

و بیحرمتی ہمیکرد گفت اگر این دانا بودے کارا و بنادان بیجا نرسیدے

اور بیحرمتی کر رہا تھا کہا اگر یہ عقلمند ہوتا کام اِسکا ساتھ بیعقلوں کے یہاں تک نہ پہنچتا

---

[1] مناظرہ بحث کردن شخصین در نسبت میان دو چیز برائے اظہار صواب ۱۲ [2] ملاحدہ بفتح میم جمع ملحد بمعنی شخصے کہ اعتقاد شریعت نداشتہ باشد لعنت کند خدا ایشان را بر ہر یکے یعنی ہر فرد ملحدی را ۱۲ مولوی محمد علی [3] مقابلہ کہ از خبر مراد سوال یعنی حدیث مراد باشد و مفاد مقتضے تعمیم است و ہر کیکہ گفتار کہ مراد از ان اخبار انبیاء و اولیا و مشائخ بحث پس ہر اعتقاد خود دلیلے ندارد ۱۲ [4] حاصل این حکایت آنیست کہ بمقابلہ نادان برائے عافظت خود از شیراز خاموشی باید گزید پس مناسبت آن با باب و حکایت سابق است ۱۲ ۱۲ ۱۲

مثنوی دو عاقل را نباشد کین و پیکار
دو عقلمندوں کو نہیں ہوتی عداوت اور لڑائی
نہ دانائے ستیزد با سبکسار
نہیں کوئی عقلمند لڑتا ہے کمینے سے

اگر نادان بوحشت سخت گوید
اگر احمق وحشت سے سخت کہہ بیٹھے
خردمندش بنرمی دل بجوید
عقلمند اسکی سخنان نرم سے دلجوئی کرتا ہے

دو صاحبدل نگہدارند موئے
دو صاحبدل ایک بال کو بچا رکھتے ہیں
ہمیدون سرکشی و آرزم جوئے[1]
ایسا ہی ایک سرکش جنگجو اور دوسرا صلح جو

وگر در ہر دو جانب جاہلانند
اور اگر دونوں طرف سے جاہل ہیں
اگر زنجیر باشد بگسلانند
اگر زنجیر بھی ہو توڑ ڈالیں

یکے را زشت خوئے داد دشنام
ایک شخص کو ایک بدخو نے گالی دیں
تحمل کرد و گفت ای نیک فرجام
وہ برداشت کر گیا اور کہا اے نیک بخت

تبرزا آنم کہ خواہی گفت آنی
بدتر اس سے ہوں میں کہ کہے تو کہ وہ ہے تو
کہ دانم عیب من چون من ندانی
کیونکہ میں جانتا ہوں کہ عیب میرا مثل میرے تو نہیں جانتا ہے

حکایت سحبان[2] وائل را در فصاحت بینظیر نہادہ اند بحکم آنکہ سالے بر
سحبان بن وائل کو فصاحت میں بے مانند کہتے ہیں اس واسطے کہ ایک سال
سر جمعے سخن گفتی کہ لفظی مکرر نکردی و اگر ہمان اتفاق افتادے بعبارت
روبرو ایک جماعت کے باتیں کرتا اور کوئی لفظ دوبارہ نہ لاتا اور اگر وہی بات کے کہنے کا اتفاق پڑتا عبادت
دیگر بگفتے و از جملۂ آداب ندمای حضرت ملوک یکے اینست مثنوی
دوسری کہتا اور حضرت سلاطین کے مصاحبوں کے آداب سے ایک یہ بھی ادب ہے

سخن گرچہ دلبند و شیرین بود
بات اگرچہ دلچسپ اور اچھی ہو
سزاوار تصدیق و تحسین بود
قابل سچ جاننے اور تعریف کرنے کے ہو

چو یکبار گفتی مگو باز پس
جو ایک بار کہی تو نے مت کہہ پھر
کہ حلوا چو یکبار خوردند و بس
کہ حلوا جو ایکدفعہ کھایا اور کافی ہے

[1] در سر و رے دیگیرو نگہداشتن موی کنایت از کمال موافقت و محبت است و در برہان وغیرہ آرزم بمد و بتقدیم زاے منقوطہ از لغت اضداد ست و درینجا بمعنے نرمی و تحمل و در سرکشی و آرزم جوے یاے وحدت است مگر فاضل سروری خلاف دیگراں یاے مصدری گفتہ میگوید یاے مصدری بحسن تقابل را باد و صاحبدل ہم مزید حاصل از خیابان آنکہ چنانکہ دو صاحبدل را جنگ با ہم واقع نشود ہمچنین اگر یک کس سرکش و دیگرے آرزم جو است ہم جنگ نمیکنند چراکہ جنگ از دو طرف باشد ۱۲ [2] سحبان بجائے حطی و بای موحدہ نام مرد یست مشہور بلبیاء عرب بفصاحت و بلاغت و نام پدرش وائل را ے مہملہ است و لفظ ابن از ترکیب سحبان وائل حذف شدہ ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکایت یکے را از حکما شنیدم کہ میگفت ہرگز کسی بجہل خود اقرار نکردہ

ایک شخص کو داناؤں میں سے سنا میں نے کہ کہتا تھا ہرگز کسی نے اپنی نادانی کا اقرار نہیں کیا ہے

است مگر آنکس کہ چون دیگری در سخن ہمچنان تمام ناگفتہ سخن آغاز کند مثنوی[1]

ہے مگر وہ شخص کہ جب دوسرا آدمی بات کر رہا ہو اور پیر قبل اُسکی بات تمام ہونے کے بات شروع کرے

سخن را سر است اے خردمند و بن
بات کو سر ہے اے دانا اور جڑ

میاور سخن در میان سخن
مت لا بات کو درمیان بات کے

خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوش
صاحب تدبیر اور دانائی اور ہوش کا

نگوید سخن تا نبیند خموش
نہیں کہتا بات جبتک نہیں دیکھتا چپ

حکایت تنی چند از بندگان محمود گفتند حسن میمندی را کہ سلطان

کئی شخصوں نے سلطان محمود کے مصاحبوں میں سے حسن میمندی سے کہا کہ آج بادشاہ نے

امروز چہ گفت ترا در فلان مصلحت گفت بر شما ہم پوشیدہ نماند گفتند آنچہ با

تم سے کیا کہا فلانے مقدمے میں کہا تمپر بھی مخفی نہ رہیگا اُن لوگوں نے کہا بادشاہ جو تجھ کہتا ہے

تو گوید با مثال ما گفتن روا ندارد گفت باعتماد آنکہ داند کہ نگویم پس چرا ہمی پرسید بیت

ہم لوگوں سے اُسکا کہنا روا نہیں رکھتا ہو کہا باوجود اعتماد اسبات کے کہ جانتا ہو کہ میں کسی سے نہ کہونگا پھر تم کیوں پوچھتے ہو

نہ ہر سخن کہ برآید بگوید اہل شناخت
نہ ہر بات کو زبان سے نکلتی ہے کہ کہتا ہے اہل تمیز

بسر شاہ سر خویشتن نشاید باخت
بادشاہ کے راز کھولنے سے بچنا ہے اپنا سر برباد دینا

حکایت در عقد بیع سرائے متردد بودم جہودے گفت بخر کہ

ایک گھر کے مول لینے میں مشوش تھا میں ایک یہودی نے کہا کہ مول لے لے

من از کدخدایان این محلتم وصف این خانہ چنانکہ ہست از من

کہ میں رئیس اس محلے کا ہوں تعریف اس گھر کی جیسی کہ ہے مجھ سے

پرس ہیچ عیبے ندارد گفتم بجز آنکہ تو ہمسایہ من باشی قطعہ

پوچھ کچھ عیب نہیں رکھتا ہے کہا میں نے سوا اسکے کہ تو ہمسایہ میرا ہووے تو

[1] یعنی سخن آن قائل ہنوز تمام نشدہ کہ این شخص آغاز سخن کند ۱۲ خیابان ۱۲ لفظ سخن در اصل بضم است زیرا کہ سخون بواو نیز بہمین معنی آمدہ پس مخفف آن باشد در نصیورت عامہ متاخرین باسخن و دو سخن قافیہ کنند وجہ آن ظاہر نیست مگر آنکہ گفتہ شود کہ حرف مضموم را گاہ مفتح بساز بند شل افتادہ و ازین توجیہ لفظ افتادہ بفتح نیز درست میشود درین بیت صنعت رد العجز الے الصدر ۱۲ فرخ سلہ بجز درست از خریدن بکسر خانے بجمہ در اصل وگاہ است کہ مفتوح شود ۱۲ سرودی عہ حاصل این حکایت آنست کہ نا تمام سخن دیگری خاموش باید ماند گرہ جفت بہم میرسد ۱۲ ۱۲ ۱۲

خانۂ را کہ چون تو ہمسایہ ہست جس گھر کا کہ تجھ سا ہمسایہ ہے لیکن امیدوار باید بود لیکن امیدوار چاہیئے رہنا	دہ درم سیم کم عیار ارزد دس درم چاندی کھوٹی پر بکتا ہے کہ پس از مرگ تو ہزار ارزد کہ بعد تیرے مرجانے کے ہزار کو بکے گا

حکایت یکے از شعرا پیش امیر دزدان رفت و ثنا گفت فرمود
ایک شخص شاعروں میں سے چوروں کے سردار کے سامنے گیا اور تعریف کی فرمایا

تا جامہ اش بر کنند و از دہ بدر کنند مسکین برہنہ بسرما میرفت
کہ کپڑے اسکے اُتار لیں اور گاؤں سے نکال دیں غریب ننگا بیچ جاڑے کے جاتا تھا

سگان در قفائے وے افتادند خواست تا سنگے بردارد و سگان را
کتے اسکے پیچھے پڑے چاہا کہ ایک پتھر اُٹھا وے اور کتوں کو

دفع کند زمین یخ بستہ بود عاجز شد و گفت این چہ حرامزادہ مردمانند
دور کرے زمین پر برف جمی تھی عاجز ہوگیا اور کہا یہ کیا حرامزادے آدمی ہیں

سگان را کشادہ اند و سنگ را بستہ امیر دزدان از غرفہ بدید و بشنید و بخندید
کہ کتوں کو کھول رہا ہے اور پتھر کو جما دیا چوروں کے سردار نے کھڑکی سے دیکھا سن لیا اور ہنسا

و گفت اے حکیم از من چیزے بخواہ گفت جامۂ خود می خواہم اگر
اور کہا اے عقلمند مجھ سے کچھ مانگ اُس نے کہا میں اپنے کپڑے مانگتا ہوں اگر

انعام فرمائی ع رضینا من نوالک بالرحیل ببیت
عنایت فرمایئے خوش ہوکے ہم تیری بخشش سے کوچ کرنے پر

امیدوار بود آدمی بخیر کسان امیدوار ہوتا ہے آدمی آدمیوں کی نیکی کا	مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان مجھے تیری نیکی کی امید نہیں ہے بد نہ پہنچا

سالار دزدان را بر وے رحمت آمد جامہ او باز داد و قبا پوستینے بر آن مزید کرد و درمے
چوروں کے سردار کو اسپر رحم آیا کپڑے اُسکے پھیر دیئے اور ایک سمور کی قبا اُس پر زیادہ کی اور کئی درم بھی

ل دہ درم سیم بفک اضافت براے وزن شعر عیار بمعنے خالص بیہ عیار بکسر بمعنے محک نیز زر کہ از محک معلوم میشود مندش سال خوانند و فارسیاں بفتح خوانند ۱۲ ت لفظ حرامزادہ کہ حسب الشرع و ششنام ست در عرف فارسیاں بمعنے ایزد رفتند گو مستعمل است ۱۲ اخ سے غرفہ بضم غین بالا مما و ربام کہ انرا بغارسے بر ددار خوانند ۱۲ فاضل شرفی ۱۲ ر ک نوال بمعنے بخشش عطا اسم فاعل رحیل از رحل و من بمعنے عوض است اے راضی شدیم عوض عطاے تو بکوچ ۱۲ سرد ری ھ قبلے پوستین جلد الیست کہ استر جلد الیست کہ استر آن از سنجاب و قاقم و قندز باشد ۱۲ ر خ ۱۲

حکایت منجمی بخانہ در آمد مرد بیگانہ دید با زن

ایک منجم اپنے گھر میں آیا ایک شخص غیر کو دیکھا ساتھ جورو اُس کی کے

او بہم نشستہ دشنام داد و سخت گفت در ہم افتادند فتنہ و آشوب

ملا بیٹھا ہوا گالی دی اور سخت کہا آپس میں پڑے اور فساد اور شور

بر خاست صاحبدلے برین واقف گشت گفت شعر

برپا ہوا ایک صاحبدل اس حال پر واقف ہوا اور کہا

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست تو بلندی آسمان پر کیا جانتا ہوگا کیا ہے	چون ندانی کہ در سرائے تو کیست جو تو اتنا نہیں جانتا کہ گھر میں تیرے کون ہے

حکایت خطیبے کریہ الصوت خود را خوش آواز پنداشتے و فریاد

ایک خطیب بد آواز اپنے تئیں خوش آواز گمان کرتا ہے اور

بے مزہ برداشتے گفتے نعیب غراب البین در پردۂ الحان

شور بیفائدہ بلند کرنا کہیے تو کہ آواز زاغ فراق کی اُس کے لحان کے پردے میں

اوست یا آیہ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ در شان اوست شعر

ہے یا آیت تحقیق بدترین آوازوں کی اس کی شان میں ہے

اِذَا نَهَقَ الْخَطِيْبُ اَبُو الْفَوَارِس

جب آواز کرے مثل آواز گدھے کے خطیب ابو الفوارس

لَهٗ صَوْتٌ يَّهُدُّ اصْطَخْرَ فَارِس

اس کی ایسی آواز ہے کہ بلا دینی ہے قلعۂ فارس کو

مردم قریہ بعلت جاہیکہ اشت بلیتش را می کشیدند و اذیتش را مصلحت

گاؤں کے لوگ بسبب مرتبہ اور جاہ کے کہ رکھتا تھا مصیبت اُسکی کھینچتے تھے اور اُسکے ایذا دینے کو مصلحت

نمیدیدند تا یکے از خطبائے آن اقلیم کہ با او عداوتے نہانی داشت

نہیں دیکھتے تھے یہاں تک کہ ایک شخص اس ملک کے خطیبوں میں سے کہ اُسکے ساتھ دشمنی پنہانی رکھتا تھا

ف این طعنہ محض لطافت است و ظرافت چہ منجمین دعوی علم غیب میکنند پس اعتراض کردہ شد کہ آنچہ در غایت غیبت و بعد دست دعاے پیش آں دارند و ہر چہ در نہایت شہادت و قرب ست ازان غافل اند ۱۲ ؎۲ نوعی ست از زاغ کہ منقار و پای او سرخ باشد و غراب البین ای زاغ فراق ازان نامند کہ عرب را انسنند کہ ہر گاہ النسا خانہ خود بر آید و ملاقی شیحد باآن زاغ پس آن دلالت کرد بر فراق میان آنکس و مطلوب او ۱۲ سروری ؎۳ یہد بدال مہملہ مشدد بمعنے بر انداختن سنت و اگر بزای معجمہ بود بمعنی جنبانیدن خواندہ و آواز قوی در ہدم بنا تا بیتری در وچنانکہ برائے انداختن سے نوازند و اصطخر و اصطرخ بیک معنے است و آن قلعہ البیت در فارس ۱۲ اخ دسی دون ۱۲

بارے بپرسیدن او آمده بود گفت ترا خوابے دیده ام خیر باد
ایک بار واسطے اسکے پوچھنے کے آیا تھا کہنے لگا کہ میں نے تیرے حق میں ایک خواب دیکھا ہے نیک ہو جیو

گفت چه دیدی گفت چنان دیدم که ترا آواز خوش ست و
کہا کیا دیکھا تونے کہا ایسا دیکھا میں نے کہ تجھکو آواز اچھی ہے اور

مردمان از انفاس تو در راحت خطیب اندرین لختے بیندیشید و
لوگ دم تیرے سے بیچ آرام کے خطبہ پڑھنے والے نے بیچ اسکے تھوڑی دیر اندیشہ کیا اور

گفت جزاک الله این چه مبارک خوابیست که دیدی که مرا بعیب خود
کہا بدلہ دے تجھکو اللہ کہ یہ مبارک خواب ہے جو تونے دیکھا کہ میرے تئیں اوپر عیب میرے کے

واقف گردانیدی معلوم شد که آواز ناخوش دارم و خلق از بلند خواندن
واقف کیا تونے معلوم ہوا کہ آواز بری رکھتا ہوں میں اور خلق بلند پڑھنے

من در رنج اند عهد کردم که ازین پس خطبه نگویم مگر باهستگی قطعه
میرے سے بیچ رنج کے ہیں اقرار کیا میں نے کہ اس سے پیچھے خطبہ نہ پڑھونگا میں مگر ساتھ آہستگی کے

از صحبت دوستے برنجم
اُس دوست کی ملاقات سے مجھے رنج ہوتا ہے
کاخلاق بدم حسن نماید
کہ میری بری عادتوں کو اچھی ظاہر کرے

عیبم هنر و کمال بیند
میرے عیب کو ہنر اور کمال سمجھے
خارم گل و یاسمن نماید
میرے کانٹے کو گلاب اور چنبیلی جانے

کو دشمن شوخ چشم بیباک
کہاں ہے دشمن شوخ چشم بے حیا
تا عیب مرا بمن نماید
کہ وہ میرے عیب کو مجھے دکھلاوے

هر آنکس که عیبش نگویند پیش
جو شخص کہ عیب اُس کا نہ کہیں آگے
هنر داند از جاهلی عیب خویش
ہنر جانے جاہلی سے عیب اپنا

حکایت یکی در مسجد سنجار بطوع بانگ نماز گفتے باوائے که مستمعان را ازو

ایک شخص مسجد میں ساتھ رغبت کے اذان کہتا تھا ساتھ اُس آواز کے کہ سننے والوں کے تئیں اُس سے

ك خواب را تعبیر نیک داد برین طور که از ان ذہن انتقال نمود بضد یعنی آواز ناخوش ۱۲ سروری ۲ه سروری دوستاں و نمایند و بینند بصیغہ جمع آورده چوں در بیت آخرا یمعنی و بسبب افراد مرجع راست نمی باید نشست ہذا گفته که جمراو از جنس دشمن یا جمع بقرینه ردیف آخر ۱۲ ۳ه درین حکایت فایده خاموشی است و سخن مشتمل بر آواز است و آواز است و آواز بد موجب آزار است پس ازینجا بیان مقالات سکوت بد آواز آغاز کرده و گردرسه جا باید یکے در بند دیگر باراں سوم در خواندن قرآن چنانکه در آینده حکایت مصنف بریلی را از اذان درجا دگر کرد و از نیجا تمام شد حکایت در باب واضح شد حاجت بنوشتن علیحده نیست ۱۲ ۴ه در بعض نسخ مسجد سنجار واقع شده و درا براهیمی سنجار نام قلعه سنجر و نام کوهیست نزدیک و تحقیق آنست که قلعه را بمناسبت نام کوه نامیده اند و آن نزدیک بموصل است ۱۲

نفرت بودے وصاحب مسجد امیری بود عادل نیک سیرت نمیخواستش
نفرت ہوتی اور صاحب مسجد کا ایک امیر تھا عادل اور نیک خصلت نہیں چاہتا تھا اُسکو

که دل آزرده گردد گفت ای جوانمرد مراین مسجد را موذنان قدیمی اند که
کہ دل آزردہ ہووے کہا اے جوان مرد خاصکر اس مسجد کے تئیں موذن ہیں قدیم کہ

ہریکے از ایشان را پنج دینار مرتب[1] داشته ام ترا ده دینار میدهم تا جای دیگر روی
ہر ایک کے تئیں انہوں سے پانچ دینار روزینہ مقرر کیا ہے میں نے اور تیرے تئیں دس دینار دیتا ہوں تو دوسری جگہ جاوے تو

برین قول اتفاق کردند پس از مدتے در گذرے پیش امیر باز آمد و گفت
اوپر اس قول کے اتفاق کیا پیچھے ایک مدت کے بیچ ایک راہ کے آگے امیر کے پھر آیا اور کہا

اے خداوند بر من حیف[2] کردی که به ده دینار از آن بقعه ام بیرون کردی
اے صاحب اوپر میرے ظلم کیا تو نے کہ ساتھ دس دینار کے اس جگہ سے مجھ کو باہر کیا تو نے

که آنجا که رفته ام بیست دینارم میدهند که بجائی دیگر روم قبول نمیکنم امیر
کہ اس جگہ کہ گیا ہوں بیس دینار دیتے ہیں کہ جگہ دوسری جاؤں قبول نہیں کرتا ہوں امیر

بخندید و گفت زنہار نستانی که به پنجاه دینار راضی گردند شعر
امیر ہنسا اور کہا ہرگز نہ لیوے تو کہ ساتھ پچاس دینار کے راضی ہووینگے

به تیشه کس نخراشد ز روی خارا گل
تیشے سے نہیں چھیلتا پتھر کے رُخ سے مٹی

چنانکه بانگ درشت تو میخراشد دل[3]
جیسے کہ تیری کڑی آواز دلخراشی کرتی ہے

حکایت ناخوش آوازے ببانگ بلند قرآن خواندے صاحبدلے
ایک بد آواز چلا کر قرآن پڑھتا تھا ایک صاحبدل

روزی بروے بگذشت و گفت ترا مشاہرہ[4] چند است گفت ہیچ گفت پس
ایک دن اوپر اُسکے گذرا اور کہا تیرا مہینا کتنا ہے کہا کچھ نہیں کہا پھر یہ

این زحمت بخود چرا میدہی گفت از بہر خدا میخوانم گفت از بہر خدا که دیگر مخوان
رنج اپنے تئیں کیوں دیتا ہے تو کہا واسطے خدا کے پڑھتا ہوں کہا واسطے خدا کے پھر مت پڑھ

[1] مرتب صیغہ اسم مفعول از باب تفعیل بمعنی مقرر کردہ شدہ باشد و آراستہ نمودہ ۱۲ [2] جیف بفتح حای حطی و سکون تحتانیہ و فادر آخر اینجا مراد از ظلم و ستم ۱۲ [3] یعنی آواز مکروہ آن خطیب دل را میخراشد بوصفیکہ کسے خراشید بوصفیکہ کسے از روئے خارا گلی نخراشند و خراشیدن گل مبالغہ است در بدآوازی پس برین تقدیر دل خراشیدن خواہد بود ۱۲ [4] مشاہرہ بضم میم و فتح ہاے ہوز مشتق از شہر بمعنی ماہ کہ بفارسی آنرا ماہانہ گویند یعنی آنچہ بکسے ہر ماہ را باشند ہمچنیں ۱۲ ۱۲

بیت گر تو قرآن بدین نمط خوانی | ببری رونق مسلمانی

اگر قرآن اس طرح پڑھے گا تو | کھو دیگا اسلام کی رونق

باب پنجم در عشق و جوانے

پانچواں باب عشق اور جوانی کے باب میں

حکایت حسن میمندی را گفتند سلطان محمود چندین بندهٔ

حسن میمندی سے بعض شخصوں نے کہا کہ بادشاہ محمود اتنے غلام

صاحب جمال دارد که هر یکے بدیع جهانے اند چگونه افتاد ست که با

خوبصورت رکھتا ہے کہ ہر ایک اُن میں سے نادر زمانہ ہے کس طرح پڑا ہے کہ ساتھ

هیچکدام از ایشان میلے و محبتے ندارد چنانکه با ایاز با آنکه زیادت

کسی کے اُنہوں میں سے ایک خواہش اور ایک محبت نہیں رکھتا ہے جیسی کہ ساتھ ایاز کے باوجود اُسکے کہ زیادتی

حسنی ندارد گفت هر چه در دل فرو آید در دیده نکو نماید قطعه

حُسن کی نہیں رکھتا ہے کہا جو کچھ بیچ دل کے کھُپے بیچ آنکھ کے نیک دکھلائی دے

کسے بدیدهٔ انکار گر نگاه کند | نشان صورت یوسف دهد بناخوبی

اگر کوئی چشم انکار سے دیکھے | یوسفؑ کی صورت کو بُرا بتلا دے

وگر بچشم ارادت نگه کند در دیو | فرشته ایش بنماید بچشم کروبی

اور اگر خواہش کی آنکھ سے دیو کی طرف دیکھے | دیو اُسکی آنکھوں میں فرشتہ صفت نظر آدے

مثنوی هر که سلطان مرید او باشد | گر همه بد کند نکو باشد

جو شخص کہ بادشاہ اُسکا چاہنے والا ہو | اگر بالکل بُرا کرے اچھا ہو

وانکه را پادشه بیندازد | کشش از خیل خانه ننوازد

اور جس شخص کو بادشاہ رُتبے سے گرادے | کوئی اُسکو گھر کے لوگوں میں سے سرفراز نہیں کرتا

حکایت گویند خواجه را بندهٔ نادر الحسن بود با وے بسبیل

نقل کرتے ہیں کہ ایک صاحب کا غلام حُسن میں نادر تھا اور وہ اُس پر بطریق

۱ عشق افراط محبت را گویند و تعریف عشق ممکن نیست چنانکه مولانای روم فرماید شعر هر چه گو عشق را شرح و بیان چون
عشق آیم خجل باشم ازان ۲ جوانی او بلوغ تا سے و پنج سال گفته اند الشبان در رحم جنین ست و بعد تولد تا بلوغ طفل و صبی و
غلام و بعد بلوغ شباب تا چهل سال و بعد آن کهول تا پنجاه سال و بعد او شیخ تا آخر عمر ۱۲ هذا خلاصه ملفے السروری ۱۲ ۳ نشان
صورت یوسف آه اے نشان صورت یوسف بنماید خوبی ۴ فرشته در اصل فرسته بسین مهمله بود بمعنے فرستاده سین بسبب قاعده
بدل بشین معجمه مستعمل شده ۵ کروبی بفتح کاف و تشدید راے مهمله مضموم نومی فرشتگان مقربین و ای بدل ست ۶ و فرشته بمعنی
آنکه آن دیو ترا در چشم فرشته کروبی نماید ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

مودت و دیانت نظرے داشت بایکی از دوستان گفت دریغ

محبت پاک کے ایک نظر رکھتا تھا ایک شخص سے دوستوں میں سے کہا کہ افسوس

این بندۂ من باحسن و شمایلے کہ دارد اگر زبان درازو بے ادب نبودے

یہ غلام میرا باوجود اتنی خوبصورتی کے کہ رکھتا ہے اگر زبان دراز اور بے ادب نہ ہوتا

چہ خوش بودے گفت اے برادر چون اقرار دوستی کردی توقع خدمت

کیا خوب ہوتا کہا اے بھائی جب تو نے اقرار محبت کا کیا امید خدمت کی

مدار کہ چون عاشقی و معشوقی درمیان آمد مالکی و مملوکی برخاست قطعہ

مت رکھ کیونکہ جب عاشقی اور معشوقی درمیان میں آئی آقائی اور غلامی جاتی رہی

خواجہ با بندۂ پری رخسار صاحب خانہ خوبصورت غلام کے ساتھ	چون درآید ببازی و خندہ جب کھیلنے اور ہنسنے لگے
چہ عجب گو چو خواجہ حکم کند نہیں عجب ہے اگر مانند صاحب کے حکم کرے	وین کشد بار ناز چون بندہ اور یہ کھینچے بوجھ ناز کا مانند بندے کے
بیت غلام آبکش باید و خشت زن[1] غلام محنتی چاہیئے اور کار بردار	بود بندۂ نازنین مشت زن ہوتا ہے غلام خوبصورت منہ زور گھونسا مارنیوالا

حکایت[2] پارسائے را دیدم بمحبت شخصے گرفتار نہ

ایک پرہیزگار کو دیکھا میں نے ایک شخص کے عشق گرفتار ہیں نہ

طاقت صبر نہ یارائے گفتار چندانکہ ملامت دیدی و

طاقت صبر کی بولنے کی جتنا کہ برا دیکھتا اور

غرامت[3] کشیدی ترک تصابی[4] نکردے و گفتے قطعہ

برائی کھینچتا چھوڑنا محبت کا نہ کرتا اور کہا

کوتہ نکنم زدامنت دست کھینچوں نہ لوں بنیرے دامن سے ہاتھ	ور خود بزنی بتیغ تیزم اگرچہ مارے تو بتیز تلوار سے مجھ سے

ا خشت زن جنگ کنندہ بخشت و آن نوعی از سلاح جنگ باشد و نیز بمعنی خشت سازندہ خشت پزبود و اینجا ہمین بمعنی مقصود باشد ۱۲
۲ حاصل اینحکایت آنکہ در عشق آقا با غلام جفا کارے و بے ادبی خادم در حق آقا سست و اشارت ست این معنے کہ در عشق امتیاز بانی نماند و غلبہ آن حاکم را محکوم گرداند ۱۲ ۳ بفتح غین معجمہ و راے مہملہ بمعنے تاوان و عزام بالفتح بمعنے بدی پیوستہ و ہلاک و عذاب ۱۲ ۴ معرفت بالفتح دوستی و دیانت بالکسر راستی و دینداری یعنی عشق پاک داشت مثل نفس پرستان بندہ شہوت نبود کہ خیانت در امور دین نماید ۱۲ ازغیاث ۵ لفظ تصابی بصاد مہملہ بروزن تراجی بمعنے عشقبازے ۱۲ ۱۲

بعد از تو ملاذ و ملجای نیست
تیرے سوا جگہ پناہ کی مجھے نہیں ہے

ہم در تو گریزم ار گریزم
تیری ہی طرف بھاگوں گا اگر بھاگوں ہیں

بارے ملامتش کردم و گفتم عقل نفیست را چہ شد کہ نفس
ایک مرتبہ میں نے اُسے ملامت کی اور کہا کہ تیری عقل نفیس کو کیا ہوا کہ تیرا نفس

خسیست برو غالب آمد زمانے بفکرت فرو رفت و گفت قطعہ
خسیس اُس پر غالب آیا تھوڑی دیر سوچتا رہا اُسکے بولا

ہر کجا سلطان عشق آمد نماند
جہاں کہیں بادشاہ عشق کا آیا نہیں رہتا

قوت بازوی تقوی را محل
پرہیزگاری کے بازو کی قوت کا موقعہ

پاکدامن چون زید بیچارۂ[1]
پاکدامن کیونکر زندگی کرے بیچارہ

اوفتادہ تا گریبان در وحل
پھنسا ہوا گریبان تک کیچڑ میں

حکایت یکے را دل از دست رفتہ بود و ترک جان گفتہ
ایک شخص کا دل ہاتھ سے جاتا رہا تھا اور پرواہ جان کی نہ رہی تھی

و مطمح نظرش جای خطرناک و منطنۂ ہلاک نہ لقمۂ متصور
اور اُس کے نظر کی جگہ جائے خوفناک اور مقام ہلاک نہ لقمہ ہی تھا

شدے کہ بکام آید یا مرغیکہ بدام افتد بیت
کہ منہ میں آجائے یا دو چڑیا کہ جال میں پھنس جائے

چو در چشم شاہد نیاید زرت
جب معشوق کی نظر میں تیرا روپیہ نہ ٹھیرے

زر و خاک یکسان نماید برت
روپیہ اور خاک برابر ہو نزدیک تیرے

بارے نصیحتش گفتند ازین خیال محال تجنب کن خلقی ہم بدین
ایکبار بطور نصیحت کے اسکو کہا کہ اس خیال دشوار سے پرہیز کر بہت سے لوگ اور بھی اسی

ہوس کہ داری اسیرند و پائی در زنجیر نالید و گفت قطعہ
ہوس میں کہ تو رکھتا ہے قید ہیں اور پاؤں دل کا زنجیر میں رویا اور کہا

[1] یعنی پاکدامن چہ قسم تواں بسر برد آن بیچارہ کہ تا گردن درو حل ل‌ے در گل وا ہی افتادہ با شد البتہ نزد امن خواہد شد یا گویم پاکدامن کہ آن بیچارہ است چگونہ زندہ باشد کہ تا گریبان در گل ولای افتادہ است فرق دریں توجیہ آں ست کہ در صورت اول بیچارہ فاعل ست و پاکدامن حال و فایدہ آن تخصیص ست یعنی حال در صورت دوم پاکدامن فاعل و لفظ بیچارہ بیان آن فایدہ او آنست کہ ایضاح کند نبوع را بجائیکہ محقق او راست دراں حالت لیکن تقریر اول مناسب روز مرہ حال ست و تقریر دوم بمذاق وے تعلق ایں حکایت با حکایت سابق اینست کہ چنانچہ در عشق دست از ہاے ساد یدشست ہمچنان ترک دل و جان باید گفت و مناسبت باد فتح ۱۲ مخفی نماند و قتیکہ در شرط و جزا فعلے مقدم گردد و معنی چنان شود کہ اول خود ہمیں بیشود و دیگر بالفرض شود چنیں خواہد بود ۱۲

دوستان گو نصیحتم نکنند
دوستوں کو کہدے کہ مجھے نصیحت مت کریں

کہ مرا دیدہ برارادت اوست
کہ میرے تئیں نظر اُس کی خواہش پر ہے

جنگجویان بزور پنجہ و کتف
لڑنے والے پنجے اور بازو کی قوت سے

دشمنان را کشند و خوبان دوست
دشمنوں کو مار ڈالتے ہیں اور معشوقوں دوست کو

شرط مودت نباشد باندیشہ جان دل از مہر جانان برگرفتن ابیات
شرط دوستی کی نہیں ہے جان کے خطرے سے معشوق کی محبت سے دل پھیر لینا

تو کہ در بند خویشتن باشی
اگر تو اپنے ہی دھندے میں رہے

عشقبازی دروغ زن باشی
جھوٹا عشقباز ہے تو

گر نشاید بدوست رہ بردن
اگر دوست تک نہ پہنچ سکے تو

شرط عشق است در طلب مردن
شرط عشق کی ہے اُس کی جستجو میں مرنا

گر دست رسد کہ آستینش گیرم
اگر دسترس ہو تو آستین اُسکی پکڑ لوں

ورنہ بروم بر آستانش میرم
اور اگر یہ نہ ہو جاؤں میں اور اُسکے آستانے پر مروں

متعلقانش را کہ نظر در کار او بود و شفقت بروزگار او
اُسکے خویشوں کو کہ نظر اُسکے افعال پر تھی اور شفقت اس کے حال پر

پندش دادند و بندش نہادند شعر
نصیحت اُسے دی اور قید اُسکو رکھا

دردا کہ طبیب صبر میفرماید
افسوس کہ حکیم دوائے تلخ کر کہتا ہے

وین نفس حریص را شکر میباید ابیات
اور اس نفس حریص کو شکر چاہیے

آن شنیدی کہ شاہدے بنہفت
وہ سنا ہے تونے کہ ایک معشوق خلوت میں

با دل از دست دادہ می گفت
اپنے عاشق سے کہتا تھا

تا ترا قدر خویشتن باشد
جبتک تجھے اپنی قدر ہے

پیش چشمت چہ قدر من باشد
تیری آنکھ میں میری کیا قدر ہوگی

۱ بعض شراح گفتہ اند در نیصورت جزای شرط محذوف خواہد بود فہما و در بعضے از نسخ بدون کاف و بای موحدہ بجائے الف واقعشدہ در ین نسخہ بے تکلف معنے درست میشود اما خلاف ظاہر مینماید و خان آرزو چنین تحقیق نمودہ کہ کاف مفاجات است کہ جزاے شرط داخل شدہ چنانکہ درین بیت است بیت ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر در آید گر مرغ کباب است کہ با بال و پر آید و این وقتے باشد کہ میان وقوع شرط و جزا العد بسیار بود ۱۲ ۲ صبر بمعنے دار وے تلخ کہ اہل ہند آنرا ایلوا گویند بفتح اول و کسر دوم تحقیق نمودہ اند و ازین شعر کلام یعنے از کبار معلوم می شود کہ بسکون وسط باشد چنانکہ معنے جنس نفس بر مکارہ و ضع آواز لذا لذ لیسر و کن وسط است نور اللہ احرارے

آورده اند که مر آن پادشاه زاده را که مطمع نظر او بود خبر کردند که جوانے
روایت کرتے ہیں کہ اُس بادشاہزادے کو کہ منظور نظر اُسکا تھا لوگوں نے خبر کی کہ ایک جوان
بر سر این میدان مداومت بنماید خوش طبع شیرین زبان سخنہای
اس میدان میں ہمیشہ آمدورفت کرتا ہے خوش طبع ہے اور شیریں کلام باتیں
لطیف میگوید و نکتہای بدیع ازو می شنوند چنین معلوم میشود که شورے
نادر کہتا ہے اور نکتے لطیف اُس سے لوگ سنتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک شور
در سر دارد و سوزے در جگر و شیدا صفت می نماید پسر دانست که دل آویختہ
بیچ سر کے رکھتا ہے اور ایک سوز بیچ جگر کے اور شیدا کی صفت رکھتا ہے لڑکے نے جان لیا کہ عاشق
اوست و این گرد بلا انگیختہ او مرکب بجانب او راند چون دید که شاہزادہ
اوسکا ہے اور یہ غبار بلا کا اٹھایا ہوا اُسکا ہے گھوڑا اُسکی طرف دوڑایا جو اُس نے دیکھا کہ شاہزادہ
نزدیک او عزم آمدن دارد بگریست و گفت بیت
قریب اُس کے قصد آنے کا رکھتا ہے رو یا اور کہا

آن کس که مرا بکشت باز آمد بپیش جس شخص نے کہ مجھکو مار ڈالا پھر آیا سامنے	ما نا[1] که دلش بسوخت بر کشتہ خویش معلوم ہوتا ہے کہ رحم آیا اُسے اپنے مارے ہوئے پر

چندانکه ملاطفت کرد و پرسید که چونی و از کجائی و چہ نام
کتنی نرمی کی اور پوچھا کہ کسطرح پر ہے تو اور کہاں کا رہنے والا ہے تو اور کیا نام رکھتا ہے
داری و چہ صنعت دانی جوان در قعر بحر مودت چنان غریق ماندہ
اور کیا کام جانتا ہے جوان تو بیچ گہرائی دریائے دوستی کے ایسا ڈوبنے والا ہوا
که مجال نفس نداشت بیت
کہ مجال دم کی نہ رکھتا تھا

اگر خود ہفت سبع[2] از بر بخوانی بالفرض ساتوں منزل قرآن کی ازبر پڑھے تو	چو آشفتی الف با تا[3] ندانی! جبکہ پریشان ہوگیا الف بے تے نہ جانے گا تو

[1] ماناہ بمعنی پنداری و بمانا مرکب ست از بہ کہ زائد نیز آید چنانچہ بہمان و ہمچنین و از لفظ مانا پس بمانا بمعنی نیز پنداری خواہد بود و بفتح اول است و بضم خطا باشد [2] ۱۲ غیاث [2] مبلغ بضم سین یک حصہ از ہفت حصہ چنانکہ ثمن و احلاست از ثمانیہ ہفت سبع عبارت است از تمام قران چرا کہ ہرگاہ تقسیم کردند بر ہفت منزل و ختم قرآن از سبع بدین گونہ مذکور ست کہ خواندہ شود قرآن روز جمعہ از اول تا سورہ انعام و در روز شنبہ از سورہ انعام تا سورہ یونس و در یکشنبہ سورہ یونس تا سورہ عنکبوت و در دوشنبہ از سورہ عنکبوت و در روز سہ شنبہ از سورہ عنکبوت تا سورہ زمر روز چہار شنبہ از سورہ زمر تا سورہ واقعہ و در پنجشنبہ از سورہ واقعہ تا آخر قرآن مجید ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

گفتا سخنے با من چرا نگوئی کہ ہم از حلقۂ درویشانم بلکہ
کہا ایک بات ساتھ میرے کیوں نہیں کہتا ہے کہ میں بھی گروہ فقیروں سے ہوں بلکہ

حلقہ بگوش ایشانم آنگہ بقوت استیناس محبوب از میان
فرمانبردار ان کا ہوں اس وقت ساتھ طلب انس کرنے اس محبوب کے درمیان

تلاطم امواج محبت سر بر آورد و گفت شعر
طمانچے لہروں دوستی سے سر اٹھایا اور کہا

عجب ست با وجودت کہ وجود من بماند	تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند
تعجب ہے تیرے موجود ہونے پر کہ میرا وجود باقی رہے	تو باتیں کرنے لگے اور مجھے طاقت کلام کی باقی ہے

این بگفت و نعرہ بزد و جان بحق تسلیم کرد بیت
یہ کہا اور ایک نعرہ مارا اور مر گیا

عجب از کشتہ نباشد بدر خیمۂ دوست	عجب از زندہ کہ چون جان بدر آورد سلیم
تعجب اس موئے ہوئے سے نہیں کہ موا خیمہ معشوق کے دروازے پر	تعجب اس زندے سے ہے کہ جان بچا لے گیا سلامت

حکایت یکے را از متعلمان کمال بہجتے بود و طیب لہجتے و معلم
ایک شخص شاگردوں میں سے کمال حسن رکھتا تھا اور خوبی گفتگو کی اور معلم

از آن جا کہ حس بشریت ست با حسن بشرہ او معاملتے
کو اس راہ سے کہ تقاضائے بشریت ہے اسکی خوبصورتی کے ساتھ دل بستگی

داشت زجر و توبیخے کہ بر کودکان دیگر کردے در حق وے
تھی جھڑکی اور غصہ کو اور لڑکوں پر کرنا اسکے حق میں

روا نداشتے و وقتیکہ بخلوتش دریافتے گفتے قطعہ
جائز نہ رکھتا اور جس وقت اسے اکیلا پاتا کہتا

نہ آنچنان بتو مشغولم ای بہشتی روی	کہ یاد خویشتنم در ضمیر می آید
ایسا تجھ سے مشغول نہیں ہوں میں اے حور لقا	کہ خیال اپنا میرے دل میں آتا ہو

[1] یعنی بر ہم زدن موج کذا فی الصراح و مصنفؒ از معنی موج تجرید کردا مراج بعد آن ذکر نمود ۱۲ [2] از بحر رمل مشکول کہ دران یک رکن مشکول و یکے سالم بترتیب آید و زنش فعلات فاعلاتن چار بار ۱۲ [3] بہجت در صراح بمعنی رباں ست پس بمعنی خوبی زبان کہ عبارت ست از مواداره مجاز خواہد بود ۱۲ [4] سکہ پر آمد میل طرف حسن خاصہ النسانیت نہ حیوانی ۱۲ سروری [5] نہ آنچنان تو آہ یعنے آنچنان بتو مشغولم کہ یاد خویشتن در ضمیرم نمی آید چرا کہ کمال عشق است فراموشی از غیر معشوق و لازم است آنرا فراموشی از نفس خود و ازس و غیرہ [6] این کمال لطف ملطف ست از شاہزادہ و قولہ آنگہ بقوت یعنے بعد این سخن کہ معشوق گفت عاشق را کہ بہ بحر محبت فرو رفتہ بود و بقوت انس گرفتن معشوق ؛ غنا فت یا فت ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

زدیدنت نتوانم که دیده بربندم
تیرے دیکھنے سے نہیں ہو سکتا کہ آنکھ بند کروں

گر از مقابلہ بینم که تیر می آید
اگرچہ دیکھوں کہ سامنے سے تیر آتا ہے

بارے پسرش گفت چندانکه در آداب درس من نظر میفرمائی در
ایک مرتبہ لڑکے نے اُس سے کہا جیسا کہ میرے پڑھانے میں توجہ فرماتا ہے تو

آداب نفسم همچنین تامل میفرمائے تا اگر در اخلاق من ناپسند
میرے اخلاق کی درستی میں بھی توجہ فرمایا کر جو کچھ اخلاق میرے کے کوئی بات ناپسند

مے بینی که مرا آن پسندیده همی نماید بر آنم اطلاع فرمائی تا بہ تبدیل
دیکھتا ہے تو کہ میرے تئیں وہ پسندیدہ دکھلائی دیتی ہے اوپر اوسکے مجھ کو خبر فرما تاکہ ساتھ بدلنے

آن سعی کنم گفت اے پسر این سخن از دیگرے پرس که
اُسکے کوشش کروں میں کہا اے لڑکے یہ بات دوسرے سے پوچھ کہ

آن نظر که مرا باتست جز هنر نمی بینم قطعه
وہ نظر میرے تئیں ساتھ تیرے ہے سوائے ہنر کے نہیں دیکھتا ہوں میں

چشم بد اندیش که برکنده باد
دشمن کی آنکھیں نکلی ہوئی ہو جیں

عیب نماید هنرش در نظر
عیب دکھلائی دیتا ہے ہنر اُس کی نظر میں

ور هنرے داری و هفتاد عیب
اور اگر ایک ہنر رکھتا ہے تو اور ستر عیب

دوست نه بیند بجز آن یک هنر
دوست نہیں دیکھتا ہی سوائے اسی ایک ہنر کے

حکایت شبے یاد دارم که یار عزیزم از در در آمد چنان
ایک رات یاد رکھتا ہوں میں کہ میرا یار عزیز دروازے سے آیا ایسا

بیخود از جائے برجستم که چراغم با آستین کشته شد شعر
بیخود اس جگہ سے اُچھلا میں کہ چراغ میری آستین سے گل ہو گیا

سری طیف من یجلوا بطلعته الدجی
رات کو مجھے آیا خیال اس شخص کا کہ روشن ہوتی ہے اُسکی شکل سے تاریکی

فقلت له اهلا و سهلا و مرحبا
پس کہا میں نے اُسکے لئے آیا تو اہل کو اور آسانی کو اور خوشحال

ک تیر در اینجا دو معنی دارد یکے معروف و دیگر از ستقارہ ای تیر نظر تو دائم کرمی آید لیکن بغرق شوق دیدنی بندم ۱۲ ک سری
طیف آه سری اصیغہ ماضی از سرایت بمعنی رفتن بشب و گذشتن چیزی ۲ ص دراینجا معنی اول مراد است طیف بفتح ظاری
حطی و سکون تحتانی و آخر فا بمعنی خیال و آمدن آں در خواب است و دجی بضم اول مہملہ و جیم تازی ہا الف مقصور بمعنی
تاریکی و اہلا و سہلا و مرحبا کہ بوقت قدوم مسافر گفته میشود و ہر یکے مفعول براے فعل محذوف ست ای اتیت اہلا
آمدی مکان مانوس کہ کسان آن اہل ہستند و جیئے بودہ اند و طئت سہلا زیر پا کردے ۱۲
۱۲

نشست و عتاب آغاز کرد که در حال که مرا بدیدی چراغ بکشتی

بیٹھ گیا اور خفا ہونا شروع کیا کہ اسوقت مجھے دیکھا تو نے چراغ گل کر دیا

بچه معنی گفتم بدو معنی یکے آنکه گمان بردم که آفتاب برآمد و دیگر آنکه

کس سبب سے کہا میں نے ساتھ دو معنی کے ایک وہ کہ گمان لے گیا میں کہ آفتاب نکلا اور دوسرے وہ کہ

این بیتم بخاطر گذشت قطعه

یہ بیت مجھ کو بیچ خاطر کے گذری

چون گرانے[۱] به پیش شمع آید
اگر کوئی شخص مکروہ شمع کے سامنے آوے

خیزش اندر میان جمع بکش
اٹھ اسے مجمع میں مار ڈال

ور شکر خنده ایست شیرین لب
اور اگر کوئی معشوق شیریں لب ہے

آستینش بگیر و شمع بکش
آستین اس کی پکڑلے اور شمع کو گل کردے

حکایت[۲] یکے دوستے را که زمانها ندیده بود گفت کجائے

ایک دوست کو کہ مدتوں سے نہ دیکھا تھا کہا کہاں تھا تو

که مشتاق بودم گفت مشتاقی[۳] به که ملولی مثنوی

کہ مشتاق تھا میں کہا کہ مشتاقی بہتر کہ رنجیدہ

دیر آمدی اے نگار سرمست
بہت کے بعد آیا ہے تو اے محبوب بے پرواہ

زودت ندهم دامن از دست
جلدی نہ چھوڑونگا میں دامن تیرا ہاتھ سے

معشوق که دیر دیر بینند
محبوب کو اگر بعد مدت دراز کے دیکھیں

آخر به ازان که سیر بینند
اس سے بہتر ہے کہ جی بھر کے دیکھیں

لطیفه شاهدے که با رفیقان آید بجفا کردن آمده است

وہ معشوق کہ رفیقوں کے ساتھ آوے ظلم کرنے کو آیا ہے

بحکم آنکه از غیرت و مضادت خالی نباشد بیت

اسواسطے کہ از رشک اور ضد سے خالی نہ ہووے

[۱] لفظ گرانی پہلے تنکیر یعنی شخصیکه یعنی شخصیکه دیدن او بر دل گراں بیاشد مدعائے این دو بیت آنست که در هر دو حال شمع را باید کشت در صورت اول بدان سبب که روی آن شخص دشمن نباید و در صورت دوم برائے آنکه دیگر یاران ازدان نش خبر نشود تا بردو فتنه نشود ۱۲ [۲] تعلق این حکایت با سابق آنست که چنانکه بیعنے افعال خلاف مزاج نازک معشوق در حال اضطرار عاشق سر میزند همچنان اقوال هم صدور یابد لیکن عاشق به سبب اضطرار خود دران معذور است ۱۲ [۳] یعنے تو خود از فرقت من مشتاق بود و حیران گفت که در آمدن مشتاق بودے اگر همیشه مے آدم و ملاقات میکردم ملول می گشتے و همیں معنے مناسب حکایت است ۱۲

اذا جئتنی فی رفقۃٍ لتزورنی	وان جئت فی صلحٍ فانت محاربٌ
جب کہ آیا تو رفیقوں کیساتھ تا میری ملاقات کرے	اگرچہ آیا تو واسطے صلح کے لیکن تو لڑنیوالا ہے
قطعہ بیک نفس کہ درآمیخت یار با اغیار	بسی نماند کہ غیرت وجود من بکشد
ایک دم جو آمیزش کی معشوق نے اوروں سے	قریب ہے کہ رشک مجھے مار ڈالے
بخندہ گفت کہ من شمع جمعم ای سعدی	مرا ازان چہ کہ پروانہ خویشتن بکشد
ہنسکر بولا کہ میں شمع محفل ہوں اے سعدی	مجھے اس سے کیا کام کہ پروانہ اپنے تئیں مار ڈالے

حکایت یاد دارم کہ در ایام پیشین من و دوستی چون دو مغز بادام
یاد رکھتا ہوں کہ جوانی کے دنوں میں اور ایک دوست مثل دو مغز بادام کے
در پوستے صحبت داشتیم ناگاہ اتفاق غیبت افتاد پس از
ایک چھلکے کے اندر آپس میں صحبت رکھتے تھے یکایک اتفاق جدا ہونے کا ہوا بعد مدت کے
مدتے کہ باز آمد عتاب آغاز کرد کہ درین مدت قاصدے نفرستادی گفتم
جب پھر آیا عتاب شروع کیا کہ اتنے دنوں کوئی قاصد نہ بھیجا تو نے میں نے کہا
دریغ آمدم کہ دیدۂ قاصد بجمال تو روشن گردد و من محروم قطعہ
افسوس آیا مجھ کو کہ دیدہ قاصد کا ساتھ صورت تیری کے روشن ہووے اور میں بے نصیب رہوں

یار دیرینہ مرا گو بزبان توبہ مدہ	کہ مرا توبہ بشمشیر نخواہد بودن
میرے دوست قدیم کو کہدے کہ زبان سے مجھے تاب نہ دے	کہ مجھ سے توبہ بزور شمشیر بھی نہ ہوگی
رشکم آید کہ کسے سیر نگہ در تو کند	باز گویم کہ کسے سیر نخواہد بودن
مجھے رشک آتا ہے کہ کوئی جی بھر کے تیری طرف دیکھے	پھر کہتا ہوں میں کہ کوئی تیرے دیکھنے سے سیر نہ ہوگا

حکایت دانشمندے را دیدم کہ بکسے مبتلا شدہ و رازش از پردہ
ایک دانا کو میں نے دیکھا کہ ساتھ کسی کے مبتلا ہوا اور بھید اسکا پردے سے
برملا افتادہ جور فراوان بردے و تحمل بیکران کردی بارے
باہر گیا ظلم بہت لے جاتا اور برد باری بیحد کرنا ایک بار

ا رفقۃ بضم مہملہ و سکون کسر فا و کسر ہا ہم آمدہ اسم جمع است بمعنے گروہ ہمسفر و بفتحتین جمع رفیق نیست کہ جمع فاعل بر وزن فعلۃ می آید مثل طلبۃ اما جمع فعیل براں وزن نیامدہ است یعنے وقتیکہ بیائے و اجماعت از ہمسفراں انجہت آنکہ زیارت کنی مراد ملاقات نمائی اگرچہ آمدہ باشی در صورت صلح باوجود این جنگ کنندہ باشی ۱۲ نور اللہ ملہ یعنی اے یار دیرینہ مرا بزبان پند بدہ کہ از گناہ باز استیم راز بوس و کنارہ در گذرم چہ مرا توبہ ازان شمشیر زدن منصور نباشد ۱۲ سے سیر بسکون را بکسر یائے مجہول و نظر بسکون دآنکہ سیر با وصف ترکیبی گفتنت خطا کرد ۱۲ ش ۱۲

بلطافتش گفتم دانم که ترا در محبت این منظور علتے و بنای محبت بر زلتے

ساتھ مہربانی کے اُسکو کہا میں نہیں جانتا ہوں میں کہ تیری تئیں بیچ اس محبت اس معشوق کے ایک علت نہیں ہے اور بنا محبت کی اوپر لغزش کے

نیست پس با وجود چنین معنی لائق قدر علما نباشد خود را متہم

نہیں ہے پس باوجود ایسی بات کے لائق قدر عالموں کے نہووے اپنے تئیں متہم

گردانیدن و جور بے ادبان بردن گفت ای یار دست عتابم از

کرنا اور ظلم بے ادبوں کا لیجانا کہا اے یار ہاتھ غصّے کا میرے

دامن بدار که بارہا درین مصلحت که تو بینی اندیشه کردم صبرم بر جفای

دامن سے رکھا کہ کئی بار بیچ اس مصلحت کے کہ تو دیکھتا ہے اندیشہ کیا میں نے صبر میرا اوپر ظلم

او سہل تر ہمی نماید از نادیدن او و حکیمان گویند دل بر مجاہدت

اُسکے کے سہل زیادہ معلوم ہوتا ہے نہ دیکھنے اُسکے سے اور دانا کہتے ہیں دل اوپر رنج اور محنت کے

نہادن آسان ترست که چشم از مشاہدت فرو گرفتن مثنوی

رکھنا آسان زیادہ ہے کہ آنکھ دیکھنے سے بند کرنا

ہر که دل پیش دلبری دارد جس کا دل کسی معشوق سے لگا ہوا ہے	ریش در دست دیگری دارد داڑھی دوسرے کے ہاتھ میں رکھتا ہے
آہو پالہنگ[۳] در گردن ہرن گردن میں رسّی پڑی ہوئی	نتواند بخویشتن رفتن خود بخود نہیں چل سکتا ہے
آنکه بے او بسر نشاید برد وہ شخص کہ بغیر اُسکے بسر نہ چاہیے لیجانا	گر جفائے کند بباید برد اگر ظلم کرے چاہیے سہے
روزے[۴] از دوست گفتمش زنہار ایک دن دوست سے کہا میں نے اُسکو پناہ	چند ازان روز گفتم استغفار کتنا اُس دن سے کہا میں نے توبہ
نکند دوست زینہار از دوست نہ کرے دوست پناہ دوست سے	دل نہادم بدانچه خاطر اوست دل رکھنا چاہیے ساتھ اس چیز کے کہ ارادہ اس کا ہے

ساہ اے صاحب دیدے اینجاے نیست نه حرف نفی آورد و گفت نون قافیہ چوں داخل شود بر فعل و غیر آن منفصل نوشته شود چوں ندانست دمید الم و چون داخل شود در چیزی بہا نوشته شود و آنکه گفت مخفف نست ہست خطا کرده شناخت آنچه صاحب بحر الغرائب گفته که لفظ نه حرف نون و ہاے آخر اں ہاے علامت است سے ریش در دست دیگرے داشتن کنایه از بے اختیاری و مطیع دیگری بودن است شارح سے پالہنگ مخفف پالاہنگ رہنماے که اسپ خبیث را بداں بنده در جلو داره کنند باگ ڈور گویند و تحقیق گفت که پالا است بمعنے اسپ جنیبت و اہنگ بمعنے کشیدن است سے از عالم یا فنجه عالم علی قبر لطیفه التفسیر است و حذف ایصال در گفت عیب است کمال اخیفی و حاصل آنست که روزے بحق دوست گفتم زنہار الامان از تو چند ازاں روز که زنہار گفته بودم استغفار نادم شده ۱۲

گر به لطفم به نزد خود خواند | ور به قهرم براند و داند
جو ساتھ مہربانی کے مجھ کو پاس اپنے بلاوے | اور جو ساتھ غصے کے مجھکو دور کرے وہ جانے

حکایت در عنفوان جوانی چنانکه افتد و دانی با شاهد سرّے و سرّے
شروع جوانی میں جیسا کہ اکثر اتفاق ہوتا ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ ایک خوبصورت لڑکے سے ملاقات محبت کا
داشتم بحکم آنکه حلقی داشت طیب الادا و خلقی کالبدر فی الدجی بیت
رکھتا تھا میں اس سبب سے کہ گلا رکھتا تھا بہت ہی خوش آواز اور صورت جیسے چودھویں رات کا چاند تاریکی میں

آنکه نبات[1] عارضش آب حیات میخورد | در شکرش نگه کند هر که نبات میخورد
وہ کہ روئیدگی رخسار اسکے کی آبحیات کھاتی ہے | بیچ ہونٹھ اسکے کے جو نگاہ کرے گویا مصری کھاتا ہے

اتفاقاً خلاف طبع ازوے حرکتے بدیدم که نه پسندیدم
اتفاقات سے خلاف طبع اس سے ایک حرکت دیکھی میں نے کہ مجھے پسند نہ آئی
دامن ازو بر کشیدم و مهره[2] بر چیدم و گفتم بیت
دامن اس سے کھینچا میں نے اور مہرہ اس کی محبت کا اٹھا لیا میں نے اور کہا میں نے

برو هر چه می بایدت پیش گیر | سر ما نداری سر خویش گیر
جا جو کچھ تیرا جی چاہے کر تو | ہمارا خیال نہیں رکھتا ہے تو چلا جا

شنیدم که همیرفت و میگفت بیت
سنا میں نے کہ چلا جاتا تھا اور کہتا تھا

شب پره گر وصل آفتاب[3] نخواهد | رونق بازار آفتاب نکاهد
چمگادڑ اگر ملنا آفتاب کا نہ چاہے | آفتاب کے بازار کی رونق نہیں گھٹتی

این بگفت و سفر کرد و پریشانی او در من اثر کرد شعر
یہ کہا اور سفر کیا اور اوسکی پریشانی نے میرے دل میں اثر کیا

فَقَدتُّ زَمَانَ الوَصلِ وَالمَرءُ جَاهِلٌ | بِقَدرِ لَذِیذِ العَیشِ قَبلَ المَصَائِبِ
کھو دیا میں نے زمانہ وصال کو اور آدمی نہیں جانتا | قدر لذت عیش کی قبل رنج اٹھانے کے

[1] نبات اول سبزه است که عبارت از خط ست و نبات دوم بمعنی شیرینی است معروف و مراد از شکر لب معشوق است و نگه کردن کنایه است از حسرت و توقع یعنی هر که نبات میخورد حسرت و توقع لب شیرین آن معشوق دارد و بلب اوبهنر با او زبان شیرین میگردد ۱۲ [2] مهره بر چیدن کنار از ترک صحبت کردن است ۱۲ مولوی انور علی [3] در بحر منسرح مثمن مطوی موقوف مفتعلن فاعلات مفتعلن فع و هر که بتجویز محنت بر وزن مفتعلن فاعلن مفاعل فعلن تجویز کرده او در عروض سفیه اند ۱۲ مولانا هادی علی مرحوم [4] اے قدر آفتاب یعنی روشنی آفتاب کم نخواهد شد ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

شعر باز آی و مرا بکش که پیشت مردن
پھر آ اور مجھے کر کر تیرے سامنے مرنا

خوشتر که پس از تو زندگانی کردن
بہتر ہے تیرے بعد جینے سے

اما بشکر و منت باری پس از مدتے باز آمد آن حلق داؤدی متغیر شده
لیکن ساتھ شکر اور احسان خدا کے پیچھے ایک مدت سے پھر آیا وہ آواز حضرت داؤدؑ کی سی بدل گئی

و جمال یوسفی بزیان آمده و بر سیب زنخدانش ہمچو بہ گردی نشسته و
اور خوبصورتی یوسف کی نقصان میں آئی اور سیب زنخدان اُسکے پر مانند بہی کے گرد بیٹھی ہوئی اور رونق

رونق بازار حسنش شکسته متوقع که در کنارش گیرم کناره گرفتم و گفتم
اور رونق بازار حسن اُسکے کی ٹوٹی امیدوار کہ بیچ گود کے اُسکو لوں میں کنارہ پکڑا میں نے اور کہا میں نے

قطعه آن روز که خط شاهدت بود
اُس روز کہ خط پسندیدہ تیرا تھا

صاحب نظر از نظر براندی
عاشق کو سامنے سے ہٹا دیا تو نے

امروز بیامدی به صلحش
آج آیا اُس سے صلح کرنے کو

کش فتحه و ضمه برنشاندی
جبکہ اُس خط پر زبر اور پیش بٹھایا تو نے

نظم تازه بهار تو کنون زرد شد
لہلہاتا ہوا سبزہ تیرا اب زرد ہوگیا

دیگ منه کآتش ما سرد شد
ہوس وصال کی نہ کی کہ عشق ہمارا گھٹ گیا

چند خرامی و تکبر کنی
کب تک ناز سے چلے گا اور غرور کرے گا تو

دولت پارینه تصور کنی
گذشتہ دولت کا خیال کرے گا تو

پیش کسی رو که خریدار تست
اُس شخص کے پاس جا جو تیرا خریدار ہو

ناز بر آن کن که طلبگار تست
ناز اُس سے کر جو تیرا خواہان ہو

قطعه سبزه در باغ گفته اند خوش است
سبزہ باغ میں کہتے ہیں کہ خوب ہوتا ہے

داند آن کس که این سخن گوید
جانتا ہے وہ شخص جو یہ سخن کہے

یعنی از روی نیکوان خط سبز
یعنے معشوقوں کے منہ پر سبز خط کا

دل عشاق بیشتر جوید
عاشقوں کے دل اکثر لے لیتا ہے

۱ بہ بکسر اول میوہ معروف کہ آنرا ہی گویند و ظاہر آن خشونتی دارد لہذا گرد آلودگی زقن را کہ مراد از آں و میدان سبزہ است از آں تشبیہ دادہ ۱۲ مولوی شمس الدین ۲ کنار بکسر کاف تازی بمعنے آغوش و بفتح آن کنارہ را گویند در فرہنگ ملا اسعد نوشتہ کہ بفتح کاف تازی بمعنی آغوش باشد در مؤید بکسر اول بفتح نمودہ ما از اہل عراق بفتح اول مسموع شدہ است ۱۲ غیاث ۳ شرح شرفی ۳ لطیفہ جمع میان خط و شاہد کردہ در عرف بمعنی قبالہ و بمعنی گواہ مستعمل میشود مخفی نیست ۱۲ نور اللہ احیاری کریم میان خط نسخہ و ضمہ ظاہر است ۱۲ اسکے تازہ بہار وصف ترکیبی است و تازہ بہار اور فت زرد شد یعنی رنگ تو زرد شدہ است برخے از چہرہ تو پریدہ شد یعنی در رنگ زرد شد و دیگ منہ ۱۲ مشتاق مکن کہ آتش ما سرد شد یعنے گرمی عشق و آتش ما سرد شد یعنے گرمی عشق و آتش شوق ما منطفی گشت ۱۲

بوستان تو گند نا زاری ست
تیرا باغ تو کھیت ہے گندنے کا

بس کہ بر میکنی و می روید
کہ اکھاڑتا ہی تو اکھاڑتا ہے اور اگتا جاتا ہے

رباعی گر صبر کنی و رنکنی موی بنا گوش
تو نرمی کرے یا نکرے بال تو خطی میں برابر ہے

این دولت ایام نکوئی بسر آید
کہ یہ زمانہ خوبصورتی کی دولت کا گذر جاویگا

گر دست بجان داشتمی ہمچو تو بر ریش
اگر قابو رکھتا میں جان پر مثل تیرے داڑھی پر

نگذاشتمی تا بقیامت کہ بر آید
نہ فرصت دیتا اسے قیامت تک کہ نکلے

قطعہ سوال کردم و گفتم جمال روی ترا
سوال کیا میں نے اور کہا کہ تیرے حسن رخسار کو

چہ شد کہ مورچہ بر گرد ماہ جوشیدہ است
کیا ہوا جو چیونٹیاں مہتاب کے گرد ہجوم کر رہی ہیں

جواب داد ندانم چہ بود رویم را
جواب دیا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا ہوگیا میرے چہرے کو

مگر بماتم حسنم سیاہ پوشیدہ است
شاید میرے حسن کے غم میں سیاہ پوش ہے

حکایت[۳] یکے را پرسیدم از مستعربان ما تقولُ فی المُردانِ گفت
ایک کو پوچھا میں نے عرب کے رہنے والوں سے کیا کہتا ہے تو بیچ امردوں کے کہا

لاخیرَ فیہم مادامَ احدُہُم لطیفاً یتخاشنُ فاذا اخشنَ یتلاطفُ
نہیں ہے خیر درمیان اُنکے جبتک کہ ایک انہوں کا نرم اور نازک ہے سختی کرتا ہے پس جسوقت کہ سخت ہوگیا نرمی کرتا ہے

یعنی چندانکہ لطیف و نازک اندام ست درشتی کند و سختی چون سخت
یعنے جتنا کہ لطیف اور نازک بدن ہے سختی کرے اور سختی اور جو سخت

و درشت شد چنانکہ بکارے نیاید تلطف کند و دوستی نماید قطعہ
اور سخت ہوا جیسا کہ بیچ کام کے نہ آوے نرمی کرے اور دوستی دکھاوے

امرد آنگہ کہ خوب و شیرین ست
وہ رو جب تک کہ خوب اور شیریں ہے

تلخ گفتار و تند خوی بود
تلخ کلام اور تند خو ہوتا ہے

چون بریش آمد و بلاغت شد
جب کہ داڑھی نکالی اور بالغ ہوگیا

مردم آمیز و مہرجوی بود
آدمیوں سے ملنے والا اور خلیق ہوتا ہے

[۱] در بعضے از نسخ برمیکنی و میرید بواو عطف و در بعضے ہمیرید واقع است و شارح فاضل گوید بہتر نسخہ دوم است مولف گوید نسخہ اول بہتر است زیرا کہ تشبیہ گند نا زار مناسب عطف ست یعنی از بسکہ میکنی امیرود برچون بوستان تو مشکل گند نا زار ہم سایندہ اگرچہ سابق سنبل زار بود بلی اگر گند نا زار بعد برکندن رستنی نداشت نسخہ اول صحیح باشد ۱۲ [۲] در اکثر نسخ کنی و رنکنی لصیغہ نہی مقابل نہی واین دولت بواو عطف واقع شدہ و تغیر براین نسخہ چنین میشود کہ اگر صبر و تحمل و رضا و تلطف بشان پیش بگیری واگر صبر نکنی و خشونت و بدخوئی بکار بری چندان تفاوت نیست چہ امریکہ بقا نداشتہ باشد وجود و عدم آن پیش ارباب بصیرت یکسان ست ۱۲ [۳] ربط این حکایت ما حکایت سابق آنست کہ چنانچہ شیخ رحمۃ اللہ فرمود کہ محبوب ہنگام برآمدن ریش بدرشت جز تری پیش آید و قبل ازاں درشتے میکرد چنانکہ مستعرب وقت سوال بتابید ازیں جواب داد ۱۲

حکایت یکے را از علما پرسیدند کہ کسے با ماہروئے در خلوت نشستہ

ایک کو عالموں میں سے پوچھا کہ ایک شخص معشوق کے ساتھ خلوت میں بیٹھا ہوا

و درہا بستہ و رقیبان خفتہ نفس طالب و شہوت غالب چنانکہ

اور دروازے بند کئے ہوئے اور رقیب سوئے ہوئے دل مقاربت کو خواہا اور خواہش غالب جیسا کہ

عرب گوید اَلتَّمْرُ یَانِعٌ وَالنَّاطُوْرُ غَیْرُ مَانِعٍ ہیچ باشد کہ

عرب کہتا ہے خرما پختہ لگا ہوا ہے اور نگہبان مانع نہیں ایسا کوئی ہو جسے

بقوت پرہیزگاری از وے بسلامت بماند گفت اگر از

کہ ایسے وقت میں مدد سے پرہیزگاری کی گناہ سے بچ رہے کہا اگر

مہرویان بسلامت ماند از بدگویان بے ملامت نماند شعر

معشوقوں سے بچ رہا کہنے والوں کی زبان سے نہیں بچنے کا

وَ اِنْ سَلِمَ الْاِنْسَانُ مِنْ سُوْٓءِ نَفْسِہٖ

اور اگرچہ بچ رہے انسان اپنے نفس کی برائی سے

فَمِنْ سُوْٓءِ ظَنِّ الْمُدَّعِیْ لَیْسَ یَسْلَمُ

پر بدگمانی دشمن سے سلامت نہیں رہتا

شعر شاید پس کار خویشتن بنشستن ممکن ہے اپنے کام سے باز رہنا	لیکن نتوان زبان مردم بستن لیکن نہیں ہو سکتا آدمیوں کی زبان کو بند کرنا

مثل طوطی را با زاغے در قفس کردند از قبح مشاہدت او در

ایک طوطی کو ایک کوّے کے ساتھ پنجرہ میں بند کر دیا طوطی اُس کی مکروہ صورت سے

مجاہدت می بود و مے گفت این چہ طلعت مکروہ است و

تکلیف میں تھی اور کہتی تھی یہ کیا شکل بری ہے اور

ہیئت ممقوت و منظر ملعون و شمائل ناموزون

صورت ناپسندیدہ اور چہرہ قابل لعنت کے اور خصلتیں نالائق

لہ یا فتح بیائے تحتانیہ وسوم نون بمعنی پختہ و ناطور بطائے مہملہ یعنی باغبان ۱۲ سے خان آرزو فرمودہ آوردن این حکایت درین باب چندان مناسب نیست مگر آنکہ گفتہ شود و طوطی در ظاہر خوبصورت و زاغ بد ہیئت مناسبت درین ہر دو متعذر ست پس این چنین اختلاط صحبت کہ موجب آشنائی و صحبت کہ افراط آن مشقت در غیر جنس صورت نگیرد اختلاط وصل کہ منفی عاشق است سبیر نیاید انتہی ۱۲ سے صاحب مدار الافاضل قفس بسین مہملہ در لغات فارسی و نفقص ایصاد را در فصل الفاظ عرب آوردہ شاید معجمہ معرب باشد ۱۲ سے مجاہدت مصدر از باب مفاعلۃ بمعنی محنت و مشقت ۱۲ سے ممقوت صیغہ مفعول معنی دشمن داشتہ شدہ و نامقبول ۱۲

اے کوّے فراق کے کاشکے جدائی ہوتی درمیان میرے اور تیرے مشرق اور مغرب کی کیا خوب ہوتا

علی الصباح بروئی تو ہر کہ برخیزد صبح کو جو شخص تیرا منہ دیکھ کے اٹھے	صباح روز سلامت برو مسا باشد روز عیش کی صبح اُسکے لئے شام ہو جاوے
بداختری چو تو در صحبت تو بایستی تجھی سا بد بخت تیری صحبت میں چاہیئے تھا	ولے چنانکہ توئی در جہان کجا باشد لیکن جیسا تو ہے جہان میں کہاں ہے

عجب تر آنکہ غراب از مجاورت طوطی ہم بجان آمدہ بود و ملول شدہ

تعجب اسبات میں ہے کہ کوّا بھی طوطی کے مصاحبت سے عاجز آیا تھا اور رنجیدہ ہوا

لاحول کنان از گردش گیتی ہمی نالید و دستہای تغابن[۲] در یکدیگر

لاحول پڑھتا ہوا زمانے کی گردش سے روتا تھا اور افسوس سے ہاتھ پر ہاتھ

می مالید کہ این چہ بخت نگون ست و طالع دون و ایام بوقلمون

ملتا تھا کو یہ کیا نصیب اُلٹے ہیں اور بخت ناقص اور نیرنگی زمانے کی

لائق قدر من آنستی کہ با زاغے بر دیوار باغی خرامان ہمیرفتی شعر

لائق میرے رتبے کے وہ تھا کہ ایک کوّے کے ساتھ کسی باغ کی دیوار پر ناز سے چلتا ہیں

پارسا را بس این قدر زندان پارسا کیواسطے اسی قدر کافی ہے قید خانہ	کہ بود ہم طویلۂ رندان کہ ہو ہم صحبت شہیدوں کا

تا چہ گنہ کردہ ام کہ روزگارم بعقوبت آن در سلک صحبت چنین ابلہے

معلوم نہیں کہ کیا گناہ کیا ہے میں نے کہ زمانے مجھے اُسکی تعزیر میں زنجیر صحبت ایسے احمق

خود رای ناجنس ہرزہ درای[۳] بچنین بند مبتلا گردانیدہ است قطعہ

خود پسند ناجنس بیہودہ کے ایسی قید میں گرفتار کیا ہے

کس[۴] نیاید بپای دیوارے کوئی نہیں آئیگا نیچے اُس دیوار کے	کہ بران صورتت نگار کنند کہ تیری صورت اُسپر نقش کریں

۱ بدانکہ دوری دو مشرق یا بنا بر تغلیب ست کہ مشرق و مغرب را مشرقین گویند چنانکہ شمس و قمر را قمرین گویند یا بجہت آنکہ آفتاب ششماہ در برج جنوبی و ششماہ در برج شمالی باشد پس دو مشرق بیکلف دست می آید لیکن در صورت اول مبالغہ دوری بسیار است ۱۲ ۲ در مدار الافاضل تغابن آوردن چون زبان مستلزم افسوس است نیز آرا ۱۲ ۳ درای از درائیدن بمعنی آواز کردن و گفتن و لہذا جرس را درای گویند پس معنی ترکیبی ہرزہ درا یاوہ گو باشد ۱۲ ۴ آنکہ زاغ با طوطی گوید کہ تو چنان زبون و بد شکل ہستی کہ اگر رو برای تصویر تو کشند بر آن دیوار کسی نگذرد حتی کہ اگر در بہشت در آئی سوائے تو ہم با بہشت ترک دادہ دوزخ اختیار کنند ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

گر ترا در بہشت باشد جای
اگر تیرا بہشت میں مقام ہووے

دیگران دوزخ اختیار کنند
اور لوگ دوزخ اختیار کریں

ایں ضرب المثل بدان آوردہ ام تا بدانی کہ چندانکہ دانا را از
یہ مثال اسواسطے لایا ہوں میں تو جانے تو کہ جتنی کہ عقلمند کے

نادان نفرت ست نادان را از دانا وحشت **قطعہ**
بے عقل سے نفرت ہے بے عقل کے نہیں عقلمند سے وحشت ہے نہیں

زاہدے درمیان[1] رندان بود
ایک زاہد رندوں کی مجلس میں تھا

زان میان گفت شاہد بلخی
اُس مجلس سے کہا ایک معشوق بلخی نے

گر ملولی ز ما ترش منشین
اگر رنجیدہ ہے تو ہم سے منہ بناکے مت بیٹھ

کہ تو ہم درمیان ما تلخی رباعی
کہ تو بھی ہماری مجلس میں ناگوار ہے تو

جمعے چو گل و لالہ بہم پیوستہ
ایک جماعت گل اور لالے کیطرح باہم بیٹھی ہوئی

تو ہیزم خشک درمیان شان رستہ
تو شاخ خشک کی طرح اُنکے درمیان بیٹھا ہوا

چون باد مخالف و چو سرما ناخوش
مثل ہوائے ناموافق کے اور مثل سردی کے ناپسندیدہ

چون برف نشستہ و چو یخ بر بستہ
مثل برف کے بیٹھا ہوا اور مانند اولے کے بندھا ہوا

حکایت[2] رفیقے داشتم کہ سالہا باہم سفر کردہ بودیم و نان نمک
ایک رفیق رکھتا تھا میں کہ برسوں ساتھ سفر کیا تھا اور روٹی اور نمک

خوردہ و بیکران حقوق صحبت ثابت شدہ آخر بسبب نفع اندک آزار
کھایا تھا اور بہت حقوق صحبت کے ثابت ہوئے تھے آخر بسبب تھوڑے فائدے کے

خاطر من روا داست و دوستی سپری شد و با اینہمہ از ہر دو طرف دلبستگی بود
میرے ملال خاطر کو گوارا کیا اور دوستی تمام ہوگئی اور اس سبب سے دونوں طرف سے ایک دلبستگی تھی اُس راہ سے

بحکم آنکہ شنیدم کہ روزے دو بیت از سخنان من در مجمعی می گفتند **قطعہ**
سنا میں نے کہ ایک دن دو بیت میرے کلام سے ایک مجلس میں پڑھتے تھے

---

[1] یعنی اگر از ما ملول ہستی پس ترش منشین یعنے بروز بر اکہ تو ہم در میان ما تلخ و ناگوار ہستی درین صورت اگر ملول رفا شرط است ترش منشین جزاے آن و کاف مصرع ثانی براے علت دیاے ملولی و تلخی براے خطاب و منشین بسکون و حرکت نون ہر دو جاوٗ ست تقطیعش از بحر بسیط فاعلاتن مفاعلن فعل است و خان آرزو از بالاے ترش بحذف و فا حاطفہ فائل شدہ قاضی اگر نواز ملول و ترش ہستی پس برو والا دل اولی [2] از حکایت سابق متوہم میشند کہ عشقبازی مبہ کار نیست چرا کہ مصنف عشقبازانرا بانزاع کریہ المنظر تشبیہ دادہ است و بالا ازان زمانہ خلاف بلاں ہم بیان کردہ براے دفع وہم بایراد ایں حکایت پرداخت اگر احیانا از محبوب بے اعتنائی واقع شود و بعد آن بسبب صلح جوید ترک محبت باد نیاید کرد پس ربط ہمدگر بحکایت سابق و لاحق واضح شد

نگارمن چو درآید بخندۂ نمکین	نمک زیادہ کند بر جراحت ریشان
معشوق میرا اگر ہنسے نمکینی سے	نمک زیادہ کرتا ہے عاشقوں کے زخم پر
چہ بودے از سر زلفش بدستم افتادے	چو آستین کریمان بدست درویشان
کیا خوب ہوتا اگر زلف اسکی میرے ہاتھ میں آجاتی	مثل آستین اہل سخاوت کے فقیروں کے ہاتھ میں

طائفۂ دوستان بر لطف این سخن نہ کہ بر حسن سیرت خویش گواہی دادہ

کچھ لوگوں نے دوستوں سے اوپر خوبی اس سخن کے نہیں بلکہ اپنی خوش خلقی پر گواہی دی

بودند و آفرین کردہ و آن دوست ہمدران جملہ مبالغت نمودہ و بر

تھی اور تعریف کی اور اُس نے بھی اس محفل میں مبالغہ کیا تھا اور

فوت صحبت دیرین تأسف خوردہ و بخطائی خویش اعتراف کردہ معلوم

صحبت قدیم کے گند جانے پر افسوس کھایا اور ساتھ خطا اپنی کے اقرار کیا معلوم ہوا

شد کہ از طرف او ہم رغبتے ہست این بیتہا فرسادم و صلح کردم قطعہ

ہوا کہ طرف اسکی سے بھی ایک رغبت ہے یہ بیتیں بھیجیں میں نے اور صلح کی میں نے

نہ ما را در جہان عہد و وفا بود	جفا کردی و بد عہدی نمودی
نہیں ہمارے آپس میں قول اور اقرار تھا	ظلم کیا تو نے اور بد عہدی کی تو نے
بیکبار از جہان دل در تو بستم	ندانستم کہ برگردی بزودی
بالکلیہ جہان سے میں نے قطع کر دل تجھی سے لگایا	نہیں جانتا تھا میں کہ تو ایسا جلد پھر جائے گا
ہنوزت گر سر صلح ست باز آ	کزان محبوب تر باشی کہ بودی
اب بھی تجھے اگر خیال صلح کا ہے پھر آ	کہ اُس سے عزیز تر رہیگا تو کہ ہوگئے تھا

حکایت یکے را زنے صاحب جمال درگذشت و مادر زن

ایک شخص کی جورو خوبصورت مرگئی اور ساس

فرتوت بعلت کابین در خانہ متمکن بماند مرد از مجاورت او بجان

بڑھیا بسبب دعوٰے مہر کے اُسکے گھر میں ٹھہری رہی مرد اُس کی مصاحبت سے جان سے

---

۱ از لفظ ہم اشارت است باین معنے کہ مرا نیز رغبتے باو بود ہ است از طرف او ہم رغبتے شدہ ۱۲ ش ۲ این مصرع بطریق استفہام انکاری یعنے البتہ ما عہد و قرار بود ۱۲ خ ۳ یعنی ہمہ دنیا گذاشتم و دل خود را بچیزے از ان ربط ندادم جز بتو ۱۲ ش ۴ گردے از گردیدن بمعنے رجوع نہ بمعنی دوران و آن کہ تفسیرش باعراض کردن نمودہ است تفسیر لازم معنی آن کردہ چراکہ رجوع را اعراض لازم است و این معنے مطابق بر لفظ گردیدن است ۱۲ س ۵ ریش یعنی زخم و آنچہ بروے می آید - در ینجا بمعنے ست ۱۲ س ۶ کہ احسن سیرت بدانکہ کاف اینجا بعزابیہ است ۱۲ 　۱۲ 　۱۲

رنجیدے واز محاورت او چارہ ندیدے تا گروہے آشنایان
نہایت رنجیدہ تھا اور گفتگو اُس کی سے تدبیر نہ دیکھا تھا تو ایک گروہ آشنایوں کا

بپرسیدن آمدندش یکے گفت چگونۂ در مفارقت آن یار عزیز گفت
واسطے پوچھنے کے آیا اُس کو ایک نے کہا کہ کس طرح ہے توبیچ جدائی اُس یار کے کہا

نادیدن زن چنان دشوار نیست کہ دیدن مادر زن مثنوے
نہ دیکھنا جورو کا ایسا سخت نہیں ہے کہ دیکھا جورو کی ماں کا

گل بتاراج رفت و خار بماند
پھول لٹ گیا اور کانٹا رہ گیا

گنج بردا شتند و مار بماند
خزانہ لوگوں نے اٹھا لیا اور سانپ رہ گیا

دیدہ بر نوک سنان دیدن
آنکھ کو نوک نیزے پر دیکھنا

خوشتر از روی دشمنان دیدن
بہتر ہے دشمنوں کے منہ دیکھنے سے

واجب ست از ہزار دوست برید
واجب ہے ہزار دوستوں سے قطع کرنا

تا یکے دشمنت نباید دید
تو ایک دشمن اپنا دیکھنا چاہیئے

حکایت یاد دارم کہ در ایام جوانی گذرے داشتم در کوئی و نظر با ہرو ئے
یاد رکھتا ہوں میں کہ جوانی کے موسم میں آمدورفت رکھتا تھا ایک کوچے میں اور نظر رکھتا تھا میں ایک محبوب پر

در تموزے کہ حرورش دہان بجوشانیدے وسمومش مغز در استخوان
شدت گرمی میں کہ گرمی اسکی منہ خشک کرتی اور لو اُسکی ہڈی کے مغز کو

بجوشانیدے از ضعف بشریت تاب آفتاب ہجر نیاوردم و التجا
بگھلاتی عاجزی بشریت سے تاب دھوپ دوپہر کی نہ لایا میں اور التجا

بسایۂ دیوارے کردم مترقب کہ کسے حر تموز از من ببرد آبے
ایک سایہ دیوار کی طرف لیگیا میں انتظار اسبات کا کہ کوئی حرارت گرمی کی مجھ سے سانٹھ ٹھنڈے پانی کے

فرو نشاند کہ ناگاہ از ظلمت دہلیز خانہ روشنائی بتافت یعنے
بجھاوے کہ یکایک تاریکی دہلیز گھر سے ایک روشنی چمکی یعنی

سلہ یعنی چشم خود را بر سر سنان دیدن از مشاہدہ روئے دشمنان خوشتر است ۱۲ سلہ یعنے اگر قطع دوستی با ہزار دوست
واسطے حصول نادیدن دشمن شود درویش ازان بدیدن نیابد از انہا بدید گذشتن و دیدن ہزار دوست بر آن بریدن واجب است
۱۲ سلہ تموز بضم و قافی مفتوح و بعضے گویند تاموز الیف یعنی ست و در ان دو ظاہر اتموز مخفف آنست و بعضے بواو فارسی نیز گفتہ
اند و آن مدت ماندن آفتاب است در مُبرد سرطان بحساب رومیان و فارسیان یعنے شدت گرما استعمال نمودہ اند ۱۲ خیابان سلہ
حر در بانفتح اول باد گرم کہ در شب وزد و سموم کہ در روز وزد و گفتہ است ابو عبیدہ کہ حرور وارد شد وگاہ باشد کہ ورا در زد و سموم در روز
باشد وگاہ است کہ در شب وزد مراد این کہ این زمان در نہایت گرمی بود کہ خشک میکرد و این دہن را و بجوش ہجر یہ زن خواہد روزم ۱۲

عہ اور د مغز استخواں ۱۲

جمالیکه زبان فصاحت از بیان صباحت او عاجز آید چنانکه در شب

وہ جمال کہ زبان فصاحت کی بیان خوبصورتی اُسکی سے عاجز آئی جیسا کہ بیچ رات اندھیاری کے

تارے صبح بر آید یا آب حیات از ظلمات بدر آید قدحے برفات در دست

صبح نکل آوے یا آب حیات ظلمات سے باہر آوے ایک پیالہ برف کا بیچ ہاتھ کے

گرفته و شکر در آن ریخته و بعرق آمیخته ندانم که بگلابش مطیب

لئے ہوئے اور شکر بیچ اُسکے ڈالے ہوئے اور عرق ملایا ہوا نہیں جانتا ہوں کہ ساتھ گلاب کے اُسکو خوشبودار

کرده بود یا قطرهٔ چند از گل رویش دران چکیده فی الجمله شربت

کیا تھا یا قطرے کتنے گلاب کے ایسے منہ اُسکے سے بیچ اُسکے ٹپکے تھے حاصل کلام شربت

از دست نگار ینش برگرفتم و بخوردم و عمرا از سر گرفتم شعر

ہاتھ نگار ین اُسکے سے لیا میں نے اور پیا میں نے اور عمر دوبارہ گویا پائی میں نے

ظَمَاءٌ بِقَلْبِی لَا یَکَادُ یُسِیْغُهٗ

ایک پیاس ہے میرے دل میں کہ نہیں بجھا سکتا اُسکو پینا

رَشْفُ الزُّلَالِ وَلَوْ شَرِبْتُ بُحُوْرًا قطعه

میٹھے پانی کا اگرچہ پی جاؤں میں دریا

خرم آن فرخنده طالع را که چشم

شگفتگی ہے اُس مبارک طالع کو کہ اُسکی آنکھ

مست می بیدار گردد نیم شب

مست شراب کا ہوش میں آتا ہے آدھی رات کو

بر چنین روے او فتد هر بامداد

ایسے منہ پر پڑے ہر صبح کو

مست ساقی روز محشر بامداد

مست عشق ساقی کا روز قیامت کی صبح کو

حکایت سالے محمد خوارزم شاه رحمة الله علیه با ختا براے

ایک سال محمد خوارزم شاہ نے رحمت اللہ علیہ کی اوپر اُسکے ساتھ والی ختا کے واسطے

مصلحتے صلح اختیار کرد بجامع کاشغر در آمدم پسرے را دیدم بخوبی در غایت

ایک مصلحت کے صلح اختیار کی مسجد کاشغر میں آیا میں ایک لڑکے کو دیکھا حسن میں نہایت سے

---

۱ یعنی عمر گذشته در حساب بنود حساب عمر ازین وقت باید گرفت که چنان دولت بدست آمده چنانچه نقل مشهور است که از عمر سوال کردند البتنان چند سال محدود فرمودند سائل استبعاد کرده او جواب گفت که آنچه در غفلت گذشته داخل عمر نیست چند سال گذشته است که دران دوام حضور حاصل است همین سفر نیست یا آنکه چون از شدت حرارت خوف هلاک بود گم یا حیات از سر نو حاصل شد ۱۲ نور الله الحریری ۲ ساعت دادن چنانکه از جراح مشتاق مشود و مهلت دادن درینجا کفایت از کم ناستن ست چنانکه شارح نوشته آب شیرین گرچه نوشیده باشم دریا ها لیکن این بسیار بعید است ۱۲ ۳ ختا بعوقانی نام شهرے از ممالک چین د بطارے حلی نوشتن خطا باشد ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

اعتدال و نہایت جمال چنانکہ در امثال گویند نظم

خوب اور بہت خوبصورت جیساکر ایسے معشوقوں کی مثال میں کہتے ہیں

معلمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت　　جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت

معلم نے اُسے تمام شوخی اور معشوقی سکھلائی　　ستم اور ناز اور غصہ اور ظلمی سکھلائی

من آدمی بچنین شکل و قد و خوی و روش　　ندیدہ ام مگر این شیوہ از پری آموخت

میں نے آدمی ایسی صورت اور عادت اور رفتار کا　　نہیں دیکھا شاید یہ انداز اُسنے پری سے سیکھا

مقدمۂ نحو زمخشری در دست داشت و ہمیخواند ضرب زید عمرًا و کان المتعدی

مقدمہ نحو زمخشری کا ہاتھ کے لئے پڑھا تھا مارا زید نے عمرو کو اور ہُوا تعدی کیا گیا

عمرو گفتم اے پسر خوارزم و ختا صلح کردند و زید و عمرو را خصومت ہنوز باقیست

عمرو کہا میں نے اے بیٹے خوارزم اور ختا نے صلح کی اور زید اور عمرو کے تئیں دشمنی اب تک رہ باقی ہے

بخندید و مولدم پرسید گفتم خاک پاک شیراز گفت از سخنان سعدی چہ داری گفتم

ہنسا اور جگہ پیدائش میری کی پوچھی کہا میں نے خاک پاک شیراز کہا باتوں سعدی سے کیا یاد رکھتا ہے تو کہا میں نے

نظم بلیت بنحوی یصول مغاضبًا　　علیّ کزید فی مقابلۃ العمر

گرفتار ہوا میں ایسے نحوی کا کہ حملہ کرتا ہے غصے سے　　مجھ پر جیسے زید مقابلے میں عمرو کے

علی جر ذیل لیس یرفع راسہ　　وہل یستقیم الرفع من عامل الجر

اوپر کھینچنے دامن کے نہیں اُٹھاتا ہے سر اپنے کو　　آیا درست آتا ہے پیش عامل زیر سے

لختے باندیشہ فرو رفت و گفت غالب اشعار او درین زمین بزبان

ایک ساعت غور میں گیا اور بولا اور کہا اکثر اشعار اُسکے بیچ اس زمین کے

پارسی ست اگر بگوئی بفہم نزدیک تر باشد گفتم مثنوی

زبان فارسی میں ہیں اگر وہ پڑھے تو جلد سمجھ میں آئیں میں نے کہا

طبع ترا تا ہوس نحو کرد　　صورت عقل از دل ما محو کرد

تیری طبیعت کو جب سے ہوس نحو کی ہوئی　　صورت عقل کی ہمارے دل سے مٹ گئی

لہ امثال بالفتح جمع مثل و مثل بفتحتین بمعنے قصص و داستانہا دامثال بالکسر مانند کردن ۲ شوخی بمعنی بیباکی و بیشرمی ۱۲ مودی انور علی ۳ مقدمہ نحو کتابیست در فن نحو از تصنیفات جاراللہ زمخشری صاحب کشاف ۱۲ ۴ بدانکہ در عمرو بالفتح واو در حالت رفع وجری نویسند نا در کتابت فرق پیدا شود او عمر بالضم اول و فتح ثانی بغیب واو نہ نویسند جہ الف در حالت نصب فاروق است از عمر از آنکہ در عمر بسبب ورم الحراث الف کہ مبدل از تنوین ست بناید ۱۲ اسروری ۵ ہرگاہ ستیزم نحا صمتہ زید با عمرو ازین ترکیب گفتم اے پسر آہ و اسر درے ۶ طبع ترا اے طبعت تو درا ینجا زائد است ۱۲ فاہم ۱۲

اے دل عشاق بدام تو صید | ما بتو مشغول و تو با عمرو زید

اے شخص دل عاشقوں کے تیرے جال میں پھنسے ہیں | ہم تجھ سے مشغول رہیں اور تو عمرو اور زید سے

بامداد[1] آن که عزم سفر مصمم شد کسے از کاروانیان گفتش که فلان[2]

صبح کے وقت کہ قصد سفر کا مضبوط ہوا کسی نے قافلہ والوں سے کہا اس کے کہ فلانا

سعدیست دوان آمد و تلطف کرد و تاسف خورد که چندین مدت

سعدی ہے دوڑتا ہوا آیا اور مہربانی کی اور افسوس کھایا کہ اتنی مدت تک

چرا نگفتی که سعدی منم تا شکر قدوم بزرگان را بخدمت

کس واسطے نہ کہا تو نے کہ سعدی میں ہوں کہ شکرگذاری بزرگوں کے آنے میں خدمت کے لئے

میان بستمے گفتم ع باوجودت[3] زمن آواز نیاید که منم

کمر باندھتا میں کہا میں نے ساتھ وجود تیرے کے مجھ سے آواز نہ آئی کہ میں ہوں

گفتا چه شود اگر درین خطه روزے چند برآسائی[4] تا بخدمت مستفید[5]

کہا کیا ہووے جو بیچ اس شہر کے تھوڑے روز آرام لے تو کہ خدمت سے فائدہ مند

کردیم گفتم نتوانم بحکم این حکایت منظوم

ہو دیں ہم کہا میں نے کہ نہیں کر سکتا میں موافق اس حکایت نظم کے

بزرگے دیدم اندر کوهسارے | قناعت کرده از دنیا بغارے

ایک بزرگ کو دیکھا میں نے کوہستان میں | قناعت کئے ہوئے دنیا سے فقط ایک غار پر

چرا گفتم بشهر اندر نیائی | که بارے بند از دل برکشائے

میں نے کہا کیوں شہر میں تو نہیں آتا | کہ رنج کی تکلیف دل سے اٹھاوے تو

بگفت آنجا پریرویان نغزند | چو گل بسیار شد پیلان بلغزند

بولا وہاں معشوق لطیف ہیں | جب کیچڑ بہت ہو گئی ہاتھی پھسل جاتے ہیں

این بگفتم و بوسه بر روے[6] یکدگر دادیم و وداع کردیم مثنوی

یہ کہا میں نے اور آپس میں ہم نے اُسکے اُسنے ہمارے منہ پر بوسہ دیا اور رخصت کیا

[1] بامداد ما بین طلوع فجر و برآمدن آفتاب ۱۲ [2] فلان بفتح اول و سکون آخر کو نون باشد شخص مجہول و چیزے غیر معروف باشد و ہماں نیز ہمیں معنی دارد [3] دوان صفت مشتبہ از دویدن ۱۲ [4] یعنی با بودن تو ازین آواز نیاید رکہ من ہستم اے آنجناں در تو محو و مستغرق شدم کہ خود را از تو جدا ندانستم کہ از خود نشان میدادم باہ [5] خط بکسر آنجا کہ خط کشند تا کسے دیگر زند و نیاید و در عرف شہر کلاں را خط گویند ۱۲ [6] یعنی فائدہ بردارم از خدمتگذاری تو تا آنکہ بخدمت والے بصحبت و بحضور تو فائدہ حاصل کنم چنانکہ گویند بخدمت آور فتم اے بصحبت بحضور اور فتم ۱۲ ۱۲ ۱۲

بوسه دادن بروی یار چه سود	همدران لحظه کردنش بدرود
بوسہ دینا دوست کے منہ پر کیا فایدہ	کہ اُسیوقت اُس کو رخصت کرنا
سیب گفتی وداع یاران کرد	روی ازین نیمه سرخ وزان رو زرد
سیب نے گویا یاروں کو رخصت کیا	کہ منہ اسکا ایکطرف سے سرخ ہے اور ایکطرف سے زرد
اِن لَّم اَمُتْ یومَ الوداعِ تاسُّفا	لاتحسبونی فی المودةِ منصِفا
اگر میں نہ مروں روز رخصت کو تاسف سے	نہ جانو تم مجھے محبت میں منصف

حکایت خرقه پوشی در کاروان حجاز همراه ما بود یکے از امرای عرب
ایک فقیر عرب کے قافلے میں ہمارے ساتھ تھا ایک شخص نے عرب کے امیروں میں سے
مراورا صد دینار بخشید تا قربانی کند دزدان خفاجه ناگاه بر کاروان زدند و
اُسکو سَو دینار دیئے تو قربانی کرے قبیلۂ بنی عامر کے راہزن یکایک قافلے پر آپڑے اور صاف
پاک بردند و بازرگانان گریه وزاری کردن گرفتند و فریاد بیفائده خواندن
لے گئے سوداگروں نے رونا پیٹنا شروع کیا اور شور بیفائدہ اٹھانا

شعر گر تضرع کنی وگر فریاد	دزد زر باز پس نخواهد داد
اگر تو رووے یا شور مچادے	چور مال پھیر نہ دے گا

مگر آن درویش صالح که بر قرار خویش مانده بود و تغیری در و نیامده
لیکن وہ فقیر صالح کہ اپنی حالت پر تھا اور پریشان خیال نہیں ہوا
گفتم مگر آن معلوم ترا دزد نبرد گفت بلے ببردند لیکن مرا بآن الفتی
کہا میں نے شاید وہ تیرے روپے چور نہیں لے گیا کہا ہاں لے گئے لیکن مجھے ساتھ اُسکے محبت
چنان نبود که بوقت مفارقت خسته دلی باشد بیت
ایسی نہ تھی کہ جدا ہونے کے وقت پریشان اور مضطرب ہونا ہیں

نباید بستن اندر چیز و کس دل	که دل برداشتن کاریست مشکل
نہ چاہیئے لگانا کسی چیز اور آدمی سے دل	کیونکہ دل اٹھا لینا بہت کام دشوار ہے

۱ گویا سیب از دوستان جدا افتاده است این سبب نیمه روی اولے بسبب غم و غصه فراق سُرخ است و نیمه دیگر شد زرد ۱۲ ۲ خرقه که از پارہائے جامه دوخته شده باشد و خرقه پوش کسیکه چنین جامه پوشد ۱۲ ۳ خفاجه بضم خائے معجمه قوسے اند از راهزنان در راه کوه و دزناج است قبیله ساز بعقیل کنانی مدار الافاضل ۱۲ ۴ دزد بسکون دال قا دزد بسکون را مفعول اوست ۱۲ ۵ معلوم بمعنے دانسته شده و نقش کرده شده و در فارسی بمعنی درود نیاست ۱۲ عمه مصنف است بطور خطاب عاشق دو وجهیت برائے بیفائده بود دل فریاد ۱۲

گفتم موافق حال نیست این چہ گفتی کہ مرا در عہد جوانی باجوانے اتفاق
کہا میں نے موافق حال میرے کے ہے یہ کہ کہا تونے کہ میرے تئیں بیچ زمانہ جوانی کے ساتھ ایک جوان کے اتفاق دوستی کا

مخالطت بودے وصدق مودت تا بجائیکہ قبلۂ چشم جمال او بودے وسود سرمایۂ عمرم وصال و
تھا اور سچی دوستی تو اُسجگہ تک کہ قبلہ آنکھ میری کا جمال اُسکا ہونا اور فائدہ پونجی عمر میری کا ملاقات اُسکی

قطعہ مگر ملائکہ بر آسمان وگرنہ بشر	بحسن صورت او در زمی نخواہد بود
شاید فرشتے آسمان پر ہوں وگرنہ آدمی	اُسکی خوبصورتی کا زمین پر نہ ہوگا
بدوستی کہ حرامست بعد ازو صحبت	کہ ہیچ نطفہ چنو آدمی نخواہد بود
قسم ہے اس دوست کی کہ حرام ہے بعد اُسکے صحبت	کہ کوئی نطفہ مثل اُسکے آدمی نہ ہوگا

ناگہی پای وجودش بگل عدم فرو رفت و دود فراق از دودمانش بر آمد
یکایک اُس ہستی کا پاؤں نیستی کی کیچڑ میں جاتا رہا اور دھواں فراق کا اُسکے خاندان سے ظاہر ہوا

روزہا بر سر خاکش مجاور کردم وازجملہ کہ بر فراق وگفتم یکے این بود قطعہ
بہت دنوں اُس کی قبر پر بیٹھا رہا میں اور اُن سب کہ اوپر جدائی اُس کی کے کہا میں نے ایک یہ قطعہ تھا

کاج کانروز کہ در پای تو شد خار اجل	دست گیتی بزدے تیغ ہلاکم بر سر
کاش اُسدن کہ تیرے پاؤں میں گڑ گیا کانٹا موت کا	گردش زمانے کی مارتی تلوار موت کی میرے سر پر
تا درین روز جہان بی تو ندیدے چشمم	این منم بر سر خاک تو کہ خاکم بر سر
کہ آج کے دن دنیا کو تجھ سے خالی نہ دیکھتی میری آنکھ	اس حال میں ہوں تیری قبر پر کہ خاک ہو جو میرے سر پر
قطعہ آنکہ قرارش نگرفتی وخواب	تا گل و نسرین نفشاندے نخست
وہ شخص کہ اُسے چین اور نیند نہ آتی تھی	جبتک کہ گلاب کے پھول اور چنبیلی کے بچھا لیتا پہلے
گردش گیتی گل رویش بریخت	خاربنان بر سر خاکش برست
زمانے کی گردش نے اُسکے رخساروں کے پھول جھاڑ دیا	کانٹوں کے درخت اُس کی قبر پر اُگے

بعدازمفارقت او عزم کردم ونیت جزم کہ بقیت زندگانی
بعد اُسکی جدائی کے قصد کیا میں نے اور نیت مضبوط کر باقی عمر

ا بدون نون تا قافیہ با آدمی صحیح باشد و لفظ زمی بمعنی زمین است ١٢ س دخ ٢ یعنے قسم بان دوست ودر قدما رمتاخرین یائے قسمیہ شہرت دارد وحق نزد مولف آنست کہ این با برائے الصاق است و لفظ ہرگندم نیخورم یا مید ہم محذوف لہذا سوگند بہت میخورم نیز درست است ودرینجا باتفاق برائے الصاق است وبجائے بسرت برسرت نیز آمدہ این قدر ہست کہ بسرت تنہا بمعنے قسم آمدہ بخلاف بسرت فقط دان از جہت کثرت ہائے عدد است درین باب بحذف بر ہر آنکہ در بعضے مواقع بلائے مذکورہ دبنرہ حذف کنند چنانچہ جان مہر تو گویند دان محاورہ فصحائے عراق است ١٢
١٢ ١٢ ١٢

قطعہ

فرش ہوس در نوردم و گرد مجالست نہ گردم
فرش ہوس کا اُٹھاتا ہوں اور گرد ہمنشینی کے نہ پھروں ہیں

دوش چون طاؤس مینازیدم اندر باغ وصل
کل مثل طاؤس کے ناز کرتا تھا میں وصل کے باغ میں

دیگر امروز از فراق یار می پیچم چو مار
اور آج یار کی جدائی سے پیچ و تاب کھاتا ہوں سانپ کی طرح

سود دریا نیک بودے گر نبودے بیم موج
نفع دریا کا اچھا ہوتا اگر نہ ہوتا خوف لہر کا

صحبت گل خوش بدے گر نیستی تشویش خار
صحبت پھول کی اچھی ہوتی اگر نہ ہوتا اندیشہ کانٹے کا

حکایت یکے را از ملوک عرب حدیث لیلیٰ و مجنون و شورش حال او بگفتند کہ با
ایک شخص سے عرب کے بادشاہوں میں سے قصہ لیلیٰ مجنون اور اُن کی عاشقی اور معشوقی کا بیان کیا کہ

کمال فضل و بلاغت سر در بیابان نہادہ است و زمام اختیار از دست دادہ
باوجود کمال فضیلت اور بلاغت کے جنگل کو چلا گیا اور باگ اختیار کی چھوڑ دی

بفرمودش تا حاضر آوردند و ملامت کردن گرفت کہ در شرف نفس انسان چہ خلل
فرمایا تو اُسے حاضر کیا اور ملامت کرنے لگا کہ ذات آدمی کی بزرگی میں کیا نقصان

دیدی کہ خوے بہائم گرفتی و ترک صحبت مردم گفتی مجنون بنالید و گفت شعر
دیکھا تو نے کہ عادت چارپایوں کی اختیار کی اور آدمیوں سے ربط چھوڑ دیا مجنون رو پڑا اور کہا

وَرُبَّ صَدِیقٍ لَامَنِی فِی وِدَادِھَا
اور اکثر دوستوں نے ملامت کی اُسکی محبت میں

اَلَمْ یَرَھَا یَوْمًا فَیُوضِحَ لِی عُذْرِی
کیا نہیں دیکھا اُسے کسی دن تا ظاہر ہو جاتا میرا عذر

قطعہ کاج کانانکہ عیب من گفتند
کاش اُن لوگوں نے کہ میری عیب جوئی کی

رویت ای دلستان بدیدندے
تیرا منہ اے محبوب دیکھتے

تا بجای ترنج در نظرت
تاکہ عوض لیموں کے تیرے سامنے

بے خبر دستہا بریدندے
عالم بیہوشی میں اپنے ہاتھ کاٹتے

تا حقیقت معنی بر صورت دعویٰ گواہی دادے فَذٰلِکُنَّ الَّذِی لُمْتُنَّنِی فِیہِ
کہ حقیقت باطن کی ظاہر کے دعوے پر گواہ ہو جاتی پس یہ وہ غلام ہے کہ جسکے تم ملامت کرتی تھیں اُسکے امر میں

لہ اے مضارع متکلم از نوردیدن بمعنے پیچیدن حذف شود یا دال در مفارعات او برائے تخفیف چنانچہ درینجا است ۱۲ مروری سے بلا لازم با مخفف بودے برائے مجہول و لفظ نیستی درینجا برائے مجہول برائے توسع است بمعنی نبودی ہما مجہول ۱۲ رخ سے بمعنے بالف مقصود ست خارمیان اماله کردہ بیا خوانند و مجنون نامش قیس بود از دیوانگی عشق لیلیٰ مجنون گفتندش ۱۲ سے بہائم جمع بہیمہ بمعنی ستور و ہر چارپا یہ بری و بحری کمانی مدار لا فاضل لیکن درینجا بمنزا است مقام چارپا یہ بری مراد ست ۱۲ سے اشارہ بقصہ الیست کہ زلیخا ترنج و کارد بدست زنان مصر داده یوسف را پیش آورده آنها بمشاہدۂ شان چنان از خود رفتند کہ بجائے ترنج دستہا را بریدند ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ملک را در دل آمد کہ جمال لیلیٰ مطالعت کند تا چہ صورت ست کہ موجب
بادشاہ کے دلمیں آیا کہ حسن لیلےٰ کا دیکھے کہ کیسی شکل ہے کہ سبب

چندین فتنہ است پس بفرمودش طلب کردن و از احیای عرب بگردیدند
اسقدر فتنوں کا ہے پس فرمایا اُس کو بلانا بیچ قبیلوں عرب کے پھرے

و بدست آوردند و پیش ملک در صحن سراچہ بداشتند ملک در هیات او تامل کرد و در
اور بیچ ہاتھ کے لائے اور آگے بادشاہ کے صحن خیمہ میں بٹھایا بادشاہ نے بیچ صورت اُسکی کے تامل کیا بیچ

نظرش حقیر آمد بحکم آنکہ کمترین خدم حرم او بجمال ازو بیشتر بود و بزینت بیشتر
نظر اُسکی کے ذلیل آئی موافق اُس بات کے کہ کمترین لونڈیوں محل اُسکے کی صورت میں اُس سے بڑھی ہوئی اور زینت میں زیادہ بہت

مجنون بفراست دریافت و گفت از دریچہ چشم مجنون بایستی در جمال
مجنوں نے دانائی سے جانا اور کہا جھروکہ آنکھ مجنوں سے چاہیئے بیچ جمال لیلےٰ کے

لیلیٰ نظر کردن تا سر مشاہدت او بر تو تجلی کند **قطعہ**
نظر کرنا تو بھید دیکھنے اُسکے کا اوپر تیرے تجلی کرے

مَا مَرَّ مِنْ ذِکْرِ الْحِمٰی بِمَسْمَعِی جو چیز کہ گذری یاد کرنے سبزی سے بیچ کان میرے کے یَا مَعْشَرَ الْخُلَّانِ قُوْلُوْا لِلْمُعَا اے گروہ دوستوں کے کہو تم خاص کر تندرست کے تئیں	لَوْ سَمِعَتْ وُرْقُ الْحِمٰی صَاحَتْ مَعِی اگر سنتی قمری اور کبوتر سبزہ زار کے نالہ کرتے ساتھ میرے فِیْ لَسْتَ تَدْرِیْ مَا بِقَلْبِ الْمُوْجَعِ نہیں دریافت کرتا ہی تو وہ چیز کہ بیچ دل دردناک میرے کے

نظم

تندرستانرا نباشد درد ریش تندرستوں کو نہیں ہوتا درد زخم کا گفتن از زنبور بیحاصل بود حال بِرّ کا کہنا بے سُود ہے تا ترا حالے نباشد ہمچو ما جب تک تیرا حال مثل ہمارے نہ ہوگا	جز بہمدردی نگویم درد خویش سوائے ہمدرد کے کہوں کا اپنا درد دل با یکے در عمر خود نا خوردہ نیش ایک شخص تمام عمر نیش نہ کھائے سے حال ما باشد ترا افسانہ پیش حال ہمارا تیرے سامنے کہانی ہے

سلہ احیا با لفتح جمع حی بشتح حائے حطی و تشدید یا بمعنی قبیلہ دیان دو اک ۲ ماتر بہن ذکرا لخ اے آنچہ گذشت از ذکر چراگاہ محفوظ کہ کنایہ از محبوب باشد بنا بر تشبیہ بچراگاہ آمودہ در گوش من اگر شنیدی فاختہ و کبوتر چراگاہ فریاد میکردی با من اے گروہ دوستان بگوئید برائے عافیت دادہ شدہ نمی شناسی تو آنچہ در دل دردمند است بدانکہ حمی بکسر حائے حطی و بالف مقصور چراگاہ در مصراع اول کنایہ از منزل حبیب است مجازاً و در مصراع ثانی بمعنی چراگاہ حقیقی و مسمع بکسر میم بمعنی گوش و یائے متکلم است و ورق بضم اول و سکون ثانی جمع ورقا بواو و راء مہملہ و قاف بر وزن صحرا بمعنی کبوتر و فاختہ و طعشہ بفتح عین مہملہ ساکن و فتح شین معجمہ بمعنے کردہ و خلان بضم خائے معجمہ و تشدید لام والف و آخر نون بمعنے دوستان ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکایت قاضی همدان را حکایت کنند که با نعلبند پسرے

شہر ہمدان کے قاضی کی حکایت کرتے ہیں کہ ایک نعلبند کے بیٹے پر

سرخوش بود و بغل دلش در آتش روزگاری در طلبش متلهف[۱] بود

عاشق تھا اور دل اُسکا بیقرار ایک مدت تک اُس کی تلاش میں غمگین تھا

و پویان و مترصد و جویان و برحسب[۲] واقعه گویان نظم

اور سرگردان اور امیدوار اور متلاشی اور حسب حال کہتا تھا

در چشم من آمد آن سهی[۳] سرو بلند	بربود دلم ز دست و در پای فگند
مجھے دکھلائی دیا وہ معشوق خوش قد	اور لے گیا میرے ہاتھ سے دل کو اور روند ڈالا
این دیده شوخ می برد دل بکمند	خواهی که بکس دل ندهی دیده به بند[۴]
یہ شوخ دیدہ کھینچتا ہے دل کمند سے	اگر تو چاہے کہ کسیکو دل نہ دے تو دیکھنے سے آنکھ بند کر لے

شنیدم که در گذرے پیش قاضی باز آمد برخی ازان مقاله بسمعش رسیده

سُنا میں نے کہ ایک کوچے میں قاضی کے سامنے آیا تھوڑا اُس گفتگو سے بیچ کان اُسکے کے پہونچا تھا

و زائد الوصف[۵] رنجیده دشنام بی تحاشا دادن گرفت و سقط گفتن و

اور بہت خفا ہو کر گالی بے تحاشا دینے اور سخت کہا اور

سنگ برداشت و هیچ از بیحرمتی نگذاشت قاضی یکی را گفت از علمای معتبر که هم عنان او بود

پتھر اٹھایا اور کوئی دقیقہ بیحرمتی کا نہ چھوڑا قاضی نے ایک کو کہا علمائے معتبر میں سے کہ ساتھ اُسکے تھا

بیت آن شاهدی و خشم گرفتن بینش	وان عقده بر ابروی ترش شیرینش[۶]
یہ معشوقی اور غصہ ہونا اوسکا دیکھنا	اور یہ گرہ خوشنما اسکے ابروے پرشکن پر ملاحظہ کرنا

ضَرْبُ الْحَبِیْبِ زَبِیْبٌ بیت

دوست کا مارنا میٹھا ہے بیت

از دست تو مشت بر دهان خوردن	خوشتر که بدست خویشتن نان خوردن
تیرے ہاتھ سے منہ پر تھپڑ کھانا	بہتر ہے کہ اپنے ہاتھ سے روٹی کھانا

۱؎ متلهف اسم فاعل از تلهف یعنی اندوه وحزن و فرق در تلهف و تاسف آنکه تلهف حزن واندوه باشد بر آمدن کرده و تاسف حزن واندوه بر فوات مطلوب کذا فی حاشیه عبد الحکیم ۱۲ ۲؎ ای برحسب حال واقعه نمود این اشعار گویان شرح نور الله ۱۲ ۳؎ لفظ سهی بکسرتین بمعنی راست صفت سرو قد واقع بشود ۱۲ ش ۴؎ به بند بضم باے اول ای مبین حرام کسے دخطاب است بر کسیکه گوش دارد وحاضر است مراد آن است که چشمان خود را از دیدن معشوقان نگهداری تا دل تو با ایشان تعلق بگیرد ۱۲ ش ۵؎ این کنایه است ازانکه از اندازه تعریف وبیان زیاده رنجیده بود ۱۲ خ ۶؎ ترش شیرین لذتیست که از اختلاط مزاج ترشی و شیرینی بهم رسد بعوض مز بضم میم و زای معجمه شد خوانند ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

همانا از وقاحت او بوی سماحت می آید فرد
معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی بیشرمی سے جوان مردی کی بو آتی ہے

انگور نو آورده ترش طعم بود	روزی دو سه صبر کن که شیرین گردد
انگور نیا پیدا ہوا کھٹا ہوتا ہے	دو تین روز ٹھہر جا کہ میٹھا ہو جائے گا

این بگفت و بمسند قضا باز آمد تنی چند از بزرگان عدول که در مجلس حکم وی بودندے
یہ کہا اور مسند قضا پر پھر آبیٹھا کتنے لوگوں بزرگوں عادل سے کہ بیچ مجلس حکومت اُسکی کے تھے
زمین خدمت ببوسیدند که باجازت سخنی در خدمت بگوییم اگرچه ترک ادب است و بزرگان گفته اند
زمین خدمت کی چومی کہ ساتھ اجازت کی ایک بات بیچ خدمت کی کہیں ہم اگرچہ چھوڑنا ادب کا ہے اور بزرگوں نے کہا ہے

بیت نه در هر سخن بحث کردن رواست	خطا بر بزرگان گرفتن خطاست
نہ ہر بات میں اُلجھنا جائز ہے	بزرگوں پر اعتراض پکڑنا خطا ہے

ولیکن بحکم سوابق انعام خداوندی که ملازم روزگار بندگانست مصلحتے که
لیکن ساتھ حکم پہلی نعمت دیئے ہوئے صاحب کے کہ لازم حال بندوں کے ہے ایک مصلحت کہ
ببینند و اعلام نکنند نوعی از خیانت باشد طریق صواب آنست که با این پسر
دیکھیں اور خبر نہ کریں ایک طرح کی خیانت سے ہوتا ہے راہ نیکی کی وہ ہے کہ ساتھ لڑکے سے
گرد طمع نگردی و فرش ورع در نوردی که منصب قضا پایگاهی منیع است
گرد لالچ کے نہ پھرے تو اور فرش حرص کا لپیٹے تو کہ مرتبہ قضا کا ایک مرتبہ بڑا ہے
که تا بگناهی شنیع ملوث نگردی و حریف اینست که دیدی و سخن اینست که شنیدی
نہ ہو کر تو بیچ ایک گناہ بد کے آلودہ ہووے تو اور لڑکے کا حال یہ ہے کہ دیکھا تو نے اور بات یہ کہ سُنی تو نے

مثنوی یکی کرده بی آبروئی بسی	چه غم دارد از آبروی کسی
ایک شخص نے بہت بے عزتی کی	کیا پروا رکھتا ہے کسی کی حرمت اور عزت کا
بسا نام نیکوی پنجاه سال	که یک نام زشتش کند پایمال!
بہت نام نیک پچاس برس کے ہیں	کہ ایک نام بد اُسے مٹا دیتا ہے

سلہ ایں نسخہ بہ نسبت خطائے بزرگاں انسب و سزاوار تر بمقام ادب کما لا یخفی ۱۲ مولانا محمد ہادی دہلوی مرحوم ۱۲ سلہ منصب بفتح میم و کسر صاد مہملہ جائے بر پا شدن مجازاً بمعنے رتبہ و عہدہ جلیل القدر کہ برائے امرا از حضور بادشاہ ہندوستان مقرر گردد و بفتح صاد خطا است از موید و کشف و مزیل داد تحقیقات خان آرزو چنیں بتحقیق رسیدہ کہ لفظ منصب کہ بفتح صاد شہرت دارد با قتضائے ضابطۂ لغیر لغت بکسر صاد باید و ایں غلط عام است و علت عوام بدانکہ غلط بر دو گونہ است یکے غلط عام چنانکہ لفظ منصب کہ بکسر صاد ست بفتح صاد گشتہ شود چنانکہ عامہ شعرا بالفظ لب و قافیہ کردہ اند و دیگر غلط عوام چنانچہ لفظ نخیا بمعنے شخص تعین کردہ شدہ بلطفے و کارے و ایں استعمال عوام است غیاث اللغات ۱۲

قاضی را نصیحت یاران یکدل پسند آمد و حسن رائے قوم آفرین خواند و گفت

قاضی کے تئیں نصیحت یاروں ایک دل کی پسند آئی اور اوپر نیک عقل قوم کے آفرین پڑھی اور کہا

نظر عزیزان در مصلحت حال من عین صواب است و مسئلہ بیجواب و لیکن شعر

نظر عزیزوں کی بیچ مصلحت حال میرے کے نہایت ثواب ہے اور مسئلہ بے جواب لیکن

ولو ان حبا بالملام یزول اور جو تحقیق دوستی ملامت سے جاتی رہتی ہے	لسمعت افکا یفتریہ عذول شعر البتہ سنتا ہیں جھوٹھ باندھے ہوئے منصف کو
نصیحت کن مرا چندانکہ خواہی نصیحت کر مجھے جس قدر چاہے تو	کہ نتوان شستن از زنگی سیاہی فرد کہ نہیں ممکن ہے دھونا حبشی کے جسم سے سیاہی کو
از یاد تو غافل نتوان کرد بہیچ تیری یاد سے مجھے کوئی غافل نہیں کر سکتا کسی تدبیر سے	سر کوفتہ مارم نتوانم کہ بہ پیچم سر پر کچلا ہوا سانپ ہوں میں نہیں پیچ کھا سکتا

این بگفت و کسی چند بہ تفحص حال او برانگیخت و نعمت بیکران

یہ کہا اور بہت آدمی اسکی تلاش کیلئے دوڑائے اور دولت بہت خرچ کی

بریخت و گفتہ اند ہر کرا زر در ترازو ست زور در بازو ست شعر

اور کہنے والوں نے کہا ہے جس شخص کی ترازو میں روپیہ ہے بازو میں زور ہے

ہر کہ زر دید سر فرود آرد جس نے روپیہ دیکھا سر جھکا دیا	در ترازوی آہنین دوش است اگرچہ ڈنڈی لوہے کی ترازو کی ہے

فی الجملہ خلوتے میسر شد و ہمدران شب شحنہ[3] را خبر شد قاضی ہمہ شب

حاصل کلام کا ایک رات خلوت میسر ہوئی اور اسی رات کوتوال کو خبر ہوئی قاضی تمام رات

شراب در سر و شاہد در بر از تنعم نخفتے و بہ ترنم گفتے نظم

شراب بیچ سر کے اور معشوق بیچ بغل کے خوشی سے نہ سوتا اور راگ سے کہتا

امشب مگر بوقت نمیخواند این خروس آج کی رات کاش وقت پر یہ مرغ نہ بولتا	عشاق بس نکردہ ہنوز از کنار و بوس کہ عاشقوں نے سیری نہیں حاصل کی ابتک بوس وکنار سے

[1] و در بعضے نسخ عذول بذال معجمہ بمعنے ملامت کنندہ بنظر آمدہ ۱۲ [2] تفحص بفا و حاے حطی و صاد مہملہ از باب تفعل بمعنے جستجو ۱۲ [3] شحنہ بضم اول و سکون حاے مہملہ و فتح نون مردیکہ اورا پادشاہ براے ضبط کارہاے سیاست مردم در شہر نصب کند بعرف آنرا کوتوال و حاکم گویند و این لفظ بفتح غلط است قاموس و صراح و منتخب و سمیر الاغلاط و بہار عجم و صاحب خیابان گوید کہ شحنہ در مدار الافاضل بمعنے نگہبانان شہر و پارسیان بسکون با استعمال نمایند ۱۲ غیاث اللغات ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

یکدم که چشم فتنه بخفت ست زینهار
ایکدم کو فتنے کی آنکھ لگ گئی ہے البتہ

بیدار باش تا نرود عمر بر فسوس
جاگتا رہ تا کہ عمر افسوس میں نہ کٹے

تا نشنوی ز مسجد آدینه بانگ صبح
جبتک نہ سُنے تو جمعہ مسجد سے اذان صبح کی

یا از در سرای اتابک غریو کوس
یا شاہ اتابک کے دولتخانے سے شور نقارے کا

لب از لبی چو چشم خروس ابلهی بود
لب کو لب سے اُٹھا تا کہ مثل چشم مرغ کے سُرخ ہے بیوقوفی ہو

برداشتن بگفتن بیهوده خروس
شور بیفائدہ مرغ کے سبب سے

قاضی درین حالت بود که یکی از خدمتگاران در آمد و گفت چه نشسته خیز و
قاضی اسحالت میں تھا کہ ایک شخص اُسکے نوکروں میں سے دروازے سے آیا اور کہا کیوں بیٹھا ہے تو اُٹھ اور جب تک

تا پای داری گریز که حسودان بر تو دقی گرفته اند بلکه حقی گفته اند تا مگر آتش فتنه
طاقت رکھتا ہے تو بھاگ کہ حسد کرنیوالوں نے تجھ پر الزام رکھا ہے بلکہ سچ کہا ہے تو فتنے کی آگ

که هنوز اندک ست با آب تدبیر فرو نشانیم مبادا که فردا چون بالا گیرد عالمی
کہ ابھی تھوڑی ہی تدبیر کے پانی سے ہم بجھائیں ایسا نہ ہو کہ کل جو بھڑک اُٹھے ایک عالم

فرا گیرد قاضی به تبسم درو نظر کرد و گفت قطعه
کو گھیر لے قاضی نے ہنس کر اُس کیطرف دیکھا اور کہا

پنجه در صید برده ضیغم را
پنجہ طرف شکار کے لے گئے ہوئے شیر کو

چه تفاوت اگر شغال آید
کیا پروا اگر گیدڑ آوے

روی در روی دوست کن بگذار
منہ معشوق کے منہ پر رکھ کر بے پرواہ ہو جا

تا عدو پشت دست می خاید
کہ دشمن حسرت اور ندامت سے اپنے ہاتھ کاٹتا ہے

ملک را هم دران شب آگهی دادند که در ملک تو چنین منکری حادث شده است
بادشاہ کے تئیں لوگوں نے اُسی رات کو خبر دی کہ تیرے ملک میں اسطرح کا امر ناشائستہ ظہور میں آیا ہے

چه فرمائی ملک گفت من او را از فضلای عصر میدانم و یگانهٔ روزگار
کیا کہتا ہے تو بادشاہ نے کہا میں اُسکے تئیں فاضلوں زمانے سے جانتا ہوں میں اور یکتا زمانے کا

له یکدم الخ اے درینچنین حالت که وصل محبوب حاصل است و زمانه بر سر فتنه و فساد آماده بوده است غفلت از حصول لذت وصل نباید هوشیار باید بود تا عمر عزیز به دریغ و تغابن ضائع نشود ۱۲ سه یکی از خدمتگاران الخ اے یکی از خادمان قاضی که خیرخواه و نیک اندیش مخدوم خود بود بر مطلع شدن شحنه و خبر کردن او به سلطان از حال خسران مآل قاضی و اراده سلطان بچشم دیدن خود کیفیت قاضی آگاه گشته پیش قاضی از خواست که قاضی را تنبیه کند و از محوطه فتنه و فساد برآورد چنانچه از فقرات آینده ظاهر است لاکن قاضی چنان سخنان کے می شنید به سخنان مشار الیه مطلق التفات نمود بلکه متبسم شده نظر بطرف او کرد و قطعهٔ آینده حسب حال خود برخواند

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

می شمارم باشد که معاندان درحق وی خوضی کرده اند پس این سخن
گنتا ہوں ہیں شاید کہ دشمنوں نے بیچ حق اُس کے ایک کھوج کیا ہے پس یہ بات

در سمع قبول من نیاید مگر آنگه که معائنت گردد که حکیمان گفته اند شعر
بیچ کان قبول میرے کے نہ آوے مگر اوسوقت کہ دیکھنا ہووے کہ حکیموں نے کہا ہے

به تندی سبک دست بردن بتیغ [1]	بدندان گزد پشت دست دریغ
ساتھ غصے کے جلد ہاتھ لیجانا اوپر تلوار کے	ساتھ دانتوں کے کاٹے پیٹھ ہاتھ افسوس کی

شنیدم [2] که سحرگاه با تنی چند خاصان ببالین قاضی آمد شمع را دید استاده
سُنا میں نے کہ صبح کیوقت وہ بادشاہ کئی مصاحبوں کیساتھ قاضی کے سرہانے آپہونچا شمع کو دیکھا قائم

و شاهد نشسته و می ریخته و قدح شکسته و قاضی در خواب مستی بیخبر
اور معشوق بیٹھا ہوا اور شراب گری ہوئی اور پیالہ ٹوٹا ہوا اور قاضی مستی کے خواب میں بے خبر

از ملک هستی بلطف اندک اندک بیدارش کرد که برخیز که آفتاب برآمد قاضی
ملک وجود سے نرمی سے اُسے تھوڑا تھوڑا جگانا کیا کہ اُٹھ کہ آفتاب نکل آیا قاضی

دریافت که حال چیست گفت از کدام جانب گفت از جانب
سمجھ گیا کہ حال کیا ہے بولا کس طرف سے کہا جانب

مشرق گفت الحمد لله که هنوز در توبه همچنان بازست بحکم حدیث
پورب سے بولا شکر خدا کا کہ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے بموجب حدیث کے

لَا یُغْلَقُ بَابُ التَّوْبَةِ عَلَى الْعِبَادِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ
نہیں بند ہوگا دروازہ توبہ کا بندوں پر یہاں تک کہ آفتاب برآمد ہو

مَغْرِبِهَا اَسْتَغْفِرُكَ اللّٰهُمَّ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ قطعه
پچھم کیطرف سے استغفار کرتا ہوں میں خدا سے اور توبہ کرتا ہوں میں طرف اُس کے

این دو چیزم بر گنه انگیختند	بخت نافرجام و عقل ناتمام
ان دو چیزوں نے مجھے گناہ کرنے پر مستعد کیا	طالع بد نے اور عقل ناقص نے

[1] به تندی الخ این شعر مقولهٔ سلطان است اے در حالت خشم و غضب بسزاے جرم بے تامل و تحمل دست به تیغ بردن و پشت دست دریغ بدندان گزیدن می افتد چه بسیار اتفاق افتاده که شخص با غواے معاندان ساخود بجرم ناکرده شده سزایاب گردید بعد سزا بے جرمی او متحقق گشت بیچ تدارک نتوانست شد روا فسوس کردن افتاد همچنین بریک بیان شحنه که محتمل بر غرض باشد بے تحقیق و بچشم ندیدن خود قاضی شهر را که منصب والا قضاے سزا دادن نباید ۱۲ [2] شنیدم آمقولهٔ حضرت شیخ است در بیان آوردن سلطان بمکان قاضی براے بچشم دیدن حال شنیده زبان شحنه و دیدن کیفیت واقعی و سوال و جواب فیمابین شان از اطاعت و اعتراض چنانچه از فقرات آینده ظاهر است ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

گر گرفتارم کنی مستوجبم
اگر مجھے قید کرے تو اُسکے لائق ہوں

ور ببخشی عفو بہتر زانتقام
اور اگر معاف کردے تو عفو بہتر ہی عوض لینے سے

ملک گفت توبہ درینحالت کہ بجزای گناہ خویش اطلاع یافتہ سودی
بادشاہ نے کہا توبہ اِس حال میں کہ اپنے سزائے گناہ کی خبر پائی تو نے فائدہ

نکند فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راو باسنا قطعہ
نہیں کرتی نہیں نفع کیا کافروں کو ایمان نے جب دیکھا اُن لوگوں نے عذاب ہمارا

چہ سود از دزدی آنگہ توبہ کردن
کیا فائدہ رکھتا ہے چوری سے اُسوقت توبہ کرنا

کہ نتوانی کمند انداختن بر کاخ
کہ کمند ہی نہیں ڈال سکتا تو محل پر

بلند از میوہ گو کوتاہ کن دست
بلند قدر کو کہدے کہ میوے سی ہاتھ کوتاہ کرے

کہ کوتاہ خود ندارد دست بر شاخ
کیونکہ کوتاہ قد آپ ہی نہیں رکھتا قدرت شاخ پر

ترا با وجود چنین منکری کہ ظاہر شد سبیل خلاص صورت نہ بندد
تجھے باوجود ایسے فعل بد کے کہ واقع ہوا چھوٹنا ممکن نہیں ہے

این بگفت و موکلان عقوبت در وی آویختند گفت مرا در خدمت
یہ کہا اور عذاب کرنیوالے اُس سے لپٹ گئے کہا مجھے خدمت

سلطان یک سخن باقیست ملک بشنید و گفت آن چیست گفت
بادشاہ میں ایک بات کہنی باقی ہے بادشاہ نے سُنا اور کہا وہ بات کیا ہے

بآستین ملالیکہ بر من افشانی
اتنے غصے پر کہ تو نے مجھ پر کیا

طمع مدار کہ از دامنت بدارم دست
یہ خیال مت کر کہ تیرے دامن سے ہاتھ کھینچ لوں میں

اگر خلاص محالست زین گنہ کہ مراست
اگر خلاص مشکل ہی بہت اِس گناہ سے کہ مجھ سی ہوگیا ہے

بدان کرم کہ تو داری امیدواری ہست
اُس صفت بخشایش سی کہ تو رکھتا ہی امیدواری ہے

ملک گفت این لطیفہ بدیع آوردی و این نکتہ غریب گفتی و لیکن
بادشاہ نے کہا یہ لطیفہ نیا لایا تو اور بات نادر کہی تو نے اور لیکن

۱ے در نسخہ کہ انتقام ہم کاف بمعنی از باشد و انتقام پاداش بدی را گویند حاصل آنکہ انتقام در ذات خود بد نیست اگرچہ در حق من ضرر باشد لیکن ازان عفو بہتر ست ۱۲ مولوی محمد ہادی علی مرحوم ۲ے ای بلند قدر را بگو کہ از میوہ دست کوتاہ کن لفظ گو برائے تاکید باشد یعنے آنکہ ای بلند قدر بگذار آن را باوجود قدرت ۱۲ ۳ے اضافت آستین بسوے کمال بادنے ملابست است یعنے بے بسبب ملال آستین کہ بر من افشانی در آن کنایہ است از عدم لطف ۱۲ خیابان ۴ے لطیفہ بمعنے نکوئی و چیزے نیک و در اصطلاح عبارتیکہ دقیق بود معنے آن روشن شود ازان معنے در عبارت نہ گنجد ۱۲ شرح

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

محال عقلست و خلاف نقل که تراِ فضل و بلاغت امروز از چنگ عقوبت
محال عقل ہے اور خلاف حدیث کہ بڑے تیرےُ فضل اور بلاغت آج کے دن پنجۂ عذاب

من رہائی دہد مصلحت آن ہمیبنم که ترا از قلعه بزیر اندازم که دیگران نصیحت
میرے سے خلاصی دیوے مصلحت یہ دیکھتا ہوں کہ تجھے قلعے سے نیچے گراؤں اس لئے کہ اور لوگ نصیحت

پذیرند و عبرت گیرند گفت ای خداوند جهان پروردهٔ نعمت این خاندانم
قبول کریں اور دہشت پکڑیں بولا اے مالک جہاں کے پالا ہوا نعمت اس گھرانے کا ہوں میں

و این جرم تنها در جهان نه من کرده ام دیگری را ببندار تا من عبرت
اور یہ گناہ فقط میں نے نہیں کیا ہے میں نے دوسرے کے تئیں ڈال تا کہ میں دہشت

گیرم ملک را خنده گرفت و بعفو از سر جرم او برخاست و
پکڑوں میں بادشاہ کو ہنسی آئی اور ازراہ بخشش کے اس کے گناہ سے درگزرا اور

متعنتان را که اشارت بکشتن او همی کردند گفت شعر
عیب ڈھونڈنے والوں تئیں کہ اشارا واسطے مارنے اس کے کے کرتے تھے کہا

همه حمال عیب خویشتنید جو لوگ کہ اٹھانے والے اپنے عیب کے ہیں	طعنه بر عیب دیگران مزنید طعنہ اوپر عیب اوروں کے نہ مارو

حکایت منظومه
کہانی نظم میں

جوانی پاکباز و پاک رو بود ایک جوان پاکباز اور پاک چلنے والا تھا	که با پاکیزه روئی در گرو بود کہ ساتھ ایک پاکیزہ منہ کے عاشق تھا
چنین خواندم که در دریای اعظم ایسا پڑھا میں نے کہ بیچ دریا بڑے کے	بگردابی در افتادند باهم بیچ ایک بھنور کے گرے آپس میں
چو ملاح آمدش تا دست گیرد جو ملاح آیا تو ہاتھ پکڑے اس کا	مبادا کاندران حالت بمیرد ایسا نہ ہو کہ اس حالت میں مرے

۱ عبرت مالکسر پند یکه بدیدن حال حاصل شود ۱۲ ۲ متعنتان جمع متعنت اسم باب پنجم فاعل از تعنت بروزن تفعل بمعنے خطا و عیب کسے جستن ۱۲ ۳ حمال بفتح و تشدید میم بمعنے بردارند ۱۲ ۴ جوانی پاکباز آه پاک رو بفتح رائے مهمله بمعنے نیک روشن و قاف در ابتدای مصرع ثانی که برای مناجات باشد بمعنے اتفاقا و شاید که بمعنے دا د عاطفه باشد و گر بکاف فارسی مکه در بمعنے قید و بکاف تازی بمعنے کشتے و درین جا هر دو معنے درست است ۱۲ ۵ مبادا کانه راه این قاف تعلیلیه است ان قبیل مبادا باشد بضرورت شعر موخر گردیده است چون تا دستش گیرد و چرا که مبادا که در خبر گرناب بمیرد ابن عشر است د بنای آن بیت ۱۲

ہمی گفت از میان موج تشویر[1]
ہی کہتا تھا لہر پشیمانی کی سے

مرا بگذار و دست یار من گیر
میرے تئیں چھوڑ اور ہاتھ میرے یار کا پکڑ

درین گفتن جہانے بروی آشفت[2]
بیچ اس کہنے کے ایک جہاں جوش میں آیا

شنیدندش کہ جان میداد و میگفت
سنا اوسکو کہ جان دیتا تھا اور کہتا تھا

حدیث عشق زان بطال منیوش
بات عشق کی اوس مہمل سے مت سن

کہ در سختی کند یاری فراموش
کہ بیچ سختی کے کرے یاری بھلا نا

چنین کردند یاران زندگانی
ایسی کی ہے یاروں نے زندگانی

ز کار افتادہ بشنو تا بدانی
تجربہ کار سے سن تو جانے تو

کہ سعدی راہ و رسم عشقبازی
کسواسطے کہ سعدی راہ و رسم عشقبازی کی

چنان داند کہ در بغداد تازی
ایسی جانتا ہے کہ بیچ بغداد کے زبان عربی

دلارامے کہ داری دل درو بند
دل آرام کہ رکھتے تو دل بیچ اس کے باندھ

وگر چشم از ہمہ عالم فرو بند
پھر آنکھ عالم عالم سے بند کر

اگر مجنون و لیلی زندہ گشتے[3]
اگر مجنون اور لیلی زندہ ہوتے

حدیث عشق ازین دفتر نوشتے
بات عشق کی اس دفتر سے لکھتے

باب ششم در ضعف[4] پیری
باب چھٹا ناتوانی اور بڑھاپے میں

حکایت با طائفہ دانشمندان در جامع دمشق بحثی ہمیکردم کہ جوانے
ساتھ چند داناؤں کے دمشق کی مسجد میں کچھ بحث کرتا تھا کہ ایک جوان
در آمد و گفت درین میان کسی ہست کہ زبان پارسی داند غالب
دروازے گیا اور بولا اس مجمع میں کوئی شخص ہے کہ زبان فارسی جانے اکثر
اشارت بمن کردند گفتمش خیرست گفت پیری صد و پنجاہ سالہ
لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا میں نے کہا خیر ہے کہا ایک بوڑھا ڈیڑھ سو برس کا

[1] تشویر در طرح بمعنے خجالت ست و اشارت کردن آوردہ و درین جا بمعنے ہلاک معلوم میشود لیکن این معنے از کتب عربیہ بہ ثبوت نمیرسد ۱۲ خیال [2] آشفت بمعنے پریشان شد و بغضب آمد ۱۲ [3] اے زندہ مے شدی ہریک و مرا و ازین دفتر باب پنجم گلستانست یا ہمین حکایت ۱۲ زس و خ ۱۲ [4] ضعف بالفتح والضم سستی و ناتوانی خلاف قوت در تاریخ است کہ اول کسیکہ پیر شد ابراہیم علیہ السلام بود کہ ہرگاہ موے سپید در ریش خود دید گفت اے پروردگار من این چیست خدائے تعالے فرمود نور من است و وقار من گفت اے پروردگار میفزاے مرا نور و وقار ۱۲ ص دس ۱۲ ۱۲

در حالت نزع ست و بزبان عجم چیزے ہمیگوید و مفہوم ما نمی گردد اگر
قریب الموت ہے اور زبان عجم میں کچھ کہتا ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا اگر از راہ مہربانی
بکرم رنجہ[1] شوی مزد[2] یابی باشد کہ وصیتے ہمیکند چون ببالینش
مہربانی چلئے تو اجر پایئے گا شائد کہ کچھ وہ وصیت کرتا ہے جو اوپر مہربانی اس کے کے
فراز آمدم این بیت[3] میگفت قطعہ
آیا میں یہ بیت کہتا تھا

دمی چند گفتم برآرم بکام
ایک دم کتنے کہا میں نے برآوروں میں ساتھ مقصد کے
دریغا کہ برخوان الوان[5] عمر
افسوس کہ اوپر خوان رنگ برنگ عمر کے

دریغا کہ بگرفت[4] راہ نفس
افسوس کہ بند ہوئی راہ آمد و رفت دم کی
دمی چند خوردیم و گفتند و بس
ایک دم کچھ کھایا میں نے اور کہا بس کہ

معانی این سخن بزبان عربی با شامیان ہمیگفتم و تعجب ہمیکردند از عمر
یعنی اس بات کے زبان عربی میں ساتھ شامیوں کے کہے میں نے اور تعجب کرتے تھے عمر
دراز و تاسف او ہمچنان بر حیات دنیا گفتم چگونہ در ینحالت[6] گفت چہ گویم قطعہ
دراز اور افسوس اسکے سے ایسا ہی اوپر زندگی دنیا کے کہا میں نے کس طرح ہے تو بیچ اس حالت کے کہا کیا کہوں میں

ندیدہ کہ چہ سختی ہمیرسد[7] بکسے
نہیں دیکھا ہے تو نے کہ کیا سختی پہونچی اُس کو
قیاس کن کہ چہ حالش بود در انساعت
قیاس کر کہ کیا حال اُسکا ہووے اُس ساعت میں

کہ از دہانش بدر میکنند دندانے
کہ منہ اس کے سے باہر کرتے ہیں دانت
کہ از وجود عزیزش بدر رود جانے
کہ بدن عزیز اُسکے سے باہر جاتی ہے جان

گفتم تصور مرگ از خیال بدر کن و وہم را بر طبیعت مستولی مگردان کہ
کہا میں نے صورت باند قضا موت خیال سے باہر کر اور وہم کے تئیں اوپر طبیعت کے غالب مت کر کہ
فیلسوفان یونان گفتہ اند مزاج اگرچہ مستقیم بود اعتماد بقا را نشاید
عقلائے یونان نے کہا ہے مزاج اگرچہ صحیح ہو اعتماد ی بقا کا لایق نہیں

[1] رنجہ شوی رنجیدہ شوی و این کنایہ از رفتن باشد [2] مزد بالضم بمعنے اجرت خواہ در دنیا مراد باشد خواہ در آخرت شد [3] بیت کلام منظوم ست پس شامل باشد ہر دو بیت اللہ ۱۲ اسرو [4] بگرفت صیغہ ماضی از گرفتن بمعنے لبستہ شدن ۱۲ [5] الوان بالفتح جمع لون بمعنے رنگت ۱۲ [6] گفت حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر میشود فرزند آدم پیر نمیشود و خصلت یکے حرص و دیگر طول امید ۱۲ اس [7] یعنے قیاس کن بر سختے کہ بیشتر ہنگام برآوردن دندان باشد حال سختے بدر رفتن جان را کہ در مرگ پے جادار داز سختے برآوردن زندان اضعاف مضاعف خواہد بود ۱۲ ۱۲

ومرض اگرچه هائل بود دلالت کلی بر هلاک نکند اگر فرمائی طبیبی را
اور بیماری اگرچہ سخت ہو دلالت کلی مرنے پر نہیں کرتی اگر تو فرماوے حکیم کو
بخوانیم تا معالجت کند دیده پر آب کرد و بخندید و گفت مثنوی
بلاویں کہ علاج کرے آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور ہنسا اور کہا

دست برهم زند طبیب ظریف	چون خرف بیند او فتاده حریف
افسوس کرے طبیب دانا	جب بے ہوش دیکھے پڑا ہوا ہم صحبت کو
خواجه در بند نقش ایوان ست	خانه از پای بست ویرانست
صاحب خانہ محل کے نقش کرنے کی فکر میں ہے	گھر بنیاد سے ویران ہے
پیر مردے به نزع می نالید	پیرزن صندلش همی مالید
ایک بڈھا مرد جان نکلنے سے روتا تھا	بڑھیا صندل اوس کے سر پر لائی تھی
چون مخبط شد اعتدال مزاج	نه عزیمت اثر کند نه علاج
جب مخل ہو گیا اعتدال مزاج کا	نہ افسوس اثر کرتا ہے نہ علاج

حکایت پیرے را حکایت کنند که دختری خواسته بود و حجره بگل آراسته
ایک بڈھے کی نقل کرتے ہیں کہ ایک لڑکی سے عقد کیا تھا اور حجرے کی کہگل کی تھی
و بخلوت با او نشسته و دیده و دل در و بسته شبهای دراز نخفتی و بذلها و
اور تنہائی میں اس کو لئے بیٹھا تھا اور دیدہ و دل اوس سے متعلق رکھتا تھا بڑی راتوں کو نہ سوتا اور ہنسی اور
لطیفها گفتی باشد که وحشت و نفرت نگیرد و انس پذیرد و از آن
دل لگی کی باتیں کہتا تھا شاید کہ وحشت اور نفرت نہ کرے اور انس قبول کرے حاصل کلام
جمله شبی میگفت بخت بلند یار بود و چشم دولت بیدار که بصحبت پیرے افتادی پخته پرورده
ایک شب کہتا تھا نصیبا بلند بڑا یار تھا اور آنکھ دولت کی بیدار کہ صحبت ایک بڈھے کی پڑی تو پکا پالا ہوا
جهاندیده آرمیده سرد و گرم چشیده نیک و بد آزموده که حقوق صحبت بداند و شرط مودت
جہان دیکھا ہوا آرام کیا ہوا سرد و گرم زمانے کا کھینچا ہوا نیک و بد آزمایا ہوا اگر حق صحبت کے جانے اور شرط دوستی کی

ف مراد از هایل درینجا مرضیست که مهلک باشد و از دیدن آن خوف برسد ۱۲ ف دست برهم زند آ یعنی تاسف کند طبیب خوش
طبع ۱۲ ف خرف بفتح خائے معجمه و کسر رائے مهمله و آخر فائے عقل و بے هوش ۱۲ ف پائے بست ببائے فارسی اول و تائے
در ثانی بمعنے بنائے خانه و آنرا شالده یا بنداهم گویند ۱۲ ف نزع بالفتح بمعنے جان کندن ۱۲ ف مخبط اسم مفعول از تخبیط
بمعنے دیوانه و بیعقل کردن ۱۲ ف اعتدال مزاج آنرا گویند که مزاج شخصے بهر دو شکر سزاوار او درست باشد ۱۲ ف
عزیمت بعین مهمله و زائے معجمه و آخر فوقانی بروزن کریمه بمعنے افسوس و نوشتن فوقانی دراز حسب رسم خط فارسیان
است ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

بجا آورد مشفق مهربان خوش طبع شیرین زبان مثنوی

بجا لاوے شفقت کرنے والا مهربانی کرنے والا اچھی طبیعت میٹھی زبان

تا توانم دلت بدست آرم

جب تک ہو سکے دل تیرا ہاتھ میں لوں

ور بیازاریم نیازارم

اور اگر تو مجھے ستانے میں آزردہ نہ کروں

ورچو طوطی شکر بود خورشت

اور اگر مثل طوطی کے شکر تیری غذا ہو

جان شیرین فدای پرورشت

جان شیریں تیری پرورش پر فدا ہو

نہ گرفتار آمدی بدست جوانی معجب خیرہ رای سرتیزی سبکپای کہ

نہ پھنسی تو پھندے میں کسی جوان مغرور ضعیف العقل جلد باز واہی کے

ہر دم ہوسی پزد و ہر لحظہ رائی زند و ہر شب جائی خسپد و ہر روز یاری گیرد قطعہ

ہر لحظہ نئی حرص کرے ہر ساعت نئی اُنچ لے اور ہر رات نئے مقام میں سووے اور ہر روز نیا یار پیدا کرے

جوانان خرم اند و خوب رخسار

جوان لوگ اگرچہ ہنس مکھ اور خوب صورت ہوتے ہیں

ولیکن در وفا باکس نہ پایند

ولیکن وفا میں کسی سے قایم نہیں رہتے

وفاداری مدار از بلبلان چشم!

وفاداری کی توقع بلبلوں سے نہ رکھ

کہ ہر دم بر گل دیگر سرایند

کہ ہر ساعت ایک نئے پھول پر بولتے ہیں

اما طائفہ پیران کہ بعقل و ادب زندگانی کنند نہ بمقتضای جہل و جوانی فرد

لیکن بڈھے آدمی کہ عقل اور ادب سے زندگی بسر کرتے ہیں نہ نادانی اور جوانی کی اقتضائے

ز خود بہتری جوی و فرصت شمار

اپنے سے بہتر کو تلاش کر اور غنیمت جان

کہ با چون خودی گم کنی روزگار

اپنے مثل کے ساتھ اوقات ضایع کرے گا

گفت چندان برین نمط بگفتم کہ گمان بردم کہ دلش در قید من آمد و صید

کہا اتنی باتیں میں نے اس طرح سے کہیں کہ مجھے گمان ہوا کہ دل اوس کا میرے میں پھنس گیا اور میرا شکار

من شد ناگہ نفسی سرد از دل پر درد بر آورد و گفت چندین سخن کہ بگفتی در ترازوی

ہو گئی کہ یکایک اوس نے دل پُر درد سے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور بولی اتنی باتیں کہ کہیں تونے بیچ تراز وے

ك اے بقدر امکان ترا راضی دارم و اگر تو مرا آزردہ کنی من ترا آزردہ نکنم و انتظام نکنم و ممکن کہ نیازارم مرکب از نیازدارم باشد یعنے اگر بیازاری عوض آن عجز و نیاز پیش آرم این معنے درین مقام ابلغ است ۱۲ مولانا محمد ہادی علی مرحوم ۱۲ ت معجب اسم فاعل از اعجاب کہ بمعنے خود بینے و خود ستا محبت نور اللہ ۱۲ ت خیرہ بکسر خاء معجمہ اینجا بمعنے مغلوب و عاجز ۱۲ ب سہ تیز کسیکہ در کار تامل نکند و شتاب کارے نماند ۱۲ ھ سبکپای کسیکہ بر یک جا قرار نگیرد و ہرزہ گرد باشد ۱۲ و ناپاید قائم و ثابت قدم نباشد ۱۲ ز اے در صحبت کسیکہ برابر تست در فضلت ضائع کنی زمانہ عمر خود را یعنی تو کہ جوان ہستی مرد جوان مساوے تو بود و پیر در حق تو بہتر است ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

عقل من وزن آن یک سخن ندارد که وقتی از قبیلهٔ خویش شنیده ام که
عقل میری کے وزن ایک بات کا نہیں رکھتا ہے کہ ایک وقت قوم اپنی سے سنا ہے کہ

گفت[1] زن جوان را اگر تیرے در پہلو نشیند بہ از آنکہ پیرے قطعہ
کہا عورت جوان کے تئیں اگر ایک تیر بیچ پہلو کے بیٹھے بہتر اس سے کہ ایک بڈھا

لمّا رأت بین یدی بعلہا[2]
جسوقت دیکھا اس عورت نے سامنے خاوند اپنے کے
تقول ہذا معہ میّتٌ
کہتی تھی وہ رنڈی یہ خصم ساتھ اس کے ایک مردہ ہے

شیئًا کارخی فی شفة الصّائم
ایک چیز کوئی مانند لب سُکے ہوئے نرم روزہ دار کے
وانّما الرّقیة للنّائم باعی
اور سوا اسکے نہیں ہے کہ افسوں واسطے سو نیوالے کے ہے

زن کز بر مرد بی رضا برخیزد
عورت رنڈی اگر مرد کے پاس ناخوش اُٹھی
پیرے کہ ز جای خویش نتواند خاست
وہ بڈھا کہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھ سکتا

بس فتنہ و جنگ از آن سرا برخیزد
بہت فتنے اور لڑائیاں اس گھر سے پیدا ہوں
الا بعصا[3] کیش عصا برخیزد
مگر لاٹھی کے زور سے کب اوسکا آلت اُٹھ سکتا ہے

فی الجملہ امکان موافقت نبود بمفارقت انجامید چون مدّت عدت
حاصل کلام کا موافقت ممکن نہ تھی جدائی ہوگئی جب زمانہ عدت کا
بر آمد عقد نکاحش بستند با جوانی تند و ترش روی تہیدست بدخوی جور و جفا
آخر ہو چکا اوسکا عقد نکاح باندھا ایک جوان تند خو بد مزاج مفلس بدخو کیساتھ ظلم اور اذیت
کشیدے و رنج و عنا دیدی کہ شکر نعمت حق ہمچنان گفتے الحمد للّٰہ کہ
کھینچتی اور رنج اور غم دیکھتی اور شکر نعمت خدا کا ویسا ہی کہتی کہ شکر خدا کا
ازان عذاب الیم برہیدم و بدین نعیم مقیم برسیدم قطعہ
اوس عذاب جانکاہ سے نکلی میں اور اس دولت دائمی کو پہونچی میں

روئے زیبا و جامۂ دیبا
منہ زینت دار اور کپڑا دیبا کا

صندل و عود[2] و رنگ و بوی و ہوس
صندل اور عود اور رنگ اور بوے اور ہوس

[1] گفت فاعل این فعل ہمان قبیلہ زن باشد ۱۲ [2] بعل بفتح موحدہ و سکون عین مہملہ یعنی شوہر و ارخی بخاے معجمہ بر وزن اعلیٰ بمعنے سست بضم رائے مہملہ سکون قاف و فتح تحتانیہ و آخر فوقانی بمعنے افسوں ۱۲ و اد لب فرد ہشتہ اشارہ بسوئے ذکر پیر است و افسون کنایہ از حرکاتے کہ راست ہیجان شہوت باشد ۱۲ [3] الا بعصا عصائے اول بمعنے چوب دستے کہ پیران با سعادت آن راہ روند و عصائے دوم کنایہ از آلت وصل باشد ۱۲

این همه زینت زنان باشد — مرد را گیر و خایه زینت بس فرد
یہ سب زینت عورتوں کی ہووے — مرد کو گیر اور خایہ زینت بہت ہے

با این همه جور و تند خوئے — نازت بکشم کہ خوبروئے قطعہ
باوجود اس ظلم اور بدمزجی کے — تیری ناز برداری کروں کہ تو خوبصورت ہے

با تو مرا سوختن اندر عذاب — بہ کہ شدن با دگرے در بہشت
تیرے ساتھ مجھے جلنا دوزخ میں — بہتر ہے جانے سے اوروں کے ساتھ بہشت میں

بوئے پیاز از دہن خوبروے — بہ حقیقت کہ گل از دست زشت
بو پیاز کی خوبصورت کے منہ سے — اچھی معلوم ہوتی ہے بدصورت کے ہاتھ کے پھول سے

حکایت مہمان[۱] پیرے بودم در دیار بکر کہ مال فراوان داشت و فرزندے
مہمان ایک بڈھے کا ہوا میں دیار بکر میں کہ مال بہت رکھتا تھا اور ایک بیٹا
خوبروی شبے[۲] حکایت کرد کہ مرا در عمر خویش بجز این[۳] فرزند نبودہ است[۴]
خوبصورت ایک رات حکایت کرتا تھا کہ میرے نہیں تھا عمر اپنی میں سوائے اس لڑکے کے نہیں ہوا ہے
درختے درین وادی زیارت گاہ است کہ مردمان بحاجت خواستن
ایک درخت اس جنگل میں زیارت گاہ ہے کہ لوگ مراد مانگنے کو
آنجا روند و شبہای دراز در پای آن درخت بخدا[۵] نالیدہ ام تا مرا این فرزند
وہاں جاتے ہیں بڑی بڑی راتوں کو اس درخت کے نیچے درگاہ خدا میں روتا ہوں میں تب مجھے یہ
بخشیدہ است شنیدم کہ پسر با رفیقان آہستہ میگفت چہ بودے
بیٹا دیا ہے میں نے سنا کہ لڑکا رفیقوں سے آہستہ کہتا تھا کیا خوب ہوتا
اگر من آن درخت را بدانستمی کہ کجاست تا دعا کردمی کہ پدرم بمردے
اگر میں اس درخت کو جانتا کہ کہاں ہے تا کہ دعا کرتا کہ میرا باپ مر جاوے
حکمت خواجہ شادی کنان کہ فرزندم عاقلست و پسر طعنہ زنان کہ پدرم فرتوت[۶]
صاحب خانہ خوشی کر رہا ہے کہ میرا بیٹا عقلمند ہے طعنہ زنی کر رہا ہے کہ میرا باپ بے خوف ہے

[۱] چرا کہ زنان مرد را قبول کند بہ سبب گبرد خانہ اگرچہ فقیر باشد ۱۲ [۲] مہمان پیری بودم آہ تعلق این حکایت با سابق
باین بمعنے است کہ ازان نہ تنہا زن نفرت کند بلکہ جگر گوشگان ہم از وے دوری جویند و مرگ او از خدا خواہند فایدہ درین
آنست کہ در صحبت عیال محبوبت خوب نیست کہ ایشان تا بقائے قوت بدن و جوانے آشنا ہستند و در پیری بخوف خدمت
گذاری بیگانہ و ناآشنا میشوند [۳] درین اشارت است باینکہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ بسیار شبہا مہمانش بود و این
میزبان درین شب حکایت نمود ۱۲ [۴] سر روئے کہ دران وقت بود ۱۲ [۵] یعنے پیدا شدہ ۱۲ [۶] یعنے بدرگاہ
جل و علا بسیار تضرع کردہ ام [۶] فرتوت بمعنے پیر سالخوردہ و کوتاہ عقل ۱۲ جامع الفرس سرورے ۱۲ ۱۲

قطعہ سالہا بر تو بگذرد کہ گذار
برسوں تجھے گذرتے ہیں کہ گذر
تو بجائی پدر چہ کردی خیر
تو نے باپ کے حق میں کیا نیکی کی
نکنی سوی تربت پدرت
نہیں کرتا اپنے باپ کی قبر کی طرف
تا ہمان چشم داری از پسرت
کہ وہی امید رکھے تو اپنے بیٹے سے

حکایت روزے بغرور جوانی سخت[3] راندہ بودم وشبانگہ بپای گریوہ[4]
ایک دن میں جوانی کی امنگ میں بہت راہ چلا تھا اور رات کے وقت ایک ٹیلے کے نیچے
سست[5] ماندہ پیرمردے ضعیف از پس کاروان ہمی آمد گفت
تھک کے رہ گیا تھا ایک بڈھے مرد ضعیف ناتوان قافلے کے پیچھے آتا تھا کہا
چہ خسپی کہ نہ جای خفتن ست گفتم چون روم کہ پای رفتن ست گفت
کیا سوتا ہے تو کہ مقام سونیکا نہیں ہے میں نے کہا کیونکر چلوں کہ طاقت چلنے کی نہیں ہے بولا
این نشنیدۂ کہ صاحبدلان گفتہ اند رفتن ونشستن بہ کہ دویدن وگسستن[6] **قطعہ**
یہ نہیں سنا تونے کہ صاحب دلوں نے کہا ہے چلنا اور بیٹھنا بہتر ہے دوڑنے اور تھک جانے سے

اے کہ مشتاق منزلی مشتاب
اے نسبے سے کہ مشتاق منزل کا ہے تو مت دوڑ
اسپ تازی[1] دو تگ[2] رود بشتاب
گھوڑا عربی دو دو حملے کر سکتا ہے دوڑ کے
پند من کار بند وصبر آموز
میری نصیحت پر عمل کر اور تحمل سیکھ
اشتر آہستہ میرود شب وروز
اونٹ آہستہ آہستہ چلا جاتا ہے رات ودن

حکایت جوانے چست لطیف خندان شیرین زبان در حلقہ عشرت ما
ایک جوان چالاک اور شگفتہ رو اور شیریں زبان ہماری عشرت کے جھنڈ میں
بود کہ در دلش از ہیچ نوع غم نیامدے ولب از خندہ فراہم[3] روزگاری بر آمد کہ
تھا کہ اس کے دل میں کسی طرح سے غم نہ آتا اور لب ہنسی سے بند نہ ہوتے ایک زمانہ گذرا کہ
اتفاق ملاقات نیفتاد وبعد ازان دیدمش زن خواستہ وفرزند خاستہ
اتفاق اوس کی ملاقات کا نہوا بعد اوس کے دیکھا میں نے اوسے کہ جورو کی اور لڑکے پیدا ہوئے

[1] لفظ جائی در ینجا زائد است ودر بعضے نسخ بجای پدر واقع شدہ ودرین صورت این لفظ زائد نیست ۱۲ اس [2] سخت راندہ بودم اے بسیار رفتہ بودم ۱۲ ل [3] گریوہ بفتح وبکسر قاف فارسی بمعنے پشتہ بلند ۱۲ اب [4] سستن بکاف فارسی مفہوم بمعنے شکستگی واین جا بسلسر عضار بیراوہ کردہ یا گسستگی رشتہ حیات ۱۲ ل [5] تگ بفتح فوقانی وسکون کاف تازی بمعنے حملہ وتیز بمعنے قلیل واندک یعنے اسپ تازی دو حملہ با اندک راہ بسرعت واستعجال میرود وبازمے ماند ۱۲ شرح وغیرہ [6] یعنے ہموارہ چنان سخنید کہ لب با لب بستہ نمیشد ۱۲ اش [7] فراہم اے فراہم نیامدے ۱۲ ش [8] زن خواستہ یعنے کتخدا ے کردہ وفرزندان خاستہ اے حاصل شد اورا اولاد ۱۲ اش ۱۲

وزنخ نشاطش بریده و گل رویش پژمریده پرسیدمش چگونه و چه حالت
اور اُس کی خوشی کی جڑھ کٹ گئی اور پھول سا چہرہ اُسکا مرجھا گیا پوچھا میں نے اوس سے کہ کس حال میں ہے اور کیا حالت

است گفت تا کودکان بیاوردم دگر کودکی نه کردم شعر
ہے بولا جب سے لڑکے پیدا کئے میں نے لڑکپن نہیں کیا میں نے

مضی الصبیٰ والشیب غیّر لمّتی ۔ وکفی بتغییر الزمان نذیرا
جوانی گذر گئی اور بڑھاپے نے میرے بالوں کو سفید کیا ۔ اور کافی ہے رنگ برنگ ہونا زمانے کا ڈرانے کو

فرد چون پیر شدی ز کودکی دست بدار ۔ بازی و ظرافت بجوانان بگذار
جب بڈھا ہوا تو لڑکپن سے ہاتھ کھینچ ۔ کھیل اور خوش طبعی واسطے نوجوانوں کے چھوڑ

طرب نوجوان ز پیر مجوی ۔ که دگر ناید آب رفته بجوے
خوشی امرد کی بڈھے سے مت طلب کر ۔ کہ پھر کے نہیں آتا پانی ندی میں

زرع را چون رسید وقت درو ۔ نخرامد چنانکه سبزهٔ نو
کھیت کا جب آیا وقت کٹنے ۔ نہیں لہلہاتا مثل سبزے نئے کے

قطعه دور جوانی بشد از دست من ۔ آه و دریغ آن زمن دلفروز
زمانہ جوانی کا گیا میرے ہاتھ سے ۔ آہ اور افسوس وہ زمانہ دل کا روشن کرنے والا

قوت سرپنجهٔ شیری برفت ۔ راضیم اکنون به پنیری چو یوز
زور پنجہ شیری کا جاتا رہا ۔ راضی ہوں میں اب پنیر کے ٹکڑے پر مثل چیتے کے

پیرزنی موی سیه کرده بود ۔ گفتمش ای مامک دیرینه روز
ایک بڑھیا نے بال سیاہ کئے تھے ۔ میں نے اس سے کہا اے ماں پرانی

موی به تلبیس سیه کرده گیر ۔ راست نخواهد شدن این پشت کوز
بال فریب سے سیاہ کرلے ۔ پر سیدھی نہ ہوگی یہ پیٹھ کبڑی

حکایت وقتی بجهل جوانی بانگ بر مادر زدم دل آزرده بکنجی نشست
ایک دن جوانی کے جوش میں ماں پر چیخ اٹھا میں خفا ہوکے ایک گوشے میں بیٹھ گئی

ـــه مضی آه صبی بالکسر و الف مقصوره بمعنے کودکی و شیب بفتح شین معجمه و سکون تحتانی بمعنے پیری و لمّه بضم لام و تشدید میم و آخر فوقانی بمعنے موے سر و اکثر نسخ این شعر چنین واقع شده شعر مضی زمان الصبی والشیب غیرتی وکفی بتغییر الزمان نذیرا ۱۲ گذشت وقت کودکی و پیرے فنفیه داد مراد و لپندست آن تعییر من براے تغییر زمانا از روے مثال چه مثتے نمونه از فرد اربیت ۱۲ س ـــه راضیم آه را یعنی بودن یوزیه پنیر ازانست که یوز کر آن برا بندی چیتیا نامند بسیار ضعیف الجثه باشد و ظاهرا ماخوذ است از یوزیدن بمعنے جستن ۱۲ ۱۲ خیابان ۱۲

وگر بارہا ہمیگفت مگر خردی فراموش کردی کہ درشتی میکنی قطعہ
اور روتی ہوئی کہنے لگی شاید کہ لڑکپن تو بھول گیا کہ اسطرح سختی کرتا ہے

چہ خوش گفت زالے بفرزند خویش
کیا خوب کہا ایک بڑھیا نے اپنے لڑکے سے

چو دیدش پلنگ افگن و پیلتن
جب دیکھا اوسکو پہلوان اور قوی تن

گر از عہد خردیت یاد آمدے
اگر زمانہ لڑکپن کا تجھے یاد آتا

کہ بیچارہ بودی در آغوش من
کہ بے بس تھا میری گود میں

نکردی درین روز بر من جفا
کبھی نہ کرتا آج کے دن مجھ پر ظلم

کہ تو شیر مردی و من پیر زن
کہ تو پہلوان ہے اور میں بڑھیا

حکایت توانگری بخیل را پسرے رنجور بود نیکخواہان گفتندش کہ ختم
ایک بخیل مالدار کا لڑکا بیمار تھا خیرخواہوں نے اس سے کہا کہ قرآن

قرآنے کنی از بہر وی یا بذل[1] قربانی لختے باندیشہ فرو رفت و گفت
ختم کرے تو اُس کے لئے یا تقسیم گوشت قربانی تھوڑی دیر تک فکر میں رہا اور کہا

ختم مصحف اولیٰ ترست کہ گلہ دورست صاحبدلے بشنید گفت ختمش
قرآن مجید کا ختم بہتر ہے کہ گلہ دور ہے ایک صاحب دل نے سنا اور کہا ختم قرآن کا

بعلت آن اختیار آمد کہ قرآن بر سر زبانست و زر در میان جان مثنوی
اس سبب سے اوسے پسند آیا کہ قرآن زبان پر ہے اور مال جان کے اندر

دریغا[2] گردن طاعت نہادن
افسوس ہوتا فرمانبرداری خدا کی کرنا

گرش ہمراہ بودے دست دادن
اگر اوسکے ساتھ ہوتا ہاتھ بخشش کا

بدینارے چو خر در گل بمانند
واسطے ایک دینار کے مانند گدھے کے کیچڑ میں پھنس جاتے ہیں

ور الحمدے بخواہی صد بخوانند
اور اگر الحمد کہنے کو کہو تو سو دفعہ پڑھ ڈالیں

حکایت پیر مردے را گفتند چرا زن نکنی گفت با پیرزنانم الفت نیست
ایک بڈھے کو کہا کیوں جورو نہیں کرتا تو بولا بڑھیوں سے مجھے الفت نہیں

---

[1] بذل بفتح موحدہ وسکون ذال معجمہ بمعنے خرچ ۱۲ اندکے ۱۲ [2] درینجا بکسر دال درائے مہملتین بمعنے اندوہ وافسوس الف دوم خبر برائے مذبہ باشد ومذبہ بضم بمعنے گریستن بر کسے باشد ونزد بعضے این الف برائے کثرت باشد لے بسیار افسوس وبعضے این الف برائے گفتہ اند لے افسوس بودے پس بر تقدیر بمعنے اول جزائے شرط محذوف شد یعنے چہ خوش بودے وبر تقدیر بمعنے ثانی وثالث ہمیں دریغ افسوس جزائے مقدم شرط مؤخر باشد خلاصہ اینکہ اگر ہمراہ عبادت چیزے دادن ہم واجب بودے بسیار جائے افسوس بودے
۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

پس آنرا که جوان باشد با من که پیرم دوستی چگونه صورت بندد قطعه

پس اوس کے تئیں کہ جوان ہووے ساتھ میرے کہ بڈہا ہوں میں دوستی کیونکر صورت باندہے

پیر هفتاد ساله جوانے مکند
بڈھا ستّر برس کا جوانی کرتا ہے

کور مقری بخوابے چشم روشن
اندھا مادرزاد خواب نہ دیکھے چشم روشن

زور باید نه زر که بانو را
زور چاہیے نہ مال گھر کی بی بی کو

گذرے سخت به که ده من گوشت
عضو مخصوص سخت بہتر ہے دس من گوشت سے

حکایت منظومه

کہانی نظم میں

شنیده ام که درین روزها کهن پیرے
سنا میں نے کہ ان دنوں میں ایک پرانے بڈھے نے

خیال بست به پیرانه سر که گیرد جفت
قصد کیا بڑھاپے میں کہ جورو کرے

بخواست دخترکے خوبروی گوهر نام
بیاہ لایا گوہر نام ایک خوبصورت لڑکی کو

چو درج گوهرش از چشم مردمان بنهفت
در موتی کی ڈبی کیطرح اوسے لوگوں کی آنکھوں سے چھپایا

چنانکه رسم عروسی بود تمنا کرد
جیسا کہ معاملہ بکارت ہوتا ہے آرزو کی

ولے بحملۀ اول عصاے شیخ بخفت
پہلے ہی حملہ میں عضو مخصوص شیخ جی کا افسردہ ہوگیا

کمان کشید و نزد بر هدف که نتوان دوخت
کمان کھینچی اور تیر اوپر نشانے کے نہ مارا کہ نہیں سی سکتا

مگر بسوزن پولاد جامۀ هنگفت
سوائے فولاد کے سوئی سے کپڑا موٹا

بدوستان گله آغاز کرد و حجت ساخت
دوستوں سے شکوہ شروع کیا اور دلیل لایا

که خان و مان من این شوخ دیده پاک برفت
کہ گھر اور بار میرا اس بیحیا نے سب تلف کیا

میان شوهر و زن جنگ و فتنه خاست چنان
شوہر اور جورو میں لڑائی ہوئی اور فتنہ برپا ہوا اسقدر

که سر بشحنه و قاضی کشید و سعدی گفت
کہ سر کوتوال و قاضی تک معاملہ پہونچا اور سعدی نے کہا

پس از ملامت و شنعت گناه دختر نیست
اور ملامت اور بدگوئی کے گناہ لڑکی کا نہیں

ترا که دست بلرزد گهر چه دانی سفت
تیرا کہ ہاتھ کانپتا ہے موتی پرونی کیا جائے

۱ پیر هفتاد مملہ آمد یعنی پیر هفتاد ساله جوانی می کند کور مقری اے نابینائی مادرزاد بخواب نه بیند چشم روشن و در بعضے نسخے این شعر بنظر نیامده و اکثر شارحان گفته اند که این زبان و ہا تین شیراز ست ۱۲ و همچنین گوش مخفف گوشت ۱۲ ۳ عطاے شیخ کنایه از آلت تناسل ۱۲ ۴ هنگفت بفتح اول کاف فارسی مضموم و سکون نار و بے کنند و ملمبد و ب ۵ بس پیاپے موحد یعنی بس کن اے پیر سرزنش وید گورے دفتن و گناه دختر نیست قصور ضعف قوت و ضروری نیست شدت بالفم نه خفتنے و سست و زبدان کنایه و ضعف و گهر شفتن کنایه از آمد و این لفظ نظر شارم دختر چه بجا و واقع شد و سرّے بس بنا بے مجاری خوانده گفت که بعد خلاف شنعت سعدی گناه دختر نیست

راسد و خالی از تعقید بنا شد شاه و ختم بجبر ۱۲

باب ہفتم در تاثیر تربیت

ساتواں باب تاثیر تربیت میں

حکایت یکے را از وزرا پسرے کودن بود پیش دانشمندی فرستاد

ایک شخص وزیروں میں سے ایک بیٹا کند ذہن رکھتا تھا ایک معلم کے حضور میں بھیجا

کہ مر این را تربیتے کن مگر عاقل شود روزگاری تعلیم کرد مؤثر نبود

کہ اسے تعلیم کر شاید کہ فہیم ہو جاوے ایک مدت تک اوسے علم سکھایا فائدہ نہ ہوا اور

پیش پدرش کس فرستاد کہ این عاقل نمیشود و مرا دیوانہ کرد **قطعہ**

باپ کے پاس آدمی بھیجا کہ یہ لڑکا صاحب فہم نہیں ہوتا اور مجھے سڑی کر دیا

ہیچ صیقل نکو نداند کرد
کوئی صیقل بہتر نہیں کر سکتا ہے

چون بود اصل جوہرے قابل
اگر نہ ہو اصل فطرت شائستہ

سگ بدریای ہفتگانہ بشوی
کتے کو سات دریاؤں میں دھووے تو

خر عیسیٰ گرش بمکہ برند
عیسیٰ کے گدھے کو اگر مکے میں لیجائیں

آہنے را کہ بد گہر باشد
اوس لوہے کو کہ اصل میں برا ہے

تربیت را در و اثر باشد
تعلیم کو اوس میں اثر ہے

چونکہ تر شد پلید تر باشد
جب کہ تر ہوا زیادہ نجس ہے

چون بیاید ہنوز خر باشد
جب پھر آئے ویساہی گدھا ہے

حکایت حکیمے پسران را پند ہمیداد کہ ای جانان پدر ہنر آموزید کہ

ایک عاقل اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتا تھا کہ اے باپ کے پیارو ہنر سیکھو کہ

ملک و دولت دنیا اعتماد را نشاید و سیم و زر در سفر محل خطر ست یا دزد

ملک اور دولت دنیا کی اعتماد کے لائق نہیں اور چاندی اور سونا سفر میں معرض تلف میں ہے یا چور

بیکبار ببرد یا خواجہ بتفاریق بخورد اما ہنر چشمہ زایندہ است و دولت

ایک مرتبہ لے جاوے یا مالک بتدریج کھا جاوے لیکن ہنر بڑھنے والا چشمہ ہے اور دولت

۱؎ کودن بر وزن روزن یعنے کم فہم لفظ عربیست ۱۲ ص ۲؎ صیقل بالفتح زنگ زدائندہ شمشیر و آئینہ وغیرہ در استعمال عجم نام صنعت مذکورہ است حاصل کہ ہیچ صیقل نتواند کرد آئینے را الخ ۱۲ از ص وس وغیرہ ۳؎ جوہر بالفتح گوہر و مراد اصل و نژاد و ذوات ۱۲ شرح ۱۲ ۴؎ لفظ ہفتگانہ برائے لبغدادست چنانچہ دوگانہ و سہ گانہ مراد ہفت دریا ہفت دریائے مشہور است منسوب باقالیم ہفتگانہ ۱۲ سروری ۵؎ چشمہ زائندہ آنکہ آبش مدام از زمین ہمچو چاہ ہندا دریائے صفاہان بزائندہ و در شہرت داد ۱۲ ۱۲ خ ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

پاینده اگر ہنرمند از دولت بیفتد غم نباشد که ہنر در نفس خود دولت است

پائدار اگر صاحب ہنر مفلس ہو جائے پروا نہیں کہ ہنر بذات خود ایک دولت ہے

ہر کجا که رود قدر بیند و بر صدر نشیند و بے ہنر لقمه چیند و سختی بیند شعر

ہنرمند جس مقام میں جائے عزت پائے اور مقام اعلیٰ ہیں بیٹھے اور بے بھیک مانگے اور رنج اٹھائے

سخت است پس از جاه تحکم بردن[1] خو کرده بناز جور مردم بردن قطعه

سخت ہے پیچھے مرتبے سے حکم کا لے جانا خو کیا ہوا ساتھ ناز کے ظلم لوگوں کا لیجانا

وقتے افتاد فتنهٔ در شام ہر کس از گوشهٔ فرار فتند[2]

کسی زمانے میں ملک شام پر کچھ حادثہ واقع ہوا ہر شخص ایک طرف سے چلا گیا

روستازادگان[3] دانشمند بوزیری پادشاه[4] رفتند

دہقان زادے عقلمند وزیر ہونے کے واسطے بادشاہ کے حضور میں گئے

پسران وزیر ناقص عقل[5] بگدائے بروستا رفتند

بیٹے وزیر کے ناقص عقل واسطے بھیک کے بیچ گاؤں کے گئے

حکایت یکے از فضلا تعلیم ملک زاده ہمیکرد و ضرب بی محابا

ایک علمائے زمانہ سے شاہزادے کو تعلیم کرتا تھا اور بے دھڑک

زدے و زجر[6] بیقیاس کردی بارے پسر از بیطاقتی شکایت پیش پدر برد و جامه

مارتا اور بہت سرزنش کرتا ایک دفعہ لڑکا بے طاقتی سے باپ کے حضور میں شاکی ہوا اور لباس

از تن دردمند برداشت پدر را دل بہم بر آمد استاد را بخواند و گفت پسران

بدن خستہ سے دور کیا باپ کا دل غصے میں آیا اُستاد کو بلایا اور کہا کہ عوام کے بیٹوں پر

رعیت را چندان زجر و روا نمیداری که فرزند مرا سبب چیست گفت سبب آنکه

اسقدر سرزنش تو نہیں کرتا جتنا کہ میرے بیٹے پر سبب کیا ہے بولا یہ سبب ہے کہ

سخن اندیشیده گفتن و حرکت پسندیده کردن ہمه خلق را علی العموم باید و بادشاہان را

بات غور سے کہنا اور افعال لائق پسند کے کرنا ساری خلقت کو بالعموم چاہئیے اور بادشاہوں کو

۱ے تحکم از باب تفعل بمعنی بزور حکم کردن ۱۲ ۲ے ہر کس از آه کے ہر کس از ہر طرف فرار فتند درین صورت لفظ فرا زائد گفتن حاجت ندارد ۳ے روستازادگان آه روستا بالضم دوا و مجہول و فوقانی بعلو و باشند و ہر دقامده ۱۲ ب وا ینجا معنے دوم مراد ست ۴ پادشاه مخفف پادشاه و حذف چنین ہا در فارسی اکثر آمده است ۵ے ناقص عقل عطف بیان پسران است نه صفت آن زیرا که فصل در صفت و موصوف در محاورات فارسی جائز نیست ۱۲ خیابان ۱۲ ۶ے زجر اگرچه در اصل بمعنے بانگ زدن شتر بیت لیکن در فارسی بمعنے تنبیه لازم که ضرب و سرزنش باشد مستعمل و این ہم با فنافت و بے اضافت ردو باشد ۱۲ از غ ۷ے اے غمگیں شد ۱۲ ۱۲

علی الخصوص بموجب آنکہ بر دو[1] دست و زبان ایشان ہر چہ رفتہ شود ہر[2] آئینہ
بالخصوص سبب اوسکا بہرکہ اُن کے ہاتھ اور زبان سے جو حرکت ہوتی ہے بے شک

بافواہ بگویند و قول و فعل عوام را چندان اعتباری نباشد قطعہ
چرچے میں آتی ہے اور عوام کے قول و فعل کا اتنا اتنا اعتبار نہیں ہوتا ہے

اگر صد عیب دارد مرد درویش
اگر سو حرکتیں نالائق ہوں فقیر سے

رفیقانش یکے از صد ندانند
ہمنشین اوسکے ایک بھی سو حرکتوں سے نجانیں

وگر یک ناپسند آید ز سلطان
اور اگر ایک فعل ناشائستہ بادشاہ سے ہو

ز اقلیمے باقلیمے رسانند
ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہونچا ئیں

پس واجب آمد معلم پادشاہزادہ را در تہذیب اخلاق خداوندزادگان
پس لازم ہوا بادشاہزادے کے معلم کو صاحبزادوں کی آراستگی افعال میں بڑا ہوئے

انبتھم اللہ نباتا حسنا[3] اجتہاد[4] از ان بیش کردن کہ در حق ابنائے[5] عوام قطعہ
اور نہیں اللہ اچھا بڑھانا کوشش اوس سے زیادہ کرنا کہ ناحق میں لڑکوں عوام کے

ہر کہ در خردیش ادب نکنی
جو شخص لڑکپن میں اوسکو تربیت نہ کرے

در بزرگی فلاح[6] از و برخاست
جوانی میں خیر کی اوس سے رخصت ہے

چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ
گیلی لکڑی کو جیسا چاہے تو خم کرے

نشود خشک جز بآتش راست
نہیں ہوتی سوکھی لکڑی بدوں آگ دکھائے سیدھی

فرد ہر آں طفل کو جور آموزگار[7]
جو لڑکا کہ گروہ ظلم سکھانے والے کا

نہ بیند جفا بیند از روزگار
نہ دیکھے بدی دیکھے زمانے سے

ملک را حسن تدبیر فقیہ[8] و تقریر جواب او موافق آمد
بادشاہ کو تدبیر خوب مسئلہ دان کی اور تقریر جواب اس کے کی پسند آئی

خلعت و نعمت بخشید و پایہ منصب بلند گردانید
خلعت اور نعمت بخشید اور مرتبہ منصب اوس کا بڑھایا

[1] اشارہ بدانست کہ اگرچہ سہواً یا بے قصد از زبان برآید و از ایں درا دائے مقصود ابلغ است ۱۲ [2] اسکہ و ایں دعائیہ در حق شاہزادگان و جملہ معترضہ است درمیان مسند و مسندالیہ ۱۲ [4] اجتہاد بمعنے کوشش کردن فاعل واجب آمد [5] ابنائے بالفتح جمع ابن بمعنے پسر ۱۲ [6] فلاح ہے فوز و بقاد نجات اسم مصدر قہ افلاست چنین ست در مختار صحاح و قول کسیکہ گفت نجات از اصل افعال تنبیہ کلام است اصلے ندارد ۱۲ [7] اسکہ آموزگار بمعنے معلم استاد ۱۲ [8] فقیہ فابر قاف اسکون تحتانی و آخرہا ئے غیر مختص بمعنے عالم ۱۲ ۱۲

حکایت[1] معلم کتابی[2] را دیدم در دیار مغرب ترش روی و تلخ گفتار بدخوی

ایک کمتبی میاںجی دیکھا میں نے ملک مغرب میں بدرد اور بد زبان

مردم آزار گندہ طبع و ناپرہیزگار کہ عیش مسلمانان بدیدن او تبہ گشتی و

اور ظالم گندہ طبیعت اور بے قید کہ خوشی مسلمان کی اُسکے دیکھنے سے جاتی رہتی اور

خواندن قرآنش دل مردم سیہ کردی و جمعی پسران پاکیزہ و دختران

اُسکا قرآن پڑھنا آدمی کے دل کو تاریک کرنا اور کئی لڑکے خوبصورت اور لڑکیاں

دوشیزہ[3] بدست جفای او گرفتار نہ زہرۂ[4] خندہ نہ یارائی گفتار گہ عارض سیمین

کنواری اُسکے دست ظلم میں مقید نہ مجال ہنسی کی نہ طاقت گفتگو کی کبھی ایک کے رخسارہ مصفا پر

یکی را طپانچہ زدی و گاہ ساق بلورین یکی را شکنجہ کردی القصہ

چنانچہ مارتا اور کبھی ایک کی شفاف پنڈلی کو شکنجے میں کھینچتا غرض ہے

شنیدم کہ طرفی از خیانت[5] نفس او معلوم کردند و بزدند و براندند پس آنگہ

سُنا میں نے کہ تھوڑی سی بدی طبیعت اوس کی لوگوں نے معلوم کی اور مارا اور نکالدیا پھر بعد اُس کے

مکتب وی بمصلحی دادند پارسای سلیمی نیک مردی حلیمی[6] کہ سخن جز بحکم ضرورت

مکتب ایک مرد صالح کو دیا پرہیزگار نرم دل نکوکار بردبار کہ سوائے وقت ضرورت کے بات

نگفتی و موجب آزار کس بر زبانش نرفتی کودکان را ہیبت استاد

نہ کہتا اور بات کسی کی تکلیف کے سبب کی اُسکے زبان پر نہ آتی لڑکوں کو خوف پہلے استاد کا

نخستین از سر برفت و معلم دومین را اخلاق ملکی دیدند و یک یک

دل سے جاتا رہا اور دوسرے معلم کو فرشتہ صفت دیکھا دیو کے مانند ایک ایک

شدند باعتماد حلم او علم فراموش کردند و ہمچنین اغلب اوقات ببازیچہ

ہوئے اور اُسکی بردباری کے اعتماد پر پڑھنا بھول گئے اور اسیطرح اکثر اوقات واسطے کھیل کے

فراہم نشستندی و لوح درست ناکردہ در سر ہم شکستندی بیت

بیٹھے اور تختی پوری نہ لکھی ہوئی ایک دوسرے کے سر پر توڑے بیچا

[1] تعلق این حکایت بسابق درین معنے ہست کہ ضرب اُستاد در حق متعلم تابع است و علم کم آزاری او ضرر ست پس سیاست اُستاد کہ عین مصلحت ست در حق اطفال بخاطر بد نکنند و گرنہ اطفال آوارہ شوند و جز ہنر باشد و ازین جا مناسبت برین باب ہم [2] کتابی بضم کاف و تشدید فوقانی و در آخر یائے نسبت اے منسوب بکتاب یعنی مکتب نو لبندن در مراح آمد و کنایہ ازینجا از معلم الصبیان است [3] دوشیزہ دختر نارسیدہ کہ مساس نکردہ باشد ۱۲ [4] زہرہ بالفتح بمعنے تلخہ و کنایہ او طاقت باشد ۱۲ [5] خیانت بجائے معجمہ مکسور و تحتانی و نون آخر فوقانی بمعنے ناراستی و بفتح خائے معجمہ موحدہ ہمزہ مثلثہ بدیہا جیشم نون و تحتانی بمعنے گناہ و این ہر سہ معنے و مقام درست نمی شود ۱۲ [6] مصلح بالضم از سکون را صاد کو کسرہ لام یعنی نیکو گوید ۱۲ ۱۲ ۱۲

استاد معلّم چو بود بے آزار | خرسک[1] بازند کودکان در بازار
اُستاد اور تعلیم کرنیوالا گر ہو کم آزار | لڑکے بازار میں کھیلا کریں گے گدھا

بعد از دو ہفتہ بران مسجد گذر کردم معلم اولین را دیدم کہ دل خوش کردہ
بعد دو ہفتے کے طرف اوس مسجد کے گذر کیا میں نے پہلے معلم کو دیکھا کہ خوش دل کیا تھا

بودند و بمقام خویش باز آوردہ برنجیدم و لاحول[2] گفتم کہ دیگر بارہ ابلیس را
اور اپنے مقام پر اُسے پھر لائے تھے آزردہ ہوا میں اور لاحول کہا کہ دوسرے مرتبہ شیطان کو

معلم ملائکہ چرا کردند پیر مردے ظریف جہاندیدہ بشنید بخندید و گفت
معلم فرشتوں کا کیوں کیا ایک بڈھے مرد خوش طبع جہاں دیکھے ہوئے نے سُنا ہنسا اور کہا

مثنوی پادشاہی پسر بمکتب داد | لوح سیمینش در کنار نہاد
ایک بادشاہ نے بیٹا مکتب میں دیا | چاندی کی تختی اوس کے بغل میں رکھی

بر سر لوح او نبشتہ بزر | جور استاد بہ ز مہر[3] پدر
اور سونے سے اُس تختی پر لکھدیا | ظلم استاد کا بہتر ہے باپ کی محبت سے

حکایت پارسازادۂ را نعمت بیکران از ترکہ[4] عمان[5] بدست افتاد
ایک پارسا کے بیٹے کو دولت بے حد چچا کے مرد کے سے ہاتھ لگی

فسق و فجور آغاز کرد و مبذری پیشہ گرفت فی الجملہ نماند از سائر معاصی
بے راہی و بدکاری شروع کی اور فضول خرچی اختیار کی حاصل کلام رہا گناہوں سے

منکری بکہ نکرد و مسکری بکہ نخورد بارے بہ نصیحتش گفتم ای فرزند دخل آب[6] روانست
ایک بھی کہ اسے نکیا اور نشے کہ رکھ دو سنے نہیں کھائے ایکبار نصیحت سے اوسکو کہا میں اے لڑکے دخل پانی رواں ہے

و خرج آسیای گردان یعنی خرج فراوان کردن مسلم کسی را باشد کہ دخل معین دارد
اور خرچ چکی چلتی ہوئی یعنے خرچ زیادہ کرنا اُس کو لائق ہے کہ آمد مقرری رکھتا ہے

قطعہ چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن | کہ می گویند ملاحان سرودے
اگر تجھے آمد نہیں ہے خرچ کر کے کر | کہ گاتے ہیں ملاح ایک راگ

1 خرسک بکسر خائے معجمہ وسکون را و فتح سین مہملتین و آخر قاف تازی و عی از بازیست کہ خطے بکشندہ شخصے درمیان خط بالیند و دیگران آیند دادرا زنند و پاے خود را جانب الشیان بیفشاند ہر کدام کہ بپاے او بخورد او را درون خط بجائے خود آورد ۱۲ ب و در بعضے نسخ فرسنگ زنندی سنگ بزرگ ۱۲ اش 2 لاحول ای لاحول و لا قوۃ الا باللہ این کلمہ است کہ ہنگام و قوع امر نکردہ میخوانند و لا لیش انیست کہ نیست توانائی و قوت کسے را مگر و خداے تعالے و درون کلمہ سریست کہ بجز عارف کامل نفہمد ۱۲ 3 زہر پدر و در بعض نسخ کہ مہر پدر کاف بمعنے از باشد ۱۲ 4 ترکہ بفتح فوقانی و کسر ما بمعنے متروکہ میت ۱۲ 5 عمان بن عم بمعنی برادر پدر ۱۲ 6 آب با تخفیف آبہا ب کہ یا ب گردد و آسیائے معروف را دست آس گویند بمعنی آنکہ گردیدن آسیا موقوف بر آب روانست و محتاج آن بچلس خلق نمانی و دخل آنست ۱۲ از شارح شرقی وغیرہ ۱۲

بسالے دجلہ گردد خشک رودے	بکوہستان اگر باران نبارد
ایک برس میں دجلہ خشک ندی ہو جائے	کوہستان میں اگر پانی نہ برسے

عقل و ادب پیش گیر و لہو و لعب بگذار کہ چون نعمت سپری شود

عقل اور طرز پسندیدہ اختیار کر اور کھیل چھوڑ دے کہ جب دولت خرچ ہو چکے گی

سختی بری و پشیمانی خوری پسر از لذت نای و نوش این سخن در گوش

سختی اٹھائے گا تو اور افسوس کھائیگا تو لڑکے نے لذت عیش و عشرت سے یہ بات نہ سنی اور

نیاورد و بر قول من اعتراض کرد و گفت راحت عاجل[1] را بہ تشویش محنت

میرے کلام پر اعتراض اور بولا آسائش موجود کو بجہت فکر رنج

آجل منغص کردن خلاف رای خردمندان ست مثنوی

آئندہ کے بے لطف کرنا خلاف عقل عقلمندوں کے ہے

چرا سختی برند از بیم سختی	خداوندان کام و نیک بختی
کیوں سختی کھینچیں تکلیف کے خوف سے	صاحبان مقاصد اور خوش طالعی
غم فردا نشاید خوردن امروز	برو شادی کن ای یار دل افروز
غم کل کا آج نہ کھانا چاہیے	جا خوشی کرائے یاروں کے روشن کرنے والے

فکیف[2] مرا کہ در صدر مروت[3] نشستہ ام و عقد فتوت

خصوصاً مجھے کہ مقام بلند مروت بیٹھا ہوں اور گرہ جوانمردی کی

بستہ و ذکر انعام در افواہ[4] عوام افتادہ مثنوی

باندھی اور ذکر میری بخشش کا زبان عوام پر پڑا

بند نشاید[5] کہ نہد بر درم	ہر کہ علم شد بسخا و کرم
بچا ہے کہ روپے کو گرد باندھے	وہ شخص مشہور ہوا سخاوت اور جود میں
در نتوانی[6] کہ ببندی بروی	نام نکوئی چو برون شد بکوی
دروازہ بچا ہے بند کرنا اپنے سامنے کا	نام نیکی کا جب کہ باہر گیا گلی سے

[1] عاجل کنایہ از دنیا و آجل بہ رلف از آخرت [2] فکیف اے قاعدہ کلیہ این ست کہ کسا میکہ بحث با ایشان بکام ست داد سخاوت مید ہند و بخوف سختی تنگدستی آئندہ بر خود تکلیف گہ آرا نکنند پس چہ حال ست مرا کہ بر جائے بلند جوانمردی نشستہ ام و گرد مردی بستہ ازین امر باز ایشان ولیعنے ہر گاہ خداوندان کام از خوف سختی آئندہ بر خود سختی گوارا نکنند پس من چگونہ بخوف سختی آئندہ سختی بر دو از سخاوت باز ۱۲ [3] مروت ہردو بفتحتین بمعنے جوانمردی ۱۲ [4] افواہ جمع فوہ بمعنے مراد و کلامی کہ در ینہا افتادہ باشد [5] نشاید بر درم نہادن کنایہ از بخل نمودہ شدہ ۱۲ [6] نتوانی کہ آہ ای بنا بدرکہ از سخاوت خوف میپوشی ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

دیدم کہ نصیحت نمی پذیرد و دمِ گرمِ من[1] در آہنِ سردِ وے اثر نمی کند ترک
دیکھا میں نے کہ نصیحت قبول نہیں کرتا اور میری بات دلسوزی کی اُسکے سرد لوہے میں اثر نہیں کرتی

مناصحت[2] کردم و روی از مصاحبت بگردانیدم و قول حکما را کار بستم
نصیحت کا کیا میں نے اور اس کی صحبت سے کنارہ کنارہ کیا اور حکیموں کے کہنے پر عمل کیا

کہ گفتہ اند بَلِّغْ مَا عَلَيْكَ فَإِنْ لَمْ يَقْبَلُوا مَا عَلَيْكَ قطعہ
کہ کہا ہے پہونچا جو چیز تجھ پر واجب ہے اگر قبول نہ کرے تجھ پر کچھ نہیں

گرچہ دانی کہ نشنوند بگوئے
اگرچہ جانے تو کہ نہ سنینگے کہہ

ہرچہ دانی تو از نصیحت و پند
جو کچھ کہ جانتا ہے تو نصیحتوں سے

زود باشد کہ خیرہ سر[3] بینی
قریب ہے کہ خودرائے کو دیکھے تو

بدو پا اوفتادہ اندر بند
دونوں پاؤں سے پھنسا ہوا قید میں

دست بر دست میزند کہ دریغ
ہاتھ پر ہاتھ مار رہا ہے کہ افسوس

نشنیدم حدیث دانشمند
نہ سنی میں نے بات عقلمند کی

تا پس از مدتے انچہ اندیشہ من بود از نکبت[4] حالش بصورت بدیدم
بعد ایک مدت کے جو کچھ اس کی تباہی حال سے سوچتا تھا میں ظاہر میں دیکھا میں نے

کہ پارہ پارہ برہم میدوخت و لقمہ لقمہ ہمی اندوخت دلم از ضعف حالش
کہ کپڑے میں پیوند لگاتا تھا اور گدائی سے ٹکڑے جمع کرتا تھا دل میرا اس خراب حال سے

بہم برآمد و مروت ندیدم در چنان حالی ریش درویش را بملامت
پیچ غصے کے آیا اور مروت نہ جانا میں کہ ایسی حالت میں زخم فقیر کا ملامت سے

خراشیدن و نمک پاشیدن پس با خود گفتم مثنوے
چھیلوں اور نمک اس پر چھڑکوں دل کہا میں نے

حریف[5] سفلہ در پایان مستی
ہم صحبت کمینہ کمال مستی میں

نیندیشد ز روز تنگدستی
نہیں اندیشہ کرتا مفلسی کے دن سے

[1] مراد از دم گرم سخن پُرتاثیر کہ از راہ دلسوزی گفتہ وار آہن سرد دل سخت او کہ قابلیت و استعداد قبول کردن اثر ندارد ۱۲ [2] یعنے نصیحت کردن ترک کردم و مناصحت درینجا معنے مشارکت نیست بلکہ صرف از طرف شیخ واقع شدہ و دیدن بمعنے نیز باب مفاعلت آمد چون مسافرت ۱۲ [3] خیرہ سر بمعنے خودرائے و سرکش و لفظ را علامت مفعول درین جا مقصود است ۱۲ [4] نکبت بالفتح مصیبت از رنج و درنج رسانیدن و این بیان آنچہ واقع شدہ و بصورت بدیدے بظاہر و خارج از خیابان و سر و دری ۱۲ [5] حریف است و ہم شنبہ ۱۲ ک سفلا یا بکسر بمعنے مردم فرومایہ ۱۲
۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

درخت اندر بہاران بر فشاند
درخت موسم بہار میں پتے گراتا ہے

زمستان لاجرم بے برگ ماند
جاڑے کے موسم میں نا چار بے پتے رہتا ہے

حکایت پادشاہی پسرے را بادیبی داد گفت تربیتش چنان کن که
ایک بادشاہ نے بیٹے کو ایک معلم کے حوالے کیا اور کہا تربیت اس کی ایسی کر کہ

یکے از فرزندان خود را سالے چند بروسعی کرد و بجائے نرسید و پسران ادیب در
جیسے ایک کو اپنے فرزندوں میں سے کئی برس اس پر کوشش کی کچھ حاصل نہ ہوا اور معلم کے بیٹے

فضل و بلاغت منتہی شدند ملک دانشمند را مواخذ کرد و معاتبت فرمود که
فضیلت اور بلاغت میں کامل ہو گئے بادشاہ نے معلم سے بازپرس کی اور غصہ کیا بولا کہ

وعدہ خلاف کردی و وفا بجا نیاوردی گفت برراے خداوند روے زمین۔
وعدہ خلاف کیا تونے اور شرط وفا بجا نہ لایا تو بولا کہ عقل مالک روئے زمین

پوشیدہ نماند که تربیت یکسان ست ولیکن طبائع مختلف ست قطعه
مخفی نہ رہے کہ تعلیم برابر ہے ولیکن طبیعتیں مختلف ہیں

گرچہ سیم و زر ز سنگ آید ہمی
اگرچہ چاندی سونا پتھر سے نکلتا ہے

در ہمہ سنگی نباشد زر و سیم
پر سب پتھروں میں نہیں ہوتا سونا اور چاندی

بر ہمہ عالم ہمی تابد سہیل
تمام عالم پر چمکتا ہے سہیل

جای انبان میکند جائے ادیم
کہیں پوست بے بو کرتا ہے اور کہیں بو دار

حکایت یکے را شنیدم از پیران مربی که مریدی را ہمی گفت
ایک شخص کو سنا میں نے پیران تربیت کنندہ سے کہ ایک مرید کو کہتا تھا

چنانکه تعلق خاطر آدمی زادست بروزی اگر بروزی دہ بودے
جس قدر رکھ آدمی کا تعلق طلب رزق رہے اگر رزق دینے والے پر ہوتا

بمقام از ملائکه در گذشتے قطعه
مرتبے میں فرشتوں سے بڑھ جاتا

لہ بہاران بمعنے بہارست والف و نون برے حسن کلام است اے زائدہ چہ اینجا جمع گفتن وجہے ندارد ۱۲ بر بالفتح اینجا مخفف برگست ۱۲ ؎۲ زمستان بمعنے سرما و حرف در بالاے آں محذوف است بقرینہ ظرفیت ۱۲ ؎۳ لاجرم براے نفی جنس است و جرم بمعنے چار اسم آں یعنی چارہ بداں نیست مراد ضرورست در محاورات فارسیاں بمعنے ضرور استعمال کنند ہیچو ناگزیر ۱۲ ؎۴ مواخذت باہنم و فتح خاۓ معجمہ بمعنے گرفتار کردن ۱۲ ؎۵ معاتبت بروزن مواخذت بمعنے سرزنش کردن ۱۲ ؎۶ انبان بمعنے چوم بے بو ؎۷ ادیم چرم بودار کہ از تاثیر ستارہ سہیل در ولایت یمن پیدا شود یعنے ہر چند کہ یمین در ہمہ عالم تامہ لیکن جای انبان و جائی بودار پیدا کند پس تاثیر باعتبار مقام مختلف باشد ۱۲

فراموشت نکرد ایزد در آنحال
فراموش نہ کیا تجھے خدا نے اوس حال میں
کہ بودی نطفۂ[1] مدفون و مدہوش
کہ تھا نطفہ پوشیدہ اور متحیر

روانت داد و طبع و عقل و ادراک
جان دی تجھے دی اور طبیعت اور عقل اور فہم
جمال و نطق و رای و فکرت و ہوش
حسن اور گویائی اور تدبیر اور فکر اور ہوش

دہ انگشتت مرتب کرد بر کف
دس انگلیاں بنائیں ہتھیلی پر
دو بازویت مرکب ساخت بر دوش
اور دو بازو تیرے بہ کندھے پر لگائے

کنون پنداری ای ناچیز ہمت
اب تو سمجھتا ہے اے بے ہمت
کہ خواہد کردنت روزی[2] فراموش
کہ تیرا رزق فراموش کرے گا

حکایت

اعرابی[3] را دیدم کہ پسر را ہمیگفت یا بُنَیَّ اِنَّکَ مَسْئُولٌ
ایک مرد اعرابی کو دیکھا میں کہ بیٹے کو کہتا تھا اے میرے چھوٹے فرزند تو پوچھا جاوے گا
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَاذَا اکْتَسَبْتَ وَلَا یُقَالُ بِمَنِ انْتَسَبْتَ - یعنی
قیامت کے دن کہ کیا تو نے کسب کیا اور نہ کہا جائے گا کہ کس سے نسبت رکھتا ہے یعنی
ترا خواہند پرسید کہ ہنرت چیست و نگویند کہ پدرت کیست قطعہ
تجھ سے یہی پوچھیں گے کہ عمل تیرا کیا ہے اور نہ کہیں گے کہ باپ تیرا کون ہے

جامۂ کعبہ را کہ می بوسند[4]
کعبے کے لباس کو کہ چومتے ہیں
او نہ از کرم پیلہ[5] نامی شد
وہ نہ سبب ریشم کے کپڑے کے نامی ہوا

با عزیزی نشست روزے چند
ساتھ ایک بزرگ کے بیٹھا کتنے روز دن
لاجرم ہمچو او گرامی شد
بالضرور مانند اوسکے بزرگ ہو

حکایت

در تصانیف حکما آوردہ اند کہ کژدم[6] را ولادت معہود نیست
داناؤں کی تصنیفات میں بیان کیا ہے کہ بچھو کی پیدائش بطریق معین نہیں ہے
چنانکہ دیگر حیوانات را بلکہ احشای مادر را بخورند و شکمش را بدرند و راہ صحرا گیرند
جیسا کہ سب جانوروں کی بلکہ ماں کے رودے کھاتے ہیں پھر پیٹ اوسکا پھاڑتے ہیں اور جنگل کی راہ

لہ مدفون و مدہوش بر دو بروزن مفعول اول بمعنے دفن کردہ شدہ ۱۲ ام ۲ سروری بیائے مجہول برائے وحدت گفتہ بمعنے رزق و غافل خواہد کردن ضمیر ابزد و معنے ظاہر ست ۱۲ ۳ اعرابی مفرد اعراب و این اسم جمع اہل بادیہ باشد و جمع عرب ۱۲ ۴ بوشد یائے عربی و سین مہملہ و در بعض نسخ بیائے فارسی و شین معجمہ بنظر آمدہ ۱۲ ۵ کرم پیلہ بکسر کاف تازی و یائے فارسی جانوری ست از ورستم را برمی آرند ۱۲ ۶ کژدم بکاف عربی و زائے فارسی بہا آن جیم نیز مستعمل و وہول مجی در دمشق شد برین اسم سمی شد ملہود بمعنے معین را اصل آنکہ پیدا نشود از شکم در بر سبیل عادت چنین مثل دیگر حیوانات ۱۲ خ وغیرہ ۷ بدرند دبدرید و بدرند صیغہ جمع آید با آنکہ لفظ کژدم با فراد ست چرا کہ از کژدم جنس مورست واز جنس معنے جمع گرفتن صحیح باشد ۱۲

وآن پوستہا کہ در خانۂ کژدم بینند اثر آنست باری این نکتہ پیش
اور وہ چمڑے کے چھلکے گھر میں دیکھتے ہیں نشان اسکا یہ ہے ایک مرتبہ یہ سخن حضور میں
بزرگی ہمیگفتم گفت دل من بر صدق این سخن گواہی میدہد وجز
ایک بزرگ کے کہتا تھا میں بولا دل میرا اس کلام کی صداقت پر گواہی دیتا ہے اور سوائے
چنین نشاید بود در حالت خردی با مادر و پدر چنین معاملت کردہ
نہیں ہو سکتا جب بچپن کی حالت میں ماں باپ کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے
اند لاجرم در بزرگی چنین[1] مقبول و محبوب اند قطعہ
بالضرور جوانی میں پسند و مرغوب ہیں

پسری را پدر وصیت کرد — کای جوانمرد یاد گیر این پند
ایک بیٹے کو باپ نے وصیت کی — کہ اے جوانمرد یاد کرے یہ نصیحت
ہر کہ با اہل خود وفا نکند — نشود دوست روی[2] و دانشمند
جو شخص کہ اپنے اہل حق سے وفا نہ کرے گا — نہوگا لائق دوستی کے اور صاحب عقل

مثل کژدم را گفتند چرا بزمستان بدر نمی آئی گفت!
بچھو کو لوگوں نے کہا کیوں جاڑے میں باہر نہیں نکلتا بولا
بتابستان چہ حرمت ست[3] کہ بزمستان نیز بیرون آیم
گرمیوں میں میری کیا عزت ہے کہ جاڑوں میں باہر نکلوں میں
حکایت زن درویشی حاملہ بود مدت حمل بسر آوردہ و درویش را
ایک فقیر کی جورو حاملہ تھی دن حمل کے تمام ہو گئے فقیر کے
ہمہ عمر فرزند نیامدہ بود گفت اگر خداوند تعالی مرا پسری بخشد جزین خرقہ
تمام عمر لڑکا نہ ہوا تھا بولا کہ اگر خدائے بزرگ مجھے بیٹا دیوے سوائے اس گودڑی کے
کہ پوشیدہ ام ہر چہ در ملک منست ایثار[5] درویشان کنم اتفاقاً پسر آورد
کہ پہن رہا ہے جو کچھ میرے ملک میں ہے فقیروں بخشوں اتفاقاً بیٹا جنی

[1] چنین مقبول آہ این کلام بطریق استہزا گفتہ مراد از آن نامقبول نامحبوب است ۱۲ [2] اس سے دوست روی وصف ترکیبی بمعنے مقبول و منظور چنانکہ آشنا رو در بعضے نسخ دوست روی و دانشمند بنظر آمدہ ۱۲ [3] یعنی ہیچ حرمت نیست ہر کہ بیند می کشد ۱۲ [4] ای کمال استیانی داشت [5] ایثار بتحتانی و مثلثہ و راے مہملہ بر وزن اکرام بمعنے بخشش کذا فی منتخب ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

سفرهٔ درویشان بموجب شرط بنهاد پس از چند سال از سفر شام باز آمدم
درویشوں کے لیے بموجب شرط کے دسترخوان رکھا گیا۔ برس کے بعد ملک شام کے سفر سے پھر آیا میں

به محلت آن دوست برگذشتم و از چگونگی حالش خبر[1] پرسیدم گفتند بزندان
اُس دوست کے محلے میں گیا اور حقیقت حال اُس کی پوچھی لوگوں نے کہا قید خانے میں

شحنه درست گفتم سبب چیست گفتند پسرش خمر خورده و عربده[2] کرده و خون کسے
کوتوال کے ہے میں نے کہا سبب کیا ہے بولے اُس کے بیٹے نے شراب پی ہے اور لڑائی کی اور ایک شخص کا خون

ریخته و از میان گریخته پدر را بعلت[3] وی سلسله در نای ست و بند گران
کیا ہے اور شہر سے بھاگا ہے باپ کو اس علت سے طوق گلے میں ہے اور زنجیر

بر پای گفتم این بلا را وی بلجاجت از خدای[4] عز و جل خواسته است
پاؤں میں میں نے کہا اس آفت کو اُس نے التجا کرکے خدا برتر سے طلب کیا ہے

قطعه

زنان باردار ای مرد هشیار	اگر وقت ولادت مار زایند
عورتیں حاملہ مرد عاقل	اگر وقت جننے کے سانپ جنیں
ازان بهتر بنزدیک خردمند	که فرزندان ناهموار زایند
اس سے بہتر نزدیک عاقل کے	کہ لڑکا نالائق جنیں

حکایت طفل بودم که بزرگے را پرسیدم از بلوغ گفت در کتب
میں لڑکا تھا کہ ایک بزرگ سے پوچھا بالغ ہونیکے حال سے بولا کتابوں میں

مسطور ست که سه نشان دارد یکے پانزده[5] سالگی و دوم احتلام
لکھا ہے کہ تین نشان رکھتا ہے ایک پندرہ کا ہونا اور دوسرے سونے میں انزال کرنا

و سوم بر آمدن موی زهار اما در حقیقت یک نشان دارد و بس آنکه در
اور تیسرے نکلنا بالوں کا شرمگاہ پر لیکن حقیقت میں ایک نشان رکھتا ہے اور وہ یہ کہ

رضای خدای عز و جل بیش ازان باشی که در بند حظ نفس خویش و هر که
رضا میں خدائے بزرگ و برتر کے زیادہ اُس سے تو کہ اپنی آسائش ذات کی قید میں اور جو شخص کہ

[1] لفظ خبر در نسخهٔ سرور ے نیست و ظاہر از اندرے نماند ۱۲ [2] عربده بفتح عین و سکون رائے مہملتین و فتح موحده و دال مہملہ شارح نور اللہ نوشتہ کہ بمعنے جنگ و بدخو یست و در مدار الافاضل بمعنے آزردن ندیم و جنگ کردن با حبیب ست ظاہراً در اینجا معنے شارح مذکور مراد ست ۱۲ [3] ہمیں نسخہ بہتر ست و در بعضے لفظ قصاص آن واقع شدہ پس قصاص بمعنے پاداش خواہد بود کہ در بعض جا بدین معنے آمد ۱۲ خ [4] در سکندری است کہ ہر جا دال آید آنرا معجمہ بنز خوانند الا این لفظ ۱۲ مدار الافاضل ۱۲ [5] یعنے اگر عمر ازین عمر علامت دیگر ظاہر نشده باشد لا اقل مرتبہ را سے مرد دوازدہ سالگی ہست و برائے زن نہ سالگی باتفاق و ہشت سالگی باختلاف حاصل آنکہ اگر علامت دیگر یافتہ نشود بمجرد سنہا ئے مذکور حکم بلوغ کنند ۱۲

دروایں صفت موجود نیست نزد محققان بالغ نشمارندش قطعه
اس میں یہ صفت موجود نہیں ہے ارباب تحقیق کے بالغ نہیں گنتے ہیں اُسکو

بصورت آدمی شد قطرهٔ آب
شکل میں ایک قطرہ پانی کا آدمی ہو گیا
که چل روزش قرار اندر رحم ماند
کہ چالیس دن اُسے قیام رہا رحم کے اندر

وگر چل ساله را عقل و ادب نیست
اور اگر چالیس برس والے کو عقل وتمیز نہیں ہے
بتحقیقش نشاید آدمی خواند قطعه
حقیقت میں اُسے بجا ہے آدمی کہنا

جوانمردی[1] و لطفست آدمیت
سخاوت اور شفقت ہے آدمیت
همین نقش[2] هیولانی پندار
ایسے نقش بےکمال کو آدمی تصور کر

هنر باید که صورت میتوان کرد
ہنر چاہیے نہ صورت کیسے کہ صورت کھینچ سکتے ہیں
بایوانها در از شنگرف و زنگار
مکانوں پر شنگرف اور زنگار سے

چو انسان را نباشد فضل و احسان
اگر انسان کو حاصل ہو خوبی اور نیکوئی
چه فرق از آدمی تا نقش دیوار
کیا فرق ہے آدمی میں اور نقش دیوار میں

بدست آوردن دنیا هنر نیست
حاصل کرنا دنیا کا ہنر نہیں
یکے را گر توانی دل بدست آر
اگر ہو سکے کسی آدمی کا دل ہاتھ میں لا

حکایت سالے نزاعی میان پیادگان حجاج[3] افتاده بود و داعی[4] هم
ایک سال پیادگان حج گذار میں کچھ خصومت واقع ہوئی تھی اور یہ دعاگو بھی
دران سفر پیاده بود از انصاف[5] در سر و روی هم افتادیم و داد فسوق
اس سفر میں پیادہ تھا انصاف سے ہم آپس میں گتھم گتھے اور نافرمانی
و جدال دادیم کجاوه نشینی را دیدم که با عدیل خویش میگفت یاللعجب
اور لڑائی کی داد دی ہم نے ایک کجاوہ نشین کو دیکھا میں نے کہ اپنے ہم چشم سے کہتا تھا طرفہ معاملہ ہے
پیاده عاج عرصهٔ شطرنج بسر می برد فرزین میشود یعنی به از آن
کہ پیادہ ہاتھی دانت کا جبکہ میدان شطرنج کا سرے کو چلتا ہے فرزین ہو جاتا ہے یعنی بہتر اس سے

[1] یعنی آدم بودن انیست کہ جوانمردی و لطف بود ورنہ بس ہمیں ہیکل انسانی و پیکر حیوانی ۱۲ [2] نفس هیولانی کنایہ از پیکرے است کہ عقل و ادب ندارد و در بعضے نسخ نقش هیولانی بقاف بین قولہ بمعنے نفس ناطقہ کہ دو مرتبہ دارد آنرا عقل هیولانی نیز گویند و در ینجا نسخہ اول مناسب معلوم میشود و بقرینہ مضمون اشعار لاحقہ ۱۲ [3] حجاج بالضم و تشدید جیم اول جمیع حاج بر تشدید جیم کہ یکے ازاں برائے تخفیف بیائے تحتانی ہم مبدل شود بہ بمعنے حج کنندہ ۱۲ [4] داعی بمعنے دعاگو و این اشارت بسوئے شیخ رحمۃ اللہ ۱۲ [5] از انصاف آہ اے حق انیست خوب جنگ کردیم ۱۲

میشود کہ بود و پیادگانِ حاج بادیہ را بسر بردند و تبر شدند قطعہ

ہو جاتا ہے کہ تھا اور پیارے حج کرنے والے کعبے کے جنگل کو طے کر چکے و بد تر ہو گئے

از من بگوی حاجی مردم گزای را | کو پوستین خلق بآزار می درد
میری طرف سے کہدے اس حاجی مرد آزار کو | کہ وہ لباس خلق خدا کا رنج دینے کیلئے پھاڑتا ہے
حاجی تو نیستی شتر ست از برای آنکہ | بیچارہ خار می خورد و بار می برد
حاجی تو نہیں ہے اونٹ ہے واسطے اوس کے | بیچارہ کانٹے کھاتا ہے اور بوجھ لے جاتا ہے

حکایت ہندوئے نفط اندازی می آموخت حکیمے گفت ترا کہ خانہ

ایک کافر نفط اندازی سیکھتا تھا ایک عاقل نے اوس سے کہا تیرا گھر

نئین ست بازی نہ انیست بیت

چھپر کا ہے یہ کھیل مناسب نہیں

تا ندانی کہ سخن عین صوابست مگوی | آنچہ دانی کہ نہ نیکوش جوابست مگوی
جب تک نہ سمجھے تو کہ سخن معقول ہے مت کہو | اور جس کلام کو جانے تو کہ جواب اُسکا اچھا نہیں مت کہو

حکایت مردے را چشم درد خاست پیش بیطارے رفت تا دوا کند

ایک شخص کی آنکھوں میں درد پیدا ہوا سالوتری کے پاس گیا کہ میری دوا کر

بیطار از آنچہ در چشم چہار پایان میکرد در دیدۂ او کشید کور شد حکومت

سالوتری نے وہ دوا جو چار پایوں کی آنکھ میں لگاتا تھا اوس کی آنکھ میں لگائی اندھا ہو گیا دونوں جھگڑا حاکم کے

پیش داور بُردند گفت برو ہیچ تاوان نیست اگر این خر نبودے پیش بیطار

حضور میں لے گئے کہا اس پر کچھ جرمانہ نہیں ہے اگر یہ شخص گدھا نہوتا سالوتری کے پاس

نرفتی مقصود ازین سخن آنست تا بدانی کہ ہر کہ ناآزمودہ را کار بزرگ

نہ جاتا مقصود اس کلام سے یہ ہے تا جانے تو کہ جو شخص مرد نا تجربہ کار کو کار عظیم

فرماید با آنکہ ندامت برد بنزدیک خردمندان بخفت رای منسوب گردد قطعہ

حوالے کرے باوجود اُسکے کہ ندامت اُٹھاوے عاقلوں کے نزدیک کم عقلی سے منسوب ہوتا ہے

۱ حاجی تو نیستی بلکہ شتر حاجی است این بیت حرمیت سابق ذو جہتین واقع شدہ ۱۲ ح ۲ نفط معرب لغت کرروشے باشد در رنایت شہروان وآن دو نوعست سیاہ کہ آنرا لبسوندہ و سفید کہ در دوا ہلبکار اند ۱۲

۳ نئین اول منسوب بہ نی ست دوم مرکب از نون نفی وا ین نطش پر ظاہر ست ۴ داور بالفتح ووا مفتوح بمعنے حاکم ۱۲ ب ۵ تاوان بدل چیزیکہ تلف گردد ۱۲ س ۶ بیطار بفتح موحدہ سکون تحتانی وحائے بہملہ معنے طبیب چار پایاں

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ندہد ہوشمند روشن رائے
نہیں دیتا ہوشیار عقلمند
بفرومایہ کارہائے خطیر[۱]
شخص کم قدر کو بڑی خدمت میں

بوریا باف گرچہ بافندہ است
چٹائی بننے والا اگر بننے والا ہے
بنرندش بکارگاہ حریر
لیکن نہیں بیجاتے اُسے حریر بافی کے کارخانے میں

حکایت یکے از بزرگان ائمہ را پسر وفات یافت پرسیدند کہ بر
بندگوں پیشوا میں سے ایک بزرگ کا بیٹا مرگیا پوچھا اُس سے کہ
صندوق گورش چہ نویسم گفت آیات کتاب مجید را عزت بیش ازانست
قبر کے تعویذ پر کیا لکھیں کہا قرآن کی آیتوں کو عزت اُس سے زیادہ ہے
کہ روا باشد بر چنین جائگاہ نوشتن کہ بروزگار سودہ گردد و خلائق بروگذرند
کہ جائز ہو ایسے مقام پر لکھنا کہ تھوڑے زمانے میں مٹ جائے اور خلقت اُس پر گذرے
و سگان بروشاشند[۲] اگر بضرورت[۳] چیزے نویسند این بیت کفایت می کند
اور کتے اوپر اوس کے پیشاب کریں اگر بالضرور کچھ لکھنے ہو یہ بیت کافی ہیں

قطعہ وہ[۴] کہ ہر گہ کہ سبزہ در بستان
افسوس جسوقت کہ سبزہ باغ میں
بدمیدے چہ خوش بدے دل من
اگتا تھا کیا خوش ہوتا تھا دل میرا

بگذرای دوست تا بوقت بہار
ادھر گذر کر اے دوست تاکہ موسم بہار میں
سبزہ بینی دمیدہ برگل من
سبزہ دیکھے تو اگا ہوا میری خاک پر

حکایت پارسائی بریکے از خداوندان نعمت گذر کرد کہ بندہ را
ایک پرہیزگار نزدیک ایک شخص کے اہل دل میں سے گیا کہ ایک غلام کے
دست و پاے بستہ عقوبت ہمیکرد گفت ای پسر ہچو تو مخلوقی را خدائے
ہاتھ پاؤں باندھے تھے اور مار دھاڑ کرتا تھا بولا اے فرزند مجھ ایسے مخلوق کو خدائے
عزوجل اسیر حکم تو کردانیدہ است و ترا بروی فضیلت داد شکر نعمت
زبردست اور بزرگ نے مقید بڑے حکم کا کیا ہے اور تجھے اوس پر بزرگی دی شکر نعمت

۱ خطیر بروزن امیر بمعنی بزرگ ۱۲ ۲ شاشندائے بول کنند ۱۲ ۳ اشارہ است با بنگر نوشتن چیزے ضرور نیست ۴ وہ بافتح و اظہار ہائے ہوز لفظ فارسیست مشہور و مستعمل در محل استغراب و استعجاب و در مختار صحاح است کہ چون متعجب شدی از چیزے یا کہ خوش باشد گوئے وہ چیز خوش ست و ازینجا قصیدہ نیشود کہ شاید وہ مخفف واہ باشد ۱۲ ۵ یعنی از شارحان درین مقام گفتہ آند کہ ہر کہ مقصود ہرگاہ است یعنی ہر وقت و بیانش در باب اول گذشت و آنکہ در شرح این بیت گفت یعنی اگر در بستان دنیا ہر زمان سبزہ من بدمیدی یعنی آن پسر ظاہر شدے غافل شدہ از سیاق و سباق کلام و خاصتہ ازین قول بگذرای دوست الخ ۱۲ س ۱۲

باری تعالیٰ بجا آرد چندین جفا بروے پسند نباید که فردائے[1] قیامت

خدائے برتر کا بجالا اور اسقدر ظلم اُس پر روا نہ رکھ ممکن ہے کہ قیامت کے دن

به از تو باشد و شرمساری بری مثنوی

تجھ سے بہتر اور شرمندگی اوٹھاوے تو

بر بنده مگیر خشم بسیار
اپنے غلام پر بہت خفا نہ ہو

او را تو بده درم خریدی
اوس کو تو نے دس درم سے مول لیا

این حکم و غرور خشم تا چند
یہ حکم اور غرور اور غضب کب تک

اے خواجه ارسلان[3] و آغوش
اے خاوند ارسلان آغوش کے

جورش مکن و دلش میازار
ظلم اوس پر مت کر اور دل اوسکا مت دکھا

آخر[2] نه بقدرت آفریدے
آخر قدرت سے تو پیدا نہیں کیا تو نے

هست از تو بزرگ تر خداوند
تجھ سے بہت بڑا ایک مالک ہے

فرمانده خود مکن فراموش
اپنے حاکم کو فراموش مت کر

در خبر ست از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم که گفت بزرگترین حسرتے در روز

حدیث میں ہے صاحب عالم سے درود اللہ کا ہو جیو اون پر اور سلام کہ فرمایا سب سے بڑی حسرت قیامت کے

قیامت آن بود که بندهٔ صالح را به بهشت برند و خداوندگار فاسق را بدوزخ

دن وہ ہوگی کہ غلام نیک کو بہشت میں لیجاینگے اور آقا بدکار کو دوزخ میں

قطعه بر غلامیکه طوع[4] خدمت تست
اوس غلام پر کہ فرمانبردار ہے تیری خواہش کا

که فضیحت بود بروز شمار
کہ رسوائی ہوگی قیامت کے دن

خشم بیحد مران و طیره[5] مگیر
غصہ بہت مت کر اور غضب مت کر

بنده آزاد و خواجه در زنجیر
غلام آزاد اور خاوند مقید

حکایت سالے[6] از بلخ[7] باشامیانم سفر بود و راه از حرامیان پرخطر

ایک سال بلخ سے ہمراہ شامیوں کے میرا سفر تھا اور راہ راہزنوں سے خطرناک

۱ فردائے قیامت بطریق عطف بیان اے آئندہ که مراد از ان قیامت است ۱۲ ۲ آخر نه بقدرت آفریدے بدانکه لفظ آخر در زبان و محاورهٔ فارسیان برآمدے تاکید مبالغه مستعمل شود ۱۲ ۳ ارسلان و آغوش نامہاے بندگان باشند ۱۲ ۴ طوع بالفتح طاعت و فرمانبرداری کردن و رغبت نمودن ۱۲ ۵ طیره بالکسر فال بد و سبک و فارسیان بمعنے غضب و خجالت استعمال کرده اند و بالفتح نیز ۱۲ مراد اینجا بمعنے غضب مراد است مولوی انور علی ۱۲ ۶ یعنی از ۱۲ ۷ بلخ بالفتح شهریست از خراسان با گروه شام مرا سفر بود و در بعضے نسخ صحیحه بامیانم واقع شده و بامیان کوہے ست در کوہستان بلخ و غزنین ۱۲

جوانی بدرقہ[1] ہمراہ ماشد سپرباز چرخ[2] انداز سلحشور بیش زور کہ دہ مرد

ایک جوان رہبری اور نگہبانی کو ہمارے ساتھ ہوا سپرباز سخت کمان ہتھیار بند زبردست کہ دس مرد

توانان کمان او را بزہ نکردندے و زور آوران روی زمین پشت

ہٹے کٹے اوسکی کمان کو چلہ نہ کر سکتے تھے اور پہلوان تمام دنیا کے پیٹھ

او را در مصارعت بر زمین نیاوردندے اما چنانکہ دانی متنعم[3] بود و سایہ

اوسکی کشتی میں زمین پر نہ لا سکتے تھے جیسا کہ جانتے تو ناز پروردہ تھا اور گوشہ خانہ میں پلا ہوا

پروردہ نہ جہاں دیدہ و سفر کردہ رعد کوس دلاوران بگوشش

نہ جہان دیکھے ہوئے اور نہ سفر کئے ہوئے گونج دلاوروں کے نقارے کی اوسکی کان میں نہیں

نرسیدہ و برق شمشیر سواران ندیدہ شعر

پہونچی تھی اور چمک سواروں کی تلوار کی نہیں دیکھی تھی

نیفتادہ در دست دشمن اسیر نہ پڑا تھا قید میں ہاتھ دشمن کے	بگردش نباریدہ باران تیر اوسکے گرد میں نہیں برسا تھا مینہ تیر کا

اتفاقاً من و این جوان ہر دو در پے ہم دوان ہر دیوار قدیمش کہ

اتفاقاً میں اور وہ جوان دونوں بایکدیگر چلے جاتے تھے جو دیوار پورانی کہ

پیش آمدی بقوت بازو بیفگندے و ہر درخت عظیم کہ دیدے

اوس کے سامنے آتی زور بازو سے گرا دیتا جو درخت بڑا کہ دیکھتا

بہ نیروی سر پنجہ برکندے و تفاخر کنان گفتے بیت

ساتھ قوت پنجے کے اکھاڑتا اور فخر کرتا ہوا کہتا

پیل کو تا کتف و بازوی گردان بیند ہاتھی کہاں ہے کہ شانہ اور بازو پہلوانوں کے دیکھے	شیر کو تا کف و سر پنجہ مردان بیند شیر کہاں ہے کہ ہتھیلی اور پنجہ مردوں کا دیکھے

ما درین حالت کہ دو[4] ہندو از پس سنگی سر بر آوردند و آہنگ قتال ما کردند

ہم اس حال میں تھے کہ دو چوروں نے ایک پتھر کے پیچھے سے سر نکالا اور قصد ہمارے لڑنے کا کیا

[1] بدرقہ بفتح موحدہ و سکون دال مہملہ بمعنے راہبر و نگہبان قافلہ ۱۲ [2] چرخ انداز در رشیدی بمعنے سخت کمان و در جہانگیری بمعنے مطلق کماندار آمدہ و بعضے بمعنے کماندار نوشتہ اند و این معنی در ہیچ لغت بنظر نیامدہ ۱۲ اخیابان [3] طفلی پرورش یافتہ نعمت و مراد از رعد آواز از برق رخش بطریق مجاز و آن نوعے از تشبیہ است ۱۲ [4] در لفظ گردان و مردان دو نکتہ است اول صیغہ جمع بجائے مفرد آوردہ حال آنکہ مراد ذات قائل ست و این از جہت عظمت و بزرگی است و ہمچنان وضع مظہر بجائے مضمر یعنے من و این نکتہ دوئیست چنانکہ سابق اشارت بدان رفتہ و این کمال کمال بلاغت ست ۱۲ خ [5] دو ہندو و مراد از ہندو اینجا دزد باشد چراکہ در میان بلخ و دیار ایران ہند دیدہ نباشد مگر آنکہ از بلخ بطرف ہند آمدہ باشد ۱۲ خ

یکے چوبی در بغل و دیگر کلوخ[1] کوبی جوان را گفتم چہ پائی[2] کہ دشمن آمد بیت
ایک کے لکڑی اور دوسری کی بغل میں ایک موگری جوان کو کہا میں نے کیوں دیر کرتا ہے تو کہ دشمن آیا

بیارا نچہ داری[3] ز مردی و زور | کہ دشمن بپای خود آمد بگور
خرچ کر جسقدر رکھتا ہے تو قوت و زور | کہ دشمن اپنے پاؤں سے آیا ہے گور میں

تیر و کمان را دیدم از دست جوان افتادہ و لرزہ بر استخوان فرد
تیر و کمان کو دیکھا میں نے جوان کے ہاتھ سے گر پڑا اور رعشہ بدن میں پڑا ہوا

نہ ہر کہ موی شگافد بہ تیر جوشن خای[4] | بروز حملۂ جنگ آوران بدارد پای
نہ جو شخص کہ بال چیر ڈالتا ہے چار آئینہ کے کاٹنے والے تیر سے | لڑنے والوں کے حملے کے دن ثابت قدم رہتا ہے

چارہ جز آن ندیدم کہ رخت و سلاح و جامہ رہا کردیم و جان بسلامت بدر آوردیم
علاج سوائے اُسکے نہ دیکھا ہم نے کہ اسباب اور ہتھیار اور لباس رہا کیا اور جان بچا لے گئے

قطعہ

بکارہای[5] گران مرد کاردیدہ فرست | کہ شیر شرزہ[6] در آرد بزیر خم کمند
واسطے کارہائے عظیم کے مرد کار آزمودہ کو بھیج | کہ شیر غضبناک کو لاوے کمند کے پیچ میں

جوان اگرچہ قوی یال و پیلتن باشد | بجنگ دشمنش از ہول بگسلد پیوند
جوان اگرچہ پر قوت اور پہلوان ہو | دشمن کی لڑائی میں دہشت سے سکا بند بند جدا ہو جائے

نبرد پیش مصاف آزمودہ[7] معلوم ست | چنانکہ مسئلہ شرع پیش دانشمند
طریقہ لڑائی کا جنگ آزمودہ کے حضور میں روشن ہے | جیسا کہ مسئلہ شرعی صاحب علم کے آگے

حکایت توانگر زادہ را دیدم بر سر گور پدر نشستہ و با درویش بچہ بمناظرہ
ایک دولتمند زادے کو دیکھا میں نے باپ کی قبر پر بیٹھا ہوا اور ایک فقیر بچے سے بحث میں

در پیوستہ کہ صندوق تربت پدرم سنگین ست و کتابہ[8] رنگین و فرش رخام[9]
مشغول کہ میرے باپ کی قبر کا صندوق پتھر کا ہے اور کتبہ رنگین اور فرش سنگ مرمر کا

انداختہ و خشت پیروزہ درو ساختہ بگور پدرت چہ ماند خشتی دو فراہم نہادہ
بچھا ہوا اور فیروزے کی اینٹ اُسمیں جڑی ہوئی تیرے باپ کی قبر پر کیا ہے جو اس سے مشابہ ہو دو اینٹیں رکھی گئی ہو ہیں

[1] کلوخ کوب آلتی ست کہ مزا خان بدان کلوخ کلاں را بشکنند ۱۲ [2] پائی بپای خطاب از پائیدن بمعنے استادن و توقف کردن ۱۲ [3] اے ظاہر کن ۱۲ [4] جوشن بروزن ودن سلاحے باشد غیر زرہ چہ زرہ تمام از حلقہ باشد و جوشن حلقہ و تنگہائے آہن ہم باشد و آنرا چار آئینہ گویند ۱۲ ب [5] کارہائے بزرگ ۱۲ [6] شرزہ بفتح شین معجمہ و تقدیم رائے مہملہ و تقدیم رائے مہملہ بر معجمہ و تقدیم رائے مہملہ بر معجمہ بمعنے خشمگین و بر قوت و اطلاق این لفظ بر غیر شیر و پلنگ بر درندہ دیگر نیامدہ ۱۲ انوار اللہ [7] مصاف با لفتح و تشدید فا معنے صف کشیدن و کنایہ از میدان جنگ باشد اور در فارسی تخفیف فایدہ ۱۲ [8] کتابہ بکسر آنچہ بر عمارت نویسند ۱۲ [9] رخام بالضم بمعنے سنگ مرمر ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ومشتی دو خاک بروپاشیده درویش پسر این بشنید وگفت تا پدرت در زیر

اور دو مٹھی خاک اُس پر پڑی ہوئی فقیر کے بیٹے نے یہ سُنا اور بولا جب تیرا باپ اُس بھاری

آن سنگهای گران برخود بجنبد پدر من به بهشت رسیده باشد فرد

پتھروں کے نیچے جنبش کرے میرا باپ بہشت میں پہونچا ہوگا

خرکه بروے نهند کمتر بار

وہ گدھا کہ اُس پر بوجھ کم رکھیں

بیشک آسوده تر کند رفتار

بیشک آرام سے چلتا ہے

قطعه مرد درویش که بار ستم فاقه کشید

جو مرد فقیر فاقہ کشی کرتا ہے

بدر مرگ همانا که سبکبار آید

مرگ کے دروازے پر آہستہ فارغ البال آتا ہے

وانکه در دولت و در نعمت و آسانی زیست

اور جس شخص نے دولت اور نعمت اور آرام سے زندگی کی

مردنش زین همه شک نیست که دشوار آید

مرنا اوس پر اِس راہ سے شک نہیں کہ دشوار ہوگا

بهمه حال اسیری که ز بندی بجهد

بہر حال وہ قیدی کہ قید سے چھوٹا

خوشتر از حال امیری که گرفتار آید

خوش حال جان اوس میر سے کہ مقید ہوا

حکایت بزرگے را پرسیدم از معنی این حدیث اَعدیٰ عدوّک نفسک

ایک بزرگ سے پوچھے میں نے معنے اِس حدیث کے بڑا دشمن تیرے دشمنوں سے تیرا نفس ہے

التی بین جنبیک گفت بحکم آنکه هر آن دشمنی که باوی احسان کنی دوست

کہ تیرے دو پہلو کے اندر ہے کہا اوس راہ سے کہ جس دشمن سے احسان کرے تو دوست

گردد مگر نفس را چندانکه مدارا بیش کنی مخالفت زیاده کند قطعه

ہو جائے مگر نفس کہ جسقدر اوس سے ملامت زیادہ کرے تو دشمنی زیادہ کرے

فرشته خوی شود آدمی بکم خوردن

فرشتہ خصلت ہو جاتا ہے آدمی کم کھانے سے

وگر خورد چو بهائم بیوفتد چو جماد

اور اگر کھائے مثل چارپایوں کے گر پڑے مانند پتھر کے

مراد هر که بر آری مطیع امر تو گشت

مراد جس کی بر لایا تو تیرا فرمان بردار ہوا

خلاف نفس که فرمان دهد چو یافت مراد

برخلاف نفس کے کہ حکم رانی کرتا ہے جب با مراد ہوا

لہ ای در جواب تونگر زاده واین جواب بر سبیل طیبت ست ۱۲ سہ مردنش زین همه الخ ای مردن دولتمند بسبب جدائی ازین چیزہا ست ودشوار گردد وجانش بسختی در آمد وعذاب سکرات موت بسیار گردد ۱۲ سہ بهمه حال الخ ای بهر حال در میان رها شدن اسیرا ے از قید وگرفتار شدن امیرے در قید فرقے بسیار است و اسیر کنایه از درویش که در دنیا بتلخی واندوه میگذارد و بعد مفارقت روح از بدن گویا از قید رهائی یافت بنجه بعیش بهشت و هر او گرفتار آمدن امیر آنکه چون امراز تعلقات دنیا آلوده ومنهمک در ارات والیشان را محبت مال وزن فرزند بسیار بیقینین بعد مردن گرفتار عذاب باشند ۱۲ سہ بیوفتد دراصل باوفتد مضارع در افتادن بود دکه لفظ ست در افتادن الف را بیا بدل کردند همچو بیازار که بازار بود ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

جدال[1] سعدی با مدعی در بیان توانگری و درویشی!

سعدی کا جھگڑنا ایک مخالف سے تونگری اور فقیری کی گفتگو میں

یکے بر صورت درویشان نہ بر صفت ایشان در محفلے دیدم نشستہ و شنعتے

ایک شخص اوپر صورت فقیروں کے نہ اوپر صفت اونہوں کے ایک محفل میں دیکھا میں نے بیٹھا ہوا اور بدگوئی میں

در پیوستہ و دفتر شکایت باز کردہ و ذم توانگران آغاز نہادہ سخن بدینجا رسانیدہ

مصروف اور دفتر شکایت کا کھولے ہوئے اور مذمت دولتمندوں کی شروع کیے ہوئے اور کلام اس مقام تک پہونچائے ہوئے

کہ درویش را دست قدرت بستہ است و توانگران را پای ارادت شکستہ بیت

کہ فقیروں کا ہاتھ داد و دہش کا بندھا ہوا ہے اور مالداروں کا پاؤں خواہش بخشش کا ٹوٹا ہوا ہے

کریمان را بدست اندر درم نیست بخشش کرنیوالوں کے ہاتھ میں روپیہ نہیں ہے	خداوندان نعمت را کرم نیست ارباب دولت میں جود و عطا نہیں ہے

مرا کہ پروردۂ نعمت بزرگانم این سخن سخت آمد گفتم ای یار توانگران دخل[2]

مجھے پلا ہوا نعمت اغنیا کا ہوں یہ سخن ناگوار معلوم ہوا کہا میں ای یار دولتمند لوگ فقیروں کیلیے آمدنی کے سبب ہیں

مسکینانند و ذخیرہ[3] گوشہ نشینان و مقصد زائران و کہف مسافران و متحمل بار گران از بہر

اور سبب ذخیرہ مال کے گوشہ نشینوں کے واسطے اور جائے قصد زیارت کرنیوالوں کی اور پناہ مسافروں کی اور اُٹھانیوالے بوجھ بھاری

راحت دگران دست تناول بطعام آنگہ برند کہ متعلقان و زیردستان بخورند و

واسطے آرام اوروں کے ہاتھ کھانے کا اوپر کھانے کے اوسوقت لیجاتے ہیں کہ متعلق اور زیردست کھا دیں اور

فضلہ مکارم ایشان بہ ارامل[4] و پیران و اقارب و جیران[5] رسد نظم

پس خوردہ بخشش اونہوں کا ساتھ بیوہ عورتوں اور بڈھوں اور اقربا اور ہمسایوں کو پہونچے

توانگرانرا وقفست و نذر و مہمانی دولتمندوں کے تیئں وقف ہے اور نذر اور مہمانی	زکوٰۃ و فطرہ و اعتاق و ہدی و قربانی زکوٰۃ اور صدقہ عید کا اور بندہ آزاد کرنا اور ہدی اور قربانی

[1] جدال در لغت بمعنے جنگیدن با ہم در اصطلاح علم مناظرہ گفتگوی متخاصمین برائے الزام دیگر وانیجا ہر دو بینواند شد چہ قائل ہر دو مقول سبب از دو کوب ہم واقع شدہ کذا قیل ۱۲ [2] یعنے سبب آمدنی مسکینان پس ترکیب مجاز بود یا از قسم زید عدل و ہمچنین ذخیرہ ۱۲ ح ۱۲ [3] ذخیرہ بالفتح چیزے ساگونیہ کہ برائے روز پسین گذارند [4] ارامل بفتحتین و راے مہملہ و کسر میم جمع ارمل بمعنے مرد بے زن وارملہ بمعنے زن بے شوی ای بیوہ ۲ آنندا فی الفرح ۱۲ [5] جیران بکسر جیم بمعنے ہمسایگان ۱۲ [6] توانگران را آہ نذر پیمان بستن ودبا در آخر نماز مقصد رست و مراد ازین بیت کہ خیرات توانگر است کہ بیا ز دست مفلسان نماند فطرہ بکسر صدقہ عید الفطر و اعتاق بالکسر ۵ ہدی بمعنے قربانی کہ بمکہ معظمہ فرستند ۱۲ س رخ و ش ۱۲

تو کے بدولت ایشان رسی کہ نتوانی	جز این دو رکعت و آنہم بصد پریشانی
تو کب برابر دولت اونہوں کے پہونچے تو کہ نسکے تو	سوائے دو رکعت نماز کے اور وہ بھی ساتھ سو پریشانی کے

اگر قدرت جود ستؔ و اگر قوت سجود توانگرانرا بہتر میسر میشود کہ مال مزکی[1] دارند

جو مقدور بخشش اور جو طاقت سجدے کی ہے دولتمندوں کے تئیں بہتر میسر ہوتا ہے کہ مال زکوۃ دیا ہوا رکھتے ہیں

وجامۂ پاک و عرض[2] مصون و دل فارغ و قوت طاعت در لقمہ لطیف ست

اور لباس پاکیزہ اور اسباب گھر کا نگاہ رکھا گیا اور دل فارغ اور قوت طاقت کی بیچ لقمہ لطیف کے ہے

وصحت عبادت در کسوت نظیف پیداست کہ از معدہ خالی چہ قوت آید

اور صحت عبادت کی بیچ لباس پاکیزہ کے ظاہر ست کہ پیٹ خالی سے کیا قوت آوے

واز دست تہی چہ مروت واز پای بستہ چہ سیر واز دست گرسنہ چہ خیر قطعہ

اور ہاتھ خالی سے کیا مروت اور پیر بندے سے کیا سیر اور ہاتھ بھوکے سے کیا خیر ابیت

شب پراگندہ خسپد آنکہ پدید	نبود وجہ بامدادانش
رات کو پراگندہ سووے وہ شخص کہ ظاہر	نہووے روزی صبح کو اوس کی
مور گرد آورد بتابستان[3]	تا فراغت بود زمستانش
چیونٹی جمع لاوے بیچ گرمیوں کے	تو فراغت ہووے جاڑوں میں اوسکو

فراغت با فاقہ نہ پیوندد و جمعیت در تنگدستی صورت نہ بندد یکے تحریمہ[4] عشا

فراغت ساتھ فاقے کے نہ ملے اور خاطر جمع بیچ مفلسی صورت نہ باندھے ایکنے تحریمہ نماز عشا کا

بستہ و دیگرے منتظر عشا[5] نشستہ ہرگز این بدان کی ماند بیت

باندھا اور دوسرا منتظر روٹی رات کا بیٹھا ہرگز یہ ساتھ اوس کے کب مانند ہووے

خداوند روزی بحق مشتغل	پراگندہ روزی پراگندہ دل
صاحب روزی کا ساتھ حق کے مشغول	پریشان روزی پریشان دل

پس عبادت ایشان بقبول نزدیکتر ست کہ جمعند و حاضر نہ پریشان

پس عبادت اون کی ساتھ قبول کے نزدیک زیادہ ہے کہ خاطر جمع ہیں اور حاضر نہ پریشان

[1] مزکی مال پاک کہ چرک آنرا زکواۃ است برآوردہ باشند بخلاف فقیر کہ مال مزکی ندارد بلکہ ہمان زکوۃ کہ چرک مال است باو مبرسد ۱۲ [2] عرض بالفتح متاع خانہ و بالکسر حسب و ناموس ۱۲ [3] تابستان موسم گرما مرکب او تاب بمعنے گرمی و ستان موسم گرما مرکب او تاب بمعنے ابنوہ ۱۲ [4] تحریمہ در لغت بمعنے حرام کردن و در اصطلاح فقہا تکبیر افتتاح نماز گویند باین سبب کہ او حرام کند ہمہ کارہائے دنیاوی را کہ منافی نماز ست ۱۲ [5] در لفظ عشا دعشا تجنیس تام ست عشا بالکسری نماز شب وقت و منشا بالفتح طعامیکہ بعد زوال تا بشب خورند مراد اینجا طعام شب ست پس تقابل ظاہر ست ۱۲ خانہم ۱۲

وپراگندہ خاطر اسباب معیشت ساختہ و باوراد عبادت پرداختہ عرب گوید
اور پراگندہ خاطر اسباب زندگانی کا درست کیئے ہوئے اور ساتھ وظیفوں عبادت کے مشغول ہوئے عرب کہتا ہے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُکِبِّ وَجِوَارِ مَنْ لَا یُحِبُّ در
پناہ چاہتا ہوں طرف اللہ کے اس محتاجگی سے کہ اوپر زمین کے اوندہا گرانیوالی ہے اور ہمسائگی سے ساتھ اس شخص کے کہ نہیں دوست رکھتا ہے مجکو

خبرست اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ گفت این شنیدی
حدیث میں ہے کہ فقیری روسیاہی ہے بیچ دونوں جہان کے فقیر نے کہا یہ سنا تو نے

وآن نشنیدی کہ فرمودہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ گفتم خاموش کہ اشارت
اور وہ نہ سنا تو نے کہ فرمایا ہے فقر ہے فخر میرا کہا میں نے چپ رہ اشارہ

سید عالم علیہ السلام بفقر طائفہ ایست کہ مرد میدان رضا اند و ہدف
سید عالم علیہ السلام کا ساتھ فقر اوس گروہ کے ہے کہ مرد میدان رضا کے ہیں اور نشانہ

تیر قضا نہ اینان کہ خرقہ ابرار پوشند و لقمہ ادرار فروشند رباعی
تیر قضا کے نہ یہ لوگ کہ گودڑی بزرگوں کی پہنیں اور لقمہ روز ینے کا بیچیں

ای طبل بلند بانگ در باطن ہیچ
اے طبل بلند آواز بیچ باطن کے خالی
بی توشہ چہ تدبیر کنی وقت بسیج
بے توشہ کیا تدبیر کریگا تو وقت مرنے کے
روی طمع از خلق بپیچ ار مردی
منہ طمع کا پھیر خلق سے اگر مرد ہے تو
تسبیح ہزار دانہ بر دست مپیچ
تسبیح ہزار دانے کی بیچ ہاتھ کے مت پھیر

درویش بی معرفت نیارامد تا کارش بکفر نہ انجامد کہ کَادَ الْفَقْرُ
فقیر بے معرفت نہ آرام کرے جب تک کام اوسکا بیچ کفر کے نہ ملے کہ قریب ہے فقیری

اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا و نشاید جز بوجود نعمت برہنہ را پوشیدن یا در
ہووے کفر اور بچا ہے سوائے ساتھ ہونے نعمت کے ننگے کے تئیں پہنانا یا بیچ

استخلاص گرفتاری کوشیدن و ابنای جنس ما را بمرتبہ ایشان کہ رساند
چھوڑانے ایک گرفتار کے کوشش کرنا اور بیٹو جنس ہمارے کے تئیں بیچ مرتبے اونہوں کے کون پہونچا دے

سلہ ضمیر فاعل راجع بسوے من موصولہ باشد و در بعضے نسخ تخاورۃ من لا احب واقع شدہ درین صورت ضمیر مفعول راجع الطرف من محذوف اکباب انفعال ست لازم آمدہ و مرکب خبرش متعدی برین تقدیر توصیف از عالم عیشۃ راضیۃ خواہد بود کہ گو نند اکباب منفعہ می ہم آمدہ درین صورت حاجت توجیہ نیست و نسخہ لا احب فصیح تر دیدہ مے شود ۱۲ سلہ ای در مفلسی کار دین درست نشود نہ کار دانہ بیں پیش ہمچشماں و ہم روبروئے حق سبحانہ تعالی ہیچ حاصل نشود ۱۲ سلہ بر دلیل قولہ تعالی و بیان فرمودہ اند ۱۲ سلہ یعنی خود را تا ارادہ آلہی در اندہ بہر چہ مشیت اوست خوشنود باشند ۱۲ سلہ کاد الفقر الخ ای نزدیک ست کہ فقر منجر اول کفر شود ۱۲
۱۲　۱۲　۱۲　۱۲　۱۲

وید علیا به ید سفلی چه ماند نه بینی که حق جل شانه در محکم تنزیل از نعیم
اور ہاتھ اوپر کا ساتھ ہاتھ نیچے کے کیا مانند ہووے نہیں دیکھتا ہے تو کہ حق بزرگ ہے تعریف اسکی بیچ آیات قرآن کے

اہل بہشت خبر میدہد اُولٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ - فرد
اہل بہشت کی نعمت سے خبر دیتا ہے وہ لوگ ہیں واسطے اُنکے رزق معلوم ہے بہشت میں

تشنگان را نماید اندر خواب | همه عالم بچشم چشمه آب
پیاسوں کے تئیں دکھلائی دیتا ہے بیچ خواب کے | تمام عالم بیچ آنکھ کے چشمہ پانی کا

حالیکه من این سخن بگفتم عنان طاقت درویش از دست تحمل برفت
جس وقت کہ یہ بات کہی میں نے باگ طاقت فقیر کی ہاتھ برداشت سے گئی تلوار

تیغ زبان برکشید و اسپ فصاحت بمیدان وقاحت[1] جهانید و گفت
زبان کی کھینچی اور گھوڑا فصاحت کا بیچ میدان بے شرمی کے دوڑایا اور کہا

چندان مبالغت در وصف ایشان بکردی و سخنهای پریشان بگفتی
اتنا مبالغہ بیچ وصف انہوں کے کیا تو نے اور باتیں پریشان کہیں ہیں تو نے

که وهم تصور کند که تریاقند یا کلید خانه ارزاق مشتی[2] متکبر مغرور معجب[3] نفور[4] مشتغل مال
کہ وہم خیال کرتا ہے کہ زہر مہرہ ہیں یا کنجی خانہ روزی کی ہیں قوم تکبر کرنے والی مغرور خود پسند نفرت کرنیوالی

و نعمت و مفتتن جاه و ثروت[5] که سخن نگویند الا بسفاهت[6] و نظر نه
مشغول مال اور نعمت کے اور فریفتہ مرتبے اور دولت کے کہ بات نہ کہیں مگر ساتھ حماقت کے اور نظر نہ

کنند الا بکراهت علما را بگدائی منسوب کنند و فقرا را به بی سروپائی طعنه
کریں لیکن ساتھ کراہت کے عالموں کے تئیں ساتھ گدائی کے نسبت کریں اور فقیروں کے تئیں ساتھ بے سرو پائی کے طعنہ مارتے ہیں

زنند بعلت مالی که دارند و عزت و جاهیکه پندارند برتر از همه نشینند[7] و آن در سر دارند
بسبب اس مال کے کہ رکھتی ہیں اور وہ عزت اور مرتبہ کہ جانتی ہیں برتر سب سے بیٹھیں نہ وہ بات بیچ سر کے رکھتی

که سر بکسی بردارندی خبر از قول حکیمان که گفته اند هر که بطاعت از
ہیں کہ سر طرف کسی کے اٹھادیں بے خبر قول حکیموں کے کہا ہے جو شخص کہ بیچ عبادت کے اوروں

[1] وقاحت بالفتح بمعنے بے حیائی ۱۲ [2] مشتی بالضم بمعنے جماعت قلیل و بے اعتبار آمده و این جمله شانفه است بعد اعراض از قول و تریاقند الخ بدان شروع کرده ۱۲ [3] معجب بالضم و کسر جیم بمعنے خود بین و خود پسند ۱۲ [4] نفور بالفتح نون بمعنی گریزنده از صحبت نیکان [5] ثروت بفتح مثلثه بمعنی مال بسیار ۱۲ [6] بدانکه نسخه سفاهت بمعنی احمق و حماقت قوی تر است از شفاعت و شفاعت بمعنے بخشائیدگی و خاطر و واسطه دیگرے معنی آنکه باکسی سخن نگویند مگر بواسطه چه رسم است که بواسطه بیگی کلام کنند [7] متعلق است مابعد خود است مابعد خود است بر خانه همه نشسته [8] سر کسے بردارند
بسبب کسے سر بر افراختہ کنند ۱۲

دیگران کم است و نعمت بیش بصورت توانگر است و بمعنی درویش[1] بیت

سے کم ہے اور نہایت نعمت کے زیادہ ظاہر میں دولتمند ہے اور باطن میں محتاج

گر بی ہنر بمال کند کبر بر حکیم	کون خرش شمار اگر گاو عنبر است
جو بے ہنر ساتھ مال کے کرے تکبر اوپر حکیم کے	کون خراسکو جان اگر گاو عنبر ہے

گفتم مذمت اینان روا مدار که خداوند کرمند گفت غلط گفتی که بندهٔ درمند

کہا میں نے مذمت انہوں کی روا مت رکھ کہ صاحب بخشش کے ہیں کہا غلط کہا تو نے کہ بندے درم کے ہیں

چه فائده که ابرند و نمیبارند و چشمهٔ آفتاب اند و بر کس نمی تابند و بر مرکب

کیا فائدہ کہ مانند بدلی کے ہیں اور نہیں برستے اور چشمہ آفتاب کے ہیں اور اوپر کسی کے نہیں چمکتے ہیں اور اوپر

استطاعت سوارند و نمیرانند قدمی بهر خدا ننهند و درمی بی من و اذی

گھوڑے مقدور کے سوار ہیں اور نہیں دوڑاتے ہیں اور ایک قدم واسطے خدا کے نہ رکھیں اور ایک درم بے احسان اور

ندهند مالی بمشقت فراهم آرند و بخست نگهدارند و بحسرت بگذارند چنانکه

اذیت کے نہ دیں ایک مال ساتھ مشقت کے جمع لاویں اور ساتھ خست کے نگاہ رکھیں اور ساتھ حسرت کے چھوڑیں جیسا کہ

بزرگان گفته اند سیم بخیل از خاک وقتی بر آید که وی در خاک رود شعر

بزرگوں نے کہا ہے چاندی بخیل کی خاک سے اس وقت نکلے کہ وہ نہایت خاک کے جاوے

برنج و سعی کسی نعمتی بچنگ آرد	دگر کس آید و بی رنج و سعی بردارد
رنج اور کوشش سے کوئی نعمت نہایت ہاتھ کے لاوے	اور دوسرا آدمی آوے اور بے رنج اور کوشش کے اٹھا لے

جواب گفتمش بر بخل خداوندان نعمت وقوف نیافته الا بعلت گدائی وگرنه

جواب کہا میں نے اس کو اوپر بخل صاحبوں نعمت کے وقوف نہ پایا تو نے لیکن بسبب گدائی کے وگرنہ

هر که طمع یکسو نهد کریم و بخیلش یکی نماید محک داند که زر چیست و گدا داند

جو کوئی کہ طمع ایک طرف رکھے کریم اور بخیل اس کو ایک معلوم کسوٹی جانے کہ سونا کیا ہے اور فقیر جانے

که ممسک کیست گفتا بتجربت آن میگویم که متعلقان بر در بدارند و غلیظان شدید

کہ ممسک کون ہے کہا ساتھ آزمائش اس کی کے کہتا ہوں میں کہ دربانوں کے اوپر دروازے کی رکھیں اور غلیظوں سخت

[1] درویش اینجا بمعنی محتاج است [2] کبر بکسر کاف تازی بمعنی غرور [3] کون خر معروف و کنایه از احمق باشد [4] گاو عنبر گاو بحری سر گینش عنبر است و آن در دریا می باشد ۱۲ [5] نمی بارند ای فیض نمی رسانند [6] ای مردم بعد مردنش خرچ کنند و اینجا خوش نسخه گوئل درست لیکن در کتب موجوده یافته نشد اعنی او در آید که با وصف خفصار و متانت مضمون نسخه کتاب با حسن وجوه ادا می کند [7] محک بکسر اول و فتح آن هر دو درست اما بالکسر افصح است نور الله [8] ممسک بالضم و کسر سین مهمله بمعنی بسیار بخیل ۱۲ [9] متعلقان کنایه از خدام و حجاب و در بعضی نسخ متعلقان از تصنیف بمعنی بدرشتی پیش آمدن دیده شد ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

را برگمارند تا بار عزیزان ندہند و دستِ جفا بر سینۂ صالحان و اہل تمیز

کے تئیں مقرر کریں تو دخل عزیزوں کو نہ دیں اور ہاتھ ظلم کا اوپر سینے نیکوں اور صاحب تمیز کے رکھیں

ننہند و گویند کس اینجا نیست و بحقیقت راست گفتہ باشند بیت

اور کہیں کہ کوئی اسجگہ نہیں ہے اور حقیقت میں سچ ہی کہا ہووے

آنرا کہ عقل و ہمت و تدبیر و رای نیست
جس شخص کی عقل اور ہمت اور تدبیر در رائے درست نہیں

خوش گفت پردہ دار کہ کس در سرای نیست
کسی پردہ دار نے اچھا کہا کہ گھر میں کوئی آدمی نہیں ہے

گفتم بعد از آنکہ از دست متوقعان بجان آمدہ اند و از رقعہ گدایان بفغان

کہا میں نے بعد اس کے کہ ہاتھ سے امید داروں کے جاں سے تنگ آئے ہیں اور رقعہ فقیروں سے پیچ شور کے

و محال عقلست کہ اگر ریگ بیابان در شود چشم گدایان پر شود شعر

اور محال عقل ہے کہ اگر بالو جنگل کی موتی ہووے آنکھ فقیروں کی بھر ہووے

دیدۂ اہل طمع بنعمت دنیا
دیکھے اہل طمع کا ساتھ نعمت دنیا کے

پر نشود ہمچنانکہ چاہ بہ شبنم
پر نہ ہووے جیسا کہ کنواں اس سے

ہر کجا سختی دیدہ تلخی کشیدہ را بینی خود را بشرہ در کارہای مخوف اندازد

یہاں کہیں سختی دیکھے ہوئے اور تلخی کھینچے ہوئے کے تئیں تو وہ اپنے تئیں ساتھ حرص پیچ کاموں خوفناک کے ڈالے

و از عقوبت نہراسد و حلال از حرام نشناسد قطعہ

اور عذاب آخرت سے نہ ہراس کرے اور حلال حرام سے نہ پہچانے

سگے را گر کلوخے بر سر آید
کتے کے تئیں ایک ڈھیلا اوپر سر کے آوے

اگر نعشے دو کس بر دوش گیرند
جو ایک نعشے آدمی کی اوپر کندھے کے لیویں

ز شادی بر جہد کان استخوانیست
خوشی سے کودے کہ وہ ہڈی ہے

لئیم الطبع پندارد کہ خوانیست
کنگال طبیعت والا معلوم کرے کہ خوان ہے

اما صاحب دنیا کہ بعین عنایت حق ملحوظ است و بحلال از حرام محفوظ من

لیکن دولتمند کے ساتھ آنکھ بخشش خدا کے لاحظہ کیا گیا ہے اور بسبب حلال کے حرام سے پناہ کیا گیا ہے

لے بار بموحدہ در رائے مہملہ بمعنی دخل ۱۲ لے یعنی اگر در حقیقت او کس نباشد ۱۲ لے شرہ بکسر شین معجمہ و فتح رائے مہملہ بمعنی حرص ۱۲ لے مخوف اگر اسم فاعل از تخویف باشد بمعنی ترسانیدہ شدہ بود ۱۲ لے و حلال از حرام نشناسد لے تمیز نکند در حلال و حرام ۱۲ لے نعش بفتح نون و سکون عین مہملہ و در آخر شین معجمہ تابوتیکہ بر آن مردہ باشد و وجہ بندا شتن خوان انیست کہ در آن وقت خوان را بشکل کشتی میساختند لے لئیم الطبع آنرا گوئید کہ خود نہ کرخورد و نہ بہ دیگران دہد ۱۲
۱۲ ۱۲ ۱۲

ہمان انگارکہ تقریر این سخن نگفتم و بیان و برہان نیاوردم انصاف از تو
میں وہی معلوم کر کہ تقریر اس بات کی نہ کہی میں نے اور بیان اور دلیل نہ لایا میں انصاف تیرے امید
توقع دارم کہ ہرگز دیدی دست دغائی بر کتف بستہ یا بینوائی بزندان
رکھتا ہوں میں کہ ہرگز دیکھا تو نے ہاتھ ایک دغاباز کا اوپر مونڈھے کے بندھا ہوا یا ایک مفلس بیچ قید خانے
در نشستہ یا پردۂ معصومی دریدہ یا کفے از معصم[1] بریدہ الا بعلت درویشی
کے بیٹھا ہوا یا پردہ ایک معصوم کا پھٹا ہوا یا ہاتھ پہنچے سے کٹا ہوا مگر بسبب فقیری کے
شیر مردان[2] را بحکم ضرورت در نقبہا گرفتہ اند و کعبہا سفتہ و محتمل ست ایکہ
شیر مردوں کے تئیں ساتھ حکم ضرورت کے بیچ سیندوں کے پکڑا ہے اور ٹخنے پروئے ہوئے اور احتمال یہ ہے کہ
یکے را از درویشان نفس امارہ مرادی طلب کند چون قوت احصانش نباشد
ایک تئیں فقیروں سے نفس حکم دینے والا ایک مراد طلب کرے جو قوت نگاہ رکھنے اس کے کی نہ ہووے نہ
بعصیان مبتلا گردد کہ بطن و فرج توامند یعنی دو فرزند یک شکم مادام
ساتھ گناہ کے ہنگے گرفتار ہووے کہ پیٹ اور فرج دو بچے ایک پیٹ کے ہیں یعنی دو لڑکے ایک پیٹ
کہ این یکے بر جا ست آن دیگر بر پا ست شنیدہ ام کہ درویشی را با حدثے بر
سے جبتک کہ یہ ایک اوپر جگہ کے ہے وہ دوسرا قائم سنا ہے میں نے کہ ایک فقیر کو ساتھ ایک جوان
خبثے بدیدند با آنکہ با شرمساری بردیم سنگسار بود گفت ای مسلمانان
خوابثہ کے اوپر ایک بری کے دیکھا باوجود اس کے کہ شرمندگی سے جاوے دہشت سنگساری کی تھی کہا اے مسلمانو
قوت ندارم کہ زن کنم و طاقت نہ صبر چہ کنم لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ
قوت نہیں رکھتا ہوں میں کہ جورو کروں میں اور طاقت نہیں کہ صبر کیا کروں میں نہیں ہے رہبان ہونا بیچ اسلام کے
واز جملۂ مواجب سکون و جمعیت درون کہ توانگر انرا میسر میشود یکے آنکہ ہر شب
اور تمام واجبات اطمینان سے اور جمعیت دل کے کہ امیروں کے تئیں نصیب ہوتی ہے ایک وہ کہ ہر رات کو
صنمے در بر گیرند و ہر روز جوانی از سر کہ صبح تابان را دست از صباحت او
کو ایک معشوق بیچ بغل کے پکڑتے ہیں اور ہر روز شروع جوانی کا سر لیتے ہیں کہ صبح تاباں کے تئیں ہاتھ خوبصورتی اس

[1] معصم بکسر میم و سکون عین و فتح ساد جہلنین جاے دست برنجن از ساعد تا باریکی بند دست ۱۲ [2] اس سے یعنی شیر مردان از جہت اضطرار از بخانہ مردم نقب زنند و ایشانرا در عین حالت مذکورہ گرفتہ اند زیر کہ معاید و مساکن بزرگ را سوراخ کردہ اند ۱۲ [3] کعب شتالنگ را گویند و آن استخوان ہندست بالائے پاشنہ ۱۲ [4] احصان بالکسر در عار و عا بفتحتین بمعنے نگاہداشتن از بدی نفس را بنکاح کردن ۱۲ [5] حدث بفتح حا و دال تو خاستہ کنایہ از کودک ۱۲ [6] لا رہبانیۃ آہ اے نیست روا کفارہ لنفس کشی خلاف شرع سازند در اسلام ۱۲

بر دل وسرو خرامان را پای از خجالت او در گل بیت
کی سے اوپر دل کے اور سرو خراماں کے نہیں شرمندگی اس کی سے بیچ کیچڑ کے

بخون عزیزان فرو برده چنگ
بیچ خون عاشقوں کے پنجے لپکئے چنگل
سرانگشتہا کرده عناب رنگ
سرانگلیوں کا کئے ہوئے عناب کی سی رنگت

شعر ولیکہ حور بہشتی ربود و یغما کرد
وه دل کہ حور بہشتی نے کیا اور لوٹ نہ کیا
کی التفات کند بر بتان یغمائی شعر
کب مہربانی کرے اوپر معشوقوں یغما کے

مَنْ کَانَ بَیْنَ یَدَیْہِ مَا اشْتَہٰی رُطَبٌ
وہ شخص کہ ہووے روبرو اس کے جسقدر کہ چاہیے خرمائے تر
یُغْنِیْہِ ذٰلِکَ مِنْ رَجْمِ الْعَنَاقِیْدِ
بے پروا کرتا ہے اسکے تئیں وہ خرما پتھر مارنے خوشہ انگور سے

اغلب تہیدستان دامن عصمت بمعصیت آلایند و گرسنگان نان ربایند بیت
اکثر مفلس آدمی پاکیزگی کا ساتھ زنا کے آلوده کرتے ہیں اور بھوکے روٹی لے جاتے ہیں

چون سگ درنده گوشت یافت نپرسد
جو کتے پھاڑنے والے نے گوشت پایا نہ پوچھے
کین شتر صالحست یا خر دجال
کہ یہ اونٹنی حضرت صالح کی ہے یا گدھا دجال کا

چه مایه مستوران بعلت درویشی در عین فساد افتاده اند و
کس واسطے کہ اکثر عورتیں پاکدامن بسبب فقیری کے بیچ نہایت فساد کے پڑی ہیں اور
عرض گرامی را بباد زشت نامی برباد داده فرد
آبرو بزرگ کے تئیں ساتھ ہوا بدنامی کے برباد دیا

با گرسنگی قوت پرہیز نماند
ساتھ بھوک کے طاقت پرہیزگاری کی نہ رہے
افلاس عنان از کف تقوی بستاند
مفلسی باگ ہاتھ پرہیزگاری سے لے جاوے

آنکه گفتی در بروی مسکینان ببند ند حاتم طائی که بیابان نشین بود
وہ کہ کہا تو نے دروازه اوپر منہ غریبوں کے باندھیں حاتم طائی کہ جنگل کا بیٹھنے والا تھا
اگر شہری بودی از جوش گدایان بیچاره شدی و جامه برد
اگر شہر کا رہنے والا ہوتا زیادتی فقیروں سے بیچاره ہوتا اور کپڑے اوپر اس کے

لے سرو خراماں را آه یعنی بر سبیل دعا میگوید کہ سرو پیش این خراماں بوده است آنچنان کہ پائے او در گل ست دیار اے
خرامیدن ندارد بسبب خجالت ست ۲؎ یغما بمعنی غارت و نام شهیدے منسوب بخوبان اول اول ست و دوم دوم ۱۲
خیابان ۳؎ درنده اللشدید را وا سقاط تای گوشت دیافت چه در صورت اجتماع سه ساکن اگر خواہند یکے را در تقطیع
حذف و دوم را متحرک کنند و بیت از بحر منسرح مطوی منحور محذوف است مفتعلن فاعلات مفتعلن فع یا فلع ۱۲ مولوی
محمد ہادی علی مرحوم ۱۲ اعه نے کسیکه ادر اچنین صحبت میسر گردد پس شاغل گویا مذکور ست ۱۲ ۱۲ ۱۲

پارہ کردندے چنانکہ در طیبات آمدہ است **شعر**

ٹکڑے کرتے جیسا کہ بیچ کتاب طیبات کے آیا ہے

درمن منگر تا دگران چشم ندارند	کز دست گدایان نتوان کرد ثوابے[1]
بیچ میرے مت دیکھ تو اور امید نہ رکھیں	کہ ہاتھ فقیروں سے نہ سکے کرنا ایک اجر

گفتا نہ کہ من بر حال ایشان رحمت[2] می برم گفتم نہ کہ بر مال ایشان

کہا نہ کہ میں اوپر حال انہوں کے رحمت لے جاتا ہوں ہیں کہا میں نے کہ اوپر مال انہوں کے

حسرت میخوری ما درین گفتار و ہر دو بہم گرفتار ہر بیدقے کہ براندے

افسوس کھاتا ہے تو ہم بھی اس گفتگو کے اور دونو آپس میں گرفتار جو پیادہ کہ دوڑاتا تھا

بدفع آن کوشیدمے و ہر شاہی کہ بخواندے بفرزین بپوشیدمے

بیچ دفع کرنے اس کے کوشش کرتا میں اور جو بادشاہ کہ بلاتا تھا ساتھ وزیر کے چھپاتا تھا میں یہاں

تا نقد کیسۂ ہمت در باخت و تیر جعبۂ[3] حجت ہمہ بینداخت **قطعہ**

تک کہ نقد تھیلی ہمت کا ہارا اور تیر ترکش دلیل کے سب گرائے

ہان تا سپر نیفگنی[4] از حملۂ فصیح !	کورا جزین مبالغہ مستعار نیست
جبتک سپر ڈالے تو حملے فصاحت کے بولنے والے سے	وہ کہ اس کے نہیں سوائے مبالغہ مانگے ہوئے کے نہیں ہے
دین ورز و معرفت کہ سخندان سجع[5] گو	بر در سلاح دارد و کس در حصار نیست
دین قبول کر اور معرفت کی بات جاننے والا مقفی کہنے والا	اوپر دروازے کے ہتھیار رکھتا ہے اور کوئی بیچ قلعے کے

تا عاقبۃ الامر دلیلش نماند و ذلیلش کردم دست تعدی دراز کرد

آخر کو دلیل اس کی نہ رہی ذلیل اس کو کیا میں نے ہاتھ ظلم کا بڑھاتا کیا اور بے ہودہ

و بیہدہ گفتن آغاز و سنت جاہلان است کہ چون بدلیل از خصم فرو مانند

کہنا شروع اور طریقہ جاہلوں کا ہے کہ جو بیچ دلیل کے دشمن کے عاجز رہیں

سلسلۂ خصومت جنبانند چون آزر بت تراش کہ بحجت با پسر برنیامد

زنجیر دشمنی کی ہلاویں جیسے آزر بت کا تراشنے والا کہ بیچ حجت کے ساتھ بیٹے کے سر پہ نہ رہا

[1] کز دست گدایان آہ ثواب بفتح مثلثہ بمعنی جزائے چیزے و سبب بطلان صدقہ از دست گدایان انیست کہ ہر گاہ ایشان توانگر را ننگ میازند و سخت میگیرند و بمقتضائے بشریت البتہ ازوہ شود و آزدگی مصدق باعث صدقہ شود بدلیل قولہ تعالیٰ لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی یعنی ضائع مسازید صدقہای خود را بسبب منت نہادن و آزار دادن بر مصدق علیہ ۱۲ [2] رحمت می برم چرا کہ مالدار ندو ثواب مزید نساز ند ۱۲ [3] جعبہ بفتح جیم و سکون عین مہملہ و فتح موحدہ بمعنی ترکش ۱۲ [4] سپر افگندن بمعنے عاجز نا ندان ۱۲ [5] سجع بالفتح در ج شعر اکلام مقفی را گویند ۱۲

بجنگ برخاست آنچه دشنامم
واسطے لڑائی کے اٹھا تحقیق اگر باز نہ آویگا تو سنگسار کرونگا میں پتھرے تئیں گالی مجھ کو دی

داد سقطش گفتم گریبانم درید زنخدانش شکستم قطعہ
برا اُس کو کہا میں نے گریبان میرا پھاڑا ٹھوڑی اس کی توڑی میں نے

او در من و من درو فتادہ
وہ بیچ میرے اور میں بیچ اس کے پڑا

انگشت تعجب جہانے
انگلی تعجب ایک جہان کی

خلق از پے ما دوان و خندان
خلق از پے ہمارے سے دوڑتی ہوئی اور ہنستی ہوئی

از گفت و شنید ما بدندان
گفتگو ہماری سے بیچ دانتوں کے

القصہ مرافعت این سخن پیش قاضی بردیم و بحکومت عدل قاضی راضی
آخر کو رفع کرنا اس بات کا آگے قاضی کے لئے گئے ہم اور حکم دینے صاحب انصاف پر راضی

شدیم تا حاکم مسلمانان مصلحتے بجوید و میان توانگران و درویشان فرقے
ہوئے ہم تو حاکم مسلمان کا ایک صلاح ڈھونڈھے اور درمیان امیروں اور فقیروں کے کچھ فرق

بگوید قاضی چون حالت ما بدید و منطق ما بشنید سر بجیب تفکر فرو برد و
کہے قاضی نے جو حالت ہماری دیکھی اور گفتگو ہماری سنی سر بیچ سبب فکر کے لے گیا اور

پس از تامل بسیار سر بر آورد و گفت ایکہ توانگران را ثنا گفتی و بر درویشان جفا
پیچھے تامل بہت سے سر اٹھایا اور کہا اے کہ امیروں کے تئیں تعریف کہی تونے اوپر فقیروں کے ظلم

روا داشتی بدانکہ ہر جا کہ گل ست خار ست و با خمر خمار ست و بر سر گنج مار ست
روا رکھا تونے جان کہ جس جگہ کہ پھول ہے کانٹا ہے اور ساتھ شراب کے خمار ہے اور اوپر خزانے کے سانپ ہے

وآنجا کہ در شاہوار ست نہنگ مردم خوار ست لذت عیش دنیا را لدغۂ اجل
اور اس جگہ کہ موتی شاہ ہوا ہے مگر جانور آدمی کھانے والا ہے لذت عیش دنیا کے تئیں ڈنک موت کا

در پے ست و نعیم بہشت را دیوار مکارہ در پیش بیت
پیچھے ہے اور نعمت بہشت کے تئیں دیوار مکروہات کی آگے

۱؎ کہیں لم آہ اے اگر باز نخواہی آمد اے ابراہیم ہر آئینہ سنگسار کنم ترا داین حکایت قول آزر بت تراش است
۲؎ سقط لیفتحتین در اصل بمعنی غلط انتظاد بمجاز بمعنی بد گفتن مستعمل ۱۲ ۳؎ مرافعت آہ بردا شتن معاملہ بسوئے حاکم واین
سخن از افضلیت غنا بہ فقر نہ مرافعۂ جنگ و زد و کوب و بحکومت عدل اے بحکم بودن مرد عال ۱۲ ۴؎ از بن درخ وغیرہ ۱۲
لدغہ بفتح لام و سکون دال مہملہ و غین معجمہ در آخر نیش زدن مار و کژدم ۱۲ ۵؎ دیوار مکارہ بدلیل حدیث شریف
حفت النار بالشہوات اے گرد کردہ باشد است بہشت بمکروہات دوزخ بہ خواہشہائے نفس امارہ ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

چو دشمن چه کند گر نکشد طالب دوست | گنج و مار و گل و خار و غم و شادی بهمند
ظلم دشمن کا کیا کرے جو نہ کھینچے طالب دوست کا | خزانہ اور سانپ اور پھول اور کانٹا اور غم اور خوشی بہم ہیں

نظر نکنی در بستان که بید مشک ست و چوب خشک و همچنین در زمرهٔ توانگران
نظر نہیں کرتا ہے تو بیچ باغ کے کہ بید مشک ہے اور لکڑی خشک اور ایسے ہی بیچ گروہ دولتمندوں کے

شاکرند و کفور و در حلقهٔ درویشان صابرند و ضجور[1] شعر
شکر کرنیوالے ہیں اور کفر کرنیوالے اور بیچ حلقہ فقیروں کے صبر کرنیوالے اور دلتنگ

اگر ژاله هر قطرهٔ در شدی | چو خرمهره بازار ازو پر شدی
اگر اولہ ہر قطرہ موتی ہوتا | مانند کوڑیوں کے بازار اس سے بھرا ہوتا

مقربان حضرت جل و علا توانگرانند درویش سیرت و درویشانند
نزدیک رہنے والے حضرت بزرگ و برتر کے دولتمند ہیں درویش خصلت اور درویش ہیں

توانگر همت و مهین توانگران آنست که غم درویش خورد و بهین
توانگر ہمت اور بہتر امیروں میں وہ ہے کہ غم فقیر کا کھاوے اور بہتر

درویشان آنکه کم توانگران گیرد[2] و من یتوکل علی الله فهو حسبه
فقیروں میں وہ ہے کہ کم دولتمند سے لے اور جو شخص کرتا ہے توکل اوپر اللہ کے پس وہ کافی ہوا سکو

پس روی عتاب از من بجانب درویش کرد و گفت ای که گفتی
پس منہ غصے کا مجھ سے طرف فقیر کے کیا اور کہا اے کہ کہا تو نے

توانگران مشتغل اند بمناهی[3] و مست ملاهی[4] نعم[5] طائفهٔ هستند برین
دولتمند مشغول ہیں کار ممنوع دنیا میں اور مست اور بھولے ہوئے بازیوں کے بیچ ہے ایک گروہ ہیں اوپر اس

صفت که بیان کردی قاصر همت کافر نعمت که ببرند و بنهند و نخورند
صفت کے کہ بیان کیا تو نے چھوٹی ہمت اور کفر کرنے والے نعمت کے کہ لیجاویں اور رکھیں اور نہ کھاویں

و ندهند و اگر بمثل باران نبارد و یا طوفان جهان را بر دارد
اور نہ دیویں اور جو ساتھ مثل کے مینہ نہ برسے اور یا طوفان جہان کو اٹھا دے

---

[1] ضجور بفتح ضاد معجمه و جیم و واو ساکن و آخر رائے مہملہ بمعنے تنگدل ۱۲ [2] یعنی مقرب نزد خدائے تعالیٰ کسانی ہستند کہ توانگر بحال و فقیر اند در احوال کسانکہ فقیر اند در احوال و توانگر در افعال یعنی فقر خود بر مردم ظاہر نکنند بلکہ تصدق میکنند چنانچہ گفتہ اند السخاوة فی التعلّة ۱۲ [3] کم بکسر کاف تازی و بسکون میم بمعنے کمتر معروف و بمعنی ترک و نادر ہم مکدرا است ۱۲ ب [4] مناہی با لفتح جمع منہی بالفتح اے چیزہا یکہ شارع ازاں منع فرمودہ ۱۲ [5] ملاہی بالفتح جمع ملہی بالضم یعنے چیزیکہ از یاد خدائے تعالیٰ غافل سازد یعنی بازیہای تا شرع ۱۲ [6] نعم بفتحتین کلمہ ایجاب است بمعنی آرے قبول کردم

باعتماد مکنت چو لیکن از محنت درویش نپرسند و از بار تیعاے نترسند و گویند شعر

ساتھ اعتبار مال اپنے کے محنت فقیر کی نہ پوچھیں اور خدا سے نہ ڈریں اور کہیں

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک

جو نیستی سے دوسرا ہوا ہلاک

مرا ہست بط را ز طوفان چہ باک شعر

مجکو مال ہے بط کو طوفان سے کیا دہشت

وَذَوَاتُ الدُّنْیَا قَافِیْ ہَوَادِجِھَا

اور بہت عورتیں ہیں پر سوار اونٹوں کی بیچ ہودجوں کے

مَا لَمْ یَلْتَفِتْنَ اِلٰی مَنْ غَاصَ فِی الْکُثُبِ

التفات نہیں کرتی ہیں طرف اس شخص کی کہ جاتا ریگ کے تودوں میں

شعر دونان چو گلیم خویش بیرون بردند

کمینے جو کملی اپنی باہر لے گئے

گویند چہ غم گر ہمہ عالم مردند

کہیں کیا غم جو تمام عالم مرا

قومی بدین نمط ہستند کہ شنیدی و طائفہ خوان نعمت نہادہ دست کرم

ایک قوم ساتھ اسطرح کے ہیں کہ سنا تونے اور ایک گروہ نے خوان نعمت کا رکھا اور ہاتھ کرم کا کھولا

کشادہ طالب نام اند و مغفرت و صاحب دنیا و آخرت چون بندگان حضرت

چاہنے والے نام کے ہیں اور مغفرت کے اور صاحب دنیا اور آخرت کے جیسا کہ بندے حضرت بادشاہ تمام عالم کے

پادشاہ عادل مؤید مظفر مالک ازمۂ انام حامی ثغور اسلام وارث ملک

عدل کرنے والے کے امداد پایا گیا فتح پایا گیا مالک لگاموں خلق کا حمایت کرنیوالا سرحدوں اسلام کا وارث

سلیمان اعدل ملوک زمان مظفر الدنیا والدین اتابک ابوبکر بن سعد

ملک سلیمان کا عادل زیادہ بادشاہوں زمانے کا فتح پایا گیا دنیا اور دین کا اتالیق یعنی ادب دینے والا ابوبکر بیٹا سعد

زنگی اَدَامَ اللّٰہُ اَیَّامَہٗ وَنَصَرَ اَعْلَامَہٗ قطعہ

زنگی کا ہمیشہ رکھے اللہ زمانہ اس کا اور یاری دے نیزوں اس کے کو

پدر بجای پسر ہرگز این کرم نکند

باپ بیچ جگہ بیٹے کے ہرگز یہ کام نہ کرے

کہ دست تو با خاندان آدم کرد

کہ ہاتھ بخشش تیرے نے ساتھ گھرانے آدم کے کیا

خدای خواست کہ بر عالمی ببخشاید

خدا نے چاہا کہ اوپر ایک عالم کے بخشش کرے

ترا برحمت خود پادشاہ عالم کرد

تیرے تئیں ساتھ مہربانی اپنی کے بادشاہ عالم کا کیا

ل مرا دہست اے ہست مال ۱۲ ل داد بمعنی زرب برائے تکثیر ست راکتابے جمع راکبہ بمعنی زن سوار بنا بالکسر و تحتانی جمع ناقہ بمعنی شتر مادہ ہوادرح جمع ہودج و غاص بعین معجمہ و صاد مہملہ ای فرو رفت و کثب بضم کاف تازی و ثاء مثلثہ و آخر باء موحدہ جمع کثیب بضم کاف تازی بمعنی تودہ ریگ ۱۲ ل بصیغہ جمع نظر بمعنے ہمہ الم کہ معنی جمعیت از اں حاصل میشود ۱۲ خیابان سعدہ یعنی میخواہند ذکر خیر و غفران ل صاحب دنیا باعتبار مال و دولت و صاحب آخرت باعتبار مال و دولت و صاحب آخرت باعتبار جود و سخا کہ مزد آن در عقبا خواہند یافت ل ازمہ بالفتح و کسر زاے معجمہ و تشدید میم جمع زمام رسنی کہ در بینی شتر کنند و اعراب میگویند ۱۲ ل ثغور بضم ۱۲

قاضی چون سخن بدین غایت رسانید واز حد قیاس ما اسپ مبالغت

قاضی نے جو بات اس نہایت کو پہنچائی اور حد قیاس ہماری سے گھوڑا مبالغے کا

درگذرانید بمقتضای حکم قضا رضا دادیم وازما مضی درگذشتیم و بعد از

گذرانا موافق حکم قضا کے راضی ہوئے ہم اور جو چیز کہ گذری تھی اُس سے درگذرے اور بعد

مجازا طریق مدارا گرفتیم وسر بتدارک قدم یکدیگر نہادیم و بوسہ بر سر وروے

سختی کے راہ صلح کی لی ہمنے اور سر ساتھ بدلا لینے کے اوپر قدم کے آپسمیں رکھا ہمنے اور بوسہ اوپر سر اور منہ

ہم دادیم وختم سخن برین دو بیت کردیم قطعہ

آپس کے دیا ہم نے اور ختم بات کا اوپر اس دو بیت کے کیا ہم نے

مکن ز گردش گیتی شکایت ای درویش
مت کر گردش زمانے سے گلہ اے فقیر

توانگرا چو دل ودست کامرانت ہست
اے مالدار جو دل اور ہاتھ تیرا مقصود ور ہے

کہ تیرہ بختی اگر ہمبرین نسق مردی
کہ کم بخت ہے تو اگر اسی طرح سے مرا تو

بخور ببخش کہ دنیا وآخرت بردی
کھا بخشش دے کہ دنیا اور آخرت لے گیا تو

باب ہشتم در آداب صحبت

باب آٹھواں بیچ آداب صحبت کے

مال از بہر آسایش عمرست نہ از بہر گرد کردن مال عاقلے را پرسیدند نیکبخت کیست

مال واسطے آرام عمر کے ہے نہ واسطے جمع کرنے مال کے ایک عاقل کے تئیں پوچھا نیکبخت کون ہے

وبدبخت چیست گفت نیکبخت آنکہ خورد وکشت وبدبخت آنکہ مرد وہشت شعر

اور بدبخت کیا ہے کہا نیکبخت وہ کہ کھایا اور بویا اور بدبخت وہ کہ مرا اور چھوڑ گیا

مکن نماز بران ہیچکس کہ ہیچ نکرد
مت کر نماز اوپر اس کے کہ جس نے کچھ نہ کیا

کہ عمر در سر تحصیل مال کرد ونخورد
کہ عمر بیچ خیال تحصیل مال کے کی اور نہ کھایا

لہ مجازا مخفف مجازات بمعنی سزا دادن باہم ہمچو مدارا مخفف مدارات واین حذف از تصرف فارسیان ست ۱۲ سہ از باب تفاعل بمعنے دربافتن رفتہ اکنون بمعنے حومن مستعمل ست لفظ ہم گاہے برائے استمرار ہم آید معنی آنکہ اگر ہمبرین نمط در شکایت گیتی مردے تیرہ بخت باشی زیرا کہ شکایت از گردش گیتی نہ کنند الا تیرہ بخت ۱۲ سہ کاد است چیست ہم بمعنے نیست مستعمل سود ۱۲ ش سہ یعنی ہم بر خود صرف کرد وہم در راہ خدا انفاق نمود ۱۲ ہشت بالکسر از ہشتن بمعنے گذاشتن از دست ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت موسیٰ علیہ السلام قارون را نصیحت کرد کہ اَحسِن کَمَا

موسیٰ نے اوپر انکے سلام قارون کے تئیں نصیحت کی کہ نیکی کر جیسا کہ نیکی کی

اَحسَنَ اللّٰہُ اِلَیکَ نشنیدہ عاقبتش شنیدی قطعہ

اللہ نے طرف تیرے نہ سُنا انجام اُس کا سُنا تو نے

آنکس کہ بدینار و درم خیر نیندوخت

اس شخص نے کہ ساتھ دینار اور درم کے نیکی نہ جمع کی

سر عاقبت اندر سر دینار و درم کرد

سر آخر کو بیچ خیال دینار اور درم کے کیا

خواہی متمتع شوی از دنیا و عقبیٰ

چاہتا ہے تو کہ فائدہ کیا گیا ہو تو دنیا اور عقبے سے

با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد

ساتھ خلق کے کرم کر جو خدا نے ساتھ تیرے کرم کیا

عرب گوید جُد وَلَا تَمنُن لِاَنَّ الفَائِدَۃَ اِلَیکَ عَائِدَۃٌ

عرب کہتا ہے بخشش کر اور احسان مت رکھو اسواسطے کہ تحقیق فایدہ تیری طرف پھر نیوالا ہے

یعنی ببخش و منت منہ کہ نفع آن بتو باز می گردد قطعہ

یعنی بخشش دے اور احسان مت رکھ کہ نفع اسکا تیرے پھرنے والا ہوتا ہے

درخت کرم ہر کجا بیخ کرد

درخت کرم نے جہاں کہیں جڑ کی

گذشت از فلک شاخ و بالای او

گذری فلک سے شاخ اور بلندی اُس کی

گر امیدواری کزو بر خوری

جو امیدوار ہے تو کہ اُس سے پھل کھاوے تو

بمنت منہ ارّہ بر پای او قطعہ

ساتھ احسان کے مت رکھو ارہ پاؤں اُسکے کے

شکر خدای کن کہ موفق شدی بخیر

شکر خدا کا کر کہ توفیق کیا گیا ہوا تو ساتھ خیر کے

ز انعام و فضل او نہ معطل گذاشتت

انعام اور بزرگی اپنی سے نہ معطل چھوڑا تجکو

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیکنی

احسان مت رکھ کہ خدمت بادشاہ کی کرتا ہے تو

منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

احسان جان اس سے کہ بیچ خدمت کے رکھا تجھے

حکمت دو کس رنج بیہودہ بردند و سعی بیفایدہ کردند یکے آنکہ

دو شخص رنج بیہودہ لیجاتے ہیں اور کوشش بے فایدہ کرتے ہیں ایک کہ

سلہ سرور سر چیزے بودن خود را بگشتن دادن است در طلب آن چیز ۱۲ خیابان سلہ بر منت منہ آرہ اسے لسبب منت نہادن آرہ بر پاے درخت کرم منہ چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ فرمودہ لا تُبطِلُوا صَدَقَاتِکُم بِالمَنِّ وَالاَذیٰ ای باطل نہ کنید صدقہائے خود را بسبب منت نہادن و رنج دادن یا کہ صدقہ گرفتہ پس معلوم شد کہ منت وا یذا لسبب بطلان صدقہ میباشد ۱۲ سلہ موفق بفتح توفیق یعنے مدد کردن کسے را بکارے ۱۲ رشید یہ ۱۲ ۱۲

اندوخت و نخورد و دیگر آنکہ آموخت و نکرد مثنوی

جمع کیا اور نہ کھایا اور دوسرا وہ کہ سیکھا اور نہ کیا

علم چندانکہ بیشتر خوانی
علم جتنا کہ زیادہ پڑھے تو

چون عمل در تو نیست نادانی
جو عمل تجھ میں نہیں ہے نادان ہے تو

نہ محقق بود نہ دانشمند
نہ محقق ہووے نہ دانش مند

چارپائے[1] بر و کتابے چند
ایک جانور اوپر اس کے کتابیں کتنی

آن تہی مغز را چہ علم و خبر
اس بے وقوف کو کیا علم اور خبر

کہ برو ہیزم است یا دفتر
کہ اوپر اس کے لکڑی ہے یا دفتر

حکمت علم از بہر دین پروردنست نہ از بہر دنیا خوردن شعر

علم واسطے دین پالنے کے نہ واسطے دنیا کھانے کے

ہر کہ پرہیز و علم و زہد فروخت
جو کہ پرہیز اور علم اور پرہیزگاری بیچے

خرمنے گرد کرد و پاک بسوخت
ایک کھلیان جمع کیا اور صاف جلا یا

پند عالم ناپرہیزگار کور مشعلہ دار است یُھدی بہ و ھُو لا یَھتدی بیت

عالم ناپرہیزگار اندھا مشعلچی ہے راہ دکھائی جاتی ہے بسبب اُسکے اور وہ راہ نہیں پاتا ہے

بیفائدہ ہر کہ عمر در باخت
بے فائدہ جس نے عمر ہار دی

چیزے[2] نخرید و زر بینداخت
کوئی چیز نہ خرید کی اور زر ڈالا

پند ملک از خردمندان جمال گیرد و دین از پرہیزگاران

ملک دانایوں سے زینت پکڑے اور دین پرہیزگاروں سے

کمال یابد پادشاہان بہ نصیحت خردمندان

کمال پاوے بادشاہ ساتھ نصیحت عقلمندوں کے

ازان محتاج[3] تر اند کہ خردمندان بقربت پادشاہان قطعہ

اس سے محتاج زیادہ ہیں کہ عقلمند ساتھ نزدیکی پادشاہوں کے

[1] چارپائے آہ این مضمون موافق آیت شریف ست مثل الذین حملوا التوریۃ الخ مثل آن سنان کہ بردہ شدند توریت را پس ازان عمل بران نکردند مانند خرانند کہ بردارند کتابہا را ۱۲ [2] چیزے نخرید ای ہیچ نفع آخرت از علم و عمر حاصل نکردہ پس زر عمر در باخت ۱۲ [3] چراکہ اگر پادشاہان از ایشان نصیحت نہ پذیرند و طریق سیاست وندانند ملکی بیاموزند مملکت شان خراب شود و بدنامے ایشان از ملکے بملکے رود و ما گر خردمندان بسلاطین نرسند ضررے برائے ایشان متصور نیست البتہ فکرے از معاش برائے ذات خود خواہند داشت ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۳

پندی اگر بشنوی ای پادشاه
ایک نصیحت اگر سنے تو اے بادشاہ
جز بخردمند مفرما عمل
سوائے عقلمند کے مت فرما کام

درهمه دفتر به ازین پند نیست
تمام دفتر کے بہتر اس سے نصیحت نہیں
گرچه عمل کار خردمند نیست
اگرچہ کام کام عقلمند کا نہیں

حکمت سه چیز پایدار نماند مال بی تجارت
تین چیزیں بے تین چیزوں کے قائم نہیں رہتی ہیں مال بے سوداگری کے
و علم بی بحث و ملک[1] بی سیاست قطعه
اور علم بے بحث کے اور ملک بے دہشت کے

وقتی بلطف گوی و مدارا و مردمی
ایک وقت ساتھ لطف کے کہ اور تواضع اور مراوت کے
وقتی بقهر گوی که صد کوزهٔ نبات
ایک وقت ساتھ غصے کے کہ کہ سو کوزے مصری کے

باشد که در کمند قبول آوری دلی
یقین ہے کہ بیچ کمند قبول کے لاوے ایک دل
گه گه چنان بکار نیاید که حنظلی[2]
کبھی کبھی البتہ بیچ کام کے نہ آوے کہ پھل اندرین کا

حکمت رحم آوردن بر بدان ستمست بر نیکان و عفو
رحم کرنا اوپر بروں کے ظلم ہے اوپر نیکوں اور بخشا
کردن از ظالمان جورست بر درویشان بیت
ظالموں سے ظلم ہے اوپر فقیروں کے

خبیث را چو تعهد[3] کنی و بنوازی
خبیث کے تئیں جو ذمہ داری کرے اور سرفراز کرے تو
بدولت تو گنه می کند بانبازی
ساتھ دولت تیری کے گناہ کرتا ہے ساتھ شرکت کے

پند بر دوستی پادشاهان اعتماد نتوان کرد و بر آواز خوش کودکان
اوپر دوستی بادشاہوں کے اعتبار نہ چاہیے کرنا اور اوپر آواز اچھی لڑکوں کے
که آن بخیالی مبدل شود و این بخوابی متغیر گردد شعر
کہ وہ ساتھ ایک خیال کے تبدیل ہووے اور یہ ساتھ ایک خواب کے متغیر ہووے

[1] ملک سیاست ای ملک بے حکومت بر رعیت باقی نماند پس بادشاهان را باید کہ ترک عقوبت هم نکنند در حق کسے کہ سزاوار آنست [2] حنظلی بالفتح مشهور ست و صاحب منتخب بکسر تحقیق کردہ و آن شرلبیت معروف کہ بفارسی خربزهٔ تلخ و بہندی اندراین گویند ۱۲ خیابان [3] تعهد ذمہ داری و محافظت و حمایت و لفظ بدولت بمعنی سبب مستعمل ست چنانکہ گویند بدولت فلانی این کار صورت گرفت پس مراد آنکہ بسبب تو گنہ میکند بشرکت تو بهتر آنکہ بدولت تو بمعنی در دولت تو باشد و توان گفت کہ بانبازی متعلق گنہ میکند و بیان گنہ است از گناہ بازی کند یعنی خود را شریک دولت تو می شمارد چنانچہ در بعض نسخ نکہ میکند واقع شدہ از در دولت تو بیشمار دہد سرکت کند ۱۲ خیابان وغیرہ ۱۲

معشوق ہزار دوست را دل ندہی
معشوق ہزار دوست کے تئیں دل ندے تو

در میدہی[1] آن دل بجدائی بنہی
اور جو دیتا ہے تو وہ دل اوسکے جدائی کے تئے تو

پند ہر آن سرّیکہ داری بادوست درمیان منہ واگرچہ دوست مخلص
وہ بھید کہ رکھتا رہو تو ساتھ دوست کے درمیان میں مت رکھ اور اگرچہ دوست خالص

باشد چہ دانی کہ وقتے دشمن گردد وہرگزندیکہ توانی بدشمن!
ہووے کیا جانے تو کہ کسوقت دشمن ہووے اور کوئی آزار جو سکے تو دشمن کو

مرسان کہ باشد کہ وقتے دوست گردد
مت پہنچا کہ شاید کسی وقت دوست ہووے

پند رازیکہ نہان خواہی باکس درمیان منہ واگرچہ دوست باشد
وہ بھید کہ پوشیدہ رکھنا چاہے تو ساتھ کسی کے درمیان میں مت رکھ اور اگرچہ دوست ہووے

کہ مر آن دوست را نیز دوستان باشند وہمچنین[2] مسلسل قطعہ
اس لئے کہ اس دوست کے تئیں بھی دوست ہوویں اور اس طرح مسلسل

خامشی بہ کہ ضمیر[3] دل خویش
چپ رہنا بہتر کہ بھید دل اپنے کا

ای سلیم[4] آب ز سرچشمہ ببند
اے درست مزاج پانی سرچشمے سے باندھ

فرو سخنے در نہان نباید گفت
وہ بات کہ پوشیدگی کے بچا ہئے کہنا

باکسے گفتن وگفتن کہ مگوی
ساتھ کسی کے کہنا اور کہنا کہ مت کہہ تو

کہ چو پر شد نتوان بستن جوی
کہ جو پر ہوا نسکے باندھنا ندی

کاین سخن برملا نشاید گفت
کہ وہ بات برملا نہ چاہئے کہنا

حکمت دشمن ضعیف کہ در طاعت آید ودوستی نماید مقصود وے
دشمن کمزور کہ بیچ فرمانبرداری کے آدے اور دوستی ظاہر کرے مقصد اسکا

جز این نیست کہ دشمن قوی گردد وگفتہ اند بردوستی دوستان اعتماد
سواے اس کے نہیں ہے کہ دشمن زور آور ہووے اور کہا ہے اوپر دوستی دوستوں کے اعتماد

---

[1] در میدہی یعنی آہ اے اگر عاشق چنیں کہ معشوق دل را بجدائی وفراق آن بگذاری ای دررنج وہاجرت اندازی چرا کہ معشوق مطبع ودرامی عاشق نشود پس مفارقت شدن ضرور افتند ۱۲ [2] وہمچنین مسلسل اے ہمچنین دوستے را دوستت ودوست دوستے را دوستے تا آنکہ سلسلہ منتہی نگردد درین منافی اخفاست ۱۲ [3] ضمیر یعنی دردن دل وکنایہ ازراز ست ۱۲ [4] سلیم بروزن کلیم یعنے درست مزاج اگر ارادہ بستن آب داری ابتدائے جریان چشمہ کہ ہنوز قلیل ست بر بند والا چون پر شدہ سنراز بستن نتوانی ۱۲ [5] درمیان آوا اسے آن سخن کہ آشکارا گفتن مناسب نیست مال لم نباید گفت کہ چون آن یک سخن بر آید بر کسے پوشیدہ نماند ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

نیست تا بہ تملق دشمنان چہ رسد و ہر کہ دشمن کوچک را حقیر شمارد
نہیں ہے تو ساتھ خوشامد دشمنوں کے کیا پہنچے اور جو کوئی کہ دشمن چھوٹے کو ناچیز گنے ساتھ
بدان ماند کہ آتش اندک را[1] مہمل مے گذارد قطعہ
اس کے مشابہ ہے کہ آگ تھوڑی کو بے کار چھوڑتا ہے

امروز بکش چو میتوان کشت | کآتش چو بلند شد جہان سوخت
آج کے دن بجھا جو سکے تو بجھا | کہ آگ جو بلند ہوئی جہان کو جلایا
مگذار کہ زہ کند کمان را | دشمن کہ بہ تیر میتوان دوخت
مت چھوڑ کہ چلہ کرے کماں کے تئیں | دشمن کو ساتھ تیر کے سکے سینا

حکمت سخن درمیان دو دشمن چنان گوئی کہ اگر دوست گردند شرمندہ نباشی
بات درمیان دو دشمن کے ایسی کہے تو کہ اگر دوست ہوویں شرمندہ ہووے تو

ابیات میان دو کس جنگ چون آتش است | سخن چین بدبخت ہیزم کش است
درمیان دو آدمیوں کے لڑائی مانند آگ کے ہے | بات بنانے والا بدبخت لکڑی ڈالنے ہے
کنند این[2] و آن خوش دگر بارہ دل | وی اندر میان کوربخت و خجل!
کریں یہ اور وہ خوش دوسری بار دل | وہ درمیان میں کوربخت اور شرمندہ
میان دو کس آتش افروختن | نہ عقلست و خود درمیان سوختن
درمیان دو آدمی کے آگ روشن کرنا | نہیں عقل ہے اور آپ درمیان میں جلنا
قطعہ در سخن با دوستان آہستہ باش | تا ندارد دشمن خونخوار گوش!
بیچ سخن کے ساتھ دوستوں کے آہستہ رہ | تو نہ رکھے دشمن خونخوار کان
پیش[3] دیوار آنچہ گوئی ہوش دار | تا نباشد در پس دیوار گوش
آگے دیوار کے جو کچھ کہے تو ہوش رکھ | تو نہ ہووے پیچھے دیوار کے کان

حکمت ہر کہ با دشمنان صلح میکند سر آزار دوستان دارد شعر
جو ساتھ دشمنوں کے صلح کرتا ہے خیال آزار دوستوں کا رکھتا ہے

[1] مہمل یعنے فرو گذاشتہ شدہ و اینجا بمعنی ضائع و بیکار و بیہودہ مستعمل میشود ۱۲ [2] میان دو کس آہ درین بیت تعقید است و معنی ابیت کہ در دو کس آتش جنگ افروختن و خود درمیان آن سوختن مقتضائے عقل نیست ۱۲ [3] ضمیر این و آن راجع بسوی دو کس و ضمیر وے راجع بہ سخن چین حاصل آنکہ چون ہر دو باہم راضی و خوشدل شوند سخن چین آن وقت شرمندہ شود ۱۲ مولانا حاجی حافظ محمد عبد الغفار صاحب مرحوم ۱۲ [4] قولہ پیش دیوار آہ درین شعر مبالغہ است در تحقیق راز کہ پیش کسے اگرچہ دیوار باشد راز دل خود ظاہر نباید کرد زیراکہ شاید پس دیوار کسے گوش داشتہ باشد ۱۲ مولانا حاجی حافظ محمد عبد الغفار صاحب مرحوم مغفور ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

بشوای خردمند زان دوست دست — کہ با دشمنانت بود ہم نشست

دھووے دانا اس دوست سے ہاتھ — کہ ساتھ دشمنوں تیرے کے ہووے ہم صحبت

پند چون در امضای کاری متردد باشی آن طرف اختیار کن کہ بی آزار تو بر آید **شعر**

جو بیچ جاری کرنے کسی کام کے متردد ہووے تو وہ طرف اختیار کر کہ بے آزار تیرے کے بر آوے

با مردم سہل گوی دشوار مگوی — با آنکہ در صلح زند جنگ مجوی

ساتھ آدمی سہل کہنے والے کے مشکل مت کر — ساتھ اس کے کہ دروازہ صلح کا مارے لڑائی مت ڈھونڈھ

حکمت تا کار بزر بر مے آید جان در خطر افگندن نشاید

جب تک کام ساتھ زر کے نکلتا ہے جان بیچ خطر کے ڈالنا نہ چاہیے

عرب گوید اٰخِرُ الْحِیَلِ السَّیْفُ **شعر**

عرب کہتا ہے آخر تمام حیلوں کی تلوار ہے

چو دست از ہمہ حیلتی در گسست — حلال ست بردن بشمشیر دست

جب ہاتھ تمام حیلوں سے ٹوٹا — حلال ہے لے جانا اوپر تلوار کے ہاتھ

حکمت بر عجز دشمن رحمت مکن کہ اگر قادر شود بر تو نبخشاید **بیت**

اوپر عاجزی دشمن کے رحم مت کر کہ اگر قادر ہووے وہ اوپر تیرے نہ بخشش کرے

دشمن چو بینی ناتوان لاف از بروت خود مزن — مغزیست در ہر استخوان مردیست در ہر پیرہن

دشمن کو جو دیکھے تو ناتوان لاف بوچھ اپنی مت مار — ایک مغز ہے بیچ ہر ہڈی کے ایک مرد ہے بیچ ہر لباس

حکمت ہر کہ بدی را بکشد خلق از بلای وی برہاند و او را از عذاب خدای **قطعہ**

جو کوئی ایک برے کے تئیں مارے خلق کے تئیں آزار اسکے سے چھڑاوے اور اسکے تئیں عذاب خدا سے

پسندیدست بخشایش ولیکن — منہ بر ریش خلق آزار مرہم

پسندیدہ ہے بخشش ولیکن — مت رکھ اوپر زخم خلق آزار کے مرہم

ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار — کہ آن ظلمست بر فرزند آدم

نہ جانا اس نے رکھ رحمت اوپر سانپ کے — کہ وہ ظلم ہے اوپر اولاد آدم کے

ا یعنی اگر در سہل گوئی و سخت گوئی و صلح و جنگ متردد باشی نرم گوئی و صلح اختیار کن کہ این بے آزار خاطر ست و با آن کہ مردم بکسر آخر موصوف باشد و مضاف چنانکہ فہمیدہ اند و سہل گوئی صفت ترکیبی آن اے مرد سہل گوی و دریں صورت تمام شعر بحقیقت یک مضمون ست و درست کہ بسکون آخر خوانند تا معنے چنین باشد با مردم سخن نرم بگو و دشوار مگو تا کلام آن در یں صورت ہر مصرع معنی علیحدہ دارد گویا داد نصیحت ست شاید سر و ر ی ہمیں جہت این معنے اختیار کردہ کہ تاسیس از تاکید بہتر است ۱۲ مولانا محمد ہادی علی مرحوم ۱۲ ۲ آخر الحیل اٰہ ۳ آخر ہمہ حیلہا کہ در اختیار ست شمشیر کشیدن ست حاصل ریسکہ اگر کار توبے جنگ بر نیاید دست بشمشیر بردن بشاید ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت نصیحت از دشمن پذیرفتن خطاست[1] ولیکن شنیدن روا ست

نصیحت دشمن سے قبول کرنا خطا ہے لیکن سننا روا ہے

که بخلاف آن کارکنی که عین صواب ست مثنوی!

کہ برخلاف اس کے کام کرے تو کہ نہایت صواب ہے

حذر کن زانچه دشمن گوید آن کن
پرہیز کر اس بات سے کہ دشمن کہے وہ کر
که بر زانو زنی دست تغابن[2]
کہ اوپر زانو کے مارے تو ہاتھ افسوس کا

گرت راهی نماید راست چون تیر
جو تجھکو ایک راہ دکھلاوے سیدھی مانند تیر کے
ازان برگرد[3] و راه دست چپ گیر
اس سے پھر کہ راہ بائیں کی لے

پند خشم بیش از حد گرفتن وحشت[4] آرد و لطف بیوقت هیبت ببرد چندان

غصہ زیادہ حد سے کرنا وحشت لاوے اور لطف بیوقت کا رعب لے جاوے

درشتی کن که از تو سیر گردند و چندان[5] نرمی که بر تو دلیر[6] ابیات

نہ اتنی سختی کر کہ تجھ سے آسودہ ہو ویں نہ اتنی نرمی کر اوپر تیرے دلیر

درشتی و نرمی بهم در به است
سختی اور نرمی آپس میں بہتر ہے
چو فاصد[7] که جراح و مرهم نه است
مانند فصد کھولنے والے کے کہ زخم کرنیوالا اور مرہم رکھنے والا

درشتی نگیرد خردمند بیش
سختی نہ پکڑے عقلمند زیادہ
نه سستی که نازل کند قدر خویش
نہ سستی کہ کم کرے قدر اپنی

نه مر خویشتن را فزونی نهد
نہ خالص کے اپنے تئیں زیادتی رکھے
نه یکبار تن در مذلت دهد نظم
نہ ایک بار تن بیچ ذلت کے دے

جوانی با پدر گفت ای خردمند
ایک جوان نے ساتھ باپ کے کہا اے عقلمند
مرا تعلیم ده پیرانه یک پند
میرے تئیں تعلیم دے بڈھوں کی طرح ایک نصیحت

بگفتا نیکمردی کن نه چندان
کہا نیک مردی کر نہ اتنی
که گردد چیره[8] گرگ تیز دندان
کہ ہووے غالب بھیڑ یا تیز دانت

---

[1] خطاست ازبرائے آنکه رهبری خیر نخواهد کرد چراکه صلاح خیر دادن کار دشمن نیست [2] تغابن از باب تفاعل بمعنی زیانکاری و مجازاً بمعنی افسوس مستعمل ۱۲ [3] گردا مراز گردیدن و آنکه بمعنی اعراض کن نوشت معنی لفظ نیا و ۱۲ ش [4] یعنی اکثر مردم را از خشم گیرند و تنفر دگردد خصوصیت کسے نیست که بر و خشم گیرد چه اگر خشم بجا باشد هر یکے فهمیده صبر کند اما نزدیک او نرود ۱۲ ع د ل [5] یعنی آنقدر نرمی نکند قدر خود را پست گرداند و کسے در نظر نیارد ۱۲ خ [6] فاصد بفا و صاد مهمله مکسور بمعنی فصد کننده و رگ زننده و جراح یعنی زخم زننده و در بعضی نسخ بجائے ضمه رگ زن دیده شده ۱۲ [7] چیره چیره بمعنی غالب و غالب شدن و ظفر یافتن ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت دو کس دشمن ملک و دین اند پادشاہ بیحلم و زاہد بی علم شعر

دو آدمی دشمن ملک اور دین کے ہیں بادشاہ بے تحمل اور زاہد بے علم

بر سر ملک مباد آن ملک فرماندہ | کہ خدا را نبود بندۂ فرمانبردار

اوپر سر ملک کے مت ہو جیو وہ بادشاہ حکم دینے والا | کہ خدا کے تئیں نہ ہووے بندہ حکم اٹھانے والا

پند پادشاہ را باید کہ تا حدی خشم بر دشمنان نراند کہ دوستان را اعتماد نماند

بادشاہ کے تئیں چاہیئے کہ وہاں تک غصہ اوپر دشمنوں کے نہ چلاوے کہ دوستوں کے تئیں اعتماد نہ رہے

آتش خشم اول در خداوند خشم افتد پس آنگہ زبانہ بخصم رسد یا نرسد مثنوی

آگ غصے کی پہلے بیچ صاحب غصے کے پڑے پس اسوقت شعلہ طرف دشمن کے پہنچے یا نہ پہنچے

نشاید بنی آدم خاک زاد | کہ در سر کند کبر و تندی و باد

نہ چاہیئے اولاد آدم خاک پیدائش کو | کہ بیچ سر کے کرے غرور اور غصہ اور ہوا

ترا با چنین تندی و سرکشی | نہ پندارم از خاکی از آتشی قطعہ

تیرے تئیں ساتھ ایسے غصے اور زبردستی کے | نہیں جانتا ہوں میں خاک سے ہے تو یا آگ سے

در خاک بیلقان رسیدم بعابدے | گفتم مرا بتربیت از جہل پاک کن

بیچ شہر بیلقان کے پہونچا میں پاس ایک عابد کے | کہا میں نے میرے تئیں ساتھ تربیت کے جہالت سے پاک کر

گفتا برو چو خاک تحمل کن ای فقیہ | یا ہر چہ خواندۂ ہمہ در زیر خاک کن

کہا جا مانند خاک کے بردباری کر اے عالم | یا جو کچھ پڑھا ہے تو نے سب نیچے خاک کے کر

حکمت بدخواہی بدست دشمنی گرفتار کہ ہر جا کہ رود از چنگ عقوبت او خلاص نیابد

بدخو بیچ ہاتھ ایک دشمن کے گرفتار کہ جہاں کہیں جاوے چنگل عذاب اس کے سے رہائی نہ پاوے

بیت اگر ز دست بلا بر فلک رود بدخوے | ز دست خوی بد خویش در بلا باشد

اگر ہاتھ سے بلا کے اوپر آسمان کے جاوے بدخو | ہاتھ بد خوئی اپنی سے بیچ بلا کے ہووے

حکمت چو بینی کہ در سپاہ دشمن تفرقہ افتاد تو جمع باش

جو دیکھے بیچ سپاہ دشمن کے تفرقہ پڑا تو جمع رہ

۱ے خشم بکسر خاد شین ساکن معجمتین معروف کہ در عربی آن را غضب نامند ۱۲ ۲ے بیلقان بعضے بہای موحدہ و یای مجہول گفتہ اند و آن شہریست از ایران مابین شروان کہ بحامخان و مولف گوید کہ چون قاف از فارسی بنا شد ظاہراً معرب بیکان است و در عربی یای مجہول بنا شد کہ مقتضی بکسیرہ ما قبل است پس اعراب کہ مفتوح باشد یا بہ تحتانی معروف خواندہ شود ۱۲ ۳ے یعنی باور ندارم از خاک باشی بلکہ از آتشی و شیطانے نہ آدم خاکی و در بعض نسخ نہ پندارم از خاک باز آتشی واقع شدہ یعنی انم از خاک باز آتشی واقع شدہ یعنی انم از خاک حود شدہ یا آتش ۱۲ ۴ے عمہ بدخوہی آہ اے ہمان خوی آہ اے ہمان خوی بد دشمن اوست ہر جا کہ رود ہمراہی نگہدار ۱۲ ح

۱۲ ۱۲ ۱۲

واگر جمع شوند از پریشانی اندیشہ کن قطعہ
اور اگر جمع ہو دیں پریشانی سے اندیشہ کر

برو با دوستان آسودہ بنشین
جا پاس دوستوں کے آسودہ بیٹھ

چو بینی درمیان دشمنان جنگ
جو دیکھے تو درمیان دشمنوں کے لڑائی

وگر بینی کہ باہم یک زبانند
اور جو دیکھے تو آپس میں ایک زبان ہیں

کمان[2] را زہ کن و بر بارہ بر سنگ
کمان کے تئیں چلّہ کر اور اوپر قلعے کے بیجا پتھر

حکمت دشمن چو از ہمہ حیلتے فرو ماند سلسلۂ دوستی بجنباند آنگہ بدوستی
دشمن جو تمام حیلوں سے عاجز رہے زنجیر دوستی کی ہلا دے اسوقت ساتھ دوستی

کارہائی کند کہ ہیچ دشمن نتواند کرد بند سر مار بدست دشمن بکوب[3] کہ از احدے
کے ایسے کام کرے کہ کوئی دشمن نسکے سر سانپ کا ساتھ ہاتھ دشمن کے کوٹ کر ایک

الحسنییین[4] خالی نباشد اگر این غالب آید مار کشتی واگر آن از دشمن رستی فرد
دو نیکیوں سے خالی نہ ہووے اگر یہ غالب آیا سانپ مارا تونے اور اگر وہ دشمن سے چھوٹا تو

بروز معرکہ ایمن مشو ز خصم ضعیف
روز معرکے کے بیخوف مت ہو دشمن ضعیف ہے

کہ مغز شیر بر آرد چو دل ز جان برداشت
کہ مغز شیر کا نکالے جو دل جان سے اٹھا

حکمت خبری[5] کہ دانی کہ دل بیازارد تو خاموش باش تا دیگری بیارد فرد
جس خبر کو جانے تو کہ دل کو آزار دے تو خاموش رہ تو دوسرا لا دے

بلبلا مژدۂ بہار بیار
اے بلبل خوشخبری بہار کی لا

خبر بد بہ بوم شوم گذار
خبر بری ساتھ اُلّو نحس کے چھوڑ

نکتہ پادشاہ را بر خیانت کسی واقف مگردان مگر آنگہ کہ بر قبول[6] کلے
پادشاہ کے تئیں اوپر چوری کسی کے واقف مت کر مگر اسوقت کہ اوپر قبول تمام کے

واثق باشی واگرنہ در ہلاک خود سعی مے کنی مثنوی
اعتماد ہووے تجکو اور جو ہنیں تو بیچ مرنے اپنے کے سعی کرتا ہے تو

[1] از پریشانی اے از پراگندہ شدن خود ۱۲ [2] کمان را زہ اے کمان کشیدہ بر احاطہ حصار بر دو سنگ کہ کنایہ از آلات حرب است در آنجا ببر کہ بکار آید یعنی تدبیر محافظت خود نماید ۱۲ [3] سر مار بدست دشمن کوفتن کنایہ از آنست کہ دست دشمن را آلت کشتن مار قرار دادہ خلاصہ اینکہ اگر دشمنی پیش آید آنرا با دشمنی دیگر مقابل کن چہ این معنی از یک جہ و نیکوئی خالی نباشد ہے کشتہ شدن دشمنے از ان دو دشمن ۱۲ [4] خبریکہ آہ اے آن خبر کہ بہ گفتن وے دل آزردہ شود تو خاموش باش و مگو آں خبر را تا کس دیگر آن خبر را برساند و خواہ آزار رسانی مانی ۱۲ [5] بر قبول کلی آہ اے اگر دانی کہ پادشاہ تو بر قول تو اعتماد کلی خواہد کرد و بعمل خواہد آورد البتہ اظہار خیانت کسے مضائقہ ندارد و لا سعی بہلاک خود کنی ۱۲

پیچ سخن گفتن انگاہ کن قصد بات کرنے کا اُسوقت کر کمال ست در نفس انسان سخن کمال ہے بیچ ذات انسان کے بات	کہ بینی کہ در کار گیرد سخن کہ دیکھے تو بیچ کام کے اثر کرے بات تو خود را بگفتار ناقص مکن تو اپنے تئیں ساتھ باتوں کے ناقص مت کر

پند ہر کہ نصیحت خود رائی میکند او خود نصیحت گری محتاج ست

جو کوئی نصیحت خود رائے کو کرتا ہے وہ آپ نصیحت کا محتاج ہے

پند فریب دشمن مخور و غرور مداح مخر کہ این دام زرق نہادہ

فریب دشمن کا مت کھا اور غرور تعریف کرنے والے کا مت مول لے کہ یہ جال مکر کا

است و آن دامن طمع کشادہ

رکھے ہوئے ہے اور وہ دامن طمع کا کھولے ہوئے

پند احمق را ستایش خوش آید چون لاشۂ کہ در کعبش دمی فربہ نماید قطعہ

احمق کے تئیں تعریف اچھی معلوم ہوتی ہے مانند ایک گدھے کے کہ بیچ ٹلی اس کی کے پھونکیے تو موٹا نظر آوے

الا تا نشنوی مدح سخن گوی خبردار ہو تو نہ سنے تو تعریف بات کہنے والے کی اگر روزی مرادش بر نیاری اگر ایک دن مراد اس کی نہ نکالے تو	کہ اندک مایہ نفعے از تو دارد کہ تھوڑی پونجی نفع کی تجھ سے رکھتا ہے دو صد چندان عیوبت بر شمارد دو سو گنتے عیب تیرے گنے

حکمت متکلم را تا کسے عیب نگیرد سخنش صلاح نپذیرد شعر

بات کرنیوالے کے تئیں جبتک کوئی عیب نہ پکڑے بات اس کی صلاحیت نہ قبول کرے

مشو غرہ بر حسن گفتار خویش! مت ہو مغرور کہنے والا اور خوبی بات اپنی کا	بتحسین نادان و پندار خویش! ساتھ تحسین نادان اور عزت اپنی کے

حکمت ہمہ کس را عقل خود بکمال نماید و فرزند خود بجمال نظم

جس کے تئیں عقل اپنی کامل معلوم ہووے اور بیٹا اپنا بیچ خوبصورتی کے

ل بگفتار بے اضافت بسوئے ناقص اے بگفتار بے اثر ۱۲ ۲ ہر کہ نصیحت خود رائی آہ اے ہر کہ خود رائے را نصیحت کند او خود محتاج نصیحت ناصح است چرا کہ نصیحت ہمچنین کس نادانی است ۱۲ ۳ چو لاشہ آہ بدانکہ دستور خرہا بان است کہ کعب کو سپند نر بو جرا دمند تا فربہ نماید و در حقیقت یا ہیچ نباشد و لاشہ صفت خر واقع شود چون خر لاشہ و لاشہ خر ۱۲ ۴ الا کلمہ تنبیہ است در عربی فارسیان نیز بہمان معنے استعمال کنند بمعنی آگاہ باش و تا در ینجا بمعنے ہرگز ۱۲ ۵ مرادش ضمیر شین راجع بسوئے سخنگو یعنی اگر حاجت مداح رساری ندمت تو نماید معلوم شد کہ مدح دل نہ غرض راست بہ مطابق واقع ۱۲ ۶ مشو غرہ الخ اے بر حسن کلام خود مغرور مشو چہ اگر عیب اور ترا معلوم نیست ۱۲ از ما ہر دیگر باید پرسید چنانکہ دیگر پر اعیب تو معلوم

سنت تر را معلوم نیست ۱۲

یکے جہود و مسلمان مناظرہ کردند

ایک یہود اور مسلمان لڑائی کرتے تھے

بطنز گفت مسلمان گر این قبالہ من

ساتھ طعنے کے کہا مسلمان نے اگر یہ قبالہ میرا

جہود گفت بتوریت میخورم سوگند

یہود نے کہا ساتھ کتاب توریت کے کھاتا ہوں میں قسم

گر از بسیط[1] زمین عقل منعدم[2] گردد

جو چوڑائی زمین سے عقل ناپید ہووے

چنانکہ خندہ گرفت از نزاع ایشانم

ایسا کہ ہنسی نے پکڑا لڑائی انہوں سے مجھ کو

درست نیست خدایا جہود میرانم

درست نہیں ہے اے خدا یہود مار مجھ کو

وگر خلاف بود ہمچو تو مسلمانم

اگر خلاف ہووے مانند تیرے مسلمان ہوں میں

بخود گمان نبرد ہیچکس کہ نادانم

اور اپنے گمان نہ لیجاوے کوئی آدمی کہ نادان ہوں میں

حکمت ده آدمی بر سفرہ بخورند و دو سگ بر مرداری[3] ہم بسر نبرند حریص بجہانی گرسنہ است و قانع[4] بنانی سیر حکما گفتہ اند درویشی بقناعت بہ از توانگری ببضاعت شعر

دس آدمی اوپر ایک دسترخوان کے کھاویں اور دو کتے اوپر ایک مردار کے آپس میں بسر نہ لیجاویں حرص کرنیوالا ساتھ ایک جہان کے بھوکا ہے اور صبر کرنیوالا ساتھ ایک کے آسودہ حکیموں نے کہا ہے ایک فقیر ساتھ قناعت کے بہتر ایک دولتمند با اسباب سے

رودۂ تنگ بیک نان تہی پر گردد

معدہ تنگ ساتھ ایک روٹی خالی کے بھر جائے

مثنوی پدر چون دور عمرش منقضی گشت

باپ جو زمانہ عمر اس کی کا گذرا

کہ شہوت[5] آتش است از وی بپرہیز

کہ شہوت آگ ہے اس سے پرہیز کر

دران آتش نداری طاقت سوز

بیچ اس آگ کے نہیں رکھتا ہے تو طاقت جلنے کی

نعمت روی زمین پر نکند دیدۂ[4] تنگ

نعمت روی زمین کے پر نکرے دیدہ تنگ کو

مرا این یک نصیحت کرد و بگذشت

میرے تئیں یہ ایک نصیحت کی اور گذرا

بخود بر آتش دوزخ مکن تیز

اوپر آپنے آگ دوزخ کی مت کر تیز

بصبر آبی برین آتش زن امروز

ساتھ صبر کے پانی اوپر اس آگ کے ڈال آج کے دن

پند ہر[6] کہ در حال توانائی نکوئی نکند در وقت ناتوانی سختی بیند شعر

جو شخص کہ بیچ حال توانائی کے نیکی نہ کرے بیچ وقت ناتوانی کے سختی دیکھے

[1] بسیط در لغت بمعنی گسترده شده و اینجا بمعنی فرش آمده ۱۲ [2] منعدم بالضم وکسر دال مہملہ بمعنی نیست شود ۱۲ [3] مردار بحذف الف ۱۲ [4] قانع بکسر سوم کسیکہ راضی باشد براچہ او را برسد ۱۲ [4] دیدۂ تنگ کنایہ از حریص ۱۲ [5] شہوت اینجا بمعنی خواہش نفس ست و آتش بودن آن باین معنی است کہ انسان بسبب خواہش نفس اماره البتہ مرتکب مناہی گردد و ہمیں اسباب دوزخ است ۱۲ [6] ہر کہ در حال آه اے ہر کہ در وقت مقدور نکوئی نکند و حاجت کسے بر نیارد وقتیکہ تنگ دست شود دیگران ہم باد نکوئی نکنند و این معنی مغنے موجب دیدن سختی است ۱۲ ۱۲ ۱۲

بد اختر ز از مردم آزار نیست | کہ روز مصیبت کسش یار نیست
بد اختر زیادہ آدمی کے آزار دینے والے سے نہیں ہے | کہ دن مصیبت کے کوئی اس کا یار نہیں ہے

حکمت ہر چہ زود بر آید دیر نپاید **قطعہ**
جو کچھ جلد پیدا ہو بہت نہ ٹھہرے

خاک مشرق شنیدہ ام کہ کنند | بچہل سال کاسۂ چینی
خاک پورب کی سنا ہے میں نے کہ کرتے ہیں | چالیس برس میں برتن چینی کا

صد بروزے کنند در بغداد | لاجرم قیمتش ہمی بینی **قطعہ**
سو ایک دن میں بنا دیں بیچ بغداد کے | ضرور کر قیمت اس کی دیکھتا ہے تو

مرغک از بیضہ برون آید و روزی طلبد | آدمی زادہ ندارد خبر و عقل و تمیز
مرغ کا بچہ انڈے سے باہر آوے اور روزی مانگے | آدمی کا بچہ نہ رکھے خبر اور عقل اور تمیز

آنکہ ناگاہ کسی گشت بچیزے نرسید | وین بتمکین و فضیلت بگذشت از ہمہ چیز
وہ کہ یکایک ایک چیز ہوا کسی رتبے کو نہ پہنچا | اور یہ ساتھ تمکنت اور فضیلت کے گذرا سب چیز سے

آبگینہ ہمہ جا یابی ازان قیمتی نیست | لعل دشوار است بدست آید ازانست عزیز
شیشہ سب جگہ پاوے تو اس سبب سے بیقدر ہے | لعل مشکل سے ہاتھ آوے اس سبب سے ہے عزیز

حکمت کارہا بصبر بر آید و مستعجل بسر در آید **مثنوی**
سب کام صبر سے نکلیں اور جلدی کرنے والا سر کے بل گرے

بچشم خویش دیدم در بیابان | کہ آہستہ سبق برد از شتابان
آنکھ اپنی سے دیکھتا ہوں میں بیچ جنگل کے | کہ آہستہ سبقت لیگیا دوڑنے والے سے

سمند بادپا از تگ فرو ماند | شتربان ہمچنان آہستہ می راند
گھوڑا ہوا کا دوڑنے سے عاجز رہا | اور اونٹ کا نگہبان ویسے ہی آہستہ چلا جاتا ہے

پند نادان را بہ از خاموشی نیست و اگر این مصلحت بدانستی نادان نبودی
نادان کے تئیں بہتر خاموشی سے نہیں ہے اور اگر یہ جانتا نادان نہ ہوتا

لہ اے ہر چہ در اندک زمان حاصل شود پایدار نبود و بدین سبب قدر و قیمتش البتہ کمتر باشد ۱۲ سے یعنی در خاک مشرقی کہ عبارت از ملک مشرق ست برین تقدیر کنند بمعنی سازند باشد واین بقرینہ بیت آئندہ کہ کردن در آن محض بمعنے ساختن است مناسب تر میتواند کہ خاک مشرق مفعول کنند باشد و کلمہ را محذوف یعنی شنیدہ ام کہ خاک مشرق را بچہل سال کاسۂ چینی کنند نہ سرپوش خبار کنند لہذا قیمتش گرانست بخلاف کوزہای مردشتی کہ در یک روز طیار فانید لاجرم قیمتش می بینی از بالست و مردشت بالفتح نام جائے متصل شیراز کہ دران اوندگی میسازند و عمل سکونت کوزہ گرانست سے سمند بمعنے اسپ زرد رنگ یا برنگ سرخ یا آنکہ بروزین باشد کذا فی سروری و اینجا مطلق است مراد ست و باد بمعنے تیز رو ۱۲

قطعہ چون نداری کمال فضل آن بہ
جو نہ رکھے تو کمال فضل وہ بہتر

کہ زبان در دہان نگہداری
کہ زبان کو بیچ منہ کے نگاہ رکھے تو

آدمی را زبان فضیحہ کند
آدمی کو زبان رسوا کرے

جوز بیمغز را سبکساری ابیات
اخروٹ بے مغز کے تئیں ہلکا پن

خرے را ابلہی تعلیم میداد
ایک گدھے کے تئیں ایک احمق تعلیم دیتا تھا

برو بر صرف کردی سعی دائم
اوپر اس کے خرچ کرتا کوشش ہمیشہ

حکیمے گفتش ای نادان چہ کوشی
ایک دانا نے کہا اسکو اے نادان کیا کوشش کرتا ہے تو

درین سودا بترس از لوم لائم
بیچ اس خیال کے ڈر در لذت لعنت کرنیوالے کے

نیاموزد بہائم از تو گفتار
نہ سیکھے جانور تجھ سے بات کہنا

تو خاموشی بیاموز از بہائم ابیات
تو خاموشی سیکھ جانوروں سے

ہر کہ تامل نکند در جواب
جو کہ تامل نہ کرے بیچ جواب کے

بیشتر آید سخنش ناصواب
اکثر آوے بات اسکی نالائق

یا سخن آرای چو مردم بہوش
یا بات آراستہ کر مانند آدمیوں کے ساتھ ہوش کے

یا بنشین ہمچو بہائم خموش
یا بیٹھ مانند جانوروں کے چپ

پند ہر کہ با دانا تر از خود جدل کند تا بدانند کہ داناست بدانند کہ نادانست
جو شخص کہ دانا زیادہ اپنے سے لڑائی کرے تو جانیں کہ دانا ہے جانیں کہ نادان ہے

فرد چون در آید مہ از توئی بہ سخن
جو آوے بڑا تجھ سے بیچ کلام کے

گرچہ بہ دانی اعتراض مکن
اگر جو بہتر جانے تو اعتراض مت کر

حکمت ہر کہ با بدان نشیند نکوئی نہ بیند ابیات
جو کہ ساتھ بدوں کے بیٹھے نیکی نہ دیکھے

گر نشیند فرشتہ با دیو
جو بیٹھے کوئی فرشتہ ساتھ دیو کے

وحشت آموزد و خیانت و ریو
وحشت سیکھے اور چوری اور مکر

۱ صاحب مدار الافاضل لفظ سودا را در ذیل لغات عربیہ آوردہ گفت میانہ دل و نیز بمعنی سیاہ پارسیان سودا را در تجارت و خیال و مایہ خلل دماغ استعمال کردہ اند ۱۲ ۲ لوم لائم بفتح ہر دو لام و کسر ہمزہ بعد الف کہ مبدل از یا باشد بمعنی ملامت ملامت کنندہ ۱۲ ۳ بہائم بالفتح جمع بہیمہ اے چارپایہ ۱۲ ۴ مہ از توئی الخ مرکب مبہم اے بزرگ از تو یعنے از بزرگ خود اعتراض مکن اگرچہ تو از ان بہتر دانی ۱۲ ۵ نکوئی نہ بیند یعنے صلاح و فلاح بنا بہ مراد آنکہ بد شود زیرا کہ اگر نیک بودے جزای آن فلاح دیدے ۶ خیانت بالکسر بمعنی ناراستی ۱۲ ۷ ریو بالکسر و یائے مجہول بمعنی مکر و فریب ۱۲

از بدان جز بدی نیاموزی بدوں سے سوائے برائی کے نہ سیکھے تو	نکند[1] گرگ پوستین دوزی نہ کرے بھیڑیا چمڑے کا سینا

پند مردمان را عیب نہانی پیدا مکن کہ مر ایشان را رسوا کنی و خود را بی اعتماد[2]

آدمیوں کا عیب چھپا ہوا ظاہر مت کر کہ خاص کر ان کے تئیں رسوا کرے تو اور اپنے تئیں بے اعتبار

پند ہر کہ علم خواند و عمل نکرد بدان ماند کہ گاو راند[3] و تخم نیفشاند از تن بیدل[4] طاعت

جس نے کہ علم پڑھا اور عمل نہ کیا مثل اس کے ہے کہ جوتنا اور دانے نہ بکھیرے تن بے دل سے عبادت

نیاید و پوست بی مغز[5] بضاعت را نشاید نہ ہر کہ در مجادلت[6] چست در معاملت درست

نہ آوے اور پوست بے مغز اسباب کے تئیں نہیں لائق نہ کوئی کہ بیچ لڑائی کے چالاک بیچ معاملے کے درست

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد بہت اچھا قد اچھا کہ نیچے چادر کے ہووے	چون باز کنی مادر[7] مادر باشد جو کھولے تو ماں ماں کی ہووے

حکمت اگر شبہا ہمہ شب قدر بودی شب قدر بیقدر بودی **شعر**

اگر سب راتیں شب قدر ہوتیں شب قدر بے قدر ہوتی

گر سنگ ہمہ لعل بدخشان بودی جو سب پتھر لعل بدخشاں کے ہوتے	پس قیمت لعل و سنگ یکسان بودی پس قیمت لعل اور پتھر کی یکساں ہوتی

حکمت نہ ہر کہ بصورت نکوست سیرت زیبا دروست کار اندرون دارد نہ پوست **قطعہ**

نہ جو کوئی صورت میں نیک ہے خصلت اچھی بیچ اس کے ہے کام باطن رکھتا ہے نہ ظاہر

توان شناخت بیکروز در شمائل مرد سکے پہچاننا ایک دن میں صورت آدمی کی	کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم کہ کہاں تک اس کا پہونچا ہے مرتبہ علم کا
ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو ولیکن باطن اسکے سے بےخوف مت ہو اور غرہ مت کر	کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم کہ برائی ذات کی برسوں میں نہ ہوگی معلوم

پند ہر کہ با بزرگان ستیزد خون خود ریزد **قطعہ**

جو کہ ساتھ بزرگوں کے لڑتا ہے خون اپنا گراتا ہے

[1] نکند گرگ آہ اے از گرگ کار پوستین دوزی نیاید چراکہ کار او دریدن پوست باشد نہ دوختن ۱۲ [2] بے اعتماد از آنکہ مردم در امانت اسرار خود بر خود بر تو اعتماد نہ نمایند ۱۲ [3] گاو راندای کشت زار شیار کردہ تخم ریزی نکرد پس عملش ضائع شدہ ۱۲ [4] از بیدل آہ در نسخہ مولوی مخدوم از تن بیدل است اے از تن بے قوت روحانی و دلی عبادت نشود چراکہ عبادت بدلی موقوف بر نیت و ست تا ارادت واثق بر کاری نداری ہر گز سر انجام آن بخوبی نشود ۱۲ [5] پوست بے مغز کنایہ از پوست میوہ کہ خالی از مغز باشد ہرست کہ آن پوست را ہیچ قیمت و قدر نباشد [6] مجادلت بالضم و فتح دال بمعنی باہم جنگ کردن ۱۲ [7] مادر مادر مراد از عجوز کہن ۱۲

خویشتن را بزرگ پنداری اپنے تئیں بزرگ جانتا ہے تو	راست گفتند یک دو بیند لوچ[1] سچ کہتے ہیں ایک کو دو دیکھتا ہے بھینگا
زود بینی شکستہ پیشانی جلد دیکھے تو شکستہ پیشانی	تو کہ بازی بسر کنی با غوچ[2]! تو کہ کھیلنا کرتا ہے تو سر سے ساتھ مینڈھے کے

حکمت پنجہ با شیر انداختن و مشت بر شمشیر زدن کار خردمندان نیست بیت

پنجہ با شیر کے ساتھ ڈالنا اور مٹھی اوپر تلوار کے مارنا کام عقلمندوں کا نہیں ہے

جنگ و زور آوری مکن با مست لڑائی اور زور آزمائی مت کر ساتھ مست کے	پیش سر پنجہ[3] در بغل نہ دست آگے زبردست کے پنجہ بغل کے رکھ ہاتھ

پند ضعیفی کہ با قوی[4] دلاوری کند یار دشمنست در ہلاک خویش قطعہ

جو بڈھا ساتھ زبردست کے بہادری کرے یار دشمن کا ہے بیچ ہلاک اپنی کے

سایہ پروردہ را چہ طاقت آن سایہ کے پلے ہوئے کے تئیں کیا طاقت وہ	کہ رود با مبارزان بقتال! کہ جائے ساتھ لڑیوں کے بیچ قتلگاہ کے
سست بازو بجہل میفگند سست بازو ساتھ جہالت کے ڈالتا ہے	پنجہ با مرد آہنین چنگال! پنجہ ساتھ مرد لوہے کے چنگل کے

حکمت ہر کہ نصیحت نشنود سر ملامت[5] شنیدن دارد شعر

جو کہ نصیحت نہ سنے خیال ملامت سننے کا رکھتا ہے

چو نیاید نصیحتت در گوش جو نہ آئے نصیحت تیرے بیچ کان کے	اگرت سرزنش کنم خاموش جو تجھ کو ملامت کروں میں چپ رہ

حکمت بی ہنران ہنرمندان را نتوانند دید ہمچنان سگ بازاری

بے ہنر ہنرمندوں کے تئیں نہیں دیکھ سکتے ہیں ویسے ہی کتے بازار کے

سگ صیدی را مشغلہ بر آرند و پیش آمدن نیارند یعنی سفلہ

کتے شکاری کے نبیں شور بر لاویں اور آگے آتا نہیں سکتے ہیں یعنی کمینہ

[1] در سر دری دہمان لوچ بجیم عربی بمعنی احول نوشتہ و ہمچنین شارح فاضل گفتہ اما خان آرزو گوید لوچ بلام وواو معروف و جیم فارسی کسیکہ یک را دو بیند کذا فی دار الافاضل [2] غوچ بضم غین معجمہ و آخر جیم فارسی بمعنی زمیش و بقاف ہم و بظاہر این لفظ ترکی ست ۱۲ [3] سر پنجہ در ینجا بمعنی قوی ست و بظاہر شخصی بود کہ مشق رور سر پنجہ رسانیدہ باشد ۱۲ [4] مراد ازان ہمان قوی ست کہ ضعیف با دلاوری کند ۱۲ [5] یعنی ہمان دم بسبب آنکہ نصیحت نشنیدن خود عیب ست یا ضیقیکہ از نا شنیدن نصیحت نقصانے بہیئہ دار کردہ خود پشیمان گردد ۱۲ مولنا محمد ہادی علی مرحوم و مغفور ۱۲

چون بہنر با کسے بر نیاید بخبثش در پوستین افتد بیت

جو ساتھ ہنر کے ساتھ کسی کے بر نہ آوے ساتھ بدی اس کی کے پیچ عیب کے پڑے

کند ہر آئینہ غیبت حسود کوتہ دست | کہ در مقابلہ گنگش بود زبان مقال

کرے تحقیق غیبت دشمن کم طاقت | کہ بیچ مقابلے کے گونگی اس کی ہووے زبان گفتگو کی

حکمت اگر جور شکم نیستی ہیچ مرغ در دام صیاد نیفتاد بلکہ صیاد خود دام ننہادے

جو ظلم پیٹ کا نہ ہوتا کوئی پرندہ جال میں صیاد کے نہ پڑتی بلکہ صیاد آپ جال نہ رکھتا

بیت شکم بند دست ست و زنجیر پائے | شکم بندہ نادر پرستد خدائے

پیٹ قید ہاتھ کی ہے اور زنجیر پاؤں کی | شکم بند نادر پوجے خدا کو

پند حکیمان دیر دیر خورند و عابدان نیم سیر و زاہدان سدّ رمق[1] و جوانان تا طبق

حکیم دیر دیر کھاتے ہیں اور عبادت کرنے والے آدھے پیٹ اور زاہد واسطے رکنے جان کے اور جوانان طباق

برگیرند و پیران[2] تا عرق بکنند[3] اما قلندران چندان بخورند کہ در معدہ جائے

بھر لیتے ہیں اور بڈھے جبتک عرق نہ کریں لیکن قلندر اتنا کھاتے ہیں کہ بیچ پیٹ کے جگہ

نفس نماند و بر سفرہ روزی کس شعر

دم کی نہ رہے اور اوپر دسترخوان کے روزی کسی کی

اسیر بند شکم را دو شب نگیرد خواب | شبے[4] ز معدۂ سنگی شبے ز دلتنگی!

قیدی قید شکم کے تیئں دو رات نہ پکڑے خواب | ایک رات بوجھ پیٹ سے ایک رات فکر بھوک سے

حکمت مشورت با زنان تباہ ست و سخاوت با مفسدان گناہ شعر

مشورہ ساتھ عورتوں کے تباہ ہے اور سخاوت مفسدوں سے گناہ

ترحم بر پلنگ تیز دندان | ستمگاری بود بر گوسفندان شعر

رحم اوپر چیتے تیز دانت کے | ظلم ہووے اوپر بکریوں کے

خبیث[5] را چو تعہد کنی و بنوازی | بدولت تو گنہ میکند با نبازی

بدکے تیئں جو حمایت کرے تو اور سرفراز کرے تو | بدولت تیرے گناہ کرتا ہے ساتھ انبازی کے

[1] سدرمق اے بقدر باقی ماندن جان ۱۲ [2] پیران آہ یعنی پیران تا بحدے خورند کہ از شفقت خوردن عرق آید ۱۲ [3] در مدار الافاضل و برہان و مؤید الفضلا وغیرہ لغات مفارقہ بمعنی صاحب تجرید و تفرید کہ در اصطلاح فقرا مقامات اند کہ چون سالک طریق حق بدان بار سد از قیود تکلفات رسمی بکلی رہائے یافتہ حاصل باقی بحق گرویدہ باشد دیدہ شد و اینجا مراد از قلندران آن کسانند کہ پابند شرع نباشد و مشرب رندانہ دارند ۱۲ [4] شبے ز معدہ آہ معدہ سنگی کنایہ از گرانی معدہ بسبب امتلا و از دلتنگی گرسنگی مراد است ۱۲ [5] خبیث را آہ تعہد بمعنی حمایت انبازی بمعنی ہمسری ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت ہر کرا دشمن پیش ست اگر نکشد دشمن خویش ست **بیت**

جس کے تئیں دشمن آگے ہے اگر نہ مارے دشمن اپنا ہے

سنگ در دست و مار بر سر سنگ | خیرہ رائی بود قیاس و درنگ

پتھر ہاتھ میں اور سانپ اوپر پتھر کے | بیوقوفی ہووے خیال اور دیر

وگروہے بخلاف این مصلحت دیدہ اند و گفتہ اند کہ در کشتن بندیان تامل

اور ایک گروہ نے برخلاف اس کے مصلحت دیکھی ہے اور کہا ہے کہ بیچ مارنے قیدیوں کے تامل

اولیٰ ترست بحکم آنکہ اختیار باقیست توان کشت و توان ہشت اما

بہتر زیادہ ہے موافق اس بات کے کہ اختیار باقی ہے سکیے مارنا اور سکیے چھوڑنا لیکن

اگر بے تامل کشتہ شود محتملست کہ مصلحتے فوت شود و تدارک مثل آن ممتنع باشد

اگر بے تامل مارا جاوے احتمال ہے کہ ایک مصلحت گذر جاوے اور تدارک مثل اسکے منع کیا گیا ہووے

مثنوی نیک سہل ست زندہ بیجان کرد | کشتہ را باز زندہ نتوان کرد

بہت ہی سہل ہے جیتے ہوئے کو بیجان کرنا | مرے ہوئے کو پھر زندہ نہ سکیے کرنا

شرط عقلست صبر تیر انداز | کہ چو رفت از کمان نیاید باز

شرط عقل کی ہے صبر کرنا تیر انداز کا | کہ جو گیا کمان سے نہ آوے پھر

حکمت حکیمیکہ با جہال در افتد باید کہ توقع عزت ندارد و اگر جاہلے

ایک حلیم کہ ساتھ جاہلوں کے پڑے چاہیے کہ امید عزت کی نہ رکھے اور اگر ایک جاہل

بزبان آوری بر حکیمے غالب آید عجب نیست کہ سنگیست کہ گوہر را می شکند

ساتھ زبان آوری کے اوپر ایک حلیم کے غالب آئی عجب نہیں ہے کہ ایک پتھر ہے کہ گوہر کے تئیں توڑتا ہے

بیت نہ عجب گر فرو رود نفسش | عندلیبی غراب ہم قفسش **قطعہ**

کیا عجب جو بند ہووے دم اس کا | ایک بلبل کو ہووے ایک پنجرے میں

گر ہنرمندے از اوباش جفائی بیند | تا دل خویش نیازارد و در ہم نشود

جو ایک ہنرمند حرامزادے سے ایک ظلم دیکھے | ہرگز دل اپنا آزردہ نکرے اور در ہم نہ ہووے

۱ خیرہ رائے اے مغلوبیت عقل کنایہ از حماقت ۲ تدارک بے اضافت پس مفعول و محذوف باشد و آن اسارت

بلکشتن کہ از عبادت بر می آید یعنی تدارک و باز یا فتن مصلحت فوتی مثل تدارک کشتہ دشوار باشد چنانکہ گفتہ اند اضافت

طرف مثل کہ مفعول ست و آن شارہ بہ مصلحت و این ظاہر ترست ۳ اے بند شود و م آن و ضمیر شین جانب عندلیب

راجعست و اعتماد قبل ذکر در فارسی مطلقاً جائز داشت: ۴ اند و عندلیب بفتح اول و سوم ہزار داستان موصوف و غراب

مبتدا ہم قفسش خبر آن جملہ صفت و یا موصوف بکلام متقدمین آمدہ از ان و س و غیرہ ۵ اوباش مردم فرومایہ جمع بیر

وبش بطریق قلب ہمچو آبار جمع بیر بمعنی چاہ و این از فوائد مخرف ست ۱۲ ۶ تا دل خویش ۲

سنگ بدگوہر اگر کاسۂ زرین شکند — قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود
پتھر بدگوہر اگر پیالہ سونے کا توڑے — قیمت پتھر کی نہ بڑھے اور زر کم نہ ہووے

حکمت خردمندی را کہ در زمرۂ اوباش سخن[1] بہ بندد شگفت مدار کہ
ایک عقلمند کے تئیں کہ بیچ گروہ کمینوں کے بات باندھے تعجب مت رکھ کہ
آواز بربط با غلبۂ دہل برنیاید و بوی عنبر از گند سیر[2] فرو ماند مثنوی!
آواز بربط کی ساتھ غلبہ ڈھول کے برنہ آوے اور بوی عنبر کی لہسن کی بدبو سے عاجز رہے

بلند آواز نادان گردن افراخت — کہ دانا را بہ بیشرمی بینداخت
آواز بلند بے عقل نے گردن بلند کی — کہ دانا کے تئیں ساتھ بیشرمی کے ڈالا
نمیداند کہ آہنگ حجازی — فرو ماند ز بانگ طبل[3] غازی[4]
نہیں جانتا کہ آواز حجاز کی — عاجز رہے آواز ڈھول نٹ سے

حکمت جوہر اگر در خلاب افتد ہمان نفیس ست و غبار اگر بر فلک رود
جوہر جو بیچ کیچڑ کے گرے ویساہی نفیس ہے اور غبار اگر اوپر آسمان کے جاوے
ہمان خسیس استعدادی[5] زبیت دریغ ست و تربیت نامستعد ضائع خاکستر
ویساہی کمتر ہے طاقت بے سکھلانے کے افسوس ہے اور تربیت نامستعد کی بے کام راکھ
نسبتے عالی دارد کہ آتش جوہر علویست ولیکن چون بنفس خود ہنری ندارد
ایک نسبت برتری کی رکھتی ہے کہ آگ جوہر برتری ہے ولیکن جو بیچ نفس اپنے کے ہنر نہ رکھے
با خاک برابر ست و قیمت شکر نہ از نی ست کہ آن خود خاصیت وی ست مثنوی
ساتھ خاک کے برابر ہے اور قیمت شکر کی نے سے نہیں ہے بلکہ وہ آپ خاصیت اس کی ہے

چو کنعان[6] را طبیعت بے ہنر بود — پیمبر زادگی قدرش نیفزود
جو کنعان کے تئیں طبیعت بے ہنر تھی — پیغمبر زادگی نے قدر اس کی نہ بڑھائی
ہنر بنمای اگر داری نہ گوہر — گل از خار ست و ابراہیم از آزر
ہنر دکھلا اگر رکھتا ہے تو نہیں موتی — پھول کانٹے سے ہے اور ابراہیم آزر سے

[1] سخن بہ بندد اے سخن کردن نتواند ۱۲ [2] گند بفتح کاف فارسی بمعنی بو بد ۱۲ ب [3] طبل غازی طبلے ست کہ امراء و سلاطین دارند و آن از دیگر طبلہا بلند آواز باشد و خان آرزو گفتہ از غازی رسن باز ارادہ کردن نشاید کہ آنہا دہل دارند نہ طبل مگذا در در حاشیہ مطبوعہ سابقہ و راقم میگوید کہ دعوے بنودن طبل بمعنی دہل خطا ست چہ طبل بمعنی دہل در صراح موجود تخصیص طبل بہ رسن باد بمناسبت کلام بیہودہ نادان باواز طبل او ست ۱۲ [4] غازی بعین وزاے بجشین اینجا مراد بازیگر ست کہ بہندی آزا نٹ نام اند ۱۲ [5] استعداد آہ یعنی ہر کہ قوت فہمیدن دارد و کسے او را تربیت نکند جاہی افسوس ست و ہمچنین تربیت کردن کسیکہ استعداد و قبول تربیت را ز و ضائع ست ۱۲ [6] کنعان نام پسر حضرت نوح علی نبینا و علیہ السلام ۱۲

حکمت مُشک آنست کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار بگوید دانا چون طبلہ
مشک وہ ہے کہ آپ خوشبو دے نہ اس وقت کہ عطار بتاوے دانا مانند طبلے
عطارست خاموش وہنر نمای و نادان چون طبل غازی بلند
یعنے ڈبے عطار کے ہے خاموش اور ہنر دکھانے والا اور نادان مانند ڈھول نٹ کے بلند
آواز و میان تہی **قطعہ**
آواز اور درمیان خالی ہے

عالم اندر میان جاہل را عالم درمیان جاہل کے تئیں	[illegible]	مثلے گفتہ اند صدیقان ایک مثل کہی ہے سچوں نے
شاہدے درمیان کوران ست ایک معشوق درمیان اندھوں کے ہے		مصحفے درمیان زندیقان ایک قرآن درمیان کافروں کے

پند دوستی را کہ بعمری فراچنگ آرند نشاید کہ بیک دم بیازارند **بیت**
ایک دوست کے تئیں کہ مدت میں ہاتھ میں لاویں بجا ہیے کہ ایک دم میں آزار دیویں

سنگے بچند سال شود لعل پارہ ایک پتھر۔ بیچ کتنے برس کے ہووے لعل کا ٹکڑا		زنہار تا بیک نفسش نشکنی بسنگ ہرگز ایک دم میں اسکو نہ توڑے تو پتھر سے

حکمت عقل در دست نفس چنان گرفتارست کہ مرد عاجز در دست زن گربز
عقل بیچ ہاتھ نفس کے ایسی گرفتار ہے کہ مرد عاجز بیچ ہاتھ عورت مکار کے

شعر در خرمی بر سرائے بہ بند دروازہ خوشی کا اوپر اس گھر کے باندھ		کہ بانگ زن ازوی بر آید بلند کہ آواز عورت کی اس سے باہر آدے بلند

پند رائی بی قوت مکر و فسونست و قوت بی رای جہل و جنون **شعر**
عقل بے قوت مکر اور جادو ہے اور قوت بے عقل جہالت اور جنون

تمیز باید و تدبیر و عقل و آنگہ ملک تمیز چاہیے اور تدبیر اور عقل اور اسوقت ملک	سلاح	کہ ملک و دولت نادان سلیح جنگ خداست کہ ملک اور دولت نادان کی ہتھیار لڑائی خدا کا ہے

لے زندیق بالکسر فرقہ الیست از کفار کہ قائل دو صانع اند یکے را نور و دیگرے را ظلمت با اہرمن و یزدان تعبیر کنند و نیز آنکہ ایمان بخدا و آخرت نداشتہ باشد و نیز دباطن کافر باشد و صحیح معنی اول ست چہ زندیق معرب زندیست یعنی آنکہ اعتقاد بزند کتاب زردشت آتش پرست کہ قائل یزدان و اہرمن بود دارد ۱۲ سے یعنی سزاوار آنست کہ بر دوست قدیم را از دست ندہد ۱۲ ستہ ش ۱۲ ستہ گربز بکاف و بائی ہردو فارسی و مضموم بمعنی فریبندہ و مکارہ و بہر دو تازے ہم آمدہ ۱۲ مولوی انور علی رحمتہ اللہ علیہ ۱۲ ہے رائے بے قوت اے عقل کسیکہ قوت ندارد و مفلس باشد ۱۲ کشف ۱۲
۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت جوانمردے کہ بخورد و بدہد بہ از عابدے کہ بہ نہد و بنہد

جوانمرد کہ کھاوے اور دے بہتر اس عابد سے کہ رکھ لے جاوے اور رکھے

پند ہر کہ ترک شہوت از بہر قبول خلق دادہ است از شہوت حلال

جو شخص کہ چھوڑنا شہوت کا واسطے قبول کرنے خلق کے کرتا ہے شہوت حلال سے

در شہوت حرام افتادہ است **شعر**

بیچ شہوت حرام کے پڑا ہے

عابد کہ نہ از بہر خدا گوشہ نشیند
عابد کہ نہ واسطے خدا کے گوشے میں بیٹھے

بیچارہ در آئینہ تاریک چہ بیند
بیچارہ بیچ آئینہ تاریک کے کیا دیکھے

حکمت اندک اندک خیلی شود و قطرہ قطرہ سیلے گردد یعنی آنکہ دست قوت

تھوڑا تھوڑا بہت ہووے اور قطرہ قطرہ دریا ہووے یعنی وہ شخص کہ ہاتھ قوت کا

ندارد سنگ خردہ نگاہ میدارد تا بوقت فرصت دمار از دماغ خصم برآرد

نہ رکھے پتھر کا ریزہ نگاہ رکھتا ہے تو بیچ وقت فرصت کے بلا کی دماغ دشمن سے لاوے

قَطْرٌ عَلیٰ قَطْرٍ اِذَا اتَّفَقَتْ نَہْرٌ
قطرہ اوپر قطرے کے جسوقت جمع ہوا نہر ہوئی

وَنَہْرٌ اِلیٰ نَہْرٍ اِذَا اجْتَمَعَتْ بَحْرٌ
اور نہر طرف نہر کے جب جمع ہوئی دریا ہوا

شعر اندک اندک بہم شود بسیار
تھوڑا تھوڑا آپس میں ہووے بہت

دانہ دانہ است غلہ در انبار
دانہ دانہ ہے غلہ بیچ انبار کے

حکمت عالم را نشاید کہ سفاہت از عامی بحلم درگذارد کہ ہر دو طرف

عالم کے تئیں نچاہیے کہ حماقت بے علم سے ساتھ بردباری کے گذرانے کہ دونوں طرف کے

را زیان دارد ہیبت این کم شود و جہل آن مستحکم **شعر**

تئیں نقصان رکھتا ہے ڈر اس کا کم ہووے اور جہالت اس کی مضبوط

چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی
جو ساتھ کمینے کے کہے تو ساتھ لطف اور خوشی کے

فزون گردد ش کبر و گردن کشی
زیادہ ہووے غرور اس کو اور سرکشی

ؔ چرا کہ ترک شہوت از برائے قبول خلق و رجوع ایشان شرک خفی ست و آن حرام ست ۱۲ ؔ عامی بمعنی جاہل ۱۲ ک و این فاعل ست از عمی بمعنے نابینائے کہ با جہل مناسبت دارد چنانچہ شیخ خود میفرمایدع کان بنا بینائی از راہ او فتاد و کسیکہ بتشدید میم دیای نسبت گفتہ راقم را ازان اطلاعے نیست کہ در کدام لغت قائل آن دیدہ است ۱۲ واللہ اعلم ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت معصیت از ہر کہ صادر شود ناپسندست و از علما ناخوبتر کہ علم سلاح

گناہ جس شخص سے کہ صادر ہووے زبون ہے اور عالموں سے بڑا زیادہ کہ علم ہتھیار

جنگ شیطانست و خداوند سلاح را چون باسیری برند شرمساری بیش برد مثنوی

لڑائی شیطان کا ہے اور صاحب ہتھیار کے تئیں جو بیچ قید کے لیجائیں شرمندگی زیادہ ہووے

عامی ناداں پریشان روزگار
جاہل نادان پریشان زمانہ

بہ ز دانشمند ناپرہیزگار
بہتر دانا ناپرہیزگار سے

کان بنابینائی ازراہ اوفتاد
کہ وہ ساتھ نابینائی کے راہ سے گرا

وین دو چشمش بود در چاہ اوفتاد
اور دو آنکھیں اسکی تھیں اور بیچ کنوئیں کے گرا

حکمت جان در حمایت یکدم ست و دنیا وجودی میان دو عدم

جاں بیچ حمایت ایک دم کے ہے اور دنیا ایک وجود در میان دو نیستی کے

دین بدنیا فروشان خرند یوسف را فروشند تا چہ خرند آیۃ

دین ساتھ دنیا کے بیچنے والے گدھے ہیں یوسف کے تئیں بیچیں تو کیا خرید کریں

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ بیت

آیا نہیں قول کیا میں نے طرف تمہارے اے اولاد آدم کی ساتھ اسبات کے کہ نہ عبادت کرو تم شیطان کی

بقول دشمن پیمان دوست بشکستی
ساتھ قول دشمن کے پیماں دوست کا توڑا تو نے

ببین کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی
دیکھ کس کے ساتھ توڑا تو نے اور ساتھ کس کے ملا ہے تو

حکمت شیطان رجیم با مخلصان بر نیاید و سلطان با مفلسان مثنوی

شیطان رجیم ساتھ دوستوں کے بر نہ آوے اور بادشاہ ساتھ فقیروں کے

وامش مدہ آنکہ بے نماز ست
قرض مت دے اس شخص کو کہ بے نماز ہے

گرچہ دہنش ز فاقہ باز ست
اگرچہ منہ اس کا فاقے سے کھلا ہے

کو فرض خدا نمی گذارد
کہ وہ فرض خدا کا نہیں ادا کرتا

از قرض تو نیز غم ندارد
قرض تیرے سے بھی غم نہیں رکھتا ہے

لہ اے عدم سابق کہ نبود و عدم لاحق کہ فنا شد نیست پس چنین وجود اعتبار را نشاید کہ در حکم عدم ست گفتہ اند الوجود بین العدمین عدم کما ان الطہر بین الدمین - ۱۲ ان وغیرہ سہ خر اندا اے احمق ستند و مراد از یوسف ۲ عزیز و محترم کہ ہمان دین باشد ۱۲ سہ مرا د از دشمن شیطان و از دوست متکلم آیہ کریمہ کہ خدا ہست ۱۲ سہ رجیم بمعنی رانده شده ۱۲ رب اغفر لکاتبہ

امروز دو مرده پیش گیر و مرکن
آج کے دن موافق دو مردے کے آگے پکڑے لگن

فردا گوید تز بے از ینجا بر کن
کل کہے ایک مولی یہاں سے اکھڑے

حکمت ہر کہ بزندگی نانش نخورند چون بمیرند نامش نبرند لذت انگور بیوه
جو شخص کہ بیچ زندگی کے روٹی اسکی نا کھاویں جو مرے نام اسکا نہ لیجاویں مزه انگور کا بیوه

داند نہ خداوند میوه یوسف صدیق علیہ السلام در خشک سال سیر نخوردی تا گرسنگان را فراموش نکند
جانے نہ صاحب میوے کا یوسف سچا او پر اسکے سلام بیچ قحط سال مصر کے سیر ہو کر نہ کھاتا اسواسطے کہ بھوکوں کو نہیں بھولنا کرے

مثنوی آنکہ در راحت و تنعم زیست
وہ شخص کہ بیچ آرام اور نعمت کے جیا

او چہ داند کہ حال گرسنہ چیست
وہ کیا جانے کہ حال بھوکے کا کیا ہے

حال درماندگان کسے داند
حال عاجزون کا وہ شخص جانے

کہ باحوال خویش درماند قطعہ
کہ بیچ حال اپنے کے عاجز رہے

ایکہ بر مرکب تازنده سواری ہشدار
اے کہ اوپر گھوڑے دوڑنے والے کے سوار ہے تو ہشیار رہ

کہ خر خارکش سوختہ در آب و گلست
کہ گدھا لکڑہارے غریب کا بیچ پانی اور کیچڑ کے ہے

آتش از خانہ ہمسایہ درویش مخواه
آگ گھر ہمسائے مفلس سے مت مانگ

کانچہ از روزن او میگذرد دود دلست
کہ جو کچھ روزن اسکی سے گذرتا ہے دھواں دل اسکے کا ہے

پند درویش ضعیف حال را در خشکی تنگ سال مپرس کہ چونی الا بشرط
فقیر ضعیف حال کے نہیں بیچ خشکی تنگسال کے مت پوچھ کہ کیونکہ ہے تو مگر بہ شرط

آنکہ مرہمے بر ریشش نہی و معلومی پیش قطعہ
اس بات کے کہ کوئی مرہم اوپر زخم اسکے کے رکھے تو یا کوئی دنیار آگے

خربکہ بینی و باری بگل در افتاده
ایک گدھا کہ دیکھے تو اور ایک بوجھ بیچ کیچڑ کے پڑا ہوا

بدل برو شفقت کن و لے مرو بسرش
دل سے اوپر اسکے مہربانی کر لیکن مت جا اوپر سر اسکے کے

کنونکہ رفتی و پرسیدیش کہ چون افتاد
اب کہ گیا تو اور پوچھا تو نے اس کو کہ کیونکر گرا

میان ببند و چو مردان بگیر دنب خرش
کمر باندھ اور مانند مردوں کے پکڑ دم گدھے اسکے کی

سلہ دو مرده اے بقدر دو مرد و مرکن یکبیر اول و فتح ثالث لگن و تزبے از ینجا بر کن اشاره بکندن نشیم یعنے وقت حاجت خود لگن طعام بسیار بقدر خوراک دو کس قرض گیرد و ہنگام بارخواست ہیچ ندہد و فحش گوید ۱۲ سلہ اسنے ہر کہ مردم احسان ندیده باشند بعد مرگش بخیر یاد نکنند و نال دادن و احسان کردن باکسے باید کہ خاستن را شنفنه باشد چہ لذت انگور بیوه داند کہ محتاج است واو را میسر نمیشود بخلاف صاحب میوه کہ دلش ازان سیرست ۱۲ سلہ خارکش ہیزم کش سلہ معلوم اینجا بمعنی رود درم و دینار مستعمل ست بدان جہت کہ زرا بنقد شہرت دارد کہ حاجت تام گرفتن نیست چنانچہ لفظ یقین بمعنی مرگ در کلام مجید ست واعبد ربک حتی یاتیک الیقین اے عبادت کن پروردگار خود را تا وقتیکہ آید ترا مرگ غایت اینکہ عبادت خدا از ذمہ بندگان تا زیست ساقط نشود ۱۲

حکمت دو چیز مخالف عقل ست خوردن بیش از رزق

دو چیزیں خلاف عقل کے ہیں کھانا زیادہ رزق

مقسوم و مردن پیش از وقت معلوم **قطعہ**

قسمت کئے گئے سے اور مرنا آگے وقت معلوم سے

قضا دگر نشود در ہزار نالہ و آہ — بلفظ[1] — بشکر یا بشکایت بر آید از دہنے

قضا متغیر نہووے ہزار نالے اور آہ سے — ساتھ شکر اور شکایت کے بر آوے ایک منہ سے

فرشتہ کہ وکیل ست بر خزائن باد — بیوہ[2] — چہ غم کند کہ بمیرد چراغ پیرزنے[3]

وہ فرشتہ کہ وکیل ہے اوپر خزانے ہوا کے — کیا غم کرے کہ بجھے چراغ کسی بڑھیا کا

قطعہ

پندای طالب روزی بنشین کہ بخوری وای مطلوب اجل مرو کہ جان نبری

چہد رزق از کنی و گر نہ کنی — برساند خدای عزوجل

کوشش روزی کی جو کرے تو اور اگر نہ کرے تو — پہنچاویگا خدائے غالب اور بزرگ

در روی در دہان شیر و پلنگ — نخورند مگر بروز اجل

اور جو بیچ منہ شیر اور چیتے کے جاوے تو — نکھاویں گے تجھ کو مگر روز اجل کے

حکمت نا نہادہ دست نرسد و چیز یکہ نہادہ است ہر جا کہ ہست برسد **بیت**

نہ رکھا ہوا نہ اور رکھا ہوا جہاں کہیں ہو خواہ مخواہ پہنچے

شنیدہ کہ سکندر رفت در ظلمات — بچند محنت و آنکہ نخورد آب حیات

تو نے سنا ہے کہ سکندر گیا تاریکی میں — کتنی محنت سے پھر بھی آب حیات پی نہ سکا

حکمت صیاد بی روزی در دجلہ ماہی نگیرد و ماہی بی اجل در خشکی نمیرد **بیت**

شکاری بغیر روزی کے بیچ دجلے کے مچھلی نہ پکڑے اور مچھلی بغیر موت کے خشکی میں نہ مرے

مسکین حریص در ہمہ عالم ہمی دود — او در قفای رزق و اجل در قفای او

غریب حرص کرنیوالا تمام جہان میں دوڑتا ہے — وہ پیچھے رزق کے اور موت پیچھے اس کے

[1] یعنی قضائے مبرم و آن عبارت است از ارادہ الٰہی کہ متعلق بامر دیگر نباشد و این ارادہ برنگردد و بخلاف قضائے متعلق [2] اگر گفتہ شود کہ این جا خلاف آنست کہ براق در حکایت مشت زن ست و این قول اوست قطعہ رزق ہر چند بیگمان برسد [3] شرط عقلست جستن از درہا۔ گویم آنچہ سابق ذکر کردیم از بیت اول معنی آن انیست کہ طلب رزق برای اہل عقل کثرت مال ست نہ موجب رزق بودنش و معنے بیت اول در حکایت آن ست کہ توکلی منتخب سبب و رزق مقسوم ہر دو را البتہ میرسد و آنچہ سابق ذکر کردیم از بیت ثانی معنیش قرار از مہلکہ مامور است قولہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم از دیوارے کہ مائل بود فرار نمودہ و آنچہ ذکر کردیم از اینجا بیت ثانی افتادن در مہلکہ موجب مرگ ست ... حکمت در نسخہ دستوری واقع شدہ لیکن حکمت دوم بدون شعر

حکمت توانگر فاسق کلوخ زر اندودست و درویش صالح شاہد

دولتمند بدکار ڈھیلا زر کا ملمع کیا ہوا ہے اور فقیر نیک معشوق

خاک آلود این یکے دلق موسی است مرقع و آن ریش فرعون مرصع

خاک کا بھرا ہوا ہے یہ گدڑی حضرت موسیٰ کی ہے ٹکڑے جوڑے ہوئے اور وہ ڈاڑھی فرعون کی ہے جڑاؤ

ولیکن شدت نیکان روی در فرج دارد و دولت بدان سر در نشیب قطعہ

اور لیکن سختی نیکوں کی منہ بیچ کشادگی کے رکھتی ہے اور دولت بدوں کی سر بیچ پستی کے

ہر کرا جاہ و دولت ست بدان — **خاطر خستہ در نخواہد یافت**

جس کسی کے تئیں مرتبہ اور دولت ہے ساتھ اُس کے — خاطر پریشان کو نہ دریافت کرے گا

خبرش دہ کہ ہیچ دولت و جاہ — **بسرائے دگر نخواہد یافت**

خبر اُس کو دے کہ کوئی مرتبہ اور دولت — بیچ گھر دوسرے کے نہ پاوے گا

حکمت حسود از نعمت حق بخیل ست و بندہ بیگناہ را دشمن میدارد قطعہ

ڈاہ کرنے والا نعمت خدا سے بخیل ہے اور بندہ بیگناہ کے تئیں دشمن رکھتا ہے

مردکے خشک مغز را دیدم — **رفتہ در پوستین صاحب جاہ**

ایک مردک احمق کے تئیں دیکھا میں نے — گیا ہوا بیچ عیب ایک صاحب مرتبہ کے

گفتم اے خواجہ گر تو بدبختی — **مردم نیکبخت را چہ گناہ قطعہ**

کہا میں نے اے صاحب اگر بدبخت ہے تو — آدمی نیکبخت کے تئیں کیا گناہ

الا تا نخواہی بلا بر حسود — **کہ آن بخت برگشتہ خود در بلاست**

آگاہ ہو تو نچاہے تو بلا اوپر حسد کرنیوالے کے — کہ وہ کمبخت آپ بیچ بلا کے ہے

چہ حاجت کہ با وے کنی دشمنی — **کہ وی را چنان دشمن اندر قفاست**

کیا حاجت کہ ساتھ اس کے کرے تو دشمنی — کہ اس کے تئیں ایسا دشمن پیچھے ہے

حکمت تلمیذ بی ارادت عاشق بی زرست و روندہ بے معرفت مرغ بی پر

شاگرد بے اعتقاد عاشق مفلس ہے اور سالک بے شناسائی کے مرغ بے پر

لہ این یکے اسناد ہست بسوئے درویش صالح و درین فقرہ لف و نشر غیر مرتب ست ۲ روی در فرح کار دے در کشادگی دارد و فرج بفتحتین و جیم تازی بمعنی کشادگی ۱۲ ۳ خاطر خستہ آید انکہ معنی این قطعہ چنان باشد کہ ہر کس را رو داری در دولت حاصل ست با آن سبب پاس خاطر شکستہ نخواہد داشت آن را خبر دہ ایہیچ دولت جاہ در آخرت نخواہد یافت ۱۲ ۴ از نعمت حق بخیل ست یعنی چنانچہ خود یکے نمی دہد ہمچنان بدخواہ میخواہد کہ حق تعالیٰ کسے را چیزے ندہد ۱۲ ۵ مردکے آہ کاف در مردک برائے تحقیر ست و یائے وحدت و خشک مغز دیوانہ را گویند ۱۲ ۶ گفتم اے خواجہ اے آن مردک گفتم کہ اے صاحب کو کہ تو بدبختی مردم نیک بخت را چہ گناہ کہ عیش مے کنی

۱۲ ۱۲ ۱۲

و عالم بے عمل درخت بے بر و زاہد بے علم خانۂ بے در مراد از نزول قرآن تحصیل

اور عالم بے عمل درخت بے پھل اور زاہد بے علم خانہ بے در مراد نازل ہونے قرآن سے حاصل کرنا خصلت

سیرت خوب است نہ ترتیل[1] سورت مکتوب عامی[2] متعبد پیادہ رفتہ است و عالم

خوب کا ہے نہ قرأت کرنا سورت لکھی گئی کا جاہل عبادت کرنے والا پیادہ گیا ہے اور عالم سستی

متہاون[3] سوار خفتہ عاصی کہ دست بدعا بردارد بہ از عابدی کہ در سر[4] دارد بیت

کرنے والا سوار سویا ہوا گنہگار کہ ہاتھ اٹھا دے اور دعا مانگے بہتر اس عابد سے کہ غرور رکھے

سرہنگ لطیف خوی دلدار	عابد کہ	بہتر ز فقیہ مردم آزار
پیادہ پاکیزہ خو اور دل رکھنے والا		بہتر عالم مردم آزار سے

قول یکے را گفتند کہ عالم بے عمل بچہ ماند گفت بزنبور بے عسل بیت

ایک کے تئیں کہا کہ عالم بے عمل کس کے مانند ہے کہا ساتھ بھڑ بے شہد کے

زنبور درشت بے مروت را گوی	باری چو عسل نمی دہی نیش مزن
بھڑ سخت بے مروت سے کہہ دے	کہ بارے تو شہد نہیں دیتی ڈنگ نہ مار

قول مرد بے مروت زن است و عابد با طمع راہزن قطعہ

مرد بے مروت عورت ہے اور عابد لالچی ٹھگ

اے بناموس جامہ کردہ سپید	خواہ	بہر پندار خلق نامہ سیاہ
اے ساتھ مکاری کے جامہ کیا ہوا اجلا		واسطے جاننے خلق کے نامہ اعمال سیاہ
دست کوتاہ باید از دنیا		آستین خواہ دراز و خواہ کوتاہ
ہاتھ کوتاہ چاہیئے دنیا سے		آستین خواہ بڑی خواہ چھوٹی

حکمت دو کس حسرت از دل نرود و پای تغابن[5] از گل برنیاید

دو آدمی کے تئیں افسوس دل سے نہ جاوے اور پاؤں خیفت کا کیچڑ سے نہ نکلے

تاجر کشتی شکستہ و وارث با قلندران نشستہ قطعہ

تاجر کشتی ٹوٹا ہوا اور میراث پانے والا ساتھ قلندروں کے بیٹھا ہوا

[1] ترتیل ہموار و آرمیدہ و ہیدا خواندن و سخن را تالیف خوب دادن [2] عامی بین مہملہ و میم مکسور معنی جاہل [3] متہاون بالضم و کسر واو معنی سست روندہ ۱۲ [4] در سر داروائے غرور در سر دار ۱۲ خیابان [5] یعنے اے کسیکہ برائے حصول عزت بکرد حیلہ محبت داشتن خلق جامہ سفید پوشیدہ نامہ اعمال او سیاہ است دست از دنیا کوتاہ باید آستین مدار دکوتاہ ہر دو برابر است بظاہر ہرچہ خواہی بپوش ۱۲ [6] تغابن بالفتح وختم نو خوردہ بہ معنے زیان کار ۱۲ [7] تاجر کشتی شکستہ دریں فقرہ لف و نشر درست برائے تفصیل دو کس اے بکہ تاجر کہ کشتی آن شکستہ باشد دالش غرق شدہ و دیگرے وارث کہ آنچہ از وارث خود یافتہ در صحبت قلندران تلف کردہ ۱۲

پیش درویشان بود خونت مباح
آگے فقیروں کے ہووے خون تیرا روا

گر نباشد در میان مالت سبیل[1]
جو نہ ہووے درمیان میں تیرا وقف

یا مرو با یار ازرق پیرہن
یا مت جا ساتھ یار نیلے پیرہن کے

یا بکش بر خان و مان انگشت نیل[2]
یا کھینچ اوپر گھر بار کے انگلی نیلی کی

یا مکن با پیلبانان دوستی
یا مت کر مہاوتوں کے ساتھ دوستی

یا بنا کن خانہ در خورد پیل
یا بنا کر گھر لایق ہاتھی کے

حکمت خلعت سلطان اگرچہ عزیزست جامہ خلقان خود ازان بعزت
خلعت بادشاہ کا اگرچہ عزیز ہے جامہ پرانا اپنا اس سے عزت میں زیادہ

و خوان بزرگان اگرچہ لذیذ خردۂ انبان خویش ازان بلذت
اور خوان بزرگوں کا اگرچہ مزہ دار ہے ریزہ جھولی اپنی کا اس سے لذت میں زیادہ

بیت سرکہ از دست رنج[3] خویش و تره
سرکہ ہاتھ رنج اپنے سے اور ساگ

بہتر از نان دہ خدای و برہ
بہتر روٹی گاؤں کے مالک اور بچہ بکری سے

حکمت خلاف راہ صوابست و عکس رای اولو الالباب دارو بگمان خوردن و راہ نادیده
خلاف راہ نیک کے ہے اور برخلاف عقل صاحبوں دانائی کے دوا ساتھ گمان کے کھانا اور راہ نہ دیکھی ہوئی

بی کاروان رفتن امام مرشد محمد غزالی را رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند کہ چگونہ رسیدی بدین
بے قافلے کے جانا پیشوا پیر محمد غزالی کے تئیں رحمت اللہ کی اوپر اُنکے پوچھا کہ کیوں کر پہنچا تو اس

منزلت در علوم گفت بدانکہ ہرچہ ندانستم از پرسیدن آن ننگ نداشتم قطعہ
مرتبے کو بیچ علموں کے کہا معلوم کر کہ جو کچھ نہ جانا میں نے پوچھنے اس کے شرم نہ رکھی میں نے

امید عافیت آنگہ بود موافق[4] عقل
امید عافیت کی اس وقت ہووے موافق عقل کے

کہ نبض را بہ طبیعت شناس بنمائی
کہ نبض کے تئیں حکیم کو دکھاوے تو

بپرس ہرچہ ندانی کہ ذل[5] پرسیدن
پوچھ جو کچھ نہ جانے تو کہ ذلت پوچھنے کی

دلیل راہ تو باشد بعز[6] و دانائی
دلیل راہ تیری کی ہو ساتھ عزت اور دانائی کے

[1] سبیل بمعنے راہ و فارسیاں بمعنے وقف ہر چیز عموماً نیز استعمال کنند خصوصاً آب و شربت در ماہ محرم ۱۲ [2] نفائس انگشت نیل کشیدن در مدار لا فاضل کنند از نشان تحقیر دور جہانگیری بمعنی ترک دادن نوشتہ خیابان [3] دست و رنج ترکیب مقلوب رنج و محنت دست و عمل خود یعنے از مزدورے خود سرکہ و تره بہتر ست از نان غذاے دہ و برہ زہ برگ کاہو وغیرہ را گویند ۱۲ [4] ای طریقہ مقل امید صحت ہمیں صورت ست وا گرے رجوع بہ طبیب زوال مرض گردد ام امر دیگر ست ۱۲ [5] ذل بالضم و تشدید لام بمعنے خواری ۱۲ [6] بعز بالکسر بمعنے ارجمندی ۱۲
۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت ہرچہ دانی کہ ہر آئینہ معلوم تو خواہد شد بپرسیدن
جو کچھ جانے تو کہ تحقیق معلوم تجھ کو ہوگا بوچھنے میں اُس
آن بتعجیل[1] مکن کہ ہیبت سلطنت راز یان دارد **قطعہ**
کے جلدی مت کر کہ دہشت سلطنت کے تئیں زیاں رکھتا ہے

چو لقمان دید کاندر دست داؤد
جو لقمان نے دیکھا کہ بیچ ہاتھ داؤد کے
ہمیں آہن بمعجز موم گردد[2]
لوہا اعجاز سے موم ہووے

نپرسیدش چہ میسازی کہ دانست
نہ پوچھا اُس کو کیا کرتا ہے تو کہ جانا
کہ بے پرسیدنش معلوم گردد
کہ بے پوچھنے اُس کے معلوم ہووے

پند از لوازم صحبت یکے آنست کہ باخانہ پردازی و با خانہ خدا درسازی **قطعہ**
ایک لوازم سے فقیری کے یہ ہے کہ اپنے گھر کو ویران کرے تو اور خدا کے گھر میں بیٹھ رہے تو

حکایت بر مزاج مستمع گوئے
بات موافق مزاج سننے والے کے کہہ
اگر دانی کہ دارد با تو میلے
اگر تو جانتا ہے کہ تیری طرف اُسکی توجہ ہے

ہر آن عاقل کہ با مجنون نشیند
جو عاقل کہ مجنوں کے پاس بیٹھے
نشاید کردنش جز ذکر لیلے
نہ چاہیے سوائے ذکر لیلےٰ کے

قول ہر کہ با بدان نشیند اگرچہ طبیعت ایشان نگیرد لیکن بطریق ایشان
جو کہ ساتھ بدوں کے بیٹھے اگرچہ طبیعت انہوں کی بیچ اسکے اثر نکرے لیکن ساتھ طریق انہوں کے تہمت
متہم گردد چنانکہ اگر شخصی بخرابات[3] رود بنماز کردن منسوب گردد بخمر خوردن **مثنوی**
کیا گیا ہووے جیسا کہ اگر ایک شخص بیچ خرابات کے جاوے واسطے نماز کے نسبت کیا گیا ہو ساتھ شراب کھانے کے

رقم بر خود بنادانی کشیدی
رقم اوپر اپنے نادانی کے کھینچی تو نے
کہ نادان را بصحبت برگزیدی
کہ نادان کے تئیں بیچ صحبت کے قبول کیا تو نے

طلب کردم ز دانایان یکے پند
طلب کی میں نے داناباں سے ایک نصیحت
مرا گفتند با نادان مپیوند[4]
میرے تئیں کہا ساتھ ناداں کے مت رل

۱؎ تعجیل از باب تفعیل بمعنے شتابی کردن ۱۲ ۲؎ ہمیں آہن بمعجز موم گردد بدانکہ بکرم ایزدی آہن در دست داؤد علیہ السلام موم میشد و آنحضرت ازاں زرہ ہا ساختند ۱۲ ۳؎ وچوں مینانہ در اکثر دیار اسلام ویرانہ مے باشد لہٰذا میخانہ را خرابات نام کردند ۱۲ کشف ۴؎ یعنی از صحبت ناداں پرہیز کن زیرا کہ دانائے عالم در صحبت ایشاں خرمی نشود پس در صورت صحبت داشتن خوشوے داگر ناداں سے پس ناداں ترشوی در صورت مخالطت ۱۲

کہ گر دانای دہری خر بباشی کہ اگر دانا زمانے کا ہے تو گدھا ہووے تو	وگر نادانی ابلہ تر بباشی اور جو نادان ہے تو احمق زیادہ ہووے تو

حکمت حلم شتر چنانکہ معلوم ست اگر طفلے مہارش گیرد و صد فرسنگ
بردباری اونٹ کی جیسا کہ معلوم ہے۔ اور اگر ایک لڑکا مہار اسکی لے اور سو کوس لیجاوے
برد گردن از متابعتش نہ پیچد اما اگر درۂ ہولناک پیش آید کہ موجب
گردن طاعت اسکی سے نہ پھیرے لیکن اگر درہ ہولناک آگے آوے کہ سبب
ہلاک باشد و طفل آنجا بنادانی خواہد رفتن زمام از کفش در گسلاند
ہلاک کا ہووے اور لڑکا اس جگہ ساتھ نادانی کے جانا چاہے باگ ہتھیلی اس کی سے توڑ لیوے
و دیگر مطاوعت نکند کہ ہنگام درشتی ملاطفت مذموم ست و گویند
اور پھر اطاعت نہ کرے کہ وقت سختی کے مہربانی بری ہے اور کہتے ہیں
دشمن بملاطفت دوست نگردد بلکہ طمع دشمنی زیادت کند قطعہ
کہ دشمن ساتھ مہربانی کے دوست نہ ہووے بلکہ طمع دشمنی کی زیادہ کرے

کسیکہ لطف کند باتو خاک پایش باش وہ شخص کہ مہربانی کرے ساتھ تیرے خاک پاؤں اسکی کا رہ	آگن ڈال	وگر خلاف کند در دو چشمش آگن خاک اور جو خلاف کرے بیچ دونوں آنکھوں کے ڈال خاک
سخن بلطف و کرم با درشت خوی مگوی بات ساتھ لطف و کرم کے ساتھ درشت خو کے مت کہہ	درمیان بیچ	کہ زنگ خوردہ نگردد بنرم سوہان پاک کہ زنگ کھایا ہوا نہ ہووے نرم سوہن سے پاک

حکمت ہر کہ در پیش سخن دیگران افتد تا مایہ فضلش بدانند پایہ جہلش بشناسند
جو کوئی آگے بات اوروں کے بڑھے تو مایہ فضیلت اس کا جانیں مرتبہ جہالت اسکی کا پہچانیں

قطعہ ندہد مرد ہوشمند جواب نہ دے مرد ہوشیار جواب	مگر آنگہ کزو سوال کنند مگر اسوقت کہ اس سے سوال کریں
گرچہ برحق بود فراخ سخن اگرچہ برحق ہووے کشادہ بات	حمل دعویٰش بر محال کنند حمل دعوے اس کی کا اوپر مشکل کے کریں

۱ کہ گر دانای دہری آہ این کاف تعلیل مضمون بیت اول است یعنے نہ پیوستن با نادان نسبت کہ اگر دانا ہستی در صحبت نادان خر توی و در بعض نسخ بقول لفظی در آخر بیت کہ قبل از حد نام نگات و در خیابان دسرورے بصیغہ اثبات در ہر دو مصرع ست
۲ مہار بالکسر چوبے کہ در بینی شتر کنند و در عرف بمعنی ریسمانی کہ بدان پیوند شایع ست و فرہنگ فصار سہ میل و میل چہار ہزار گز و گز بست و چہار رکعت ۱۲ ۳ درہ بفتح دال و راے ثقیل راہ در میان دو کوہ وری ۱۲ ۴ آگن بمد الف و کاف فارسی بصیغہ امر از آگندن و در بعضے نسخ بجاے آگن فگن دیدہ شد ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت ریشی درون جامہ داشتم و شیخ رحمۃ اللہ علیہ[1] ہر روز بپرسیدے کہ چونست و
ایک زخم اندر جامے کے رکھتا تھا میں اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز پوچھتا تھا کہ کیوں کر ہے اور
نپرسیدے کہ کجاست دانستم کہ از ان احتراز میکند کہ ذکر ہمہ عضوے روا نباشد
نہ پوچھتا کہ کہاں پر ہے جانا میں نے کہ اس سے پرہیز کرتا ہے کہ ذکر تمام عضو کا روا نہ ہووے
و خردمندان گفتہ اند ہر کہ سخن نسنجد از جواب برنجد **قطعہ**
اور عقلمندوں نے کہا ہے جو کوئی سخن نہ تولے جواب سے آزردہ ہووے

تا نیک ندانی کہ سخن عین صوابست
جب تک نیک نجانے تو کہ بات نہایت نیک ہے
باید کہ بگفتن دہن از ہم نکشائی
چاہیے کہ بیچ کہنے کے منہ آپس میں نہ کھولے
لاارب
گر راست سخن گوئی و در بند بمانی
جو سچ بات کہے تو اور بیچ قید کے رہے تو
بہ زانکہ دروغت دہد از بند رہائی
بہتر اس سے کہ جھوٹ دیوے تجھ کو قید سے رہائی

حکمت دروغ گفتن بضربت لازم ماند کہ اگر نیز جراحت درست شود نشان بماند
جھوٹ کہنا ساتھ ضرب کے لازم رہے کہ اگر زخم بھی درست ہووے نشان رہے
نہ بینی کہ برادران یوسف علیہ السلام بدروغے موسوم شدند بر راست گفتن
نہیں دیکھا ہے تو نے کہ بھائی یوسف علیہ السلام کے ساتھ اس جھوٹ کے نام رکھے گئے اوپر سچ کہنے
ایشان اعتماد نماند قال بل سولت لکم انفسکم امرا[2] **قطعہ**
ان کے کہنے کے نہ رہا کہا نہیں بلکہ بنالی ہے تمہارے جیوں نے ایک بات

یکے را کہ عادت بود راستی
ایک کے تئیں کہ عادت ہووے سچائی کی
خطائے رود در گذارند ازو
خطا جاوے معاف کریں اس سے
و گر نامور شد بقول دروغ
اور جو مشہور ہوا ساتھ قول جھوٹ کے
دگر راست باور ندارند ازو
جو سچ کہے اعتبار نہ رکھیں اس سے

حکمت اجل کائنات از روی ظاہر آدمی ست و اذل موجودات سگ
بزرگ تر پیدائش کا از روئے ظاہر کے آدمی ہے اور ذلیل تر موجودات کا کتا

[1] بشیخ رحمۃ اللہ علیہ اشارہ است بسوئے شیخ شہاب الدین سہروردی کہ پیر و استاد شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ بودند ۱۲
[2] قال بل سولت آہ ای گفت حضرت یعقوبؑ با برادران حضرت یوسفؑ وقتیکہ یوسف را در چاہ انداختہ پیش پدر ظاہر ساختند کہ گرگ خوردہ اغلب کہ آراستہ کردہ است برائے نفسہائے شما کارے را ئے دروغ را بصورت صدق آراستہ میگویند حقیقت دروغ گفتہ بودند جائے دیگر وقت نگاہداشتن یوسفؑ برادر خود بنیامین را بسبب الہام دیے بجا نہ نیز حضرت یعقوبؑ در جواب فرزندان ہمین فرمودہ ہرچند کہ این قولی ایشان راست بود چہ سبب دروغ سابق اعتماد ایشان نماندہ بود مراد اینجا تائید است ۱۲

و باتفاق خردمندان سگِ حق شناس بہ از آدمی ناسپاس قطعہ
اور ساتھ اتفاق عقلمندوں کے کتا حق شناس بہتر ہے آدمی ناشکر سے

سگے را لقمۂ ہرگز فراموش / نگردد ور زنی صد نوبتش سنگ
کتے کے تئیں لقمہ ہرگز بھولا نا / نہ ہووے اور جو مارے سَو مرتبہ اسکو پتھر
دگر عمرے نوازی سفلۂ را / بکمتر چیزے آید با تو در جنگ
اور جو ایک عمر نوازے تو کمینے کے تئیں / ساتھ کمتر چیز کے آوے ساتھ تیرے بیچ لڑائی کے

حکمت از نفس پرور ہنر پروری نیاید و بی ہنر سروری را نشاید مثنوی
نفس پرور سے ہنر پالنا نہ آوے اور بے ہنر سرداری کے تئیں بجا ہئے

مکن رحم بر مرد بسیار خوار / کہ بسیار خوار است بسیار خوار
مت کر رحم اوپر آدمی بہت کھانیوالے کے / کہ بہت ذلیل ہے بہت کھانے والا
چو گاو ار ہمی بایدت فربہی / چو خر تن بجور کسان در دہی
مانند بیل کے جو چاہتا ہے تو بہی / مانند گدھے کے بیچ ظلم آدمیوں کے دیوے تو بدن

گاؤ ز
خسپ

حکمت در انجیل آمدہ است کہ ای فرزند آدم اگر توانگری دہمت.
بیچ انجیل کے آیا ہے کہ اے فرزند آدم کے جو دولتمندی دوں میں تجھ کو
مشتغل[1] شوی بمال از من و اگر درویش کنمت تنگدل نشینی پس!
شغل کرنے والا ہووے تو ساتھ مال کے مجھ سے اور جو مفلس کردیں تجھکو تنگدل بیٹھے تو پس
حلاوت[2] ذکر من کجا دریابی و بعبادت من کے شتابی قطعہ
حلاوت یاد میری کا کہاں پاوے تو اور ساتھ عبادت میری کے کب دوڑے

گہ اندر نعمتے مغرور[3] و غافل / گہ اندر تنگدستی خستہ و ریش
کبھی درمیان نعمت کے ہے تو مغرور اور غافل / کبھی درمیان تنگدستی کے ہے تو زخمی اور گھائل
چو در سرّا و ضرّا[4] حالت این است / ندانم کے بحق پردازی از خویش
جو بیچ خوشی اور ضرر کے حال تیرا یہ ہے / نہ جانوں میں کب ساتھ حق کے مشغول ہووے اور تو اپنے

[1] مستغل شوی اے بے پرواشوی بسبب مال از من ۱۲ [2] حلاوت بمعنی لذت ۱۲ [3] مغرور بمعنے فریفتہ شدہ در مدار الافاضل ست غرور بالضم فریفتن و در حل لغات ست بفتح متاع و بنوی ۱۲ [4] سرّا و ضرّا ہر دو بفتح اول و تشدید را مہملہ و با الف ممدودہ در عربی بمعنے خوشی و سختی و لیکن در استعمال فارسیان ہمزۂ آخر ظاہر نہ شود لنصاب ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت ارادت بیچون[1] یکے را از تخت[2] شاہی فرو آرد و
تقدیر خدا کی ایک کے تئیں تخت بادشاہی سے نیچے لاوے اور
یکے را در شکم ماہی[3] نیکو دارد بیت
ایک کے تئیں بیچ پیٹ مچھلی کے نیک رکھے

وقتست خوش آن را کہ بود ذکر تو مونس	ور خود بود اندر شکم حوت چو یونس[5]
وقت ہے خوش اُسکے تئیں کہ ہووے یاد تیری اُنس کرنیوالی	اور جو تحقیق کہ ہووے بیچ پیٹ مچھلی کے مانند یونس کے

حکمت اگر تیغ قہر بر کشد نبی و ولی سر در کشد و اگر غمزہ
اگر تلوار قہر کی کھینچی نبی اور ولی سر نیچے جھکالیں اور جو ناز کرنا
لطف بجنباند بدان را بہ نیکان در رساند قطعہ
مہربانی کا ہلاوے بدوں کے تئیں ساتھ نیکوں کے پہونچاوے

گر بمحشر خطاب قہر کند	انبیاء را چہ جای معذرت ست
جو بیچ محشر کے خطاب قہر کا کرے	نبیوں کے تئیں کیا جگہ عذر کرنے کی ہے
پردہ از روی لطف گو بردار	کاشقیا را امید مغفرت ست
پردہ روئی لطف سے کہہ اُٹھا	کہ بدوں کو امید بخشش کی ہے

حکمت ہر کہ بناد[6] ب دنیا راہ صواب بر نگیرد بتعذیب عقبی گرفتار
جو شخص کہ ادب دینے دنیا سے راہ صواب کی نہ لے ساتھ عذاب عاقبت کے گرفتار
آید وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ فرد
ہووے اور ہر آئینہ چکھاوینگے ہم کافروں کو عذاب تھوڑا دنیا میں نہ عذاب بڑا کہ وہ واسطے آخرت کے ہے

پندست خطاب مہتران آنگہ بند	چو ان پند دہند نشنوی بند نہند
نصیحت ہے خطاب بزرگوں کا اسوقت قید	جو نصیحت دیں نہ سنے تو قید رکھیں

پند نیک بختان بحکایت و امثال پیشینگان پند گیرند
نیک بخت ساتھ کہانیوں اور مثالوں اگلے لوگوں کے نصیحت لیں

[1] بیچون بے مانند مراد از حق سبحانہ وتعالی ۱۲ [2] مراد از حضرت سلیمان علیہ السلام ۱۲ خ ۱۲ [3] بمعنے ماہی و نام برج ہمشکل ماہے ۱۲ [5] یونس بہر سہ حرکت نون نام پیغمبر ۱۲ ص [6] تنبا زیب دنیا اے تنبیہ و درا از دنیا و اقع شود ازین ضربات کفر وعصیان ۱۲
۱۲

ازان پیش که پیشینان بر واقعه او مثل زنند دزدان دست

اس سے آگے کہ پچھلے لوگ اوپر واقعہ اسکے کے مثل ماریں چور ہاتھ

که نه تنگ نکنند تا دست شان کوته نکنند قطعه

چھوٹا نہ کریں چوری سے جب تک کہ ہاتھ انکا چھوٹا نکریں یعنی نہ کاٹیں

نرود مرغ سوئے دانه فراز | چون دگر مرغ بیند اندر بند

نہ جاوے مرغ طرف دانے کے نزدیک | جو اور مرغ دیکھے بیچ قید کے

پند گیر از مصائب دگران | تا نگیرند دیگران بتو پند

نصیحت لے سختی اوروں سے | تو نہ لیں اور لوگ تجھ سے نصیحت

حکمت آن را که گوش ارادت گران آفریده اند چون کند که

اسکے نہیں کہ کان خواہش کے بھاری پیدا کیے ہیں کیا کرے کہ

بشنود آنرا که کمند سعادت می برد چه کند که نرود قطعه

سُنے اور اسکے نہیں کہ کمند سعادت کی لی جاتی ہے کیا کرے کہ نہ جاوے

شب تاریک دوستان خدائے | می بتابد چو روز رخشنده

رات اندھیری دوستوں خدا کی | چمکتی ہے مانند روز روشن کے

وین سعادت بزور بازو نیست | تا نه بخشد خدائے بخشنده رباعی

اور یہ سعادت ساتھ زور بازو کے نہیں ہے | جب تک نہ بخشے خدا بخشنے والا

از تو بکه نالم که دگر داور نیست | وز دست تو هیچ دست بالا تر نیست

تجھ سے ساتھ کسکے نالہ کروں ہیں کہ اور خدا نہیں ہے | اور ہاتھ تیرے سے کوئی ہاتھ بلند زیادہ نہیں ہے

آن را که تو رهبری کسی گم نکند | وانرا که تو گم کنی کسی رهبر نیست

اسکے نہیں کہ تو راہ دے کوئی گم نہ کرے | اور اسکے نہیں کہ تو گم کرے تو کوئی رہبر نہیں ہے

حکمت گدائی نیک انجام به از پادشاه بد فرجام بیت

فقیر نیک انجام بہتر بادشاہ بد انجام سے

---

۱ ازان پیش آه ای آنان پیش که پیشینیان بگویند که این واقعه مثل واقعه وحکایت فلان ست درخیر باشد ۱۲ - ۱۲ ۲ آنرا که تو ره نمی آه بدانکه درین اشارت ست مضمون حدیث که فرمود ومن یهدی الله فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له یعنی هرکه او اراده نماید خدا پس نیست گمراه کننده او و هرکه آنرا گمراه کند خدا پس نیست کسے را نماینده او ۱۲ ۳ در ارالا فاصل ست فرجام نکوئے در آخر کار پس فرجام نکوئے در آخر کار پس نافرجام خلاف قیاس باشد از عالم ناهنجار ناراد و در رشیدی فرجام و انجام آخر کار گذشته پس نافرجام نگه عاقبت نداشته باشد و این کنایه است حسن عاقبت ۱۲ ۱۲ خ ۱۲ ۱۲

غمی کز پیش شادمانی بری وہ غم کہ پیچھے اُسکے خوشی لیجاوے تو	به از شادیی کز پیش غم خوری بہتر اُس خوشی سے کہ غم کھاوے تو

حکمت زمین را از آسمان نثارست و آسمان را از
زمین کے تئیں آسمان سے نثار ہے اور آسمان کے تئیں

زمین غبار کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ ۔ فرد
زمین سے غبار ہر برتن ٹپکاتا ہے اسچیز کو کہ بیچ اسکے ہے

گرت خوی من آمد ناسزاوار جو تجھ کو خوی میری آئی نالایق	تو خوی نیک خویش از دست مگذار تو خوی نیک اپنے ہاتھ سے مت چھوڑ

حکمت خداوند تبارک و تعالیٰ می بیند و می پوشد و
صاحب پاک و برتر دیکھتا ہے اور چھپاتا ہے اور

ہمسایہ نمی بیند و می خروشد بیت
پڑوسی نہیں دیکھتا ہے اور غل مچاتا ہے

نعوذ باللہ اگر خلق غیب دان بودے پناہ خدا کی اگر خلق غیب کی جاننے والی ہوتی	کسے بحال خود از دست کس نیاسودے کوئی ساتھ حال اپنے کے ہاتھ کسی سے نہ آسودہ ہوتا

حکمت زر از معدن بکان کندن بدر آید و از دست
سونا کان کھودنے سے باہر آوے اور ہاتھ

بخیل بجان کندن قطعہ
بخیل سے ساتھ جان کھودنے کے

دونان نخورند و گوش دارند کمینے نہ کھائیں اور کان رکھیں	گویند امید بہ کہ خوردہ کہیں امید بہتر کہ کھایا ہوا
روزے بینی بکام دشمن ایک دن دیکھے تو بیچ مقصد دشمن کے	زر ماندہ و خاکسار مُردہ سونا رہا ہوا اور عاجز مرا ہوا

ل نثار بالکسر ریختن و بالضم آنچہ ریزند و اینجا بہر دو معنی درست می آید و مراد ازان بار الست ۱۲ ۱۲ ۔ ۱۲ ٢ گرت آ این بیت تلمیح ست بقولہ تعالیٰ اذا مرّوا باللغو مرّوا کراما اے ہرگاہ بگذرند از روے بیہودہ بگذرند از روے کرم ۱۲ ۱۲ ۳ پناہ میخواہیم از خدا و این کلمہ در مقام خوف گویند پس اشارہ باشد با ینکہ نسبت علم غیب بطرف غیر خدا روا نیست ایا در قول او بحال طرفہ است و آنکہ سببیہ گفتہ معنی نہ فہمید قائل از سرورے وغیرہ ۱۲ ۴ گوش داشتن محافظت کردن و نگہداشتن وکاف در مصرع دوم برای بیا لمعنی اند یعنی گویند امید بہتر ست نہ خردہ یا از خوراہ زیرا کہ امید خوردن لذت روحانی ست و این لذت جسمانے از بہار وغیرہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت ہر کہ بر زیر دستان نبخشاید بجور زبردستان
جو کوئی اوپر کمزوروں کے نہ بخشش کرے بیچ ظلم زبردستوں کے
گرفتار آید **مثنوی**
گرفتار آوے

نہ ہر بازو کہ دروی قوتے ہست
نہ ہر بازو کہ بیچ اس کے ایک قوت ہے
ضعیفان را مکن بر دل گزندے
کمزوروں کے تئیں مت کر اوپر دل کے ایک رنج

بمردی عاجزان را بشکند دست
ساتھ مردی کے عاجزوں کے تئیں توڑے ہاتھ
کہ درمانی بجور زورمندے
کہ عاجز رہے تو ساتھ ظلم ایک زورمند کے

حکایت درویشے بمناجات در می گفت یارب بر بدان رحمت
ایک فقیر ساتھ مناجات کے کہتا تھا یا رب اوپر بدوں کے رحمت
کن کہ بر نیکان خود رحمت کردۂ کہ مر ایشان را نیک آفریدۂ
کر کہ اوپر نیکوں کے آپ رحمت کی ہے تو نے کہ خاص کی انکے تئیں نیک پیدا کیا ہے تو نے

حکمت عاقل چون خلاف در میان بیند بجہد و چون صلح
عاقل جو جھگڑا درمیان میں دیکھے کودے اور جو صلح
بیند لنگر بنہد کہ آنجا سلامت بر کنار ست و اینجا حلاوت در میان
دیکھے لنگر رکھے کہ اس جگہ سلامت اوپر کنارے کے ہے اور اس جگہ حلاوت درمیان میں

حکمت مقامر را سہ شش بباید ولیکن سہ یک می آید بیت
جواری کے تئیں اٹھارہ چاہیے ہیں اور لیکن تین کانے آتے ہیں

ہزار بار چراگاہ خوشتر از میدان
ہزار مرتبہ چراگاہ خوش زیادہ میدان سے

ولیکن اسپ ندارد بدست خویش عنان
ولیکن گھوڑا نہیں رکھتا ہے بیچ ہاتھ اپنے کے باگ

حکایت اول کسیکہ علم بر جامہ کرد و انگشتری در دست چپ
اول جس کسی نے کہ نقش لباس پر کیے اور انگوٹھی بیچ ہاتھ بائیں کے

لہ مناجات بالضم بمعنی باہم راز گفتن و اینجا مراد ادعا ۱۲ سے عاقل چون آہ اے خردمند چون جنگ درمیان مردم بیند ازان بر کنار شود و لنگر نہادن کنایہ از استقامت ۱۲ سے کہ آنجا آہ کاف اینجا تعلیلیہ باشد و آنجا اشارہ است بسوئے بجہد ۱۲ کہ مقامر بضم میم اول و کسر میم ثانی بمعنی قمار باز ۱۲ واللہ اعلم ھے سہ شش کنایہ از نیز و کہ نقش کامل ست از نقوش چیزے کہ بہندی آنرا پانسہ نامند و نیز کنایہ است از نقش مراد ۱۲ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ لے سہ یک کمترین نقشے از نقوش باید کہ خلاف مقصود بار باشد ۱۲ کہ علم بفتحتین در اینجا بمعنے نقش و نشان و جامہ سازند برائے زینت ۱۲ ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

جمشید بود گفتندش چرا زینت بچپ دادی و فضیلت راست

جمشید بادشاہ تھا کہا اُس کو لوگوں نے کس لیے تو نے زینت ساتھ بائیں کے دی اور بزرگی داہنے

راست گفت راست را زینت راستی تمام ست قطعہ

کو ہے کہا داہنے کے تئیں سیدھا ہونا زینت کافی ہے

فریدوں گفت نقاشان چین را
فریدوں نے کہا نقاشان چین کے تئیں
بدان را نیک دارای مرد ہشیار
بدوں کے تئیں نیک رکھ لے مرد ہشیار

کہ پیرامون خرگاہش بدوزند
کہ گرد خیمے اُس کے کے سییں
کہ نیکان خود بزرگ و نیک روزند
کہ نیک خو بزرگ اور نیک روز ہیں

حکایت بزرگے را پرسیدند کہ چندین فضیلت کہ دست راست

ایک بزرگ کے تئیں پوچھا کہ اتنی فضیلت دست راست

راست خاتم در دست چپ چرا می کنند گفت ندانی کہ اہل

کے تئیں ہے انگوٹھی بیچ ہاتھ چپ کے کس لئے پہنتے ہیں کہا نہیں جانتا ہے تو کہ

فضیلت ہمیشہ محروم باشند شعر

اہل فضیلت ہمیشہ بے نصیب رہتے ہیں

آنکہ حظ آفرید و روزی سخت
اس شخص نے کہ پیدا کیا اور روزی سخت
یا فضیلت ہمی دہد یا بخت
یا بزرگی دیتا ہے یا نصیبہ

حکمت نصیحت پادشاہان مسلم کسی راست کہ بیم سر ندارد و امید زر نبود

نصیحت بادشاہوں کی مسلم واسطے اُسکے ہے کہ دہشت سر کی نہ رکھی اور امید زر کی

موحد چہ در پای ریزی زرش
صاحب توحید کو برابر ہے گرا دے تو زر اُسکے پانوں میں
امید و ہراسش نباشد ز کس
امید اور دہشت اُس کو نہ ہووے کسی سے

چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
یا تلوار ہند کی رکھے تو اوپر سر اُسکے کے
ہمین ست بنیاد توحید و بس
اوپر اُسکے ہے بنیاد توحید کی اور بس

۱ ختم بمعنی مہر کردن و خاتم بفتح تا انگشتری چہ فاعل بفتح عین بمعنی بالفعل بر مستعمل میشود مثل عالم بمعنی ما یعلم بر لیس خاتم بمعنی ما یختم بہ باشد ۱۲ ۲ آنکہ حظ آفریدہ آہ حظ بفتح حای حطی و تشدید ظای معجمہ بمعنی بہرہ و نصیب خوش و ردوی سخت کنایہ از تنگدستی و فاعل آفرید خداوند تعالی باشد و از فضیلت بزرگی علم وے ارادہ کردہ و از بخت کثرت مال دولت و دنیا ارادہ کردہ ۱۲ ۳ در بعض نسخ یا امید زر ازوے یا امید زر ندارد ۱۲ - ۱۲ ۴ موحد اسم فاعل از توحید بمعنی خدا را واحد دانستن و از خوف ہر کو امید نفع نداشت ہر کہ باین صفت موصوف باشد آنرا موحد گویند ۱۲ ارب اغفر لکاتبہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت شاه از بهر دفع ستمکاران ست و شحنه برای خونخواران

بادشاہ واسطے دور کرنے ظالموں کے ہے اور کوتوال واسطے حرامزادوں کے

و قاضی مصلحت جوی طراران[1] هرگز دو خصم[2] بحق راضی بپیش

اور قاضی مصلحت ڈھونڈھنے والا گرہ کاٹنے والوں کا ہرگز دو دعوے کرنیوالے ساتھ حق کے راضی آگے

قاضی نروند قطعه

قاضی کے نہ جاویں

چو حق معائنه دانی که می بباید داد — بلطف به که بجنگ آوری و دلتنگی

جو حق دیکھتا ہے تو کہ چاہیے دینا — ساتھ لطف کے بہتر کہ بیچ لڑائی کے لاوے تو اور دلتنگی کے

خراج اگر نگذارد کسی بطیب نفس — بقهر ازو بستانند و مزد سرهنگی[3]

خراج جو نہ ادا کرے کوئی ساتھ خوشی ذات کے — (مزد: مزدوری) — ساتھ قہر کے اُس سے لیویں اور دستک کے

حکمت همه کس را دندان بترشی کند گردد مگر قاضیان را که بشیرینی شعر

سب کے تئیں دانت ساتھ ترشی کے کند ہوویں مگر قاضیوں کے تئیں ساتھ شیرینی کے

قاضی که برشوت بخورد پنج خیار — ثابت کند از بهر تو صد خربزه زار

قاضی کہ ساتھ رشوت کے کھاوے پانچ ککڑی — (پنج: پانچ، ده: دس) — ثابت کرے واسطے تیرے سو کھیت خربزہ کے

حکمت قحبه[4] پیر از نابکاری چه کند که توبه نکند و شحنه معزول

قحبہ بوڑھیا نابکاری سے کیا کرے کہ توبہ نہ کرے اور کوتوال تغیر کیا گیا

از مردم آزاری بیت

مردم آزاری سے

جوان گوشه نشین شیر مرد راه خداست — که پیر خود نتواند ز گوشه برخاست

جوان گوشہ بیٹھنے والا شیر مرد راہ خدا کا ہے — (جوان: جوان جو) — کہ بڈھا آپ نہ سکے گوشہ سے اُٹھنا

فرد جوان سخت می باید که از شهوت بپرهیزد — که پیر سست رغبت را خود آلت نمی خیزد

جوان سخت ہٹھا چاہیے کہ شہوت سے پرہیز کرے — کہ بڈھے سست رغبت کے تئیں آپ آلت نہیں اُٹھتا ہے

[1] طراران جمع طراز بفتح طای مهمله و رای مهمله مشدد و در آخر نیز رای مهمله بمعنے کیسه بُر که گره بُر د مردمان بُرد ۱۲ [2] خصم بحق آه چرا که اگر بحق راضی شوند خصومت از میان برخیزد و چون خصومت نماند حاجت رفتن پیش قاضی چیست ۱۲ [3] مزد سرهنگی در بعضے نسخ مزد سرهنگی در بعضے مرد سرهنگی بے واو عطف نوشته وافراد فاعل با جمعیت فعل محض بضرورت شعر ست و در بعضے نسخ و مزد سرهنگی بضم میم و سکون زای معجمه کنایت از سنگاه نه بیا ہی آیده ۱۲ [4] قحبه بالضم ماخوذ از قحاب بالضم بمعنی سرفه چون بوقت غرب مردم رهگذر را بسرفه جانب خود می کشید نه مجازا نام قحبه نهاده شده ۱۲ و در طرح این کلمه مولده نوشته معلوم شد که از عربی خالص نیست ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکمت حکیمی نامور را پرسیدند کہ درختان را کہ خدائی عز و جل
ایک حکیم نامور کے تئیں پوچھا کہ درختوں کے تئیں خدائے عز و جل نے
آفریدہ است و برومند ہیچ یک را آزاد نخواندہ اند مگر سرو را کہ
پیدا کیا ہے اور پھل دار کسی ایک کے تئیں آزاد نہیں کہا ہے مگر سرو کے تئیں کہ
ثمرہ ندارد گوئی درین چہ حکمت ست گفت ہر یکے را دخلے معین ہست
پھل نہیں رکھتا ہے کہ تو کہتا ہے بیچ اس کے کیا حکمت ہے کہا ہر ایک کے تئیں ایک آمدنی معین ہے
بوقت معلوم کہے بوجود آن تازہ اند و گاہی بعدم آن پژمردہ و سرو را
بیچ ایک وقت معلوم کے کبھی ساتھ ہونے اسکے کے تازہ ہیں اور کبھی ساتھ نہ ہونے اسکے کے پژمردہ اور سرو کے تئیں
ہیچ ازین نیست و ہمہ وقت خوش ست و اینست صفت آزادگان قطعہ
کچھ اس سے نہیں ہے اور سب وقت خوش ہے اور یہ ہے صفت آزادوں کی

بر آنچہ میگذرد دل منہ کہ دجلہ بسی — پس از خلیفہ بخواہد گذشت در بغداد
اور پر اسکے کہ گذرتا ہے دل مت رکھ کہ دجلہ بہت — پیچھے خلیفہ سے گذرے گا بیچ بغداد کے
گرت ز دست برآید چو نخل باش کریم — ورت ز دست نیاید چو سرو باش آزاد
جو تجھ کو ہاتھ سے برآوے مانند درخت خرمی کے کریم — اور جو تیرے ہاتھ سے نہ آوے مانند سرو کے رہ آزاد

حکمت دو کس مردند و تحسر بردند یکے آنکہ داشت و نخورد و
دو شخص مرے اور حسرت لے گئے ایک وہ کہ رکھا اور نہ کھایا اور
دیگر آنکہ دانست و نکرد قطعہ
دوسرا وہ کہ جس نے جانا اور نہ کیا

کس نبیند بخیل فاضل را — کہ نہ در عیب گفتنش کوشد
کوئی نہ دیکھے بخیل فاضل کے تئیں — کہ نہ بیچ عیب کہنے اسکے کے کوشش کرے
ور کریمے دو صد گنہ دارد — کرمش عیبہا فروپوشد
اور جو ایک سخی دو سو گناہ رکھے — کرم اس کا سب عیب چھپا دے

۱ ہیچ ازین نیست ای چراکہ ہیچ دخلے و حرفی سرو را نیست و ہمہ وقت خواہ بہار باشد خواہ خزان سرسبز می باشد و تغیر در زراہ نمی یابد و ہمین صفت آزادان باشد ۱۲ ۲ دجلہ بالکسر نہریست در شہر بغداد ۱۲ ۳ خلیفہ لقب سلاطین عباسیہ کہ در بغداد می ماندند ۱۲ ۴ کہ خرما می دہد بلکہ جمیع اجزایش ۱۲ سرو ری وغیرہ ۵ کس نہ بیند آہ بدان کہ درین شعر زدے ست در تعیین فاعل کوشد چہ اگر مرجع ضمیر کوشد کس باشد نہ بیند بے فاعل می ماند پس مناسب می نماید کہ بجائے نہ بیند نہ بینی کہ مخاطب خوانند یعنی بیت چنان است شود کہ کس را نہ بینی کہ عیب فاضل بخیل می کوشد
۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

خاتمۃ الکتاب

تمام شد کتاب گلستان واللہ المستعان بتوفیق باری عزاسمہ

تمام ہوئی کتاب گلستان اور خدا مددگار ہے ساتھ توفیق اللہ کے برتر ہے اسم اس کا

درینجملہ چنانکہ رسم مؤلفان ست از شعر متقدمان تلفیقی نرفت

اس جملے میں جیسی کہ رسم تالیف کرنیوالوں کی ہے شعر قدیموں سے کچھ التفات نہ کیا

کہن خرقۂ خویش پیراستن پرانا کپڑا اپنا آراستہ کرنا	بہ از جامۂ عاریت خواستن بہتر جامہ مانگے ہوئے کے پہننے سے

غالب گفتار سعدی طرب انگیزست و طیبت آمیز کوتہ نظران را

اکثر باتیں سعدی کی طرب انگیز ہیں اور خوشی ملی ہوئی کوتہ نظروں کے تئیں

بدین زبان طعن دراز گردد کہ مغز دماغ بیہودہ بردن و دود چراغ

ساتھ اسکے زبان طعن کی دراز ہووے کہ مغز دماغ کا بیہودہ لے جانا اور دھواں چراغ کا

بیفائدہ خوردن کار خردمندان نیست ولیکن بر رای روشن

بیفائدہ کھانا کام عقلمندوں کا نہیں ہے اور لیکن اوپر عقل روشن

صاحبدلان کہ روی سخن در ایشان ست پوشیدہ نماند کہ در موعظہای شافی

صاحبدلوں کے کہ منہ سخن کا بیچ انکے طرف پوشیدہ نہ رہے کہ موتی نصیحتوں آرام دینے والے کے

در سلک عبارت کشیدہ است و داروی تلخ نصیحت بشہد ظرافت برآمیختہ تا طبع

بیچ لڑی عبادت کے کھینچے ہیں اور دوا کڑوی نصیحت کی ساتھ شہد خوش طبعی کے ملی ہے تو طبیعت

ملول انسان از دولت قبول محروم نماند الحمد للہ رب العلمین رباعی

رنجیدہ انسان کی دولت پسندیدگی سے محروم نہ رہے اور جمیع حمد ثابت ہیں اللہ کیلئے کہ پالنے والا سب عالم کا ہے

ما نصیحت بجای خود کردیم ہمنے نصیحت موافق اپنے کی ہمنے	روزگاری درین بسر بردیم ایک زمانہ بیچ اسکے آخر سے لئے ہم

لہ تلفیق بقابر وزن تحقیق دو دو از جامہ پارہ سخن فراہم آوردن ۱۲ اسکہ وایں طعن بملاحظہ صورت قصہ وظاہر فسانہ است چہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نقل صحبتہای بگزشتہ وسیما اعتہائے بوقوع آمدہ از جملۂ قصائد الستہ شمردہ و تضییع وقت گفتہ و جمع بلیغ از گفتن و شنیدن آن کردہ فی الواقع جائیکہ غرض شخص مشغولی و قطع وقت باشد چنانکہ اکثر مردم لازم دارند خود آن ہمنشینیکہ از عالم عبث میشود و عبث حرام ست با آنکہ اکثر تفاوت در نقل واقع میشود و بلائے دیگرے بر سر جی آید و گناہے با گناہے مخلوط می گردد و اگر غرض عیسی از قسم وعظ و نصائح و ایضاح مطلبے و کشف تحقیقی در نظر باشد البتہ مفید بود ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

گر نیاید بگوش رغبت کس[1]
جو نہ آوے بیچ کان رغبت کسی کے
بر رسولان پیام باشد و بس
اوپر قاصدوں کے پیام ہووے اور بس

یا ناظراً فیہ سل باللہ مرحمۃً
اے دیکھنے والے کتاب کے خدا سے چاہ رحمت
علی المصنف واستغفر لصاحبہ
مصنف پر اور بخشش طلب کر اُسکے لیے

واطلب لنفسک من خیر تریدہا
مانگ اپنے لیے جو بہتری چاہے تو
من بعد ذلک غفراناً لکاتبہ
بعد اوسکے چاہ بخشش اُسکے کاتب کے لیے

لو انّ لی یوم التلاق مکانۃً
جو تحقیق میرے لیے قیامت کو کوئی مرتبہ ہو
عند الرءوف لقلت یا مولانا
نزدیک خدائی مہربان کے البتہ کہوں میں اے مولا ہمارے

انا المسیئ وانت مولی محسن
میں گنہگار رہوں اور تو مولا نکوکار
ہا قد اساءت واطلب الاحسانا
ہاں بیشک خطا کی میں نے اور مانگتا ہوں احسان

تمت

قصائد سعدی علیہ الرحمۃ والرضوان در پند و
قصیدے حضرت سعدی کے اُن پر رحمت اور رضامندی خدا کی نصیحت اور

نصیحت مناسب مضمون باب ہشتم گلستان!
نصیحت میں لائق مقصد بات آٹھویں گلستان کے

خوش ست عمر دریغا کہ جاودانی نیست
اچھی ہے عمر اے افسوس کہ ہمیشہ نہیں ہے
پس اعتماد بریں پنجروز فانی نیست
پھر بھروسا اس پانچ دن فانی پر نہیں ہے

درخت قد صنوبر خرام انسان را
درخت سرو قد چلنے والے انسان کو
مدام رونق نوبادۂ جوانی نیست
ہمیشہ رونق پودھا جوانی کی نہیں ہے

گلی ست خرم و خندان و تازہ و خوشبوی
ایک پھول ہے خوش اور کھلا ہوا اور تازہ اور خوشبودار
و لیک امید ثباتش چنانکہ دانی نیست
مگر امید اُسکے ٹھہرنے کی جیسا کہ جانتا ہی تو نہیں ہے

[1] جزائے محذوف است لقریبہ دوم کردلیل وقائم مقام آنست یعنی بر ما گناہے نیست چہ بر رسولان بجز پیام رسانی ہیچ نبا شد و چون امر معروف و نہی منکر تا مقدور بر ہمگنان خصوصاً بر علمائے امت واجب ست گویا برین کار فرستادہ شدہ اند از مولوی ہادی علی مرحوم ۱۲ [2] این قطعہ از بحر بسیط مجنون ست ارکانش مستفعلن فاعلن چار بار اول بجلین مفاعلن گردد فعلن بحرکت عین ۱۲ [3] دریغا در ودر تلخ بمعنی افسوس ۱۲ - ۱۲ - ۱۲ - ۱۲ رب اغفر لکاتبہ و لمن سعی فیہا ۱۲
۱۲ ۱۲ ۱۲

دوام پرورش اندر کنار مادر دهر
ہمیشہ پرورش کی گود ماں زمانے میں
طمع مکن که درو بوی مهربانی نیست
حرص نہ کر اسلیئے کہ اسمیں بو محبت کی نہیں ہے

مباش غرّهٔ غافل چو میش سر در پیش
مت رہ فریفتہ اور بیخبر بھیڑ کے سر آگے
که در طبیعت این گرگ گله بانی نیست
کہ طبیعت اس بھیڑیے زمانے میں نگہبانی نہیں ہے

چه حاجت است عیان را باستماع بیان
کیا حاجت ہے ظاہر کو ساتھ سننے اور بیان کے
که بیوفائی دور فلک نهانی نیست
اسواسطے کہ بیوفائی زمانے کی پوشیدہ نہیں ہے

کدام باد بهاری وزید در آفاق
کون سی ہوا بہار کی چلی جہان میں
که باد در عقبش آفت خزانی نیست
کہ اسکے پیچھے آفت خزان کی نہیں ہے

اگر ممالک روی زمین بدست آری
جو ملک تمام زمین کے قبضہ کرے تو
بهای دولت یک روز زندگانی نیست
قیمت دولت ایک دن زندگی کی نہیں ہے

اگر جهان همه کام است دشمن اندر پی
جو تمام جہان کا مقصد حاصل ہے دشمن پیچھے ہے
بدوستی که جهان جای کامرانی نیست
قسم دوستی کی کہ دنیا جگہ حصول مقصد کی نہیں ہے

چو بت پرست بصورت چنان شدی مشغول
مانند بت پوجنے والے کے صورت سے ایسا ہوا تو مشغول
که دیگرت خبر از لذت معانی نیست
کہ پھر تجھ کو خبر مزے باطن سے نہیں ہے

جهان ز دست بدادند دوستان خدا
دنیا کو ہاتھ سے دیا دوستوں خدا نے
که پای بند جهان ز آخر این جهانی نیست
اسلیئے کہ پھنسے ہوئے دنیا کو سوائے اس دنیا کے کچھ نہیں ہے

عمل بیار و علم بر مکش که مردان را
عمل کو اور شہرت نہ کر کہ مردوں کو
رهی سلیم تر از کوی بی‌نشانی نیست
کوئی راہ سیدھی زیادہ بے نشانی سے نہیں ہے

طریق حق رو و از هر کجا که خواهی باش
راہ حق کی چل اور جس جگہ چاہ تو رہ
که کنج خلوت صاحبدلان مکانی نیست
کہ گوشہ تنہائی اہل دل کا کوئی مکان نہیں

کف نیاز بدرگاه بی‌نیاز برآر
ہاتھ عاجزی کا درگاہ خدا میں اٹھا
که کار مرد خدا جز خدا خوانی نیست
اسلیئے کہ کام مرد خدا کا سوائے پکارنے خدا کے نہیں ہے

---

۱ در شعر اول که دهر را مادر تعبیر نموده هذا میگوید که این مادر ست اما خوی گرگ دارد و از گرگ گله بانی محال ست ۱۲ ۲ ای اگر کام همه جهان با همه مقصد های دنیا حاصل است تا هم دشمن در پس تست و بای بدوستی قسمیه است ۱۲ ۳ جهان ز دست بدادند آه ای ترک جهان کردند ۱۲ ۴ علت مصرع اول ۱۲ ۵ علم بر مکش ای مشهور مشو ۱۲ ۶ ای سالم و درست امر و ساده اول و درین جا مراد از ره راست ست ۱۲ ۷ طریق حق مراد ۱۲ ۸ علت ست ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

مخور چو بی ادبان کار تخم الیشان را
نہ کھا مثل بے ادبوں کے بوٹ بیج اسیلیے کر انکو

امید خرمن اقبال آنجهانی نیست
امید کھلیاں پانی آخرت کی نہیں ہے

مکن که عیب بود دوست بر خود آزردن
نہ کر کہ عیب ہووے دست کو اوپر اپنے آرزدہ کرنا

علی الخصوص هر آن دوست را که ثانی نیست
خصوصاً وہ دوست کہ مثل اس کا نہیں ہے

چه سود در پزش یاران وعظ بر سر خلق
کیا فائدہ گیا نا میٹھ نصیحت کا خلق پر

که مرد را بارادت صد دهانی نیست
جو مرد کو سیپی کا سا منہہ ارادے کا نہیں ہے

زمین به تیغ بلاغت گرفتی ای سعدی
زمین تلوار خوش گفتاری سے لی تونے اے سعدی

سپاس دار که جز فیض آسمانی نیست
شکر کر کہ سوائے فیض خدا کے نہیں ہے

بدین صفت که در آفاق صیت شعر تو رفت
اسطرح سے شہرہ تیرے شعر کا عالم میں گیا

نرفت دجله که آبش بدین روانی نیست
نہ بہی ندی بغداد کی کہ پانی اسکا ایسا رواں نہیں ہے

نه هر که دعوی زور آوری کند با ما
نہ ہر جو شخص کہ دعوے زور کا کرے ہم سے

بسر برد که سعادت به پهلوانی نیست
غالب آوے کہ یہ سعادت پہلوانی سے نہیں ہے

ولے بخواجۂ عطار گو ستائش مشک
لیکن صاحب عطار سے کہہ تعریف مشک کی

مکن که بوی خوش از مشتری نهانی نیست
نکر اسلیے کہ بو اچھی خریدار سے چھپی نہیں ہے

دیگر در موعظت

دوسرا قصیدہ نصیحت میں

صاحبا عمر عزیز است غنیمت دانش
اے یار عمر عزیز ہے غنیمت جان اس کو

گوی خیری که توانی ببر از میدانش
گیند بھلائی کا جو ہو سکے لیجا اسکے میدان سے

چیست دوران ریاست که فلک با همه قدر
کیا ہے زمانہ سرداری کا کہ آسمان ساتھ تمام مرتبہ کے

حاصل آنست که دائم نبود دورانش
حاصل اسکا یہ ہے کہ ہمیشہ نہ ہووے گردش اسکی

آن خدایست تعالی ملک الملک قدیم
وہ خدا برتر ہے مالک ملک ہمیشہ کا

که تغیر نکند مملکت جاویدانش
کہ نہ بگڑے بادشاہت ہمیشہ اس کی

۱ مکن اے چنان کن کہ دوست از تو آزردہ شود ۱۲ ۲ وعظ را بطریق استعارہ باران گفتہ شد در نفع رسانی ۱۲ ۳ اے قبول نمودن ۴ بلاغت بمعنی آوردن کلام حسب اقتضاے مقام بہ شرط فصاحت ۱۲ ۵ صیت بمعنی آوازہ شہرہ ۱۲ ۶ دجلہ رودیست در بغداد ۱۲ ۷ ای روانی آوازہ شعر ۱۲-۱۲ ۸ بسر بردن با تمام رسانیدن ۱۲ ۹ بخواجہ عطار این امر بگو کہ وصف مشک مکن چرا کہ بوی خوش ز خریدار پوشیدہ نیست ۱۲ ۱۰ یای تنکیر اے ہر چیز ۱۲ ۱۱ یعنی دوران سروری ہمیشہ نباشد زیرا کہ دور فلک کہ علت امر ست خود دوامی نیست ۱۲ - ۱۲ ۱۲ ۱۲

جای گریہ است برین عمر کہ چون غنچۂ گل
جگہ رونے کی ہے اس زندگی پر کہ مانند کلی پھول کے
پنجروز ست بقای دہن خندانش
پانچ دن ہے باقی منہ خوش اس کا

دہنی شیر بمادر ندہد مادر دہر
ایک گھونٹ دودھ نہ دیوے ہمکو ماں زمانے کی
تا بدندان نبرد بارد گر پستانش
جب تک دانتوں سے نہ کاٹے دوسری بار پستان اس کی

مقبل امروز کند درد دل خویش دوا
اقبال والا آج کرتا ہے درد دل اپنے کی دوا
کہ پس از مرگ میسر نشود درمانش
کہ پیچھے موت سے میسر نہ ہووے علاج اسکا

ہر کہ دانہ نفشاند بزمستان در خاک
جو کوئی دانہ نہ بووے جاڑے میں بیچ خاک کے
ناامیدی برد از خرمن تابستانش
ناامیدی لے جاوے آمدنی سے گرمی میں اسکو

دست در دامن مردان زن و اندیشہ مکن
ہاتھ دامن میں مردوں کے مار اور فکر نہ کر
ہر کہ با نوح نشیند چہ غم از طوفانش
جو شخص نوح کے ساتھ بیٹھے کیا غم طوفان سے اسکو

معرفت داری و سرمایۂ بازرگانی
پہچان رکھتا ہے تو اور پونجی سوداگری کی
چہ بہ از نعمت باقی بدہ و بستانش
کیا بہتر نعمت باقی سے دے اور ثواب لے اسکا

دولتت باد کہ از روی حقیقت برسی
دولت تجھے ہو جیو کہ حق کو پہونچے تو
دولت آنست کہ محمود بود پایانش
دولت وہ ہے کہ اچھا ہوا انجام اس کا

خوی سعدی است نصیحت چہ کند گر نکند
عادت سعدی کی نصیحت ہے کیا کرے جو نصیحت نہ کرے
مشک دارد نتواند کہ کند پنہانش
مشک رکھتا ہے نہیں ہو سکتا کہ چھپاوے اس کو

ایضاً در نصیحت

یہ قصیدہ بھی نصیحت میں

ای کہ پنجاہ رفت و در خوابی
اے شخص کہ پچاس سال گذر رے اور تو سوتا ہے
مگر این پنج روز دریابی
لیکن یہ پانچ دن پاوے تو

لہ بقای پنجروز بجہت اینکہ چون از ہفتہ دو روز یعنی تولد و موت در حساب نیست پنج روز باقی ماند ۱۲ ل۲ دہنی شیر آہ اے شیر مقدار یک دہن اگر در ایشان حامل می شود گزند دندان طفل بدو نمی رسد ۱۲ ل۳ مقبل بضم میم و کسر یا قبول کنندہ فرمان حق و صاحب اقبال ۱۲ ل۴ مراد از عمل نیک ۱۲ ۔ ۱۲ ل۵ سرما مراد از دنیا ل۶ بمعنے آہ ۱۲ ل۷ سرما مراد از آخرت ۱۲ ل۸ امر از ستاندن ۱۲ ل۹ اے انجام آن نیک بود ۱۲ ل۱۰ اے عمر بسیار گذشت ۱۲ ۔ ۱۲ ل۱۱ اے در غفلت ۱۲ ربّ اعمر کا تبہ ۱۲

تا کے این باد کبر و آتش خشم
کب تک یہ ہوا غرور اور آگ غصے کی
کہل گشتی وہمچنان طفلے
ادھیڑ ہوا تو اور اسی طرح بچہ ہے تو
تو بہ بازی نشستہ ز چپ و راست
تو کھیل میں بیٹھا اور بائیں اور داہنے سے
تا درین گلہ گوسفندے ہست
کہ اس گلے میں ایک بکری ہے
تو چراغے نہادہ برہ باد
تونے ایک چراغ رکھا سر راہ ہوا پر
گر برفعت سپہر و کیوانے
جو بلندی میں آسمان اور تارہ زحل ہے تو
ور بمشرق روی بہ سیاحی
اور جو مشرق کو جاوے تو سیر کرنے میں
ور بتمکین ابن عفانے[8]
اور جو مرتبے میں مثل حضرت عثمان کے ہے تو
ور بہ نعمت شریک قارونی
اور جو دولت میں مثل قارون کے ہے تو
ور میسر شود کہ سنگ سیاہ
اور جو ہو سکے کہ پتھر کالا
ور بمروی ز باد در گذرے
اور جو مردانگی میں سے ہوا سے گذرے تو

شرم بادت کہ قطرہ آبے
شرم کر ہووے تجھ کو کہ بوند پانی کی ہے تو
شیخ[1] گشتی وہمچنان شابے[2]
بوڑھا ہوا تو اور ویسا ہی جوان ہے تو
می رود تیز چرخ پرتابی[3]
جاتا ہے تیز تیز آسمان کا
نہ نشیند اجل ز قصابی[4]
نہ بیٹھے موت ذبح کرنے سے
خانہ در ممر[5] سیلابے
ایک گھر جگہ گذرنے بہیا کے
ور بحسن آفتاب و مہتابے
اور جو حسن میں سورج اور چاند ہے تو
ور بمغرب روی بجلابے[7]
اور جو پچھم کو جاوے تو پہنچنے کو
ور بہ نیروے ابن خطابے[9]
اور جو طاقت میں مانند حضرت عمرؓ کے ہے تو
ور بقوت عدیل[10] سہرابے
اور جو زور میں برابر سہراب کے ہے تو
زر خالص کنی بقلابے[11]
سونا خالص کرے تو بدل کر
ور بشوخی چو برق بشتابی
اور جو شوخی میں مانند بجلی کے دوڑے تو

۱ شیخ بالفتح بمعنی خواجہ و پیر ۱۲ از شرح نصاب ۲ شاب مشدد و در استعمال فارسی مخفف بمعنی مرد جوان ۱۲ کشف ۳ صف بتر پرتاب تو سے از تیز کر ببیار دور میرد ۱۲ برہان ۴ قصب بفتح اول وسکون ثانی بمعنی بریدن و قصاب فاعل اوست ۵ ممر بجائے مرور و گذر ۱۲ ۶ تیز رفتارے ۱۲ ۷ جلاب ببیار کنند کہ چیزے را از جلے بجائے برد ۱۲ ۸ مراد از حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اے مانند پسر عفان مثنی ۱۲ ۹ مراد از حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۱۲ ۱۰ عدیل بمعنی برابر ۱۲ سہراب نام پسر رستم بود ۱۲ ۱۱ قلاب گردند ۱۲

ملک الموت را بحیلہ و فن
فرشتۂ موت کو کسی حیلے اور مکر سے

منتہائے کمال نقصان ست
انتہا ہر کمال کی نقصان ست

تو کہ مبدأ و مرجعت این ست
تیری کہ ابتدا اور انجام یہ ہے

خشت بالین گور یاد آور
اینٹ سرہانے قبر کی یاد کر

خفتنت زیر خاک خواہد بود
سونا تیرا نیچے خاک کے ہوگا

بانگ طبلت نمیکند بیدار
آواز ڈھول کی نہیں کرتی تجھ کو جگاتا

بس خلایق فریفتہ است این سیم
بہت خلق دیوانی ہے اس چاندی پر

بس جہاندیدہ این درخت کہن
بہت جہاندیدہ یہ درخت پرانا

بس بگردید و بس بخواہد گشت
بہت پھرا اور بہت پھرے گا

تو ممیز بعقل وادراکے
تو تمیز والا عقل اور سمجھ سے ہے تو

ابلہے صد دبیقی و دیبا
ایک احمق سو کپڑے ریشمی

نتوانی کہ پنجہ برتابی
نہ سکے تو کہ پنجہ پھیرے تو

گل بریزد بوقت سیرابی
پھول گرے وقت سیرابی کے

نہ سزاوار کبر و اعجابے
نہیں لائق تکبر اور غرور کے ہے تو

اے سر بر کنار احبابے
اے شخص کہ سر دوستوں کے پہلو پر رکھتا ہے

ایکہ در خوابگاہ سنجابے
اے شخص کہ بستر تیرا پوستین ہے

تو مگر مردہ نہ در خوابے
مگر تو مردہ ہے نہ سونے میں ہے تو

کہ تو لرزان برو چو سیمابے
کہ تو بیقرار اس پر مثل پارے کے ہے تو

کہ تو پیچان برو چو لبلابے
کہ تو لپٹا ہوا اس پر مانند عشق پیچان کے ہے تو

بر سر ما سپہر دولابے
ہمارے سر پر آسمان پھرنے والا

تو مکرم بجاہ و انسابے
تو بزرگ مرتبہ اور نسب سے ہے تو

گر بپوشد حریر عنابے
اگرچہ پہنے ایک گدھا ہے رنگین

۱؎ این شعر جزائے شعرا دل قطعہ است یعنی گر بردخت الخ ۱۲ ۲؎ اعجابے بالکسر و تکبر و غرور اندوختن و بکبر کردن و بہ چیزے تعجب آوردن وغیرہ از منتخب ۱۲ و در ینجا مراد از معنی ثانی ست ۱۲ ۳؎ یعنی تو کہ بر کنارہ دوستان سر بر تکیہ می کنی ۱۲ ۴؎ بستر پوستین ۱۲ ۵؎ بمعنی آواز اہل در ینجا مراد از رحلت ۱۲ ۶؎ اے حب جاہ و دولت یعنی دنیا ۱۲ ۷؎ لبلاب بالکسر و ہر دو بائے موحدہ نام گیاہے کہ آنرا عشق پیچان گویند ۸؎ دولاب بالضم دواد معروف بالفتح نیز چرخے کہ بآن از چاہ آب کشند ۱۲ از منتخب ۹؎ ممیز بمعنی ممتاز ۱۰؎ انساب جمع نسب ۱۲ ۔ ۱۲ ۔ ۱۲ ۔ ۱۲

نقش دیوار خانهٔ تو هنوز
تصویر دیوار گھر کی ہے تو اب تک
ای مرید هوای نفس حریص
اے مرید خواہش نفس کا حرص کرنے والا
قیمت خویشتن خسیس مکن
قیمت اپنی ناقص مت کر
دست و پائی بزن بچارهٔ و جهد
ہاتھ اور پاؤں مار علاج اور کوشش میں
عهد ہائے شکسته را چه طریق
عہد ٹوٹے ہوؤں کی کیا راہ
بدر بے نیاز نتوان رفت
دروازے خدائے بے نیاز پر سبکے جانا
تو در خلق میزنی همه وقت
تو دروازہ خلق کا ٹھونکتا ہے سب وقت
کے دعای تو مستجاب شود
کب دعا تیری قبول ہووے
یا رب از جنس ما چه خیر آید
اے پروردگار ہم الیسوں سے کیا نیکی ہووے
عیب دان و لطیف و بیچونی
عیب جاننے والا اور مہربان اور بیمثل ہے تو
سعدیا راستی ز خلق مجوی
اے سعدی سچائی خلق سے نہ ڈھونڈھ

گر همین صورتی و القابی [1]
جو یہی صورت اور نام مشہور ہے تو
تشنه بر زهر همچو جلابی [2]
پیاسا زہر پر مانند شربت نوش کے ہے تو
که تو در اصل جوهر نابی [3]
اسلیے کہ تو اصل میں جوہر خالص ہے تو
که عجب در میان غرقابی
کہ عجب ڈباؤ میں ہے تو
چاره هم توبه است و شتابی
علاج بھی توبہ ہے اور پناہ
غیر مستغفری و اوابی [4]
سوائے بخشش چاہنے اور رجوع کرنے کے
لاجرم بی نصیب این بابی
ناچار بے نصیب دروازہ خدا سے ہے تو
که همی گردی در دو محرابی [5][6]
کہ پھرتا ہے تو دو محراب میں یعنی دنیا اور آخرت میں
تو کرم کن که رب اربابی [7]
تو بخشش کر کہ پروردگار پروردگاروں کا ہے تو
ستر پوش و کریم و توابی [8][9]
عیب چھپانیوالا اور بزرگ اور توبہ قبول کرنیوالا ہے تو
چون تو در نفس خود نمی یابی
جو اپنی ذات میں اسکو نہیں پاتا ہے تو

[1] اے اگر در غفلت ہستی ۱۲ [2] جلاب بمعنی شربت ۱۲ [3] در فارسی خالص و صاف و بغش و بعربی شنز مادهٔ پیر ۱۲ [4] اسکه باداب اسکه در ہر چیز بسوی خدای عزوجل باز گردد ۱۲ [5] یائے ہمیگردی در تقطیع مے شود این نادرست ۱۲ [6] در در طلب دنیا و طلب خدا ۱۲ [7] رب ارباب پروردهٔ پروردگان ۱۲ [8] اسم فاعل بمعنی ستار ۱۲ [9] تواب بفتح اول و به تشدید داد توبه پذیرنده از منتخب ۱۲ [10] سعدیا راستی آه اے سعدے چون در نفس خود راستی نمی یابی پس از خلق امید راستی فضول ست ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

جای گریہ است بر مصیبت پیر	چو تو کودک ہنوز کعّابی [۱]
رونے کی جگہ ہے مصیبت بڑھے پر	جو تو مثل لڑکے کے ابھی تک کھیلنے والا ہے
با ہمہ عیب خویشتن ہمہ روز	در تکاپوی عیب اصحابی
باوجود سب عیبوں اپنے کے تمام دن	تلاش میں عیب یاروں کے ہے تو
گر ہمہ علم عالمت باشد	بے عمل مدّعی و کذّابی [۲]
جو سب علم کا عالم تو ہو وے	بے عمل کے دعوے کرنے والا اور بڑا جھوٹا ہے تو
پیش مردان آفتاب صفت	باضافت [۳] چو کرم شب تابی
آگے آدمیوں آفتاب کے مانند کے	نسبت سے مثل جگنو کے ہے تو
پیر گشتی و رہ ندانستی	تو نہ پیری کہ طفل کتّابی [۴]
بوڑھا ہوا تو اور راہ حق کی نہ جانی تو نے	تو نہیں بوڑھا ہے تو بلکہ لڑکا مکتب کا ہے تو

[۱] کعاب بمعنی بازی کنندہ لعب ۱۲ [۲] کذاب بالکسر بتشدید ذال معجمہ دروغ گفتن و بالفتح و تشدید ذال معجمہ دروغگو از منتخب ۱۲۔ [۳] اضافت اے نسبت کردن [۴] کتاب بالضم و تشدید بمعنے نویسندگان یعنی مکتب و دبیرستان منتخب و صراح ۱۲

خاتمة الطبع

شادابی گلستان سخن بآبشاری حمد و شکر بہار آفرینی ست کہ باغ جہان و جنان را برباحین بوقلمون مزین فرمود و سیرابی بوستان کلام بآبیاری صلوٰۃ و سلام برسید انامی ست کہ گلزار رسالت را بہ ثمرات قوانین صلاح و فلاح دارین مرتب نمود اما بعد این بہارستان عالم یعنی گلستان مترجم کہ نقل منتش از نسخہ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی و انتخاب ترجمہ و حواشی او از نسخہ مطبوعہ کلکتہ وغیرہ نمودہ شد بار ہم بتصحیح تمام بماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۴ھ حسب ایمای جناب حاجی ملک دین محمد صاحب اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب کشمیری بازار و مالکان کتب خانہ دین محمدی بل روڈ لاہور و مالک مطبع دین محمدی الیکٹرک پریس بل روڈ لاہور کہ دوکان ایشان قرآن مجید مترجم و معرا حمائل شریف و پنجسورہ و جملہ کتب عربی فارسی ہر قسم بقیمت ارزان دستیاب میشود باہتمام خود چاپ شدہ بصارت افزای چشم منتظران گردید۔ بقلم اللہ رکھا کاتب از روہ